القول المتين

في

أمر يزيد اللعين

(یزید کے کفر اور اُس پر لعنت کا مسئلہ؟)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

القول المتين في أمر يزيد اللعين

(یزید کے کفر اور اُس پر لعنت کا مسئلہ؟)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

تالیف: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

زیرِ اہتمام: فرید ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi)

مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور

اِشاعت نمبر 1: اگست 2022ء [1,100-پاکستان]

قیمت: -/1500 روپے

fmri@research.com.pk

بسم الله الرحمن الرحيم

مولاي صل وسلم دائما أبدا

على حبيبك خير الخلق كلهم

محمد سيد الكونين والثقلين

والفريقين من عرب ومن عجم

اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه وبارك وسلم

فہرست

عہدِ یزید — دین و ملت کے لیے باعثِ شرّ و فساد

یزید نے براہِ راست قتلِ حسین علیہ السلام کا حکم دیا

فہرست

یزید کی سفاکیت اور گھناؤنے کردار کا بیان

(صحابہ و تابعین اور اکابرینِ اُمت کی گواہی)

یزید پر لعنت کے جواز میں ائمہ کرام کی تصریحات

اِثباتِ کُفرِ یزید میں ائمہ عظام اور علماء کرام کی تصریحات

اِثباتِ کُفرِ یزید کے دیگر شرعی دلائل

حدیثِ قسطنطنیہ اور اِزالۂ اِشکال

یزید کے حواریوں کا دنیا میں ہی
کفار کی طرح عبرت ناک انجام سے دوچار کیا جانا

یزید کے آخرِ وقت کے ذِلّت انگیز کرتوت اور عبرت ناک کافرانہ انجام

پیش لفظ

یہ بد قسمتی ہے کہ حقائق سے لاعلمی کی بنا پر بعض لوگ امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے باب میں خلطِ مبحث کرتے ہوئے یزید کے بجائے صرف عراق کے گورنر عبید اللہ بن زیاد کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ اس طرح اپنے تئیں یہ "محققین" یزید کو بری الذمہ قرار دینے یا اُس کی سفاکیت و بہیمیت پر پردہ ڈالنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔ اس تشکیک و اِبہام کی وجہ سے عوام الناس مخمصے کا شکار ہو کر سوچنا شروع کردیتے ہیں کہ آخر اِس اَلم ناک سانحے اور نواسۂ رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی شہادت کا اَصل ذمہ دار کس کو ٹھہرایا جائے؟

ہر دور کا ایک فتنہ ہوتا ہے اور اَہلِ حق ہر دور میں اُس فتنے کی بیخ کنی و سرکوبی کے لیے جملہ وسائل اور توانائیاں بہ رُوئے کار لانے میں ایک لحظہ کا پس و پیش گوارا نہیں کرتے، وہ اس فتنے اور اس کا پرچار کرنے والوں کا علمی و فکری اور لسانی و قلمی محاکمہ و محاسبہ کرتے ہیں۔ اِسی تناظر میں یاد رہے کہ یہ خارجی اور ناصبی ذہنیت ہی ہے جس نے امام عالی مقام علیہ السلام کی ذاتِ اقدس اور اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کے ساتھ محبت و مودت کو کم کرنے کے لیے طرح طرح کے فکری و اعتقادی اور تاریخی و نظریاتی مغالطے پیدا کیے ہیں اور تشکیک پر مبنی ابحاث کی روایت ڈالی ہے۔ انہی شکوک و شبہات کے ازالے کے لیے زیرِ نظر کتاب تالیف کی گئی ہے۔

ستم بالائے ستم کہ ایسی مذموم و مسموم سوچ کے ذریعے نواسۂ رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی شہادت اور سفاکانہ قتل کو چھپانے کے سنگین جرم کا ارتکاب کیا جا رہا ہے۔ اِسی پر بس نہیں بلکہ اسے "اندھا" اور "بے نامی قتل" اور ان کے قاتلوں کو "نامعلوم" بنانے اور ان کے بارے میں ابہام پیدا کرنے کی خارجی ذہنیت کو پروان چڑھایا جا رہا ہے۔ بحمد اللہ! یہ گھناؤنا فعل پوری طرح بے نقاب ہو چکا ہے۔ یہ تو طے ہے کہ اس سازش نے خارجی فکر کی کوکھ سے جنم لیا ہے۔ لیکن اذیت رساں امر

یہ ہے کہ اس خارجی فکر نے عالم عرب پر بھی منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ دنیائے عرب میں اہل سنت حکمرانوں کے اہل تشیع کے ساتھ سیاسی اختلافات ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ انہوں نے ان سیاسی اختلافات کو عقائد کے ساتھ خلط ملط کرکے محبتِ اہل بیت اطہار عَلَيْهِمُ السَّلَام، ذکرِ شہادتِ حسین عَلَيْهِ السَّلَام اور قاتلین امام حسین پر لعن وطعن کو شیعیت کے ساتھ جوڑ دیا ہے، حالاں کہ یزید پر لعنت بھیجنے کے حوالے سے خود ائمۂ اہل سنت کی تصریحات سے کتب بھری پڑی ہیں۔سیاسی اختلافات کو مذہبی عقائد سے جوڑ دینے کی یہ مکروہ سازش تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے۔

مودت و محبتِ اہل بیتِ اطہار عَلَيْهِمُ السَّلَام اہل سنت و جماعت کے ایمان کا حصہ ہے جو نصوصِ قرآن، احادیثِ صحیحہ اور سنتِ نبوی سے ثابت ہے۔اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ سنتِ نبوی، صحابۂ کرام، تابعین، اتباع التابعین، ائمہ کرام، فقہائے عظام، محدثین اور ائمۂ اصولِ دین سے ہر عہد میں تسلسل کے ساتھ نقل ہوتا چلا آیا ہے۔ موجودہ زمانے میں اہل سنت و جماعت کے اہل بیتِ اطہار عَلَيْهِمُ السَّلَام کے ساتھ محبت و مودت والے اس صحیح عقیدے کو سیاست کی نذر کر کے پردۂ اِخفا میں رکھنے کی سعی مذموم کی جا رہی ہے اور اِس کے تذکرے کو بھی سیاسی مقاصد کے تحت کم کر دیا گیا ہے۔ بعض ممالک کے ایران کے ساتھ سیاسی اختلافات ہیں۔ اِنقلابِ ایران کے بعد بالخصوص بعض عرب ممالک نے اس خدشے کے پیشِ نظر کہ اُن کے ہاں کوئی شیعہ تحریک شروع نہ ہوجائے، شیعہ عقیدے اور مسلک کے لوگوں کی کڑی نگرانی شروع کردی، حالاں کہ یہ اُن کے اپنے مقامی و داخلی تنازعات اور سیاسی معاملات ہیں جن کا عقیدے سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہر حکومت کے اپنے مقامی مسائل، سیاسی مصلحتیں اور اپنی سیاسی تدبیرات و تزویرات ہیں۔ ہر کسی کا حق ہے کہ وہ اپنے ملک کی سیاست کس طرح چلاتا ہے اور اپنے معاملات سے کس طرح نبرد آزما ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ سراسر مقامی، علاقائی اور سیاسی معاملات کا حصہ ہیں جن پر سیاسی تجزیے تو بنتے

ہیں مگر اُن کا عقائد کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں بنتا۔ تاہم بدقسمتی سے ان سیاسی عوامل کے اثرات براہِ راست عقائد پر مرتب ہوئے اور ان کی وجہ سے لوگوں کے عقائد اور نظریات بھی متاثر ہونے لگے۔

تاریخی طور پر خارجیت کا تسلسل صدرِ اوّل سے چلا آ رہا ہے۔ان کا فکری ارتقاء و اِستحکام اگرچہ سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے دورِ خلافت میں ہو چکا تھا مگر ان کا عملی ظہور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے زمانۂ خلافت میں ہوا۔ حُبِّ اَہلِ بیتِ اَطہار عَلَیْهِمُ السَّلَام کو شیعیت قرار دینا بھی اِسی خارجی ذہن کی پیداوار ہے مگر گزشتہ تیس چالیس سال سے یعنی 1980ء کی دہائی میں رُونما ہونے والی سیاسی تبدیلیاں بھی خارجی ذہنیت کے اس تسلسل کا حصہ بن گئیں۔ مختلف ممالک کے عمل، ردِّ عمل اور سیاسی تبدیلیوں کے نتیجے میں علاقائی و داخلی اور سرحدی تنازعات پیدا ہوتے ہیں، مگر وہاں کی حکومتوں نے براہ راست عقیدہ کی زمامیں اور طنابیں بھی اپنے ہاتھوں میں لے لیں۔شیعہ سنی ممالک اور وہاں کی سیاسی حکومتوں کے مابین عمل اور ردِّ عمل کے طور پر ان اثرات کا ہونا تو سمجھ میں آتا ہے مگر بدقسمتی سے اِس سیاسی تبدیلی کے اثرات نے اَہلِ سنت کے عقیدے کے آبگینے پر بھی خراشیں ڈال دی ہیں۔ گویا سیاسی عوامل نے عقائد کو بھی متاثر کر دیا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں شیعہ سنی فسادات نے اس خارجی سوچ کو ہوا دی۔دونوں مسالک کے انتہا پسند گروہوں نے اپنے اپنے مسلک کے پیروکاروں کو فسادات پر اُبھارا، عسکری ونگ اور مسلح لشکر اور جتھے بنائے اور نتیجے کے طور پر قتل و غارت گری ہوئی جس سے اِنتہا پسندوں کے لیے فتویٰ بازی کی راہ کھلی اور ایک دوسرے کے خلاف تکفیری مہم چل نکلی۔حقیقت یہ ہے کہ ان فسادات کے پیچھے بھی داخلی و خارجی اور سیاسی مقاصد و عوامل کارفرما تھے: ان میں سے بعض کا تعلق تو مسلکی اِنتہا پسندی سے تھا، بعض کا علاقائی سیاست سے اور بعض حکومتی مصالح سے حتیٰ کہ بعض کا تعلق بین

الاقوامی ایجنڈے سے تھا۔ عالمِ اِسلام کے خلاف یہ چہار جہتی ایجنڈا تھا اور اس کے عملی نفاذ کے لیے بے تحاشا فنڈنگ کی گئی۔

موجودہ وقت میں اُمتِ مسلمہ کو تباہ حال بنانے کے لیے بین الاقوامی ایجنڈا دہشت گردی کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اُمت مسلمہ میں دہشت گردی کے شعلوں کو ہوا دی گئی، بالکل اُسی طرح جس طرح اس سے پہلے فرقہ واریت کے الاؤ بھڑکائے گئے تھے۔ دہشت گردی کے ایجنڈے کے نفاذ میں پہلے سے موجود فرقہ وارانہ فسادات اور انتہاپسندانہ رُجحانات نے مرکزی کردار ادا کیا۔ دہشت گردی اور دہشت گردوں کو مالی مدد مہیا کر کے مختلف ممالک کی داخلی سلامتی کو معرضِ خطر میں ڈال دیا گیا۔ کئی ممالک کے ٹکڑے کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُن کے امن اور سکون کو غارت کر دیا گیا۔

مسلکی عداوت، علاقائی سیاست اور بین الاقوامی ایجنڈا؛ ان سب عوامل نے مل کر لاشعوری طور پر مسلمانوں کے ذہن بدل دیے اور حالت یہ ہو گئی ہے کہ اب اُنہیں یہ احساس ہی نہیں ہے کہ ہم اُسی پیڑ کی جڑیں کاٹ رہے ہیں جس کے سائے تلے خود بیٹھے ہیں۔ اس مسلکی و اِعتقادی مخاصمت کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب اَہلِ بیت کا نام لینے کو شیعیت سمجھا جانے لگا ہے۔ سیدنا علی المرتضی، سیدہ کائنات، امام حسن، امام حسین یا اَہلِ بیتِ اَطہار عَلَیۡهِمُ السَّلَام کا اگر محبت و ادب سے ذکر کیا جائے تو فوراً فتویٰ داغ دیا جاتا ہے کہ یہ شیعیت بول رہی ہے۔ اِسی طرح یزید پلید اور اس کے اَعوان و اَنصار جنہوں نے امام عالی مقام کی شہادت میں کلیدی کردار ادا کیا، جب ان پر لعن طعن کی جائے اور اُن کے سنگین جرم کی مذمت کی جائے تو بھی یہی باور کرایا جاتا ہے کہ اس طرح کہنے والے اَہلِ تشیع ہیں یا ان کی طرف راغب ہیں۔ گویا مزعومہ سیاسی ایجنڈے کے عملی نفاذ کے لیے لاشعوری طور پر مسلمانوں کے قلوب و اَذہان اور اُن کے عقائد و نظریات کی شریانوں میں یہ زہر گھول دیا گیا ہے۔ اس بڑھتے ناسور اور مذموم سوچ نے اچھے

پیش لفظ

بھلے صحیح العقیدہ لوگوں کے ذہن بھی گرد آلود کر دیے ہیں اور عامۃ الناس کو مخمصے میں ڈال دیا ہے کہ معلوم نہیں یزید واقعۂ کربلا میں ملوث تھا بھی یا نہیں۔ اِس مسموم خارجی سوچ کی وجہ سے نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اَہلِ بیتِ اَطہار عَلَیہِمُ السَّلَام کی محبت و مودّت تو دور کی بات اب اُن مقدس ہستیوں کا احترام تک بھی نہیں کیا جاتا۔ ان خارجی اثرات نے مجموعی طور پر ایسی فضا پیدا کر دی ہے جس کی وجہ سے میں نے ضروری سمجھا کہ اِس موضوع پر لکھ کر اَہلِ بیتِ اَطہار عَلَیہِمُ السَّلَام کے حوالے سے عامۃ المسلمین کے ذہنوں کے آئینوں پر پڑی گرد کو ہٹا یا جائے اور اُن کے عقائد کو صاف اور اُجلا کیا جائے اور ساتھ ہی اِس حوالے سے قرآن و حدیث سے ثابت شدہ اور گزشتہ چودہ صدیوں سے متداول اَہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ بھی وضاحت کے ساتھ پیش کیا جائے۔ ذہن نشین رہے کہ حبِ اَہلِ بیت پر مبنی اَہلِ سنت کے اس عقیدے کا شیعیت و رافضیت سے بال برابر اور رتی بھر تعلق نہیں ہے بلکہ یہ اَہلِ سنت کی اپنی اِعتقادی میراث، فکری تاریخ اور ایمانی اساس ہے۔ میرا کام آئمہ و صوفیاء کے اِس نقطۂ نظر اور عظیم دینی میراث کی حفاظت کرنا، شکوک و شبہات کا اِزالہ کرنا، اِعتقاد کی توضیح اور اس میں شفافیت پیدا کرنا اور اَہلِ سنت و جماعت کے اَہلِ بیتِ اَطہار عَلَیہِمُ السَّلَام کے ساتھ محبت و مودّت کے اس بیش قیمت حقیقی عقیدے کا اِحیاء اور دفاع کرنا ہے۔

باری تعالیٰ ہمیں دینِ مبین کا کامل فہم نصیب فرمائے اور اَہلِ بیتِ اَطہار عَلَیہِمُ السَّلَام کی محبت و مودت اور جمیع صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنہُم کی تکریم و تعظیم نصیب فرمائے اور ان کی اِتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام)

خادمِ اَہلِ بیتِ اَطہار

(محمد طاہر القادری)

باب نمبر: 1

قرآن و حدیث اور مسئلہ کُفرِ یزید

تمہید

یہ امر انتہائی تشویش ناک اور غایت درجہ اذیت رساں ہے کہ سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کے لیے خارجی ذہنیت ایک طے شدہ حکمتِ عملی کے تحت فروغ پا رہی ہے۔ اِس سازش کے تحت اِسلامیانِ عالم کے مسلّمہ اِعتقادات کو اِبہامات و اِشکالات کا شکار کیا جا رہا ہے۔ اس سازش کا پہلا ہدف ملتِ بیضا کے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام سے محبت و مودّت کے رشتے کو کمزور کرنا ہے، تاکہ اِس نسبتِ حُبی سے اُمت کے دامن کو تہی کر کے اسے ایک جسدِ بے روح اور لاشۂ بے جاں بنا دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ امت ایک وجود ہے تو حبِ اہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام اس کے سینے اور پہلو میں دھڑکنے والا قلبِ جواں ہے۔ خارجی ذہنیت کا مقصدِ وحید یہ ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے مسلمانانِ عالم کے بدن سے حبِ اہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کی روح سلب کر لی جائے۔

اس بات پر بھی زور دیا جاتا ہے کہ اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کے نفوسِ قدسیہ کی شہادت بھی نفسِ انسانی کے عام قتل کی طرح ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ فعل حرام تو ضرور ہے مگر اِسے کفر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اِن فقہی موشگافیوں کا سہارا لے کر درحقیقت یزید اور اس کے حواریوں کے ناقابلِ معافی سنگین جرائم اور لرزہ خیز و شرمناک اور اذیت ناک مظالم پر پردہ ڈالنے کی جسارت کی جاتی ہے۔

اِسی طرح یہ شبہ بھی وارد کیا جاتا ہے کہ ”واقعۂ کربلا میں اَہلِ بیتِ نبوی اور عترتِ رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی اہانت اور بے حرمتی کے واقعات صرف من گھڑت قصے اور کہانیاں ہیں، جنہیں صرف زیبِ داستاں کے لیے بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے بھی اصل حقیقت تشکیک و ارتیاب کی گرد میں گم ہوگئی ہے۔ لہٰذا اس واقعہ کے حوالے سے پورے تیقن کے ساتھ کوئی حکم قائم نہیں کرنا چاہیے۔“

آیئے! اِس امر کا جائزہ لیں کہ کیا واقعۂ کربلا میں اہلِ بیتِ نبوی عَلَيْهِمُ السَّلَام اور عترتِ رسول عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی اہانت اور بے حرمتی کے واقعات مؤرخین کے وضع کردہ قصے کہانیاں ہیں؟ کیا محدثین، ائمۂ جرح و تعدیل اور ائمہ فقہ کی کتب میں موجود تمام کی تمام تفصیلات ضعیف، موضوع یا کمزور روایات ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ ناقابلِ تردید مسلمہ حقائق اور وقوع پذیر واقعات ہیں جن کی بنیاد مستند روایات پر ہے۔ مؤرخین کے علاوہ ان کی توثیق بڑے بڑے ائمہ حدیث، ائمہ فقہ، متکلمین اور اکابرِ اُمت نے بھی کی ہے۔ اِن تمام حقائق کو ذیلی سطور میں زیرِ بحث لایا جائے گا۔

1۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت پہنچانے کا حکم

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت پہنچائے تو اُس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ [الأحزاب، 33/ 57]

”بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ) کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اُس نے ان کے لیے ذلّت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہےo“

اگر کسی نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت پہنچائی تو اللہ رب العزت نے اُس اذیت کو اپنی ذات کے ساتھ منسوب کر دیا کہ گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے معمولی معاملات میں بھی اپنے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت پہنچانے سے منع کیا ہے۔ یہ امر غور طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو براہِ راست اذیت پہنچانا ممکن نہیں، اللہ رب العزت کی ذاتِ اقدس ایسے احساسات سے پاک ہے۔ اذیت

تو رسول ﷺ کی ذات کو پہنچتی ہے جسے اللہ رب العزت اپنی اذیت قرار دیتا ہے۔ جیسے رسول ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، رسول ﷺ سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ہے، رسول ﷺ کی حرمت اللہ تعالیٰ کی حرمت ہے رسول ﷺ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، اسی طرح رسول ﷺ کواذیت پہنچانا اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچانا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب الصارم المسلول میں مذکورہ بالا آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے جامع اور شستہ انداز میں من آذی الرسول ﷺ فقد آذی اللہ کا عنوان قائم کیا ہے۔ اس عنوان کے تحت علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

إِنَّهُ قَرَنَ أَذَاهُ بِأَذَاهُ كَمَا قَرَنَ طَاعَتَهُ بِطَاعَتِهِ، فَمَنْ آذَاهُ فَقَدْ آذَى اللهَ تَعَالَى، وَقَدْ جَاءَ ذَلِكَ مَنْصُوصًا عَنْهُ. وَمَنْ آذَى اللهَ فَهُوَ كَافِرٌ(1).

”اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کی اذیت کو اپنی اذیت کے ساتھ متصل کیا جس طرح آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ لہٰذا جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کو اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی۔ یہ بات منصوص ہے کہ جو اللہ کو اذیت دیتا ہے وہ کافر ہے۔“

علامہ ابن تیمیہ نے یہ تصور مزید واضح کرتے ہوئے لکھا ہے:

وَأَنَّ جِهَةَ حُرْمَةِ اللهِ تَعَالَى وَرَسُوْلِهِ جِهَةٌ وَاحِدَةٌ. فَمَنْ آذَى

---

(1) ابن تيمية في الصارم المسلول، ص/ 86.

الرَّسُوْلَ فَقَدْ آذَى اللهَ. وَمَنْ أَطَاعَهُ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ لِأَنَّ الْأُمَّةَ لَا يَصِلُوْنَ مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَبِّهِمْ إِلَّا بِوَاسِطَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ (2).

”اللہ تعالیٰ کی عزت و حرمت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت و حرمت کی جہت ایک ہی جہت ہے۔ جس نے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تکلیف واذیت دی اس نے یقیناً اللہ کو تکلیف و اذیت دی، اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی کیونکہ امت آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وساطت اور وسیلے کے بغیر ہرگز اللہ کو نہیں پا سکتی۔“

اس تفصیل سے ثابت ہوگیا ہے کہ جب اللہ اور اُس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حقوق ایک ہیں تو جس نے خانوادۂ رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کو اذیت پہنچائی، اُس نے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اذیت دی؛ اور رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اذیت دینا در حقیقت اذیتِ خدا ہے اور اذیتِ خدا کُفر ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اذیت پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس پر دنیا میں بھی لعنت کی اور آخرت میں بھی لعنت کی ہے۔ جب کہ ذلت انگیز عذاب اس کے علاوہ تیار کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں وَأَعَدَّ لَهُمْ کے الفاظ بذات خود تاکید ہیں۔ جب کسی کی معمولی خطا پر زجر و توبیخ اور تادیب کرنا مقصود ہو تو اُسے ہلکی سزا دی جاتی ہے یا صرف تنبیہ کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن و حدیث میں متعدد مثالیں ملتی ہیں، لیکن جو عذاب پوری تیاری کے بعد دیا جائے تو اس کے اثرات و نقوش اَنمٹ ہوں گے۔ یہی وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم

---

(2) ابن تيمية في الصارم المسلوم، ص/ 87.

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اذیت دینے والوں کے لیے پہلے ہی عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور یہ بات صرف عذاب تک ختم نہیں کی بلکہ مزید تاکید فرمائی کہ وہ عذاب مُہِین ہے جو ذلالت و رسوائی اور رذالت و حقارت کی پستیوں میں گرانے والا ہے۔

عذاب کی اَقسام

قرآن مجید میں عذاب کا ذکر مختلف الفاظ اور صفات کے ساتھ آتا ہے:

(1) عذابِ عظیم

(2) عذابِ اَلیم

(3) عذابِ مُہِین

ہر قسم کے جرم کے نتیجے میں انسان عذابِ جہنم کا سزاوار ٹھہرے گا۔

(1) عذاب عظیم

یہ کافروں اور غیر کافروں دونوں کے لیے آتا ہے۔ یہ ظالموں، فاسقوں، جھوٹوں یعنی ہر قسم کے مجرموں کے لیے ہے۔ جیسا کہ:

1۔ سورۃ آلِ عمران میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [آل عمران، 3/ 176]

”اور ان کے لیے زبردست عذاب ہےo“

2۔ سورۃ المائدہ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [المائدۃ، 5/ 33]

”اور ان کے لیے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہےo“

(2) عذاب الیم

اِس کا معنی دردناک عذاب ہے۔ یہ عام طور پر غیر کافروں کے لیے آتا ہے،

اگرچہ کافروں کے لیے بھی آتا ہے۔

1۔ سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ﴾ [البقرة، 2/ 10]

”اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھےo“

2۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [البقرة، 2/ 104]

”اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہےo“

(3) عذاب مہین

جب عذاب کی شدت اس سے بھی بڑھانا مقصود ہو تو ”عذابِ مُہین“ آتا ہے۔ عذاب مہین بڑی ہی تکلیف دہ، اذیت رساں اور درد انگیز سزا کو کہتے ہیں جو مجرم کو ہر جگہ ذلیل و خوار کر کے رکھ دے اور اس کے وجود کو اتنی تکلیف پہنچائے کہ دوسرے بھی عبرت حاصل کرنے لگ جائیں۔ غور طلب بات ہے کہ آخرت میں ”عذابِ مُہین“ دیے جانے کا لفظ صرف کفر اور شرک کے مرتکبین یعنی کفار و مشرکین کے لیے آتا ہے،یعنی یہ الفاظ شرک اور کفر سے کم درجے کے جرم کے لیے قرآن حکیم میں نہیں آئے۔ چنانچہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت پہنچانے والا ”عذابِ مُہین“ کا مستحق ہو کر کفار و مشرکین کے زمرے میں شامل ہو گیا۔ گویا اِسلام سے اس کا سر مُو بھی تعلق نہیں رہا۔ قرآن مجید سے اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1۔ سورۃ البقرہ میں فرمایا:

﴿وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ [البقرة، 2/ 90]

اور کافروں کے لیے ذلّت انگیز عذاب ہےo

2۔ سورۃ النساء میں فرمایا:

﴿وَأَعۡتَدۡنَا لِلۡكَٰفِرِينَ عَذَابٗا مُّهِينٗا﴾ [النساء، 4/ 37]

اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہےo

سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 178، سورۃ النساء کی آیت نمبر 14، سورۃ الحج کی آیت نمبر 57، سورۃ الجاثیۃ کی آیت نمبر9 اور سورۃ المجادلۃ کی آیت نمبر 5 میں بھی اسی طرح بیان ہوا ہے۔ غرضیکہ قرآن مجید کے تمام مقامات میں اُخروی "عذابِ مُہین" کا ذکر صرف کفار کے لیے وارِد ہوتا ہے۔

قرآن مجید کے مقرر کردہ تین معیارات سے یہ تعین کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ سوائے کافروں کے پورے قرآن مجید میں "عذابِ مُہین" کا لفظ کسی کے لیے نہیں آیا۔ جب حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے "عذابِ مُہین" تیار کیا ہے تو اِس کا مطلب ہے کہ رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت پہنچانے والا براہِ راست اُس اذیت پہنچانے کے فعل کے ارتکاب سے کافر ہو گیا۔اب اُس کے اِثباتِ کُفر کے لیے مزید علتوں کو تلاش کرنا ممکن نہیں رہا۔ اب ایسے شخص کے بچاؤ کے لیے علمی، فقہی، اُصولی اور کلامی موشگافیوں کو تلاشنے اور تراشنے کا ہر دروازہ اور راستہ بند ہو چکاہے۔یہ ریت میں ہل چلانے اور سمندر میں نمک کا قلعہ تعمیر کرنے کے مترادف ہے۔ اس تناظر میں شہادتِ امامِ حسین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ کو نفسِ انسانی کے قتل کے حکم کے زمرے میں شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ اُسے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت پہنچانے کے حکم کے ذیل میں شمار کر کے شرعی حکم لگایا جائے گا۔

2۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت دینے اور عام مومنین کو اذیت دینے میں فرق

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت پہنچانے اور عام مومنین کو اذیت دینے میں کیا فرق ہے؟ اس پر سورۃ الاحزاب میں دو آیات اکٹھی آئی ہیں۔ آیت نمبر 57 میں فرمایا کہ جو رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت دیتے ہیں اُن کا حکم یہ ہے کہ اُن پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ذلت انگیز عذاب تیار ہے۔ گویا وہ کافر ہو گئے کہ اُن کے لیے بھی وہی عذاب ہے جو کفار کے لیے ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگلی آیت میں فرق کرتے ہوئے بتلا دیا کہ جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت دیتے ہیں، اُن کا حکم کیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ بِغَيْرِ مَا ٱكْتَسَبُوا۟ فَقَدِ ٱحْتَمَلُوا۟ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ [الأحزاب، 33/ 58]

”اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت دیتے ہیں بغیر اِس کے کہ انہوں نے کچھ (خطا) کی ہو تو بے شک انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ (اپنے سَر) لے لیاo“

پہلی آیت میں ذکر ہے کہ جو رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت دیتے ہیں، ان کے لیے ”عذابِ مُہین“ ہے اور دنیا اور آخرت میں انہیں کافر اور ملعون قرار دیا۔ اگلی آیت میں فرمایا کہ جو مومنوں کو اذیت دیتا ہے تو وہ بہت بڑے بہتان اور گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ اب آپ ہی خدا لگتی کہیے کہ جس ہستی کی بیعت، اطاعت اور محبت کسی کو ایمان کی دولت سے مالا مال کرنے اور صاحب ایمان ہونے کا شرف عطا کرتی ہے، جو ایمان کا منبع و سرچشمہ اور مآخذ و مصدر ہے۔ جو اس عظیم ہستی رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو خواہ براہِ راست اذیت دیتا ہو، خواہ رسول

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی ذات کی نسبت سے اَہلِ بیتِ اَطہار عَلَيْهِمُ السَّلَام کو اذیت دیتا ہو، اسے "عذابِ مُّہین" سے کیسے بری اور مستثنیٰ تصور کیا جا سکتا ہے؟

دونوں آیتوں کا فرق بڑا واضح ہے۔ جب مومنوں کی بات کی تو فرمایا: یہ بڑا گناہ ہے۔ مگر جب رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت دینے کی بات آئی تو فرمایا کہ اللہ کی اس پر لعنت ہے اور اُس کے لیے ذلت ناک عذاب تیار ہے۔ یہ فرق عقیدے اور شرعی حکم کے باب میں قطعی فیصلہ ہے۔ یہاں رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت دینے والے کے لیے دنیا و آخرت کی لعنت بھی ہے اور "عذابِ مُّہین" کے ذریعے اس کے کفر کا اعلان بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو مسلمانوں کی طرح عام مسلمان سمجھنا یا اپنا بڑا بھائی سمجھنا یا اپنے جیسا سمجھنا یا اپنوں میں سے کسی کی تکریم جیسی تکریم کرنا اللہ کی تقسیم اور اس کے فارمولے کے خلاف ہے۔ ربِ کائنات نے مومنوں کا ذکر کرنے کے لیے الگ آیت نازل فرمائی اور رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی اذیت کے لیے الگ آیت نازل فرمائی ہے۔

علامہ ابن تیمیہ دونوں اذیتوں میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَ أَذَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَذَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، فَجَعَلَ عَلَى هَذَا أَنَّهُ احْتَمَلَ ﴿بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ [الأحزاب، 33/ 58]. وَجَعَلَ عَلَى ذَلِكَ اللَّعْنَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُ الْعَذَابَ الْمُهِيْنَ. وَمَعْلُوْمٌ أَنَّ أَذَى الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ يَكُوْنُ مِنْ كَبَائِرِ الْإِثْمِ، وَفِيْهِ الْجَلْدُ وَلَيْسَ فَوْقَ ذَلِكَ إِلَّا الْكُفْرُ(3).

---

(3) ابن تيمية في الصارم المسلول على شاتم الرسول، ص/ 87.

"اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی اذیت اور اہل ایمان کی اذیت میں قرآن نے فرق بیان کیا ہے۔ اہل ایمان کی ایذاء پر کہا کہ اس (مجرم) نے جھوٹ اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا جب کہ اذیت رسول پر کہا کہ دنیا و آخرت میں اس پر لعنت ہو اور اس کے لیے ذلیل و رُسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوگیا کہ اہلِ ایمان کو ایذا دینا کبھی گناہِ کبیرہ میں شمار ہوتا ہے اور اس میں سزا کوڑے مارنا ہے، جب کہ اس سے بڑا جرم صرف کفر ہی ہے۔"

3۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اذیت دینے والے کا قرآنی حکم

رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینے کے باب میں ایک اور واقعہ بھی ہے، اُس واقعہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کو اذیت دی گئی۔ اُس کا حکم الگ الفاظ میں قرآن مجید میں آیا ہے۔ جب اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی تو قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَرْمُونَ ٱلْمُحْصَنَٰتِ ٱلْغَٰفِلَٰتِ ٱلْمُؤْمِنَٰتِ لُعِنُوا۟ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [النور، 24/ 23]

"بے شک جو لوگ ان پارسا مومن عورتوں پر جو (برائی کے تصور سے بھی) بے خبر اور ناآشنا ہیں (ایسی) تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت (دونوں جہانوں) میں ملعون ہیں اور ان کے لیے زبردست عذاب ہےo"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت مبارکہ کا شانِ نزول بیان کرتے ہیں:

إِنَّمَا كَانَ هَذَا فِي عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا خَاصَّةً(4).

"یہ آیت خصوصیت کے ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازل ہوئی ہے۔"

جب تہمت لگانے کی اذیت ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے آئی تو قرآن مجید نے یہ الفاظ استعمال کیے:

﴿لُعِنُواْ فِي ٱلدُّنْيَا وَٱلْأٓخِرَةِ﴾ [النور، 24/ 23]

"وہ دنیا اور آخرت (دونوں جہانوں) میں ملعون ہیں۔"

یعنی جو لوگ برائی کے تصور سے بھی ناآشنا ان پارسا مومن عورتوں پر ایسی تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں ملعون ہیں۔ ... اُن پر دنیا میں اور آخرت میں بھی لعنت کر دی گئی۔ ... کیوں؟ ... اس لیے کہ یہاں معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن یعنی حرمِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ہے۔

ایک غور طلب نکتہ

اب ذرا سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 58 اور سورۃ النور کی آیت نمبر23 کو اکٹھا سامنے رکھ کر مطالعہ کریں۔ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 58 میں فرمایا کہ جو بے گناہ مومن مردوں اور مومن عورتوں پر بہتان لگاتے ہیں انہوں نے کھلے گناہ کا بوجھ اپنے سر اُٹھا لیا۔ یہاں اُن پر لعنت نہیں بھیجی۔ مگر جب وہی فعل ایک ہستی کے ساتھ جڑ گیا

---

(4) ابن تيمية في مجموع الفتاوى، 15/ 361.

ہے جو اَزواجِ رسول میں سے ہے کہ جن کو اذیت دینا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو اذیت دینا ہے، جن کی حرمت اور عزت و تکریم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی عزت و تکریم کے ساتھ جُڑی ہوئی ہے تو قرآن مجید نے حکم ہی بالکل جدا کر دیا اور فرمایا کہ وہ دنیا اور آخرت (دونوں جہانوں) میں ملعون ہیں۔

اِس سے آپ اندازہ کرلیں کہ کسی عام نفسِ اِنسانی کواذیت دینا کیا اہمیت رکھتا ہے اور آقا عَلَیْہِ السَّلَام کی اَزواجِ مطہرات اور اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُنَّ کے لیے اس کی اہمیت کیا ہے؟ نفسِ رسول، ذاتِ رسول اور عترتِ رسول عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کو اذیت دینے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی شدت کا عالم کیا ہو گا؟

4۔ کیا امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کا قتل، عام مسلمان کے قتل کی مانند ہے؟

اِس امر کا جائزہ لیناچاہیے کہ کیا یوں سوچنا جائز ہے کہ شہادت امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام ایک عام انسان کا قتل ہے؟ کیا شہادت امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام اور عام نفس انسانی کا قتل یکساں جرم ہے؟ کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہیں شہید کرنے سے کوئی شخص کافر نہیں ہوجاتا؟ انسانی نفس کا قتل حرام فعل ضرور ہے، مگر یہ باعثِ کفر نہیں ہے! مقامِ تاسف ہے کہ اس قسم کی بے سر و پا باتیں کرکے نوجوان نسل کے ذہنوں میں شکوک و شبہات کے کانٹے بوئے جا رہے ہیں اور یوں بہ زُعمِ خویش اُنہیں گمراہ کرنے کے منصوبے اور ایجنڈے کو آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ امام عالی مقام عَلَیْہِ السَّلَام کو نفسِ انسانی کے مقام پر کھڑا کرنا یا عترتِ رسول عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کے قتل کو عام نفوسِ انسانی کے قتل کے برابر ٹھہرانا اِنتہائی پست سوچ ہے! اِس کا تجزیہ و تحلیل مقتضیاتِ ایمان میں سے ہے۔

5۔ کیا قتلِ حسین علیہ السلام کا اقدام براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اذیت دینا نہیں ہے؟

سب سے پہلے قرآن مجید سے اِس اَمر کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا شہادتِ امام حسین علیہ السلام نفسِ انسانی کے قتل کے مترادف ہے؟

اوّلاً یہ امر ذہن نشین کر لیا جائے کہ نہایت سفاکانہ انداز میں امام حسین علیہ السلام کا قتل ایک انسانی جان کے قتل کا معاملہ نہیں بلکہ براہِ راست اذیتِ رسول کا مسئلہ ہے۔ اِس اَمر پر کوئی دوسری رائے نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اذیت پہنچانا کفر ہے۔ اب اس امر کو واضح کرنا ضروری ہے کہ جگر گوشۂ بتول، راکبِ دوشِ رسول امام عالی مقام حضرت حسین علیہ السلام اور اہلِ بیتِ نبی علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کو اذیت پہنچانا، اذیتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہے یا نہیں۔ اس بابت قرآن مجید میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَدْخُلُواْ بُيُوتَ ٱلنَّبِيِّ إِلَّآ أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَٰظِرِينَ إِنَىٰهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَٱدْخُلُواْ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَٱنتَشِرُواْ وَلَا مُسْتَـْٔنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى ٱلنَّبِىَّ فَيَسْتَحْىِۦ مِنكُمْ ۖ وَٱللَّهُ لَا يَسْتَحْىِۦ مِنَ ٱلْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُواْ رَسُولَ ٱللَّهِ وَلَآ أَن تَنكِحُوٓاْ أَزْوَٰجَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦٓ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ ٱللَّهِ عَظِيمًا﴾

[الأحزاب، 33/ 53]

اے ایمان والو! نبی (مکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو سوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے (پھر وقت سے پہلے پہنچ کر) کھانا پکنے کا انتظار کرنے والے نہ بنا کرو، ہاں جب تم بلائے جاؤ تو (اس وقت) اندر آیا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو (وہاں سے اُٹھ کر) فوراً منتشر ہو جایا کرو اور وہاں باتوں میں دل لگا کر بیٹھے رہنے والے نہ بنو۔ یقیناً تمہارا ایسے (دیر تک بیٹھے) رہنا نبی (اکرم) کو تکلیف دیتا ہے اور وہ تم سے (اُٹھ جانے کا کہتے ہوئے) شرماتے ہیں اور اللہ حق (بات کہنے) سے نہیں شرماتا، اور جب تم اُن (ازواجِ مطہرات) سے کوئی سامان مانگو تو اُن سے پسِ پردہ پوچھا کرو، یہ (ادب) تمہارے دلوں کے لیے اور ان کے دلوں کے لیے بڑی طہارت کا سبب ہے، اور تمہارے لیے (ہرگز جائز) نہیں کہ تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ (جائز) ہے کہ تم اُن کے بعد ابد تک اُن کی ازواجِ (مطہرات) سے نکاح کرو، بے شک یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا (گناہ) ہےo

یہ آیت کریمہ اپنے اِس حکم کے ذریعے وارد ہونے والے سیکڑوں شبہات اور اشکالات کا ازالہ کر رہی ہے۔ ذیل میں اِس آیت مبارکہ کے مختلف حِصص سے وارد شدہ اَحکامات کا جائزہ لیتے ہیں:

1۔ سب سے پہلے فرمایا کہ بلا اِجازت میرے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے گھر میں داخل نہ ہوا کرو:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَدۡخُلُواْ بُيُوتَ ٱلنَّبِيِّ إِلَّآ أَن يُؤۡذَنَ لَكُمۡ﴾

"اے ایمان والو! نبیِ (مکرّم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ) کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو سوائے اس کے کہ تمہیں اِجازت دی جائے۔"

2۔ دوسرا حکم یہ دیا کہ بارگاہِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ میں مقررہ وقت سے پہلے حاضر نہ ہوا کرو:

﴿إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ﴾

"(پھر وقت سے پہلے پہنچ کر) کھانا پکنے کا انتظار کرنے والے نہ بنا کرو۔"

3۔ اگلا حکم یہ فرمایا کہ جب نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ تمہیں مدعو کریں تو پھر تم آپ کے گھروں میں داخل ہو سکتے ہو۔

﴿وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا﴾

"ہاں جب تم بلائے جاؤ تو (اس وقت) اندر آیا کرو۔"

4۔ آگے یہ حکم فرمایا کہ کھانا تناول کرلینے کے بعد فوراً چلے جایا کرو اور طویل نشت سے میرے حبیب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ کو پریشانی میں مبتلا نہ کیا کرو۔

﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا﴾

"پھر جب کھانا کھا چکو تو (وہاں سے اُٹھ کر) فوراً منتشر ہوجایا کرو۔"

5۔ اس کے بعد فرمایا کہ میرے حبیب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں ایسے ہی طویل اور بلا مقصد گفت گو کرنے کے لیے نہ بیٹھے رہا کرو۔

﴿وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ﴾

"اور وہاں باتوں میں دل لگا کر بیٹھے رہنے والے نہ بنو۔"

6۔ اِن سب اُمور سے کیوں منع فرمایا؟ اس کا جواب آیت مبارکہ کے اگلے حصے میں دیا ہے:

﴿إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي ٱلنَّبِيَّ﴾

"یقینا تمہارا ایسے (دیر تک بیٹھے) رہنا نبی (اکرم) کو تکلیف دیتا ہے۔"

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے دولت کدہ میں اپنے اَصحاب کے لیے ضیافت کا اِہتمام کیا۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو کسی کا جی نہیں چاہتا تھا کہ بارگاہِ نبوت سے رخصت ہو۔ ہر کوئی زیادہ سے زیادہ بیٹھنے اور دیدارِ یار کا متمنی رہتا تھا۔ اِس شوق میں کھانے کے بعد باتوں میں مشغول ہوگئے۔ یوں مختلف اُمور پر گفت و شنید بھی جاری رہی اور حضور ﷺ کا دیدار بھی ہوتا رہا۔ جب بہت زیادہ دیر ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر نزولِ آیات کی صورت میں تادیب فرمائی۔

اندازہ کریں کہ کون کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور ﷺ کو اذیت دیتا ہے؟ دیر تک بیٹھے رہنا بھی حبیبِ خدا ﷺ کے لیے باعثِ اذیت ہے اور رب کو یہ گوارا نہیں۔ دس محرم الحرام کو اَہلِ بیتِ نبی پر جو قیامت ڈھائی گئی اُس پر حضور ﷺ کی اذیتوں کا کیا عالم ہوگا؟

7۔ پھر فرمایا:

﴿فَيَسْتَحْيِۦ مِنكُمْ ۖ وَٱللَّهُ لَا يَسْتَحْيِۦ مِنَ ٱلْحَقِّ﴾

"اور وہ تم سے (اُٹھ جانے کا کہتے ہوئے) شرماتے ہیں اور اللہ حق (بات کہنے) سے نہیں شرماتا۔"

اِس لیے میں خود حکم دے رہا ہوں کہ کھانے کے فوری بعد چلے جایا کرو۔

8۔ پھر فرمایا:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ﴾

"اور جب تم اُن (ازواجِ مطہرات) سے کوئی سامان مانگو تو اُن سے پس پردہ پوچھا کرو۔"

9۔ آگے فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا۟ رَسُولَ ٱللَّهِ﴾

"اور تمہارے لیے (ہرگز جائز) نہیں کہ تم رسول اللہ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ) کو تکلیف پہنچاؤ۔"

یہاں دوبارہ لفظ اذیت آیا ہے، یعنی اگر پردے کے بغیر کوئی چیز مانگو تو تمہارا یہ فعل بھی میرے پیارے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے لیے باعثِ اذیت ہو گا۔ لہٰذا حرمِ نبوی کی تکریم نہایت ضروری ہے۔

10۔ اِس کے بعد فرمایا:

﴿وَلَآ أَن تَنكِحُوٓا۟ أَزْوَٰجَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦٓ أَبَدًا﴾

"اور نہ یہ (جائز) ہے کہ تم اُن کے بعد ابد تک اُن کی ازواجِ (مطہرات) سے نکاح کرو۔"

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی ظاہری حیات کے بعد آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی کسی زوجہ مطہرہ سے نکاح کرنا منع اور حرام ہے۔ یہ بھی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے لیے باعثِ اذیت ہو گا۔ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ آج بھی اُسی طرح حیات ہیں جیسے وصال مبارک سے قبل تھے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی راحتیں، اذیتیں، تعظیم و تکریم اور ادب و احترام ابدی ہے۔ اس لیے اگر کوئی چمنِ مصطفوی کا ایک پھول بھی توڑے تو یہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے لیے ناگوار ہی نہیں بلکہ انتہائی اذیت کا باعث

ہو گا۔ لہٰذا سوچیں کہ جب ظالموں اور بدبختوں نے سیدنا امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کا گلا کاٹا ہو گا تو اذیت کا عالم کیا ہو گا! سیدنا علی اکبر عَلَیْہِ السَّلَام کی شہادت اور سیدہ سکینہ عَلَیْہَا السَّلَام کے رونے پر کیا مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو اذیت نہیں ہوگی؟ بلا شبہ اِنہیں اذیت دینا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو اذیت دینا ہے اور اِن سے محبت کرنا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ سے محبت رکھنا ہے، ان کا ذکر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کا ذکر ہے اور اِن کا غم حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کا غم ہے۔

11۔ آخر میں فرمایا:

﴿إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ ٱللَّهِ عَظِيمًا﴾

"بے شک یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا (گناہ) ہےo"

یعنی یہ تمام اَفعال بڑے کرب اور اذیت کا باعث ہیں۔

ہم اِس سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ رسول مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو اذیت کس کس فعل سے پہنچتی ہے؟ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ایک معیار قائم کر دیا ہے اور تفصیل سے بتا دیا ہے کہ یہ افعال اور حرکات و سکنات محبوبِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے لیے اذیت رساں ہو سکتی ہیں۔ ان میں سے بعض کو تم چھوٹی سی بات پر محمول کرتے ہو لیکن تمہارا یہ چھوٹا سا عمل بھی میرے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی طبع پر گراں گزرتا ہے۔ عمومی مشاہدہ ہے کہ جس سے محبت جتنی شدید اور عمیق ہو، اس کے لیے اُسی قدر اذیت پہنچے کا پیمانہ الگ، نازک اور حساس ہوتا چلا جاتا ہے۔ کسی سے محبت جیسے جیسے بڑھتی چلی جائے گی وہ اسی قدر عزیز سے عزیز تر ہوتا چلا جائے گا۔ یہ پیمانے انسان سے انسان تک بدلتے چلے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ جب کسی سے محبت اپنی اِنتہائی حدوں کو چھوتی ہے تو محب کی جانب سے احتیاط بڑھتی جاتی ہے کہ کہیں اس کے کسی عمل سے محبوب کے لطیف جذبات کے نازک آبگینوں کو

ٹھیس نہ لگ جائے۔ محبوب تو محبوب ہے، محبوب ہستیوں کے جذبات و احساسات کا احترام کیا جاتا ہے۔ چہ جائے کہ محبوب کو جسمانی، روحانی، ذہنی، جذباتی اور حیاتی سطح پر اذیت پہنچانا اور اس کے لاڈلے، شفقتوں کے محور و مرکز اور پیارے محبوب نواسے کے سر اقدس کو شانوں سے جدا کرنا، اسے زینتِ نوکِ نیزہ بنانا، نعش اطہر کی بے حرمتی کرنا، یہ ایسے اعمال شنیعہ اور افعال قبیحہ ہیں کہ ان کا شمار اذیت و وحشت، بہیمیت اور درندگی کی ہر حد کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ کیا کوئی ذی شعور اور حساس انسان اس کا تصور بھی کر سکتا ہے؟ ان ننگ انسانیت، سنگین ترین جرائم کرنے والے لشکر اور اس کے سالار کو کلین چِٹ جاری کرنا، اسے بری الذمہ قرار دینا ان اعمال و افعالِ مذمومہ سے بھی بد تر اور لائق نفریں عمل ہے۔

اُدھر قرآن مجید کہتا ہے کہ اگر تم نے ازواج مطہرات سے بغیر پردے کے اپنی ضرورت کی کوئی چیز طلب کر لی، یا رسول ﷺ کی اجازت کے بغیر اُن کے گھر میں داخل ہو گئے تو اِس سے بھی رسول اللہ ﷺ کو اذیت ہو گی۔ اِدھر تم رسول اللہ ﷺ کی عترت کو شہید کرو، اُن کے سر نیزوں پر چڑھا کر شام اور دمشق کے بازاروں میں گھماؤ اور اسے فقہی موشگافیوں کے ذریعے محض ایک انسانی قتل کا مسئلہ قرار دینے پر اصرار کرو۔ یاد رکھو! پرستارانِ شمعِ مصطفوی ہر گز ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ کو براہ راست اذیت پہنچانے کا ہے۔ معمولی اذیت نہیں ہے۔ یہ تو اذیت کی آخری حد سے بھی آگے کی اذیت ہے۔

غور فرمایئے! ایک طرف تو قرآن رسول اللہ ﷺ کے درِ اقدس پر بے پردہ ضرورت و حاجت کی شے طلب کرنے اور کاشانۂ نبوت میں بلا اِجازت داخل ہونے کو بھی رسول اکرم ﷺ کے لیے اذیت رسانی کا باعث قرار دیتا ہے۔ دوسری طرف سن 61 ہجری میں خانوادہ رسول علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کو دشتِ

کرب و بلا میں تیغِ ستم، خنجر جفا اور نیزۂ جبر و جور کا نشانہ بنایا گیا، سربُریدہ جسموں کو گھوڑے کے سموں تلے روندا گیا اور کٹے ہوئے سروں کو نیزوں پر چڑھا کر کوفہ کے بازاروں اور دمشق کے دربار میں ان کی تحقیر کی گئی۔ آج کا نام نہاد محقق اِسے محض نفسِ انسانی کا قتل قرار دے تو یہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو کس درجہ تکلیف، کرب اور اذیت پہنچانے کے جرم کا ارتکاب ہوگا!

6۔ اَہلِ بیتِ اَطہار عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سے بُغض و عداوت کا حکم

احادیث مبارکہ میں یہ صراحت ملتی ہے کہ اَہلِ بیتِ اَطہار سے بُغض و عداوت رکھنا اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالنا ہے۔ ایسے شخص کے لیے وعید ہے کہ آخرت میں اُس کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا۔

1۔ حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ: لَا يُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ رَجُلٌ، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ(5).

”اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ہم اَہلِ بیت سے کوئی آدمی نفرت نہیں کرتا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں ڈال دیتا ہے۔“

2۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر حضور نبی

(5) أخرجه ابن حبان في الصحيح، 15/ 435، الرقم/ 6978، والحاكم في المستدرك، 3/ 162، الرقم/ 4717، وذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء، 2/ 123، وابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 503.

اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ أَبْغَضَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ، حَشَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَهُوْدِيًّا. فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى. قَالَ: وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى، وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ(6).

”اے لوگو! جو ہمارے اہلِ بیت سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت یہودیوں کے ساتھ اٹھائے گا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگرچہ وہ نماز، روزہ کا پابند ہی کیوں نہ ہو؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: (ہاں) اگرچہ وہ روزہ اور نماز کا پابند ہی کیوں نہ ہو اور خود کو مسلمان تصور کرتا ہو۔“

3۔ اسی طرح ایک موقع پر امام حسن مجتبیٰ عَلَيْهِ السَّلَام نے معاویہ بن خدیج سے فرمایا:

يَا مُعَاوِيَةَ بْنَ خُدَيْجٍ، إِيَّاكَ وَبُغْضَنَا، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُبْغِضُنَا أَحَدٌ، وَلَا يَحْسُدُنَا أَحَدٌ إِلَّا ذِيْدَ عَنِ الْحَوْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِسِيَاطٍ مِّنْ نَارٍ(7).

”اے معاویہ بن خدیج! ہم (اہلِ بیت کے) بغض سے بچو، کیونکہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے: ہم (اہلِ بیت) سے کوئی بغض

---

(6) أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، 4/ 212، الرقم/ 4002، وذكره الذهبي في ميزان الاعتدال، 3/ 171، الرقم/ 3083، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 172.

(7) أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، 3/ 39، الرقم/ 2405، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 172.

نہیں رکھتا اور کوئی حسد نہیں کرتا مگر یہ کہ قیامت کے دن اسے آگ کے چابکوں سے حوضِ کوثر سے دھتکار دیا جائے گا۔"

7۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام سے محبت کی شدت کا عالم

حضور نبی اکرم عَلَيْهِ السَّلَام کی محبت کی شدت دیکھیں کہ امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی اہل بیت عَلَيْهِمُ السَّلَام کا مقام ومرتبہ حضور نبی اکرم عَلَيْهِ السَّلَام کے قلب اطہر میں کیا ہے؟ حسین عَلَيْهِ السَّلَام اگر روتے تو آقا عَلَيْهِ السَّلَام تڑپ جاتے، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نماز میں سجدہ کر رہے ہیں اور امام حسن اور امام حسین عَلَيْهِمَا السَّلَام دوڑ کر آپ کی پشت مبارک پہ چڑھ گئے۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ انہیں اُتارنے لگے تو آقا عَلَيْهِ السَّلَام نے نماز میں انہیں اشارہ سے ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔

1۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ عَنْهُ روایت کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلَام عَلَى ظَهْرِهِ، فَإِذَا أَرَادُوْا أَنْ يَمْنَعُوْهُمَا أَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ دَعُوْهُمَا، فَلَمَّا صَلَّى وَضَعَهُمَا فِي حَجْرِهِ(8).

---

(8) أخرجه.النسائي في السنن الكبرى، كتاب المناقب، فضائل الحسن والحسين عَلَيْهِمَا السَّلَام، 5/ 50، الرقم/ 8170، وابن خزيمة في الصحيح، 2/ 84، الرقم/ 887، وابن أبي شيبة في المصنف، 6/ 378، الرقم/ 32174، والبزار في المسند، 5/ 6226، الرقم/ 1834، وابن حبان في الصحيح، 15/ 426، الرقم/ 6970، وأبو يعلى في المسند، 8/ 434، الرقم/ 5017، والطبراني في المعجم الكبير، 3/ 47، الرقم/ 2644.

"حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نماز ادا فرما رہے تھے، جب سجدہ میں تشریف لے گئے تو حسنین کریمین عَلَیْہِمَا السَّلَام آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ جب لوگوں نے انہیں روکنا چاہا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو اشارے سے منع فرما دیا کہ انہیں چھوڑ دو (یعنی سوار ہونے دو)۔ پھر جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نماز ادا فرما چکے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے دونوں کو اپنی گود میں لے لیا۔"

حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے نماز میں دورانِ سجدہ پشت سے امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو اُتارنے سے روک کر صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کو بتایا کہ میری محبت اور چاہت جو حسین سے ہے، اُسے یہ بھی گوارا نہیں کہ اگر حسین میری پشت پہ چڑھ جائے تو تم اُسے نیچے اُتارو۔ یہ اسے ناگوار محسوس ہو گا اور اُس کی طبیعت گرانی اور آزردگی محسوس کرے گی کہ مجھے اپنے نانا کی پشت سے کیوں اُتار دیا۔ امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کے محسوسات و جذبات کی اِتنی اذیت بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو گوارا نہیں اور اِدھر کربلا کا پورا واقعہ سن کر، پڑھ کر، بیان کرکے کوئی شقی القلب اُسے نفسِ انسانی کے قتل کے برابر قرار دے اور کہے کہ امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو حالتِ سجدہ میں قتل کرنا فِسق ہے، کفر نہیں؛ یہ کھلم کھلا حکمِ اِلٰہی کی نفی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو واضح الفاظ میں وعید سناتا ہے کہ جو رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو اذیت دیتے ہیں، اُن پر اللہ کی طرف سے دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور اُن کے لیے "عذابِ مُّہِین" یعنی ذلت انگیز عذاب تیار ہے۔

2۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی زبان مبارک اور دہن اَقدس سیدنا امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کے منہ پہ رکھ کر اُنہیں چوما اور فرمایا:

حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا(9).

”حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُس سے محبت فرمائے جس نے حسین سے محبت کی۔“

3۔ ایک اور حدیث مبارک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا ہے:

مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي(10).

”جس نے حسن اور حسین سے محبت کی، اس نے درحقیقت مجھ ہی سے محبت کی اور جس نے حسن اور حسین سے بغض رکھا اس نے مجھ ہی سے بغض رکھا۔“

گویا امام حسین علیہ السلام سے محبت براہِ راست رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے

(9) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 4/ 172، الرقم/ 17597، وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب فضل الحسن والحسين ابني علي بن أبي طالب عليهما السلام، 1/ 51، الرقم/ 144، والبخاري في الأدب المفرد/ 133، الرقم/ 364، وابن أبي شيبة في المصنف، 6/ 380، الرقم/ 32196، وابن حبان في الصحيح، 15/ 427، 428، الرقم/ 6971، والحاكم في المستدرك، 3/ 194، الرقم/ 4820، والطبراني في المعجم الكبير، 3/ 33، الرقم/ 2589.

(10) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 2/ 288، الرقم/ 7863، وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب فضل الحسن والحسين عليهما السلام، 1/ 51، الرقم/ 143، والنسائي في السنن الكبرى، 5/ 49، الرقم/ 8168، والطبراني في المعجم الأوسط، 5/ 102، الرقم/ 4795.

محبت ہے اور امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام سے عداوت بالواسطہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ سے عداوت ہے۔ جو دشمنِ رسول ہے، اس کا دائمی ٹھکانہ دوزخ ہے۔

بعض لوگ خواہش کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ چاہیے۔ وہ آرزو مند ہوتے ہیں کہ انہیں اللہ کی محبت نصیب ہوجائے۔ کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ عاشقِ رسول بنیں۔ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے دونوں محبتوں کا راستہ بتلا دیا کہ میری محبت چاہتے ہو تو میرے حسین سے محبت کرو کیونکہ میری محبت اس کی محبت میں ہے اور اللہ کی محبت بھی حسین عَلَیْہِ السَّلَام سے محبت میں ہے۔ ... کیوں؟ ... یہ میرا پیارا ہے۔ میں اللہ کا حبیب ہوں، یہ میرا حبیب ہے۔ میں اللہ کا محبوب ہوں، یہ میرا محبوب ہے۔ وہ مجھے تکتا ہے، میں اسے تکتا ہوں۔ لہٰذا جسے اللہ کی محبت چاہیے، وہ اللہ کے محبوب یعنی مجھ سے محبت کرے؛ اور جسے میری محبت چاہیے وہ میرے محبوب شہزادے حسین سے محبت کرے۔

شہادتِ امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو کسی طور بھی نفسِ انسانی کے قتل کے تناظر میں نہیں دیکھا جائے گا بلکہ اِس تناظر میں دیکھا جائے گا جو آقا عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا کہ جو حسین سے بُغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بُغض رکھتا ہے۔ جو انہیں اذیت دیتا ہے،وہ مجھے اذیت دیتا ہے۔یہ بالکل اُسی طرح کا حکم ہے جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ﴾ [النساء، 4/ 80]

”جس نے رسول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ) کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا۔“

4۔ ایک موقع پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ دعا فرمائی:

اَللَّهُمَّ، إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا(11).

"اے اللہ! میں ان دونوں (حسن اور حسین) سے محبت کرتا ہوں تو بھی اِن سے محبت کر اور اِن سے محبت کرنے والے سے بھی محبت کر۔"

5۔ ایک اور روایت میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

اَللَّهُمَّ، إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا، وَأَبْغِضْ مَنْ أَبْغَضَهُمَا(12).

"اے اللہ! میں اِن دونوں (حسن اور حسین) سے محبت کرتا ہوں تو بھی اِن سے محبت کر اور جو اِن سے بُغض رکھے تو اُس سے بُغض رکھ۔"

جو کوئی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی دعا کی قبولیت پر شک اور تردّد کا شکار ہو اس کا ایمان بھی محل نظر ہے۔ اس تشکیک گزیدہ اور متردد شخص یا گروہ کو فکر مند ہونا چاہیے کہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی واضح دُعا کے باوجود وہ ریب و تشکیک کی اندھی اور تاریک وادیوں میں بھٹک رہا ہے۔ اس کے اس ریب و تشکیک کے عمل نے اسے حبِ رسول عَلَيْهِ السَّلَامُ اور اِطاعتِ رسول عَلَيْهِ السَّلَامُ سے محروم کر دیا اور جو بھی حبِ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ اور اِطاعتِ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ سے محروم و منحرف ہو گیا، وہ دولتِ اِیمان سے بھی محروم ہو گیا۔

تاریخ کے ماتھے پر سیاہ حاشیے کی حیثیت رکھنے والے کسی بھی کردار اور اس کے

(11) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، 5/ 656، الرقم/ 3769، وابن حبان في الصحيح، 15/ 423، الرقم/ 6967 والطبراني في المعجم الكبير، 3/ 39، الرقم/ 2618.

(12) أخرجه الهندي في كنز العمال، 12/ 55، الرقم/ 34279.

حواریوں کا "وکیلِ صفائی" بننے والے ہر شخص اور گروہ کو حسنین کریمین علیہما السلام کی ذوات والا صفات کے حوالے سے کوئی بھی لفظ نوکِ زباں پر لانے سے پہلے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اس دعا کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے: "اے اللہ! میں ان دونوں (حسن اور حسین) سے محبت کرتا ہوں تو بھی اِن سے محبت کر اور جو اِن سے بُغض رکھے تو اُس سے بُغض رکھ۔"

6۔ امام طبرانی کی روایت کردہ حدیث مبارک ہے، حضرت یزید بن ابی زیاد روایت کرتے ہیں:

خَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مِنْ بَيْتِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، فَمَرَّ عَلَى بَيْتِ فَاطِمَةَ عليها السلام، فَسَمِعَ حُسَيْنًا عليه السلام يَبْكِي، فَقَالَ: أَلَمْ تَعْلَمِي أَنَّ بُكَاءَهُ يُؤْذِينِي؟(13)

"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے گھر کے قریب سے گزرے تو سیدنا حسین علیہ السلام کو روتے ہوئے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: (اے فاطمہ!) کیا تو نہیں جانتی کہ اِس کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے؟"

جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم امام عالی مقام علیہ السلام کا رونا برداشت نہیں کر سکتے تو کربلا میں ان کی تکلیف کیسے برداشت کی ہوگی!

اب کربلا میں اہلِ بیتِ عظام علیہم السلام پر توڑے اور روا رکھے جانے والے مظالم، امام عالی مقام علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان کے جسد اَطہر اور دیگر شہداے

(13) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 116، الرقم/ 2847.

کربلا کی نعشوں کی بے حرمتی، گلشنِ نبوت کی کلیوں (امام عالی مقام کی بہنوں اور بیٹیوں) کو اذیت پہنچانے کا قبیح ترین عمل، کربلا سے کوفہ میں ابن زیاد کے دربار تک انہیں جس طرح تیغوں کے سائے میں سفاکی سے پہنچایا گیا اور دربار میں امام عالی مقام علیہ السلام کے فرقِ اقدس اور چہرۂ مبارک کی جس طرح بے حرمتی کی گئی اور پھر کوفہ سے دمشق تک کے ہولناک سفر کے دوران انہیں جن مصائب و آلام سے دو چار کیا گیا اور اِنتہائے ستم تو یہ کہ دمشق کے دربار میں تختِ کبر و نخوت پر بیٹھ کر یزید نے جس طرح امام عالی مقام علیہ السلام کے فرق اقدس اور روئے مبارک کو مخاطب کر کے فخریہ اشعار پڑھے اور خواتینِ اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کو نازیبا الفاظ سے اذیت پہنچائی؛ ان میں سے کوئی ایک عمل ایسا ہے کہ عقلِ سلیم اور قلبِ منیب رکھنے والا کوئی مسلمان اسے قتلِ حسین سے بریت کا پروانہ دے سکے؟ بخدا! ایک مسلمان تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا! یہ جز اُن چند شقی القلب بد بختوں کے جو اُمت کے ایمان و ایقان کو سبوتاژ کر کے دشمنانِ اسلام کے ایجنڈے کو آگے بڑھا رہے ہیں اور شکوک و شبہات کی گرد اُڑا کر اس مغالطے میں مبتلا ہیں کہ وہ اسلامیانِ عالم کی اکثریت کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ میں واضح کر دوں کہ یہ ان کا زعمِ باطل اور خیالِ خام ہے۔ چودہ صدیوں کا مصدقہ، معتبر، موثق اور ناقابلِ تردید لٹریچر ان کے پراپیگنڈے کو غلط ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔ یاد رہے کہ یہ لٹریچر کوئی عام لٹریچر نہیں بلکہ یہ ائمہ حدیث، ائمہ فقہ اور ائمہ تصوف کا مرتب اور مدون کردہ لٹریچر ہے جس کے ایک ایک حرف اور لفظ کو ائمۂ جرح و تعدیل نے حزم و احتیاط کی کسوٹی پر پرکھ کر آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔ یہ لٹریچر صدیوں سے جو درس دے رہا ہے، اس کا نچوڑ مولانا ظفر علی خان نے ان الفاظ میں پیش کر دیا ہے:

اے کربلا کی خاک اس اِحسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پہ لاشِ جگر گوشۂ بتول

اسلام کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی
سیراب کر گیا تجھے خونِ رگِ رسول
کرتی رہے گی پیش شہادت حسین کی
آزادئ حیات کا یہ سرمدی اصول
چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا نیزے کی نوک پر
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

جب کہ آقا علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں یہ عرض کیا کہ باری تعالیٰ! جو اِن سے بُغض رکھے تو اُن سے بُغض رکھ؛ اور ہم اُس کو نفسِ انسانی کے قتل کے شرعی حکم میں تولنے لگیں تو اِس سے بڑھ کر بدبختی کی بات کیا ہوگی!

ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حسنین کریمین علیہما السلام کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هَذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا، كَانَ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ(14).

”جو مجھ سے محبت کرے، اِن دونوں (حسن اور حسین) سے محبت کرے، جو اِن کے باپ علی سے محبت کرے، اور جو اِن کی ماں فاطمہ سے محبت کرے، وہ قیامت کے دن میرے درجے میں جنت میں ٹھہرایا

---

(14) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 1/ 77، الرقم/ 576، وأيضا في فضائل الصحابة، 2/ 693، الرقم/ 1185، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه، 5/ 641، الرقم/ 3733، والطبراني في المعجم الكبير، 3/ 50، الرقم/ 2654.

جائے گا۔"

یہ امر قابلِ غور ہے کہ حسنین کریمین علیہما السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی محبت ایسی روایتی محبت نہیں تھی جو محض ایک دادا کو پوتے پوتیوں سے یا نانا کو نواسے نواسیوں سے ہوتی ہے۔وہ تو ایک فطری محبت ہے جس کا اِظہار معمول کے مطابق ہوتا ہے۔ یہ تو اُس سے بہت بلند ایک ایسی ایمانی و روحانی محبت تھی جس کی شرعی حیثیت ایمان کے درجے میں تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پوری اُمت کو پیغام دینا چاہتے تھے کہ یہ فقط میرے نواسے اور نواسیاں نہیں ہیں بلکہ اِن سے محبت میرے لیے جانِ راحت اور باعثِ طمانیت ہے۔ اِن سے محبت کرنا مجھ سے محبت کرنا ہے۔ اِس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کہا کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ اِن سے محبت کرے، یعنی اِن کے لطیف احساسات اور جذبات کا بھی خیال کرے کہ کہیں اِن کا دل ٹوٹ نہ جائے، کوئی ایسا عمل نہ کیا جائے جس سے یہ دِل برداشتہ ہوں یا ان کے احساسات مجروح ہوں، کیوں کہ ان کی طبع نازک کے آبگینے کو ٹھیس پہنچانا براہِ راست مجھے اذیت پہنچانا ہے۔

پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارک ہے۔ حضور علیہ السلام نے امام حسن اورامام حسین علیہما السلام دونوں شہزادوں کو خطاب کرکے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّهُمَا أَحْبَبْتُهُ، وَمَنْ أَحْبَبْتُهُ أَحَبَّهُ اللهُ، وَمَنْ أَحَبَّهُ اللهُ أَدْخَلَهُ جَنَّاتِ النَّعِيمِ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا أَوْ بَغَى عَلَيْهِمَا أَبْغَضْتُهُ، وَمَنْ أَبْغَضْتُهُ أَبْغَضَهُ اللهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُ اللهُ أَدْخَلَهُ عَذَابَ جَهَنَّمَ، وَلَهُ عَذَابٌ مُقِيمٌ(15).

---

(15) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 50، الرقم/ 2655، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 181، والهندي في كنز العمال، 12/ 55، الرقم/ 34284.

”جو اِن دونوں سے محبت کرے، میں اُس سے محبت کرتا ہوں۔ جس سے میں محبت کروں گا،اللہ اُس سے محبت کرے گا۔ پھر اللہ جس سے محبت کرے گا،اُسے نعمتوں والی جنتوں میں داخل فرما دے گا۔ پھر فرمایا: جو اِن سے بُغض رکھے یا اِن پر زیادتی کرے (انہیں اذیت دے)، میں اُس سے بُغض رکھتا ہوں، جس سے میں بُغض رکھوں وہ اللہ کے بُغض کا سزاوار ہے اور جس سے اللہ بُغض رکھے تو وہ اُسے جہنم کی آگ میں داخل فرمائے گا اوروہ رسوا کن دائمی عذاب کا حق دار ہو گا۔“

یہ اَمر قابلِ غور ہے کہ مذکورہ روایت میں یہاں دولفظ اکٹھے بیان ہوئے ہیں:

وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا أَوْ بَغَى عَلَيْهِمَا.

یعنی جو اِن سے بُغض رکھے یا اِن پر کوئی زیادتی کرے کہ جس سے اِنہیں تکلیف پہنچے۔ اب حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے ان مبارک الفاظ کی روشنی میں واقعۂ کربلا کا جائزہ لیجیے اور بتایئے کہ جو کچھ کربلا میں ہوا، کیا وہ بُغض اور بغاوت نہیں؟ جب کسی شخص کا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ سے بُغض ثابت ہوجائے تو اُس کے ایمان کے امکانات اور اُس کی توبہ کے احتمالات کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے؟ وہ حضرات جو یزید کے دفاع میں واقعہ کربلا پر گفتگو کرتے ہوئے فقہی اور خطابتی موشگافیوں سے کام لیتے ہیں، وہ دانستہ حضور رسالت مآب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو ایذا پہنچنے کے ناقابلِ معافی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس ارتکابِ گناہ کے بعد وہ خود سوچ لیں کہ وہ اپنا ٹھکانا کہاں بنا رہے ہیں؟ وہ ایسا جرم کر رہے ہیں جس کے خلاف رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنی ناپسندیدگی اور نفرت کا اظہار کر دیا ہے۔

یہ خیال کرنا کہ یہ تاریخی واقعات ہیں اور اِن میں کمی وبیشی ممکن ہے،یہ سوچ

بھی درست نہیں ہے۔ بعض ایسی تفصیلی جزئیات ہو سکتی ہیں جو واعظ اور ذاکر لوگ بیان کرتے ہیں، جن کی سند نہیں ہوتی اور ان کی صحت پر بھی اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک الگ مضمون ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اصل واقعۂ کربلا اور اس کی بہت ساری اہم اور ثابت شدہ تفصیلات کا بھی انکار کر دیا جائے۔ بلاشبہ واقعۂ کربلا ظلم و زیادتی کے اُن اُمور میں سے ہے جن کی نشان دہی حضور علیہ السلام نے خود فرما دی تھی اور احادیثِ صحیحہ میں موجود ہے۔

8۔ شہادتِ حسین علیہ السلام کی خبر پر حضور علیہ السلام کا اِظہارِ درد و غم

امام عالی مقام علیہ السلام کی شہادت کی خبر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اُن کے بچپن میں ہی دے دی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم امام حسین علیہ السلام کو دیکھ کر اکثر غم زدہ ہو جاتے اور آپ کی شہادت کی خبر دیتے۔

1۔ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عليهما السلام يَلْعَبَانِ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم فِي بَيْتِي، فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عليه السلام، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ أُمَّتَكَ تَقْتُلُ ابْنَكَ هَذَا مِنْ بَعْدِكَ، فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْحُسَيْنِ. فَبَكَى رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم، وَضَمَّهُ إِلَى صَدْرِهِ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم: وَدِيْعَةٌ عِنْدَكِ هَذِهِ التُّرْبَةُ. فَشَمَّهَا رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم وَقَالَ: وَيْحَ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ. قَالَتْ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم: يَا أُمَّ سَلَمَةَ، إِذَا تَحَوَّلَتْ هَذِهِ التُّرْبَةُ دَمًا، فَاعْلَمِي أَنَّ ابْنِي قَدْ قُتِلَ.

قَالَ: فَجَعَلَتْهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي قَارُوْرَةٍ، ثُمَّ جَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهَا كُلَّ يَوْمٍ، وَتَقُوْلُ: إِنَّ يَوْمًا تَحَوَّلِيْنَ دَمًا لَيَوْمٌ عَظِيْمٌ (16).

’’امام حسن اور امام حسین علیہما السلام میرے گھر میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سامنے کھیل رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا محمد! آپ کے بعد آپ کی امت آپ کے اس بیٹے کو شہید کر دے گی اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے امام حسین علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آبدیدہ ہوگئے اور انہیں اپنے سینہ مبارک کے ساتھ چپکا لیا۔ پھر فرمایا: (اے امّ سلمہ! شہادت گاہِ حسین کی) یہ مٹی تمہارے پاس امانت ہے۔ رسول اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے اسے سونگھ کر فرمایا: کرب و بلاء (میں میرے اہل بیت پر ظلم ڈھانے والوں) کا ناس ہو۔ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: اے امّ سلمہ! جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے تو جان لینا کہ میرا بیٹا شہید کر دیا گیا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس مٹی کو بوتل میں ڈال دیا اور ہر روز اسے دیکھا کرتیں اور فرماتیں: (اے مٹی!) جس دن تو خون میں تبدیل ہو گی وہ بڑا بھاری دن

(16) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 108، الرقم/ 2817، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 192-193، وذكره المزي في تهذيب الكمال، 6/ 408-409، والعسقلاني في تهذيب التهذيب، 2/ 300-301، والعراقي في طرح التثريب في شرح التقريب، 1/ 41-42، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 189، وابن أبي جرادة في بغية الطلب، 6/ 2599.

ہو گا۔"

غور کریں کہ امام حسین علیہ السلام اور عترتِ رسول علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کی شہادت کا واقعہ کتنا اندوہ ناک، دل دوز اور جگر خراش ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس کی اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی چشمان مقدسہ پُر نم تھیں۔ جب واقعہ کربلا رُونما ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بے حد پُر ملال اور غمگین ہوئے۔ حدیثِ صحیحہ اور حدیثِ حسنہ میں حضرت اُم سلمہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ میدانِ کربلامیں امام عالی مقام کے شہادت کے دن تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بہ نفسِ نفیس روحانی طور پر موجود تھے اور شہدائے کربلا کا خونِ شہادت ایک شیشی میں معجزتاً جمع کر رہے تھے۔ یہ دس محرم الحرام کا دن تھا۔ بعد دوپہر اِدھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مدینہ منورہ میں ام المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور اُدھر مکہ معظمہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے خواب میں تشریف لاتے ہیں اور شہادتِ امام حسین کی خبر دیتے ہیں۔ حضرت سلمٰی بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، تَعْنِي: فِي الْمَنَامِ، وَعَلٰی رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ، فَقُلْتُ: مَا لَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا(17).

---

(17) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين عليهما السلام، 5/ 657، الرقم/ 3771، والحاكم في المستدرك، 4/ 20، الرقم/ 6764، والطبراني في المعجم الكبير، 23/ 373، الرقم/ 882، والآجري في كتاب الشريعة، 5/ 2174، الرقم/ 1665، والبخاري في التاريخ الكبير،

”میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کا سرِ انور اور ریش مبارک گرد آلود ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں ابھی ابھی حسین کی شہادت دیکھ کر آیا ہوں۔“

2۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ بِنِصْفِ النَّهَارِ، وَهُوَ قَائِمٌ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ، بِيَدِهِ قَارُوْرَةٌ فِيهَا دَمٌ. فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَارَسُوْلَ اللهِ، مَا هَذَا؟ فَقَالَ: دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ، لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ. فَأَحْصَيْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ، فَوَجَدُوْهُ قَدْ قُتِلَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ(18).

”ایک دن نصف النہار کے وقت میں نے حضور نبی اکرم

3/ 324، الرقم/ 1098، والبيهقي في دلائل النبوة، 7/ 48، وذكره ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 200، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 238.

(18) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 1/ 283، الرقم/ 2553، وأيضًا في، 1/ 242، الرقم/ 2165، وأيضًا في فضائل الصحابة، 2/ 779، الرقم/ 1381، وابن حميد في المسند/ 235، الرقم/ 710، والحاكم في المستدرك، 4/ 439، الرقم/ 8201، والطبراني في المعجم الكبير، 3/ 110، الرقم، 2822، والبيهقي في دلائل النبوة، 7/ 48، والخطيب البغدادي في تاريخ بغداد، 1/ 142، وذكره ابن عبد البر في الاستيعاب، 1/ 396، وابن كثير في البداية والنهاية، 6/ 231، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 194.

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو خواب میں دیکھا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ غبار آلود بکھرے بالوں کے ساتھ قیام فرما ہیں اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے دستِ اقدس میں ایک شیشی ہے، جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! یہ کیا چیز ہے؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: (میرے بیٹے) حسین اور اس کے (جاں نثار) ساتھیوں کا خون ہے اور میں سارا دن اسے جمع کرتا رہا ہوں۔ (راوی کہتے ہیں کہ) ہم نے اس دن کا شمار کیا تو انہیں معلوم ہوگیا کہ ٹھیک اسی دن امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام شہید کیے گئے تھے۔"

شہادت امام عالی مقام کے حوالے سے ان مستند احادیث کو نظر میں رکھیے اور پھر سوچیے کہ وہ طبقہ اور اس کے افراد کس درجہ کور چشم، شقی القلب اور حُبِ اَہلِ بیتِ اَطہار عَلَيْهِمُ السَّلَام سے عاری ہیں جو تاریخ اسلام کے اس دلدوز و جگر خراش سانحے کو محض قصے کہانیاں کہتے اور تاریخ کے ان واقعات کو جھٹلاتے، انہیں بیان کرنے والوں کی تکذیب و تضحیک کرتے حتیٰ کہ استہزاء کر کے بُغض و عنادِ اَہلِ بیت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ محض بُغض و عناد نہیں بلکہ ان کا ارذل ترین قسم کا خبثِ باطن ہے۔ یزید سے محبت اور آلِ محمد عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے عداوت کے منفی اور مضر اثرات انہیں دولتِ اِسلام اور متاعِ ایمان سے محروم کر کے عذابِ اَلیم، عذابِ عظیم اور عذابِ مُہین سے دو چار کر کے جہنم کا ایندھن بنا دیں گے اور یہ امر قطعی الدلالۃ ہے۔ حقیقتِ نفس الامری یہ ہے کہ اُن کی تمام تر ناپسندیدہ کاوشوں کے باوجود واقعۂ کربلا کی اہمیت کم نہیں ہو سکتی۔ جو ایسا کرنے کی شرارت و جسارت کرتا ہے، وہ شجرِ اسلام کی جڑوں کو کاٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ حضور نبی اکرم عَلَيْهِ السَّلَام کے فرمودات، اُمہات المؤمنین رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ کے اِرشادات اور صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کے بیانات اس واقعے کی تصدیق

کرتے ہیں اور پھر خود آقا علیہ السلام نے امام عالی مقام علیہ السلام کے قتل کی ذمہ داری متعین کر دی کہ یزید اِس جرم عظیم اور سفاکیت کا مرتکب ہو گا۔ اس کے بعد اب کون سا مسلمان یہ جرأت کرسکتا ہے کہ وہ بہانے بنائے اور عذر ہائے لنگ کا سہارا لے کر یزید کے لیے پروانۂ بریت جاری کرے اور اُسے اِس ذمہ داری کے بوجھ سے سبک دوش کرنے کی کوشش کرے؟

9۔ قتلِ حسین علیہ السلام میں یزید کا کردار

ستم ظریفی ملاحظہ کیجیے کہ انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ یہ بات بھی ذہنوں میں نقش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کو ابن زیاد نے قتل کروایا ہے، یزید نے تو براہِ راست آپ کو شہید کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ یہ تاویل پیش کر کے قتلِ حسین سے یزید کو "باعزت بری" کرنے والے ناصبی حقائق کا چہرہ مسخ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس تناظر میں ہمیں اِس امر کا جائزہ لینا ہے کہ کیا قتلِ حسین کی ذمہ داری صرف ابن زیاد اور اُس کی کوفی فوج پر ہے یابراہِ راست یزید اس کا ذمہ دار ہے؟ یہ بھی جائزہ لینا ہے کہ کیا یہ عظیم سانحہ یزید کے حکم، ایماء، مرضی اور منصوبہ بندی سے ہوا تھا یا نہیں؟

بنیادی سوال یہ ہے کہ شہادتِ امام حسین علیہ السلام میں یزید کا عمل اور اُس کا کردار کیا ہے؟ وہ لعن اور تکفیر کا مستحق ہے یا نہیں؟ اُس کے دورِ حکومت کے نمایاں خدوخال کیا ہیں؟ اُس کی روشنی میں وہ اور اس کے حواری اوراُس سے ہمدردی رکھنے والے کہاں کھڑے ہیں؟ یزید کے اعوان وانصار نے نہ صرف نواسہ رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کو شہید کیا بلکہ پوری عترتِ رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کو شہید کیا، ان کے مقدس لاشوں پر گھوڑے دوڑائے،اُن کے سر کاٹ کر نیزوں پر چڑھاکرکوفے کے بازاروں میں گھمایا گیا اور سیدہ زینب علیہا السلام اور سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام سمیت پورے قافلۂ اہلِ بیت کو قیدی بنایا۔ کوفہ سے انہیں بے کجاوہ

اونٹوں پر دمشق تک لے جایا گیا اور پوری دنیا کو دکھایا گیا کہ یہ ہے مسلمانوں کے نبی اور رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی عترت۔ یہ سر اُس حسین عَلَيْهِ السَّلَام کا ہے جو نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے کاندھوں پر سواری کرتا تھا۔ یہ سارے سر رسول پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے اُن شہزادوں اور اُن کی عترت کے ہیں جن کے حقوق کی پاس داری کا اللہ کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے حکم دیا تھا اور اُن کے حق حرمت کو قرآن مجید کے حق کے ساتھ جوڑا اور یہ فرمایا کہ قیامت کے دن حوضِ کوثر پر بھی میرے پاس قرآن اور میری عترت اکٹھے وارد ہوں گے(۱۹)۔

10۔ کفرِ یزید پر قرآن مجید کے بعض دیگر مقامات سے استدلال

قرآن حکیم کی رُو سے مومنوں کو اذیت دینا گناہِ کبیرہ ہے، جب کہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کو اذیت دینا گناہ کبیرہ نہیں بلکہ کفر و اِرتداد اور ذلت آمیز عذاب کا باعث ہے۔ ایسے شقی اور بدبخت پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے۔ بعض لوگ واقعۂ کربلا پر بحث کرتے ہوئے اِس قسم کی آیات اور دلائل زیرِ بحث لاتے ہیں کہ جو کسی مومن کو قتل کرے، اُس کے لیے اتنا عذاب ہے۔ یزید اور اس کے لشکر نے امام عالی مقام اور اہلِ بیتِ اَطہار عَلَيْهِمُ السَّلَام کو شہید کیا تو انہوں نے اتنا بڑا گناہ کیا۔ اس سے وہ فاسق و فاجر ہو گیا۔ اِس فکر کے پرچارک لوگ امام عالی مقام عَلَيْهِ السَّلَام اور اہلِ بیتِ اَطہار عَلَيْهِ السَّلَام کی شہادتوں کو ﴿يُؤْذُونَ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ﴾ 'وہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت دیتے ہیں' میں شامل کرتے ہیں۔ اس سے بڑی

---

(۱۹) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 3/ 17، الرقم/ 11147، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب أهل بيت النبي عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، 5/ 663، الرقم/ 3788.

نادانی اور اہل بیتِ اَطہار عَلَیۡہِمُ السَّلَام سے بے وفائی اور کیا ہوگی! حالاں کہ یزید نے اہل بیتِ اَطہار عَلَیۡہِمُ السَّلَام کو اذیت دے کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو اذیت پہنچائی ہے، جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات میں بالتفصیل ثابت کرچکے ہیں۔ لہٰذا اس جسارت اور شقاوتِ قلبی کے باعث اُس کا کفر متحقق ہوچکا ہے۔ اُس کے ایمان سے خارج ہونے پر کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے۔

ذیل میں ہم چند آیات مبارکہ پیش کریں گے جن سے ائمہ و اکابر نے یزید کے کفر کا اِثبات کیا ہے۔

1۔ مفسرین نے سورۃ ابراہیم کی درج ذیل آیات سے یزید کے کفر کا اِثبات کیا ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلُّوا عَن سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ﴾ [إبراهيم، 14/ 28-30]

''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمتِ (ایمان) کو کفر سے بدل ڈالا اور انہوں نے اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتار دیاO (وہ) دوزخ ہے جس میں جھونکے جائیں گے، اور وہ برا ٹھکانا ہےO اور انہوں نے اللہ کے لیے شریک بنا ڈالے تاکہ وہ (لوگوں کو) اس کی راہ سے بہکائیں۔ فرما دیجیے: تم (چند روزہ) فائدہ اٹھا لو بے شک تمہارا انجام آگ ہی کی طرف (جانا) ہےO''

آیت مبارکہ میں 'اللہ کی نعمت' سے مراد حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ ہیں لیکن نعمت کو کُفر سے بدلنے کا اِشارہ جمیع کفار کی طرف نہیں ہے۔ اس سے مراد قریش

مکہ کے خاص قبائل ہیں۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

هُمُ الْأَفْجَرَانِ مِنْ قُرَيْشٍ، بَنُو أُمَيَّةَ وَبَنُو الْمُغِيرَةِ. فَأَمَّا بَنُو الْمُغِيرَةِ فَقَدْ قَطَعَ اللهُ دَابِرَهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ، وَأَمَّا بَنُو أُمَيَّةَ فَمُتِّعُوا إِلَى حِينٍ(20).

"قریش میں سے حق سے رُوگردانی والے دو قبائل بنو اُمیہ اور بنو مغیرہ مراد ہیں۔ جہاں تک بنو مغیرہ کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے بدر کے روز اُن کی نسل کو ختم کردیا۔ جب کہ بنو اُمیہ کو دنیاوی عیش و عشرت سے تمتع حاصل کرنے کے لیے کچھ عرصے کی مہلت دی گئی ہے۔"

جب بنو اُمیہ میں سے یزید تخت نشین ہوا، اُس نے نعمتِ اِسلام کو کُفر سے بدل ڈالا اور معرکۂ کربلا بپا کرکے بُغض و عداوتِ اَہلِ بیت میں اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔ ائمہ کرام نے بیان کیا ہے کہ وہ امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام اور اَہلِ بیتِ اَطہار عَلَيْهِمُ السَّلَام کے قتل کا مرتکب ہوکر کافر ہوگیا تھا۔ مفسرین نے ان آیات کا اِطلاق یزید پر کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اِن آیات سے یزید کا کُفر اور اُس کا جہنمی اور مستحقِ لعنت ہونا مسلّمہ ہے۔ مثال کے طور پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی اِن آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قُلْتُ: أَمَّا بَنُو أُمَيَّةَ فَمُتِّعُوا بِالْكُفْرِ حَتَّى أَسْلَمَ أَبُو سُفْيَانَ وَمُعَاوِيَةُ وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَغَيْرُهُمْ، ثُمَّ كَفَرَ يَزِيدُ وَمَنْ مَعَهُ بِمَا أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ، وَانْتَصَبُوْا لِعَدَاوَةِ آلِ النَّبِيِّ

---

(20) أخرجه الحاكم في المستدرك على الصحيحين، 2/ 383، الرقم/ 3343، وذكره الطبري في جامع البيان، 13/ 219، والبغوي في معالم التنزيل، 3/ 35، وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، 2/ 539.

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَقَتَلُوْا حُسَيْنًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ظُلْمًا، وَكَفَرَ يَزِيْدُ بِدِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَنْشَدَ أَبْيَاتًا حِيْنَ قَتَلَ حُسَيْنًا عَلَيْهِ السَّلَامُ -مَضْمُوْنُهَا: أَيْنَ أَشْيَاخِي يَنْظُرُوْنَ انْتِقَامِي بِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَبَنِي هَاشِمٍ. وَآخِرُ الْأَبْيَاتِ:

وَلَسْتُ مِنْ جُنْدُبٍ إِنْ لَمْ أَنْتَقِمْ
مِنْ بَنِي أَحْمَدَ مَا كَانَ فَعَلَ (21)

”میں کہتا ہوں: بنو اُمیہ کفر پر رہے، حتی کہ ابو سفیان، معاویہ، عمرو بن العاص وغیرہم اسلام لے آئے۔ پھر یزید اور اس کے حواریوں نے اللہ تعالٰی کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ انہوں نے آلِ نبی علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام سے عداوت رکھی اور امام حسین علیہ السلام کو ظلماً قتل کیا۔ علاوہ ازیں یزید نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دین کا بھی انکار کیا۔ حتیٰ کہ جب اس نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا تو اس نے یہ اَشعار کہے تھے جن کا مفہوم تھا کہ میرے بزرگان کہاں ہیں! وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ آج میں نے آلِ محمد اور بنو ہاشم سے اُن کا انتقام لے لیا ہے۔ اِس قصیدے کا آخری شعر یہ تھا:

”اَحمد نے (بدر میں ہمارے بڑوں کے ساتھ) جو کیا ہے، اگر آلِ اَحمد سے میں نے اُس کا بدلہ نہ لیا تو میں جندب (سردارانِ عرب) کی نسل سے نہیں۔“

---

(21) القاضي ثناء الله في التفسير المظهري، سورة إبراهيم، 5/ 271.

2۔ زمین پر فساد پھیلانے والوں کو بہرا اور اندھا کردیا گیا ہے کہ جو حق بات سننے اور سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہوکر دائمی خسارے اور ابدی سزا کے مستحق قرار پاچکے ہیں:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾﴾ [محمد، 47/ 22-23]

”پس (اے منافقو!) تم سے توقع یہی ہے کہ اگر تم (قتال سے گریز کر کے بچ نکلو اور) حکومت حاصل کر لو تو تم زمین میں فساد ہی برپا کرو گے اور اپنے (ان) قرابتی رشتوں کو توڑ ڈالو گے (جن کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ نے مواصلت اور مُودّت کا حکم دیا ہے)O یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ان (کے کانوں) کو بہرا کر دیا ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہےO“

سورۃ محمد کی ان آیات سے بھی ائمہ کرام نے یزید کے کُفر پر اِستدلال کیا ہے۔ اس کی تفصیل باب نمبر 10 میں آئے گی جہاں امام احمد بن حنبل اور دیگر ائمہ کی تصریحات میں ان آیات کا بیان مذکور ہے۔

3۔ فرعون کی بنی اسرائیل کے ساتھ اور یزید کی شہدائے کربلا کے ساتھ سفاکیت میں ایک قدرِ مشترک ہے اور وہ ہے: ’قتل میں شدت و زیادتی‘۔ قرآن مجید نے اسے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿وَإِذْ أَنجَيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ

مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ﴾ [الأعراف، 7/ 141]

”اور (وہ وقت) یاد کرو جب ہم نے تم کو اہلِ فرعون (کے ظلم و اِستبداد) سے نجات بخشی جو تمہیں بہت ہی سخت عذاب دیتے تھے، وہ تمہارے لڑکوں کو قتل کر دیتے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے، اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے زبردست آزمائش تھیo“

یہ آیت فرعون اور اس کے لشکر کے بارے میں ہے جو کفار تھے۔ اس میں يُقَتِّلُونَ بابِ تفعیل کا صیغہ ہے، جس میں کثرت، مبالغہ، اہانت اور شدت کے معنی پائے جاتے ہیں۔ یہاں فرعون کی علاماتِ کفر بیان کی گئی ہیں۔

اسی طرح معرکۂ کربلا میں یزید اور اس کے لشکریوں کی سفاکیت محض قتل نہیں تھی بلکہ پہلے امام عالی مقام اور آپ کے رفقاء کو قتل کیا، ان کے سر کاٹے، پھر وہ نیزوں پر چڑھائے اور آخر میں لاشوں کی بے حرمتی کی۔ جس طرح بنی اسرائیل کے ساتھ فرعون کے عمل میں اہانت و شدت تھی، اُسی طرح یزیدی لشکر کی شہدائے کربلا کے ساتھ بھی سفاکیت، شدت اور اہانت پائی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی شدت اور زیادتی کو کفریہ اعمال میں شمار کیا ہے۔

4۔ سزا کی یہی شدت اہانت و تنقیصِ رسالت کے مرتکب منافقین کی بابت بھی نظر آتی ہے جو حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت پہنچاتے تھے۔ لہٰذا قرآن نے انہیں ملعونین قرار دیتے ہوئے تہِ تیغ کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿مَّلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوٓاْ أُخِذُواْ وَقُتِّلُواْ تَقْتِيلًا﴾ [الأحزاب، 33/ 61]

”(یہ) لعنت کیے ہوئے (جنگ جو، دہشت گرد، فسادی اور ریاست کے

خلاف باغیانہ سازشوں میں ملوث) لوگ جہاں کہیں پائے جائیں، گرفتار کر لیے جائیں اور ایک ایک کو (نشانِ عبرت بناتے ہوئے ان کی باغیانہ کارروائیوں کی سزا کے طور پر) قتل کر دیا جائے (تاکہ امن کو لاحق خطرات کا صفایا ہو جائے)o"

آیت مبارکہ کی رُو سے منافقین اپنی حیلہ سازیوں کے باعث بالواسطہ یا بلاواسطہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی اذیت کا باعث بن رہے تھے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انہیں مَّلْعُونِينَ قرار دیا، کیوں کہ انہوں نے بارگاہِ رسالت مآب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے آداب کو نہ صرف پامال کیا بلکہ بے ادبی و گستاخی اور اہانت و تنقیص کا ارتکاب بھی کیا ہے، لہٰذا یہ منافق و کافر ہوئے۔

اِس آیت میں قرآن مجید نے تعیین کے ساتھ طبقۂ منافقین پر لعنت کی ہے۔ یعنی پہلے ان کا ذکر کیا اور پھر مَلْعُونِينَ کہا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت دینے کا باعث تھے۔

آیت مبارکہ کے الفاظ وَقُتِّلُواْ تَقْتِيلًا میں پائی جانے والی تاکید و تشدید سوائے کافر، مرتد اور جہنمی کے کسی اور کے لیے نہیں۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنہوں نے امام عالی مقام اور اہل بیت اِطہار عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کو تین دن تک بھوکا پیاسا گھیرے رکھا، ان کے خیموں کو آگ لگائی، ان کے پیاسوں کو شہید کیا، سر بریدہ لاشوں پر گھوڑے دوڑائے اور سر مبارک نیزوں پر چڑھا کر حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو براہ راست اذیت دے کر اہانتِ نبی کے مرتکب ہوئے اور ملعون ٹھہرے۔

5۔ اسی طرح سورۃ آل عمران میں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِـَٔايَـٰتِ ٱللَّهِ وَيَقْتُلُونَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ بِغَيْرِ

حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ ٱلَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِٱلْقِسْطِ مِنَ ٱلنَّاسِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ [آل عمران، 3/ 21]

”یقیناً جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے بھی انہیں قتل کرتے ہیں جو عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں سو آپ انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیں○“

اس آیت مقدسہ میں بھی انبیا کے ناحق قتل اور دیگر لوگوں کی جان تلف کرنے والوں کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

6۔ سورۃ البقرہ میں ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ ٱلذِّلَّةُ وَٱلْمَسْكَنَةُ وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ ٱللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا۟ يَكْفُرُونَ بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ وَيَقْتُلُونَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا۟ وَّكَانُوا۟ يَعْتَدُونَ﴾ [البقرۃ، 2/ 61]

”اور ان پر ذلّت اور محتاجی مسلط کر دی گئی، اور وہ اللہ کے غضب میں لوٹ گئے، یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے، اور یہ اس وجہ سے بھی ہوا کہ وہ نافرمانی کیا کرتے اور (ہمیشہ) حد سے بڑھ جاتے تھے○“

اس مقام پر بنی اسرائیل کو اللہ تعالٰی کی آیات کے انکار اور انبیاء کو قتل کرنے کے باعث ذلت و مسکنت اور غضبِ الٰہی کا سزاوار قرار دیا گیا ہے۔ قابلِ توجہ اَمر یہ ہے کہ نبی کے قتل اور عام مومن کے قتل میں فرق ہوتا ہے۔ آیت مبارکہ میں یہ

نہیں فرمایا کہ يقتلون بعضهم بعضا (وہ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں) بلکہ فرمایا: وَيَقْتُلُونَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ یعنی وہ انبیاء کرام کو قتل کرتے ہیں۔ دونوں کی نوعیت میں فرق ہے۔ انبیاء کرام کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے اُن کے اَسبابِ کفر میں سے ایک سبب قرار دیا ہے۔

نبی منصبِ نبوت کے ساتھ ساتھ مومن بھی ہوتا ہے۔ مومن یا عام مسلمان کا قتل صرف مسلمان کے خون کی اہانت ہے، مگر نبی کا قتل دراصل اللہ کی اہانت ہے کیوں کہ اللہ کا نبی اللہ کی طرف سے مامور ہوتا ہے۔ اِس بناء پر یہ اللہ کی اہانت قرار پاتا ہے۔ لہٰذا انبیاء کرام کو قتل کرنے کی وجہ سے وہ کافر ٹھہرے۔

اذیتِ رسول اور اِہانتِ رسالت کے اِرتکاب سے یزید کافر قرار پایا

اُمت محمدی میں اگر کوئی شخص عام مسلمانوں کو قتل کرتا ہے تو وہ حرمتِ مومن یا خونِ مسلم کی اہانت ہے۔ اس کے برعکس امام حسین علیہ السلام اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اہلِ بیتِ اَطہار کا قتل صرف ایک مومن کے خون یا جان کی اہانت نہیں بلکہ اہانتِ رسول ہے۔ ان کا قتل عام مسلمان کے قتل کی طرح نہیں ہے کہ جس کے قتل کو جانِ مسلم کی اہانت سمجھا جائے، بلکہ امام حسین کا قتل جانِ محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اہانت ہے۔

1۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں فرمایا تھا:

حُسَيْنٌ مِنِّي، وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ (22).

(22) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 4/ 172، الرقم/ 17597، وابن ماجه في

"حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔"

گویا حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو اپنا حصہ قرار دیا۔

2۔ حضرت اسامہ بن زید رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے مروی حدیث میں حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے حسنین کریمین عَلَيْهِمَا السَّلَام کو اپنے بیٹے قرار دیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

طَرَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى شَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِي قُلْتُ: مَا هَذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ قَالَ: فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَيْهِمَا السَّلَام عَلَى وِرْكَيْهِ، فَقَالَ: هَذَانِ ابْنَايَ وَأَبْنَاءُ ابْنَتِي. اَللَّهُمَّ، إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا(23).

السنن، المقدمة، باب فضل الحسن والحسين ابني علي بن أبي طالب عَلَيْهِمَا السَّلَام، 1/ 51، الرقم/ 144، والبخاري في الأدب المفرد/ 133، الرقم/ 364، وابن أبي شيبة في المصنف، 6/ 380، الرقم/ 32196، وابن حبان في الصحيح، 15/ 427، 428، الرقم/ 6971، والحاكم في المستدرك، 3/ 194، الرقم/ 4820، والطبراني في المعجم الكبير، 3/ 33، الرقم/ 2589.

(23) أخرجه الترمذی فی السنن، کتاب المناقب، باب مناقب الحسين والحسين عَلَيْهِمَا السَّلَام، 5/ 656، الرقم/ 3769، وابن حبان في الصحيح،15/ 423، الرقم/ 6967، والطبرانی فی المعجم الکبیر، 3/ 39، الرقم/ 2618.

”میں ایک رات کسی کام کے لیے حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ باہر تشریف لائے اور آپ کوئی شے اپنے جسم سے چمٹائے ہوئے تھے جسے میں نہ جان سکا۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے کیا چیز چمٹا رکھی ہے؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے کپڑا اٹھایا تو وہ حسن اور حسین عَلَيْهِمَا السَّلَام تھے۔ فرمایا: یہ میرے بیٹے ہیں، میرے نواسے ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور ان سے محبت کرنے والے سے بھی محبت کر۔“

3۔ سیدہ کائنات سیدہ فاطمہ عَلَيْهَا السَّلَام سے مروی حدیث مبارک میں بھی ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے حسنین کریمین عَلَيْهِمَا السَّلَام کو اپنے بیٹے فرمایا۔ آپ روایت کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ أَتَاهَا يَوْمًا، فَقَالَ: أَيْنَ ابْنَايَ؟ فَقَالَتْ: ذَهَبَ بِهِمَا عَلِيٌّ فَتَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ، فَوَجَدَهُمَا يَلْعَبَانِ فِي مَشْرَبَةٍ وَبَيْنَ أَيْدِيْهِمَا فَضْلٌ مِنْ تَمْرٍ فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، أَلَا تُقَلِّبُ ابْنَيَّ قَبْلَ الْحَرِّ (24).

” ایک روز رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: میرے بیٹے کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: علی انہیں ساتھ لے گئے ہیں۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ ان کی تلاش میں روانہ ہوئے تو انہیں پانی پینے کی جگہ پر کھیلتے ہوئے پایا اور ان کے سامنے کچھ

---

(24) أخرجه الحاكم في المستدرك، 3/ 180، الرقم/ 4774۔

کھجوریں بچی ہوئی تھیں۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اے علی! خیال رکھنا، میرے بیٹوں کو گرمی بڑھنے سے پہلے گھر واپس لے آنا۔"

ان روایات کے مطالعے سے یہ واضح ہوگیا کہ سیدنا امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کا جزو ہیں اور جزوِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی اہانت کے ارتکاب سے یزید کافر ٹھہرا۔ جس طرح عہدِ بنی اسرائیل کے مسلمان کے قتل سے کوئی قاتل کافر نہ ٹھہرتا بلکہ فاسق و فاجر ہوتا، لیکن اپنے نبی کے قتل سے کافر قرار پایا؛ اِسی طرح اِدھر امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کا قتل اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی اہانت ہے۔ اب اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی اہانت کا وہی حکم ہے جو اللہ کی اہانت کا ہے۔ بعینہٖ اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی اذیت کا وہی حکم ہے جو اللہ کو اذیت دینے کا حکم ہے۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں زیرِ بحث لائی گئی درج ذیل آیت سے ثابت ہوتا ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ [الأحزاب، 33/ 57]

"بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ) کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اُس نے ان کے لیے ذِلّت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہےo"

یہ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی اذیت خاص ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی اذیت کو اپنی اذیت کے ساتھ جوڑ دیا ہے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ اذیت سے پاک ہے۔ وہ محسوسات سے ماوراء ہے۔ اذیت و راحت تو اِحساسات کی چیز ہیں، اللہ تعالیٰ کو کوئی اذیت نہیں دے سکتا۔ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں، وہ اللہ کو ناراض، خفا یا غضب

ناک کرتے ہیں۔ اذیت کا مطلب ہے: torture کرنا۔ کیا کوئی اللہ تعالیٰ کو torture کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مصطفی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی اذیت کو اپنے ساتھ جوڑ دیا کہ جو میرے محبوب کو اذیت دیتا ہے وہ مجھے اذیت دیتا ہے؛ اور جو میرے محبوب کو تکلیف پہنچاتا ہے، وہ مجھے تکلیف پہنچاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے دنیا و آخرت میں ہر جگہ لعنت بھیجتا ہے۔ اب اِس اَمر میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت پہنچانا کفر ہے۔

اِس بحث سے یہ قضیہ بھی حل ہو گیا کہ "کسی مسلم کے قتل سے بندہ کافر نہیں ہوتا بلکہ فاسق ہوتا ہے"۔ لیکن یہاں اس قضیے کا اطلاق ہرگز نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ قتلِ حسین عَلَيْهِ السَّلَام سے اذیت و اہانتِ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ واقع ہوئی ہے۔ امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کوئی عام مسلمان یا نفسِ انسانی نہیں بلکہ سبطِ رسول عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام ہیں۔ آپ اہل بیت نبوی کے اولین مصداق ہیں، جن کے بارے میں حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے جا بجا اپنی اُمت کو خبردار کیا تھا اور جن کی محبت و مودت اختیار کرنے کا براہِ راست حکم فرمایا تھا۔

1۔ حضرت زید بن ارقم رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ہے:

أَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا: كِتَابُ اللهِ فِيْهِ الْهُدَى وَالنُّوْرُ، فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهِ. فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِي. أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي(25).

---

(25) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب، 3/ 1873، الرقم/ 2408، وأحمد بن حنبل في المسند، 4/ 366،

”میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ان میں سے پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کتاب اللہ (کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے) اُبھارا اور ترغیب دی پھر فرمایا: اور (دوسرے) میرے اہل بیت ہیں میں تمہیں اپنے اہلِ بیتِ کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔“

2۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُم مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي، أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي: أَهْلُ بَيْتِي وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِي فِيْهِمَا(26).

الرقم/ 19285، واللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، 1/ 79، الرقم/ 88، والبيهقي في السنن الكبرى، 2/ 148، الرقم/ 2679.

(26) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 3/ 14، 26، 59، الرقم/ 11119، 11227، 11578، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب أهل بيت النبي، 5/ 663، الرقم/ 3788، والنسائي في السنن الكبرى، 5/ 45، الرقم/ 8148، 8464، وابن أبي شيبة في المصنف، 6/ 133، الرقم/ 30081، وأبو يعلى في المسند، 2/ 303، الرقم/ 1027، 1140، والحاكم في المستدرك، 3/ 118، الرقم/ 4576.

"میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر میرے بعد تم نے انہیں مضبوطی سے تھامے رکھا تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ان میں سے ایک دوسری سے افضل ہے۔ ایک ہے: اللہ تعالیٰ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی رسی ہے؛ اور دوسری ہے: میری عترت یعنی اہلِ بیت۔ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوضِ (کوثر) پر آئیں گے۔ سو دیکھو کہ تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کرتے ہو؟"

نگاہِ نبوت دیکھ رہی تھی کہ امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام عترتِ محمدی علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کے فردِ اول ہیں۔ انہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنا بیٹا فرمایا اور انہیں اپنے نسب کے اِجراء کا ذریعہ قرار دیا۔

3۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا خَلَا سَبَبِي وَنَسَبِي، وَكُلُّ وَلَدِ أَبٍ فَإِنَّ عُصْبَتَهُمْ لِأَبِيهِمْ مَا خَلَا وَلَدِ فَاطِمَةَ، فَإِنِّي أَنَا أَبُوْهُمْ وَعُصْبَتُهُمْ(27).

"روزِ قیامت میرے حسب نسب کے سوا ہر سلسلۂ نسب منقطع ہو جائے گا۔ ہر بیٹے کی نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے ماسوا اولادِ فاطمہ کے۔ ان کا باپ بھی میں ہی ہوں اور ان کا نسب بھی میں ہی ہوں۔"

(27) أخرجه عبد الرزاق في المصنف، 6/ 164، الرقم/ 10354، والبيهقي في السنن الكبرى، 7/ 64، الرقم/ 13172، والطبراني في المعجم الأوسط، 6/ 357، الرقم/ 6609، وأيضا في المعجم الكبير، 3/ 44، الرقم/ 2633.

اب آپ خود سوچیں کہ جب عترتِ محمدی کے مصداقِ اول یعنی امام حسین علیہ السلام کو اذیت دینے سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اذیت نہیں پہنچتی تو پھر کائنات میں اور کون سی شے ہے جسے کو اذیت دینے سے حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اذیت پہنچتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حسنین کریمین کو کندھوں پر بٹھا کر مدینہ کی گلی کوچوں میں پھرا کرتے تھے تاکہ لوگ دیکھیں اور گواہ ہو جائیں کہ حسین کی میرے ساتھ قرابت کیا ہے اور میری حسین کے ساتھ محبت کیا ہے۔

4۔ حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ علیہما السلام وَهُوَ حَامِلُهُمَا عَلَى مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الأَنْصَارِ. فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، نِعْمَتِ الْمَطِيَّةُ. قَالَ: وَنِعْمَ الرَّاكِبَانِ(28).

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حسنین کریمین علیہما السلام کو اٹھائے ہوئے انصار کی ایک مجلس سے گزرے تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا خوب سواری ہے! آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: سوار بھی کیا خوب ہیں!

یہ اُمت کو آگاہ کرنے اور باور کرانے کے لیے تھا کہ میرے بعد میرے ان بیٹوں کا مقام و مرتبہ ہمیشہ یاد رکھنا اور انہیں فراموش نہ کردینا۔ حسین میرا جز و اور میری جان ہے، جو اسے تکلیف دے وہ میری جان کو تکلیف دے گا؛ جو اسے اذیت دے گا وہ مجھے اذیت دے گا؛ جو اس کی اہانت کرے گا وہ میری اہانت کرے گا؛ نتیجتاً

(28) أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، 6/ 380، الرقم/ 32185.

کافر و ملعون ٹھہرے گا اور واصل جہنم ہوگا۔ لہٰذا ان کی اس خصوصیت کے باوجود اس معاملہ پر قتل مسلم کے عمومی شرعی حکم کا اطلاق کرنا سراسر زیادتی اور نا انصافی ہے!

11۔ یزید کی توبہ کا اِحتمال مردود ہے

گزشتہ صفحات میں دی گئی آیاتِ قرآنیہ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جو کوئی رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ کو اذیت پہنچاتا ہے اُس کے لیے "عذاب مُہین" ہے۔ یعنی بلاشک وشبہ اُس کا شمار کفار میں ہوگا۔ وہ جہنمی اور کافر ہے۔ اُس کے لیے ایمان یا توبہ کے احتمال کی کسی بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ قرآن مجید کا صریح حکم آجانے کے بعد پھر یزید کے لیے توبہ کے اِحتمالات اور اِمکانات ڈھونڈنا اور فعلِ حرام اور فعلِ کفر کے مابین فرق ڈھونڈنا اور اُس کے لیے ہمدردی کرنا اور خصوصاً یزید کے لیے تحفظ فراہم کرنا اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ ایسی کد و کاوش کرنے والے در حقیقت رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ اور اَہلِ بیتِ اَطہار عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے مقام کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ وہ رسول اللہ کے سارے فرمودات بھول گئے ہیں جو آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے اپنی عترتِ پاک اور حسنین کریمین عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے لیے ارشاد فرمائے۔ بعض لوگوں کو مغالطہ ہے کہ شاید یزید نے توبہ کر لی تھی، جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اُسے توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔

اگر ہم یزید کے دورِ حکومت پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یزید نے تین سال حکومت کی۔

1۔ پہلے سال امام حسین عَلَيْهِ السَّلَامُ اور آقا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی عترت پاک عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کو شہید کیا۔

2۔ دوسرے سال مدینہ منورہ کو تاخت وتاراج کیا۔اس کے بھیجے ہوئے درندہ صفت لشکریوں نے قتل و غارت کا بازار گرم کرتے ہوئے مدینہ منورہ کے 10 ہزار نہتے معصوم اور معظم و مکرم مکینوں کا قتل کیا۔ عفت مآب خواتین کی عصمت دری کی۔

3۔ تیسرے سال مکہ معظمہ پہ حملہ کیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے 64 دن مکہ معظمہ اور کعبۃ اللہ کا محاصرہ کیا۔ منجنیقوں کے ذریعے کعبۃ اللہ پر سنگ باری کی۔اس حد تک آگ برسائی گئی کہ کعبہ کا غلاف جل گیا اور دیواریں منہدم کردیں۔ کعبۃ اللہ پر یہ سارا ظلم جاری تھا کہ اُس بدبخت یزید کی موت واقع ہوگئی۔ جب اس کے لشکر کو یہ خبر ملی کہ یزید مر گیا ہے تو واپس چلا گیا کیونکہ یہ اُن کی اپنی لڑائی نہیں تھی۔ وہ تو یزید کے حکم کے تحت لڑ رہے تھے۔ ایسے میں کونسی توبہ کا اِحتمال اور اِمکان باقی رہ جاتا ہے؟

جو لوگ عترتِ رسول عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کو قتل کر دیں، حضور عَلَیْہِ السَّلَامُ کی جان کو اذیت پہنچائیں اور آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ کی روحِ پاک کو تڑپائیں، اللہ کب اُن کو توبہ کی توفیق دیتا ہے! سو یزید کو بھی توبہ کا موقع نہیں ملا اور وہ اپنی بد بختیوں کے ساتھ جہنم واصل ہوا۔

خلاصۂ کلام

حضور نبی اکرم صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی عترت پاک نے تحفظِ اِسلام کے لیے قیام کا ایک عملی اور مثالی نمونہ قیامت تک کے لیے پیش کیا ہے۔ظاہراً بے شک شہید ہوئے مگر امام عالی مقام عَلَیْہِ السَّلَامُ نے پوری انسانیت کو ایک فکری و عملی آزادی کا راستہ بتادیا۔ آپ نے رخصت کے بجائے عزیمت کی راہ اختیار کی۔ امام عالی مقام، اَہل بیتِ رسول عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کے ساتھ محبت و مودت کرنا اور اُن کی تعظیم وتکریم بجا لانا ہمارے ایمان کا اساسی تقاضا ہے۔ ایسے تمام لوگ جن میں یزید اور ابنِ زیاد سمیت وہ سارے اعوان و اَنصار شامل ہیں جنہوں نے آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ کی حرمت اور عترت پر حملہ کیا ہے،اللہ اور اُس کے رسول صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُن پر لعنت کی ہے... ہم بھی لعنت کرتے ہیں... اللہ رب العزت ہمیں قیامت کے دن سیدہ کائنات عَلَیْہَا السَّلَامُ، امام حسین عَلَیْہِ السَّلَامُ، عترتِ رسول عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ اور صحابۂ رسول رَضِیَ اللهُ عَنْہُمْ سے

محبت کرنے والوں کے زمرے میں کھڑا کرے۔اُن کے دشمنوں کی طرف جانے سے ہمیں اور پوری اُمت کو بچائے اور جو اب بھی ان کی حمایت میں زبان کھول رہے ہیں تو در حقیقت وہ خود اپنا تعلق یزید کے ساتھ جوڑ رہے اور اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ ان قطعی براہین کو پڑھنے کے بعد یقیناً یزید کا ملعون اور دائرہ ایمان سے خارج ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا جو کوئی بھی اس حوالے سے مغالطے میں مبتلا ہے وہ صدقِ دل اور خلوصِ نیت سے توبہ کرے۔

باب نمبر: 2

عہدِ یزید — دین و ملت کے لیے باعثِ شرّ و فساد

Scanned with CamScanner

زیرِ نظر باب میں امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے پس منظر پر مشتمل چند احادیث مبارکہ اور کبار ائمہ کی شروحات بیان کی جاتی ہیں تاکہ یزیدی اِقتدار کے مکر و فریب اور سفاکیت کے اُس کھیل کا پردہ چاک کیا جاسکے جس کی وجہ سے یہ اَلم ناک سانحہ رُونما ہوا۔

1۔ اُمتِ محمدیہ میں خلافتِ راشدہ تیس سال تک رہے گی، پھر بادشاہت ہو گی

ذیل میں بیان کردہ چند روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ خلافتِ راشدہ صرف 30 سال تک رہی۔ جو لوگ خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد کے دورِ ملوکیت کو بھی راشدہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اِن روایات سے اُن کے دعویٰ کا ردّ ہوجاتا ہے:

1۔ امام احمد بن حنبل اور امام ترمذی نے ان الفاظ کے ساتھ حضرت سعید بن جُمہان سے روایت کی ہے۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَلْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذٰلِكَ. ثُمَّ قَالَ لِي سَفِينَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ، وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ، ثُمَّ قَالَ لِي: أَمْسِكْ خِلَافَةَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہم، قَالَ: فَوَجَدْنَاهَا ثَلَاثِيْنَ سَنَةً. قَالَ سَعِيْدٌ: فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ الْخِلَافَةَ فِيْهِمْ! قَالَ: كَذَبُوْا بَنُو الزَّرْقَاءِ، بَلْ هُمْ

مُلُوْكٌ مِنْ شَرِّ الْمُلُوْكِ(29).

"میری امت میں خلافت (نبوی طریق پر حکمرانی) تیس سال رہے گی، اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔ حضرت سفینہ نے مجھے کہا: حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کی خلافت کا عرصہ شمار کرو، پھر مجھے کہا: حضرت علی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی خلافت (کی مدت) کو بھی شمار کرو۔ ہم نے (چاروں خلفاء راشدین کے دور خلافت کی) اس مدت کو تیس سال پایا۔ سعید کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ بنو اُمیہ کا خیال ہے کہ ان میں بھی خلافت (جاری) ہے! حضرت سفینہ نے فرمایا: زرقاء کی اولاد (بنو مروان) جھوٹ کہتی ہے، بلکہ وہ ملوک میں سے بُری قسم کے بادشاہ ہیں۔"

2۔ امام ابو داود، حاکم اور طبرانی حضرت سفینہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ يُؤْتِي اللهُ الْمُلْكَ، أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ.

"خلافت علیٰ منہاج النبوۃ تیس سال رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے بادشاہت دے یا اپنا ملک عطا کرے۔"

سنن ابو داؤد کے الفاظ ہیں:

أَمْسِكْ عَلَيْكَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَنَتَيْنِ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَشْرًا،

---

(29) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 5/ 221، الرقم/ 21978، والترمذي في السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء في الخلافة، 4/ 503، الرقم/ 2226.

وَعُثْمَانَ رضی الله عنه اثْنَتَيْ عَشْرَةَ، وَعَلِيٌّ رضی الله عنه كَذَا. قَالَ سَعِيْدٌ: قُلْتُ لِسَفِيْنَةَ: إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ عَلِيًّا عليه السلام لَمْ يَكُنْ بِخَلِيْفَةٍ. قَالَ: كَذَبَتْ أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ، يَعْنِي بَنِي مَرْوَانَ(30).

"(مدتِ خلافتِ راشدہ) شمار کرو کہ دو سال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے، دس سال حضرت عمر کے، بارہ سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے (چھ سال)۔ راوی سعید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ یہ لوگ (بنو امیہ) کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے: انہوں نے فرمایا: یہ زرقاء کی اولاد 'یعنی بنو مروان' جھوٹ بولتے ہیں۔"

مسند احمد میں انہی سے مروی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

وَخِلَافَةَ عَلِيٍّ رضی الله عنه سِتَّ سِنِيْنَ(31).

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت چھ سال تھی۔

3۔ امام طیالسی اور بیہقی، سعید سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

فَمُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: كَانَ أَوَّلَ الْمُلُوْكِ(32).

---

(30) أخرجه أبو داود في السنن، كتاب الفتن، باب في الخلفاء، 4/ 211، الرقم/ 4646-4647، والحاكم في المستدرك، 3/ 75، 156، الرقم/ 4438، 4697، والطبراني في المعجم الكبير، 7/ 84، الرقم/ 6444.

(31) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 5/ 220، الرقم/ 21969.

"کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی خلیفہ ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ پہلے بادشاہ تھے۔"

4۔ امام ابن ابی شیبہ، قزوینی اور ابن عساکر ایک روایت میں ابن ابی غنیہ سے نقل کرتے ہیں، اور وہ اہل مدینہ کے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا تھا:

أَنَا أَوَّلُ الْمُلُوْكِ(33).

"میں (اسلامی سلطنت کا) پہلا بادشاہ ہوں۔"

5۔ ایک روایت میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

اَلْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا(34).

"میرے بعد تیس سال تک خلافت رہے گی پھر بادشاہت قائم ہو جائے گی۔"

6۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے

---

(32) أخرجه الطيالسي في المسند/ 151، الرقم/ 1107، والبيهقي في المدخل إلى السنن الكبرى، 1/ 116، الرقم/ 52.

(33) أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، 6/ 207، الرقم/ 30714، والقزويني في التدوين في أخبار قزوين، 3/ 429، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 59/ 177، وذكره ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 135.

(34) أخرجه ابن حبان في الصحيح، 15/ 392، الرقم/ 6943، وأيضًا في الثقات، 2/ 304.

فرمایا:

اَلْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ تَصِيْرُ مُلْكًا عَضُوْضًا(35).

”میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی، پھر وہ خلافت ظلم و زیادتی والی بادشاہت میں بدل جائے گی۔“

علامہ ابن تیمیہ اِس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَاعْتَمَدَ عَلَيْهِ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ فِي تَقْرِيرِ خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْأَرْبَعَةِ، وَثَبَّتَهُ أَحْمَدُ؛ وَاسْتَدَلَّ بِهِ عَلَى مَنْ تَوَقَّفَ فِي خِلَافَةِ عَلِيٍّ رضي الله عنه؛ مِنْ أَجْلِ افْتِرَاقِ النَّاسِ عَلَيْهِ، حَتَّى قَالَ أَحْمَدُ: مَنْ لَمْ يُرَبِّعْ بِعَلِيٍّ فِي الْخِلَافَةِ، فَهُوَ أَضَلُّ مِنْ حِمَارِ أَهْلِهِ؛ وَنَهَى عَنْ مُنَاكَحَتِهِ، وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ، وَعُلَمَاءِ السُّنَّةِ، وَأَهْلِ الْمَعْرِفَةِ، وَالتَّصَوُّفِ، وَهُوَ مَذْهَبُ الْعَامَّةِ.

”اس حدیث پر امام احمد و دیگر نے چاروں خلفائے راشدین کی خلافت کو (علیٰ منہاج النبوۃ) ثابت کیا ہے۔ امام احمد نے اس کو دلائل سے مؤکد کیا ہے اور اس سے اس شخص کے خلاف استدلال کیا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں، لوگوں کی رائے آپ کے حق میں منقسم ہو جانے کی وجہ سے، توقف کرتا ہے، یہاں تک کہ

---

(35) ذكره التفتازاني في شرح المقاصد في علم الكلام، 2/ 275، والعسقلاني في فتح الباري، 8/ 77.

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: جو خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ نہیں مانتا تو وہ اپنے گھر کے گدھے سے زیادہ (کند ذہن اور گمراہ) ہے، اور اس کے ساتھ نکاح سے منع فرمایا، اور یہ بات فقہاء، علمائے سنت اور اہلِ معرفت و تصوف کے ہاں متفق علیہ ہے، نیز یہ کہ یہ عوام الناس کا مذہب بھی ہے۔"

علامہ ابن تیمیہ مزید لکھتے ہیں:

وَوَفَاةُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم كَانَتْ فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ سَنَةَ إِحْدَى عَشْرَةَ مِنْ هِجْرَتِهِ، وَإِلَى عَامِ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً، كَانَ إِصْلَاحُ ابْنِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ السَّيِّدِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، بِنُزُوْلِهِ عَنِ الْأَمْرِ عَامَ إِحْدَى وَأَرْبَعِيْنَ فِي شَهْرِ جُمَادَى الْأُوْلَى، وَسُمِّيَ عَامَ الْجَمَاعَةِ، لِاجْتِمَاعِ النَّاسِ عَلَى مُعَاوِيَةَ، وَهُوَ أَوَّلُ الْمُلُوْكِ(36).

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی وفات ربیع الاول سن گیارہ ہجری میں ہوئی، تیس سال گزرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سردار بیٹے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے مومنوں کے دو گروہوں میں (بہ غرض مصالحت و قیامِ امن) امر خلافت سے دستبردار ہو کر جمادی الاولی سن اکتالیس ہجری میں صلح کرائی، اس سال کو اِتفاق و اِجتماعیت کے سال کا نام دیا گیا، کیونکہ لوگوں کا اس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (کی حکمرانی) پر اِتفاق ہوا۔ وہ پہلے بادشاہ ہیں۔"

---

(36) ابن تيمية في مجموع الفتاوى، 35/ 18-19.

2۔ خلافتِ راشدہ کے بعد قریش کے نو عمر لڑکوں کی حکومت ہو گی

اُموی دور میں اسلامی حکمرانی کی وہ خوبصورتی اور محاسن نظر نہیں آتے جو عہد خلافتِ راشدہ میں تھے۔ اُس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اِن کے دور میں تجربہ کار اور فیضِ نبوت سے معمور ہستیوں کے تربیت یافتہ افراد کی بجائے نو عمر لڑکوں کو اُمورِ سیاست میں ترجیح دی گئی۔ وہ نسل اسلامی رنگ اور اسلامی اوصاف سے متصف نہ تھی، جس کی وجہ سے اُموی عہد میں اِلّا ما شاء اللہ حقوقِ انسانی اور عدل و انصاف کا نظام تباہ و برباد ہو گیا، نتیجتاً بھیانک سانحات رونما ہوئے۔

1۔ امام بخاری، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وِعَاءَيْنِ: فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ، فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُوْمُ(37).

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے دو برتن (یعنی دو طرح کا) علم حاصل کیا ہے۔ ان میں سے ایک قسم کے علم کی تو میں نے (لوگوں میں روایت کے ذریعے بلا کم و کاست) اشاعت کر دی۔ جہاں تک دوسری قسم کا تعلق ہے تو اگر میں اسے عام کر دوں تو (قوی خدشہ ہے کہ میرے) اِس گلے کو کاٹ دیا جائے۔“

---

(37) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب العلم، باب حفظ العلم، 1/ 56، الرقم/ 120، وابن فتوح في الجمع بين الصحيحين، 3/ 246، الرقم/ 2534، وابن سعد في الطبقات الكبرى، 2/ 362، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 67/ 337.

ذیل میں اِس روایت کی بابت چند محدثین کا نکتہ نظر بیان کیا جاتا ہے:

(1) شارح 'الصحیح البخاری' امام ابن بطال لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «وَأَمَّا الْآخَرُ، فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُوْمُ». قَالَ الْمُهَلَّبُ وَأَبُو الزِّنَادِ: يَعْنِي: أَنَّهَا كَانَتْ أَحَادِيْثَ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، وَمَا عَرَّفَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ بِهِ مِنْ فَسَادِ الدِّيْنِ، وَتَغْيِيْرِ الْأَحْوَالِ، وَالتَّضْيِيْعِ لِحُقُوْقِ اللهِ تَعَالَى، كَقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ: يَكُوْنُ فَسَادُ هَذَا الدِّيْنِ عَلَى يَدَي أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ. وَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ، فَخَشِيَ عَلَى نَفْسِهِ، فَلَمْ يُصَرِّحْ. وَكَذَلِكَ يَنْبَغِي لِكُلِّ مَنْ أَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ إِذَا خَافَ عَلَى نَفْسِهِ فِي التَّصْرِيْحِ أَنْ يُعَرِّضَ(38).

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فرمان: "دوسری قسم کے ذخیرۂ علم کو اگر میں عام کردوں تو (قوی خدشہ ہے کہ میرا) یہ گلا کاٹ دیا جائے۔" کا معنی مہلّب اور ابو الزناد نے یہ کیا ہے کہ اس سے ان کی مراد علاماتِ قیامت پر مبنی روایات اور وہ احادیث ہیں جن میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے دین میں فساد کے در آنے، اَحوال کے بگاڑ اور اللہ تعالیٰ (کی حدود اور) حقوق کو پامال کیے جانے کے بارے میں آگاہ فرمایا تھا، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا یہ فرمان اقدس ہے کہ اس دین کی بربادی قریش کے (حکمت و دانش سے محروم اور فکر و

---

(38) ابن بطال في شرحه على صحيح البخاري، 1/ 188-189، الرقم/ 110.

تدبر سے عاری) اَوباش لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو میں ان کے نام بھی افشاء کر سکتا ہوں۔ مگر انہوں نے اپنی جان کا خطرہ محسوس کیا تو (ان ناموں کی) صراحت نہ فرمائی۔ اَمر بالمعروف کا فریضہ سر انجام دینے والے ہر شخص کے لیے یہی مناسب ہے کہ جب وہ کسی بات کو صراحتاً بیان کرنے میں اپنی جان کا خطرہ محسوس کرے تو اسے اِشارے کنائے میں بیان کر دے۔''

(2) حافظ ابن حجر العسقلانی 'فتح الباری' میں لکھتے ہیں:

وَحَمَلَ الْعُلَمَاءُ الْوِعَاءَ الَّذِي لَمْ يَبُثَّهُ عَلَى الْأَحَادِيْثِ الَّتِي فِيْهَا تَبْيِيْنُ أَسَامِي أُمَرَاءِ السُّوْءِ وَأَحْوَالِهِمْ وَزَمَنِهِمْ. وَقَدْ كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يُكَنِّي عَنْ بَعْضِهِ، وَلَا يُصَرِّحُ بِهِ خَوْفًا عَلَى نَفْسِهِ مِنْهُمْ، كَقَوْلِهِ: «أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ رَأْسِ السِّتِّيْنَ وَإِمَارَةِ الصِّبْيَانِ» يُشِيْرُ إِلَى خِلَافَةِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، لِأَنَّهَا كَانَتْ سَنَةَ سِتِّيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ. وَاسْتَجَابَ اللهُ دُعَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، فَمَاتَ قَبْلَهَا بِسَنَةٍ.

قَالَ ابْنُ الْمُنِيْرِ: وَإِنَّمَا أَرَادَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه بِقَوْلِهِ: «قُطِعَ» أَيْ: قَطَعَ أَهْلُ الْجَوْرِ رَأْسَهُ، إِذَا سَمِعُوْا عَيْبَهُ لِفِعْلِهِمْ، وَتَضْلِيْلَهُ لِسَعْيِهِمْ. وَيُؤَيِّدُ ذَلِكَ أَنَّ الْأَحَادِيْثَ الْمَكْتُوْبَةَ لَوْ كَانَتْ مِنَ الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ مَا وَسِعَهُ كِتْمَانُهَا، لِمَا ذَكَرَهُ فِي

الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ، مِنَ الْآيَةِ الدَّالَّةِ عَلَى ذَمِّ مَنْ كَتَمَ الْعِلْمَ(39).

"علماء کرام نے اس ذخیرۂ علم کو جس کو انہوں نے بیان نہیں فرمایا، ان احادیث پر محمول کیا ہے جن میں برے (ظالم اور سفاک) حکمرانوں کے ناموں کی تفصیل، ان کے احوال، اور ان کے ادوار یا عہد (کی برائیوں، ظلم اور سفاکیت) کی وضاحت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان میں سے بعض کو کنایتاً بیان کرتے تھے لیکن ان سے اپنی جان کو خطرہ لاحق ہونے کی وجہ سے (ان کی) صراحت نہ کرتے تھے جیسا کہ اُن کا قول ہے: "میں سن 60 ہجری کے آغاز اور لونڈوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں"۔ یہ یزید بن معاویہ کی امارت و حکومت کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ یہ ہجرت کا ساٹھواں سال تھا، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اور وہ سن 60 ہجری سے ایک سال قبل ہی وفات پا گئے۔"

"ابن منیر نے کہا ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قول: "کاٹ دیا جائے گا۔" سے یہ مراد لیا ہے کہ (سربستہ علم کو اگر وہ عام کر دیں تو) ظالم لوگ ان کا سر قلم کر دیں گے، جب وہ اُن کے (قابلِ اعتراض) کاموں پر تنقید کرتے اور ان کی قباحت بیان کرتے ہوئے اور (حصولِ اقتدار کے لیے) ان کی جدوجہد کو باطل ٹھہراتے ہوئے سنیں گے۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ مخفی رکھی گئی احادیث اگر شرعی احکام میں سے ہوتیں تو ان کے لیے انہیں چھپانے کی گنجائش نہ تھی۔ اس لیے کہ پہلی حدیث میں انہوں نے وہ آیت بیان کی تھی

---

(39) العسقلاني في فتح الباري، 1/ 216-217، الرقم/ 120.

جو کتمانِ علم کے مرتکب کی مذمت پر دلالت کرتی ہے۔"

(3) علامہ بدر الدین العینی الحنفی لکھتے ہیں:

وَبِالثَّانِي مَا كَتَمَهُ مِنْ أَخْبَارِ الْفِتَنِ كَذَلِكَ. وَقَالَ ابْنُ بَطَّالٍ: اَلْمُرَادُ مِنَ الْوِعَاءِ الثَّانِي: أَحَادِيْثُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، وَمَا عَرَّفَ بِهِ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِنْ فَسَادِ الدِّيْنِ، عَلَى أَيْدِي أُغَيْلِمَةِ سُفَهَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ، وَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ، فَخَشِيَ عَلَى نَفْسِهِ، فَلَمْ يُصَرِّحْ. ...

وَيُقَالُ: حُمِلَ الْوِعَاءُ الثَّانِي الَّذِي لَمْ يُنَبِّهْ، عَلَى الْأَحَادِيْثِ الَّتِي فِيْهَا تَبْيِيْنُ أَسَامِي أُمَرَاءِ الْجَوْرِ، وَأَحْوَالِهِمْ، وَذَمِّهِمْ.

وَقَدْ كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُكَنِّي عَنْ بَعْضِهِمْ، وَلَا يُصَرِّحُ بِهِ خَوْفًا عَلَى نَفْسِهِ مِنْهُمْ، كَقَوْلِهِ: «أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ رَأْسِ السِّتِّيْنَ، وَإِمَارَةِ الصِّبْيَانِ». يُشِيْرُ بِذَلِكَ إِلَى خِلَافَةِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، لِأَنَّهَا كَانَتْ سَنَةَ سِتِّيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ، فَاسْتَجَابَ اللهُ دُعَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَمَاتَ قَبْلَهَا بِسَنَةٍ(٤٠).

" ذخیرۂ علم کی دوسری قسم سے مراد فتنوں کے موضوعات پر مبنی احادیث ہیں جنہیں انہوں نے پوشیدہ رکھا۔ اس کا بھی یہی معاملہ ہے۔

(٤٠) العيني في عمدة القاري، 2/ 185، الرقم/ 120، والكرماني في الكواكب الدراري في شرح على صحيح البخاري، 2/ 137، الرقم/ 121، والقسطلاني في إرشاد الساري، 1/ 212، الرقم/ 120.

ابن بطال نے کہا ہے: دوسرے ذخیرۂ علم سے مراد علامات قیامت ہیں۔ علاوہ ازیں وہ علم ہے کہ جس کے ذریعے حضور نبی اکرم ﷺ نے امت کو خبردار کیا ہے کہ دین کی بربادی قریش کے بیوقوف چھوکروں کے ہاتھوں ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اگر میں چاہوں تو ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں، لیکن انہیں اپنی جان کا خطرہ لاحق ہوا تو ان کے ناموں کی وضاحت سے گریز کیا۔"

"کہا جاتا ہے کہ علم کا دوسرا ذخیرہ جس کے بارے انہوں نے واضح طور پر نہیں بتایا، ان احادیث پر محمول کیا گیا ہے جن میں ظالم حکمرانوں کے نام اور احوال اور ان کی مذمت بیان ہوئی ہے۔"

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان میں سے بعض کو اشاروں کنایوں میں بیان کیا کرتے تھے اور اپنی جان کو ان لوگوں سے در پیش خطرہ کی وجہ سے ان کی تصریح فرمانے سے گریز کرتے تھے، جیسا کہ ان کا قول ہے: "میں سن 60 ہجری کے آغاز اور لونڈوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں"۔ اس سے وہ یزید بن معاویہ کی امارت و حکومت کی طرف اشارہ کرتے تھے، کیونکہ وہ ہجرت کے ساٹھویں سال میں ہی (قائم ہوئی) تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اور وہ سن 60 سے ایک سال قبل وفات پا گئے۔"

(4) ملا علی القاری الحنفی لکھتے ہیں:

إِنَّهُ عِلْمٌ يَتَعَلَّقُ بِالْمُنَافِقِيْنَ بِأَعْيَانِهِمْ، أَوْ بِوُلَاةِ الْجَوْرِ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ، أَوْ بِفِتَنٍ أُخْرَى فِي زَمَنِهِ. وَقَالَ الْأَبْهَرِيُّ: حَمَلَ الْعُلَمَاءُ

الْوِعَاءَ الَّذِي لَمْ يَبُثَّهُ، عَلَى الْأَحَادِيثِ الَّتِي فِيهَا يَتَبَيَّنُ أَسَامِي أُمَرَاءِ الْجَوْرِ، وَأَحْوَالُهُمْ، وَذَمُّهُمْ. وَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يُكَنِّي عَنْ بَعْضِهِ، وَلَا يُصَرِّحُ بِهِ، خَوْفًا عَلَى نَفْسِهِ مِنْهُمْ، كَقَوْلِهِ رضي الله عنه: «أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ رَأْسِ السِّتِّيْنَ، وَإِمَارَةِ الصِّبْيَانِ»، يُشِيْرُ إِلَى خِلَافَةِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، لِأَنَّهَا كَانَتْ سَنَةَ سِتِّيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ، وَاسْتَجَابَ اللهُ دُعَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه فَمَاتَ قَبْلَهَا بِسَنَةٍ(41).

”اس سے مراد وہ علم ہے جو بڑے بڑے منافقوں، یا بنو امیہ کے ظالم حکمرانوں، یا آپ کے زمانہ میں دوسرے فتنوں سے متعلق ہے۔ امام اَبہری نے کہا ہے: علماء نے اس (علم کے) ذخیرہ کو جسے آپ نے بیان نہیں فرمایا، ان احادیث پر محمول کیا ہے جن میں ظالم حکمرانوں کے نام، ان کے احوال اور ان کی مذمت ظاہر ہوتی ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان میں سے بعض کو اشارتاً وکنایتاً بیان فرماتے تھے، اور اپنی جان کو ان کی جانب سے لاحق خطرہ کی وجہ سے ان کی صراحت نہ فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ اُن کا یہ قول ہے: ”میں سن 60 ہجری کے آغاز اور لونڈوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں“۔ اس سے وہ یزید بن معاویہ کی ملوکانہ (و مستبدانہ) حکومت کی طرف اشارہ کرتے تھے، کیونکہ سن 60 ہجری میں ہی اس کی حکومت قائم ہوئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرما لی اور وہ سن 60

(41) الملا علي القاري في مرقاة المفاتيح، 1/ 479، الرقم/ 271.

ہجری سے ایک سال پہلے ہی عالم بقا کی طرف رخصت ہو گئے۔"

2۔ متفق علیہ حدیث مبارک میں امام بخاری اور مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

يُهْلِكُ النَّاسَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ. قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوْهُمْ(42).

"قریش کا یہ قبیلہ عام لوگوں (عامۃ الناس) کو ہلاک کرے گا۔ لوگوں نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: کاش! لوگ ان سے کنارہ کش ہو جائیں (یعنی ان کے دست و بازو اور معاون و مددگار نہ بنیں)۔"

اِس حدیث مبارک کی شرح میں حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں:

وَأَنَّ الْمُرَادَ بَعْضُ قُرَيْشٍ، وَهُمُ الْأَحْدَاثُ مِنْهُمْ، لَا كُلُّهُمْ، وَالْمُرَادُ: أَنَّهُمْ يُهْلِكُوْنَ النَّاسَ بِسَبَبِ طَلَبِهِمُ الْمُلْكَ، وَالْقِتَالِ لِأَجْلِهِ، فَتَفْسُدُ أَحْوَالُ النَّاسِ، وَيَكْثُرُ الْخَبْطُ بِتَوَالِي الْفِتَنِ، وَقَدْ وَقَعَ الْأَمْرُ كَمَا أَخْبَرَ صلى الله عليه وعلى آله وسلم، وَأَمَّا قَوْلُهُ: «لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوْهُمْ» مَحْذُوْفُ الْجَوَابِ، وَتَقْدِيْرُهُ: لَكَانَ أَوْلَى

---

(42) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، 3/ 1319، الرقم/ 3409، ومسلم في الصحيح، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيتمنى أن يكون مكان الميت من البلاء، 4/ 2236، الرقم/ 2917، وأحمد بن حنبل في المسند، 2/ 301، الرقم/ 7992، وأبو يعلى في المسند، 10/ 480، الرقم/ 6093.

بِهِمْ. وَالْمُرَادُ بِاعْتِزَالِهِمْ، أَنْ لَا يُدَاخِلُوْهُمْ، وَلَا يُقَاتِلُوْا مَعَهُمْ، وَيَفِرُّوْا بِدِيْنِهِمْ مِنَ الْفِتَنِ(43).

”بے شک اس سے مراد قریش کے بعض لوگ ہیں، اور وہ بھی ان میں سے صرف نو عمر لڑکے نہ کہ تمام۔ اور لوگوں کو ہلاک کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ چند قریشی نوجوان بادشاہت کی طلب (ہوسِ اقتدار) اور اس کی تکمیل کے لیے جنگ و جدل کے سبب لوگوں کی جانوں سے کھیلیں گے اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کریں گے، نتیجتاً لوگوں کے حالات میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا، اور پے در پے فتنوں کی وجہ سے فساد کثرت سے روز افزوں ہوگا۔ اور پھر یہ امر بعینہٖ اسی طرح واقع ہوا جیسے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے خبر دی تھی۔ اور رہا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کا یہ قول مبارک کہ ”کاش لوگ ان سے الگ رہیں“ تو اس کا جواب محذوف ہے۔ اس میں تقدیرِ کلام یہ ہے کہ (اگر لوگ اُن کے مد و معاون نہ بنیں) ”تو اُن کے لیے بہتر ہوتا۔“ اور ان سے الگ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ ان کے امور و معاملات میں شریک نہ ہوں، (نہ ان کے معاون بنیں) اور نہ ان کے ساتھ مل کر جنگ کریں تاکہ اپنے دین کو بچا کر فتنوں سے دامن کش رہ سکیں۔“

3۔ امام بخاری اور احمد بن حنبل، عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے دادا نے بتلایا ہے:

كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ

---

(43) العسقلاني في فتح الباري، 13/ 10.

بِالْمَدِينَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ. قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ: هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ. فَقَالَ مَرْوَانُ: لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً. فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُوْلَ: بَنِي فُلَانٍ، وَبَنِي فُلَانٍ، لَفَعَلْتُ. فَكُنْتُ أَخْرُجُ مَعَ جَدِّي إِلَى بَنِي مَرْوَانَ، حِيْنَ مُلِّكُوْا بِالشَّامِ. فَإِذَا رَآهُمْ غِلْمَانًا أَحْدَاثًا، قَالَ لَنَا: عَسَى هَؤُلَاءِ أَنْ يَكُوْنُوْا مِنْهُمْ. قُلْنَا: أَنْتَ أَعْلَمُ(44).

"میں مدینہ منورہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (کی مجلس میں ان) کے پاس مسجدِ نبوی میں موجود تھا اور مروان (بن حکم) بھی ہمارے ساتھ تھا۔ اس دوران حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے (اپنے) صادق و مصدوق (آقا) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میری اُمت کی ہلاکت قریش کے بعض جوانوں کے ہاتھوں ہوگی۔ مروان نے کہا کہ ایسے لڑکوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اگر یہ بتانا چاہوں کہ وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہیں تو ایسا بھی کر سکتا ہوں۔ (راوی کہتے ہیں:) جب بنی مروان شام کے حکمران بن گئے تو میں اپنے دادا کے ہمراہ اُن کے ہاں جایا کرتا تھا۔جب وہ اُن نو عمر لڑکوں کو دیکھتے تو ہم سے سرگوشی کرتے ہوئے کہتے: شاید یہ اُنہی لڑکوں میں سے ہوں۔ ہم عرض کرتے

(44) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم: هلاك أمتي على يدي أغيلمة سفهاء، 6/ 2589، الرقم/ 6649، وأحمد بن حنبل في المسند، 2/ 324، الرقم/ 8287.

کہ آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔"

4۔ امام بخاری اور احمد بن حنبل ایک اور روایت میں انہی (سعید بن عمرو بن سعید العاص رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں۔ سعید بن عمرو کہتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، فَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم يَقُوْلُ: هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ. فَقَالَ مَرْوَانُ: غِلْمَةٌ؟ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ(45).

"میں، مروان (بن حکم) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا تو میں نے سنا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے کہ میں نے (اپنے آقا) صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میری امت کی بربادی قریش کے چند (نوعمر) لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔ مروان نے (حیرانگی سے) کہا: لڑکوں کے ہاتھوں سے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (ہاں! لڑکوں کے ہاتھوں سے) اگر تم چاہو تو میں ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں کہ وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہیں۔"

(1) شارح 'صحیح البخاری' حافظ ابن حجر العسقلانی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَوْلُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم: «هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ» زَادَ فِي بَعْضِ النُّسَخِ لِأَبِي ذَرٍّ «مِنْ قُرَيْشٍ» وَلَمْ يَقَعْ

---

(45) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، 3/ 1319، الرقم/ 3410.

لِأَكْثَرِهِمْ، وَقَدْ ذَكَرَهُ فِي الْبَابِ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ بِدُوْنِ قَوْلِهِ: «سُفَهَاءَ». وَذَكَرَ ابْنُ بَطَّالٍ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ مَعْبَدٍ أَخْرَجَهُ، يَعْنِي: فِي كِتَابِ الطَّاعَةِ وَالْمَعْصِيَةِ، مِنْ رِوَايَةِ سِمَاكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِلَفْظِ: «عَلَى رُؤُوْسِ غِلْمَةٍ سُفَهَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ».

قُلْتُ: وَهُوَ عِنْدَ أَحْمَدَ وَالنَّسَائِيِّ مِنْ رِوَايَةِ سِمَاكٍ عَنْ أَبِي ظَالِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «أَنَّ فَسَادَ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ سُفَهَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ».

وَقَالَ ابْنُ الْأَثِيْرِ: اَلْمُرَادُ بِالْأُغَيْلِمَةِ هُنَا: اَلصِّبْيَانُ، وَلِذَلِكَ صَغَّرَهُمْ. قُلْتُ: وَقَدْ يُطْلَقُ الصَّبِيُّ، وَالْغُلَيْمُ بِالتَّصْغِيْرِ عَلَى الضَّعِيْفِ الْعَقْلِ وَالتَّدْبِيْرِ وَالدِّيْنِ، وَلَوْ كَانَ مُحْتَلِمًا. وَهُوَ الْمُرَادُ هُنَا- فَإِنَّ الْخُلَفَاءَ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ مَنِ اسْتُخْلِفَ، وَهُوَ دُوْنَ الْبُلُوْغِ، وَكَذَلِكَ مَنْ أَمَّرُوْهُ عَلَى الْأَعْمَالِ، إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ الْمُرَادُ بِالْأُغَيْلِمَةِ: أَوْلَادَ بَعْضِ مَنِ اسْتَخْلَفَ، فَوَقَعَ الْفَسَادُ بِسَبَبِهِمْ، فَنُسِبَ إِلَيْهِمْ، وَالْأَوْلَى: اَلْحَمْلُ عَلَى أَعَمَّ مِنْ ذَلِكَ(46).

"حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان مبارک ہے: "میری امت کی ہلاکت قریش کے کچھ بیوقوف لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی"۔ بعض نسخوں میں حضرت ابو ذر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے مروی روایت میں ﴿مِنْ

(46) العسقلاني في فتح الباري، 13/ 9.

قُرَيْشٍ﴾ "قریش سے" کے الفاظ کا اضافہ ہے، جب کہ اکثر میں یہ اضافہ نہیں ہے۔ اسی باب میں آپ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی بیان کی ہے، ان کے قول: ﴿سُفَهَاء﴾: 'بے وقوف' کے بغیر۔ ابن بطال نے ذکر کیا ہے کہ علی بن معبد نے اس کی تخریج کِتَابُ الطَّاعَةِ وَالْمَعْصِيَةِ میں سماک سے کی، جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ سے مروی ہے: '(ہلاکت) قریش کے کچھ بیوقوف لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی'۔"

"میں کہتا ہوں: یہ روایت امام احمد بن حنبل اور نسائی کے ہاں سماک کے طریق سے ہے، انہوں نے ابو ظالم سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا): 'بے شک میری امت کی بربادی قریش کے بعض بیوقوف نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی'۔"

"ابن الاثیر نے کہا ہے: یہاں 'أُغَيْلِمَةٌ' سے مراد نو عمر لڑکے ہیں، اس لیے اس کلمہ کو مصغر ذکر کیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں: صبی (بچے) اور غلیم تصغیر کے ساتھ (نو عمر لڑکے) کا اطلاق عقل، تدبیر اور دین میں کمزور شخص پر بھی ہوتا ہے، چاہے وہ (ظاہراً) بالغ ہی کیوں نہ ہو۔ یہی معنی یہاں مراد ہے۔ بے شک بنو امیہ کے حکمرانوں میں کوئی ایسا نہیں تھا جو بالغ نہ ہو۔ اسی طرح ہر وہ شخص جسے انہوں نے گورنری سونپی وہ بھی بالغوں میں سے ہی تھا مگر یہ کہ 'أُغَيْلِمَةٌ' سے مراد ان لوگوں کی اولاد ہے جنہیں خلافت سونپی گئی اور ان کے سبب فساد پھیلا تو اس کی نسبت ان کی طرف کی گئی اور زیادہ بہتر اس کا اس سے عام معنی پر محمول کرنا ہے۔"

علامہ بدر الدین عینی کا موقف بھی یہی ہے(47)۔

(2) حافظ ابن حجر العسقلانی مزید لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ: فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه: «لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُوْلَ: بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ لَفَعَلْتُ». فِي رِوَايَةِ الْإِسْمَاعِيلِيِّ: «مِنْ بَنِي فُلَانٍ، وَبَنِي فُلَانٍ لَقُلْتُ» وَكَأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه كَانَ يَعْرِفُ أَسْمَاءَهُمْ، وَكَانَ ذَلِكَ مِنَ الْجَوَابِ الَّذِي لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ، وَتَقَدَّمَتِ الْإِشَارَةُ إِلَيْهِ فِي كِتَابِ الْعِلْمِ، وَتَقَدَّمَ هُنَاكَ قَوْلُهُ: «لَوْ حَدَّثْتُ بِهِ لَقَطَعْتُمْ هَذَا الْبُلْعُوْمَ»(48).

”ان کا یہ قول کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ”میں اگر یہ بتانا چاہوں کہ وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہیں، تو ایسا بھی کر سکتا ہوں“۔ اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ اگر میں چاہتا تو بتا دیتا: ’بنو فلاں میں سے، بنو فلاں میں سے‘ گویا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے نام تک جانتے تھے، اور یہ ایسا جواب تھا جو آپ نے کبھی بیان نہیں کیا۔ ’کتاب العلم‘ میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے اور وہاں آپ کا یہ قول بھی گزر چکا ہے: ’اگر میں نے یہ سب بیان کر دیا تو یقیناً تم میرا یہ گلا کاٹ دو گے‘۔“

(3) آگے حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ: «فَإِذَا رَآهُمْ غِلْمَانًا أَحْدَاثًا» هَذَا يُقَوِّي الْاِحْتِمَالَ

---

(47) العيني في عمدة القاري، 24/ 180.

(48) العسقلاني في فتح الباري، 13/ 10.

الْمَاضِي، وَأَنَّ الْمُرَادَ أَوْلَادُ مَنِ اسْتُخْلِفَ مِنْهُمْ، وَأَمَّا تَرَدُّدُهُ فِي أَيِّهِمُ الْمُرَادُ بِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنہ، فَمِنْ جِهَةِ كَوْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنہ لَمْ يُفْصِحْ بِأَسْمَائِهِمْ، وَالَّذِي يَظْهَرُ أَنَّ الْمَذْكُورِينَ مِنْ جُمْلَتِهِمْ، وَأَنَّ أَوَّلَهُمْ يَزِيدُ، كَمَا دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنہ: «رَأْسُ السِّتِّينَ وَإِمَارَةُ الصِّبْيَانِ، فَإِنَّ يَزِيدَ كَانَ غَالِبًا يَنْتَزِعُ الشُّيُوخَ مِنْ إِمَارَةِ الْبُلْدَانِ الْكِبَارِ، وَيُوَلِّيهَا الْأَصَاغِرَ مِنْ أَقَارِبِهِ»(49).

"ان کا قول: "انہوں نے جب ان نو عمر لڑکوں کو دیکھا" ماضی کے احتمال کو تقویت دیتا ہے۔ بے شک اس سے مراد ان لوگوں کی اولاد ہے جنہیں حکومت ملی۔ اور رہا ان کا تردّد اس بات میں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ان میں سے کون مراد ہے، تو یہ تردد اس وجہ سے ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے نام کی صراحت نہیں فرمائی تھی، اور جو بظاہر (مترشح اور) معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ تمام مذکورین ان سب میں شامل ہیں، اور یقینا ان میں سے سب سے پہلا شخص یزید ہے، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول: "سن 60 ہجری کا آغاز اور نو عمر لڑکوں کی امارت" اس بات پر دال ہے۔ بے شک یزید عام طور پر بڑے بڑے شہروں کی گورنری سے (تجربہ کار) پختہ عمر لوگوں کو معزول کر دیتا اور ان کی جگہ اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے کم عمروں کو حکمران بنا دیتا تھا۔"

(49) العسقلاني في فتح الباري، 13/ 10.

(4) علامہ بدر الدین العینی لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ: «اَلْعَنَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً» ... وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ الصَّمَدِ: «اَلْعَنَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ مِنْ أُغَيْلِمَةٍ»، وَالْعَجَبُ مِنْ لَعْنِ مَرْوَانَ الْغِلْمَةَ الْمَذْكُوْرِيْنَ، مَعَ أَنَّ الظَّاهِرَ أَنَّهُمْ مِنْ وَلَدِهِ، فَكَأَنَّ اللهَ تَعَالَى أَجْرَى ذَلِكَ عَلَى لِسَانِهِ، لِيَكُوْنَ أَشَدَّ فِي الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ، لَعَلَّهُمْ يَتَّعِظُوْنَ. وَقَدْ وَرَدَتْ أَحَادِيْثُ فِي لَعْنِ الْحَكَمِ وَالِدِ مَرْوَانَ، وَمَا وَلَدَ. أَخْرَجَهَا الطَّبَرَانِيُّ وَغَيْرُهُ.

قَوْلُهُ: «أَحْدَاثًا» أَيْ: شُبَّانًا، وَأَوَّلُهُمْ يَزِيْدُ عَلَيْهِ مَا يَسْتَحِقُّ، وَكَانَ غَالِبًا يَنْزِعُ الشُّيُوْخَ مِنْ إِمَارَةِ الْبُلْدَانِ الْكِبَارِ، وَيُوَلِّيْهَا الْأَصَاغِرَ مِنْ أَقَارِبِهِ(٥٥).

’’اُن کے اس قول: ’’اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان اوباش لڑکوں پر‘‘۔ عبد الصمد کی روایت میں ہے کہ ’’اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان چھوٹی عمر والے اوباش لڑکوں پر‘‘۔ اور مروان کا ان مذکورہ لڑکوں پر لعنت کرنا اَمرِ اِستعجاب ہے، کیوں کہ ظاہر ہے کہ یہ اسی کی اولاد میں سے تھے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے یہ لعنت اس کی زبان پر جاری کر دی تاکہ یہ چیز ان کے خلاف ایک مضبوط حجت بن جائے، اور وہ اس سے نصیحت پکڑ سکیں۔ اس کے علاوہ کئی احادیث مروان کے والد حکم (بن العاص) اور اس کی اولاد کے لعن کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ ان احادیث کو امام طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔‘‘

---

(٥٥) العيني في عمدة القاري، 24/ 180-181.

"اور ان کا قول: "جب انہیں شام کی حکمرانی ملی۔" ... اور اُن کے قول: ﴿أَحْدَاثًا﴾ سے مراد ہے: کم عمر اور ناتجربہ کار لڑکے۔ ان کا سرغنہ یزید تھا۔ اُس پر وہ (لعنت) ہو جس کا وہ مستحق ہے، اور وہ اکثر اوقات بڑے شہروں کی حکمرانی سے پختہ عمر (اور تجربہ کار) حکمرانوں کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے کم عمر لڑکوں کو تعینات کر دیتا تھا۔"

(5) شارحِ 'صحیح البخاری' امام شہاب الدین القسطلانی لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ: «هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ». وَعِنْدَ أَحْمَدَ وَالنَّسَائِيِّ مِنْ رِوَايَةِ سِمَاكٍ عَنْ أَبِي ظَالِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ فَسَادَ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ سُفَهَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ(51)، وَبِزِيَادَةِ سُفَهَاءَ تَقَعُ الْمُطَابَقَةُ بَيْنَ الْحَدِيْثِ وَالتَّرْجَمَةِ. وَعِنْدَ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَهُ: أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ إِمَارَةِ الصِّبْيَانِ؟ قَالَ: إِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ هَلَكْتُمْ -أَيْ: فِي دِينِكُمْ- وَإِنْ عَصَيْتُمُوْهُمْ أَهْلَكُوْكُمْ(52) أَيْ: فِي دُنْيَاكُمْ بِإِزْهَاقِ النَّفْسِ، أَوْ بِإِذْهَابِ الْمَالِ، أَوْ بِهِمَا، وَعِنْدَ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَمْشِي فِي السُّوْقِ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ، لَا تُدْرِكْنِي سَنَةُ السِّتِّيْنَ، وَلَا

---

(51) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 2/ 304، 485، الرقم/ 8020، 10297، والحاكم في المستدرك، 4/ 516، 572، الرقم/ 8450، 8605-8606.

(52) أخرجه المقرئ في السنن الواردة في الفتن، 2/ 475-476، الرقم/ 190.

إِمَارَةُ الصِّبْيَانِ. وَقَدِ اسْتَجَابَ اللهُ دُعَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه فَمَاتَ قَبْلَهَا بِسَنَةٍ. قَالَ فِي الْفَتْحِ(53): وَفِي هَذَا إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ أَوَّلَ الأُغَيْلِمَةِ كَانَ فِي سَنَةِ سِتِّينَ، وَهُوَ كَذَلِكَ، فَإِنَّ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ اسْتُخْلِفَ فِيهَا، وَبَقِيَ إِلَى سَنَةِ أَرْبَعٍ وَسِتِّينَ، فَمَاتَ، ثُمَّ وَلِيَ وَلَدُهُ مُعَاوِيَةُ، وَمَاتَ بَعْدَ أَشْهُرٍ(54).

"آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا فرمان مبارک: (میری امت کی ہلاکت قریش کے نو عمر لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔) جب کہ امام احمد بن حنبل اور نسائی کے ہاں یہ روایت سماک کے طریق سے ہے، انہوں نے ابو ظالم سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت کی ہے: "بے شک میری امت کی بربادی قریش کے بعض بیوقوف چھوکروں کے ہاتھوں ہوگی"۔ اور لفظ سفہاء کے اضافہ سے حدیث اور ترجمۃ الباب کے درمیان مطابقت واقع ہوجاتی ہے۔ اور امام ابن ابی شیبہ کے نزدیک ایک اور طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ میں (ناپختہ عقل) لڑکوں کی حکمرانی سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو تم اپنے دین میں (تغیر اور تحریف کے ذریعے) ہلاک ہو جاؤ گے، اور اگر تم ان کی اطاعت سے روگردانی کرو گے تو بھی وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ یعنی (ایسا وہ) تمہیں دنیا میں قتل کرکے، یا تمہارے مال ہڑپ کرکے، یا

---

(53) العسقلاني في فتح الباري، 13/ 10.

(54) القسطلاني في إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، 10/ 170، الرقم/ 7058.

جان و مال دونوں (کے در پے ہو کر) ختم کر کے دم لیں گے۔ امام ابن ابی شیبہ کے نزدیک یہ روایت بھی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مدینہ منورہ کے بازار میں چلتے ہوئے (بہ آوازِ بلند) یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں سن 60 ہجری کا زمانہ نہ پاسکوں نہ ہی لونڈوں کی حکومت (کا زمانہ) پاؤں۔"

"اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی دعا قبول فرما لی اور وہ سن 60 ہجری سے ایک سال قبل ہی اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ حافظ عسقلانی 'فتح الباری' میں فرماتے ہیں کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ سب سے پہلا چھوکرا سن 60 ہجری میں (زمامِ) امارت سنبھالے گا، اور اسی طرح ہوا۔ کیوں کہ یزید بن معاویہ کو اسی سال حاکم بنایا گیا اور اس کی حکومت سن 64 ہجری تک باقی رہی، پھر وہ مر گیا۔ بعد ازاں اس کے بیٹے معاویہ نے حکومت سنبھالی وہ چند مہینوں بعد فوت ہو گیا۔"

5۔ امام احمد بن حنبل اور حاکم حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے محبوب نبی مکرم ابو القاسم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

إِنَّ فَسَادَ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ سُفَهَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ (55).

"میری اُمت کی بربادی قریش کے (چند) بے وقوف لڑکوں کے ہاتھوں ہو گی۔"

(55) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 2/ 304، 485، الرقم/ 8020، 10297، والحاكم في المستدرك، 4/ 516، 572، الرقم/ 8450، 8605-8606.

6۔ امام بخاری، یوسف بن ماہک سے روایت کرتے ہیں:

كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ، فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا، فَقَالَ: خُذُوهُ، فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ رضي الله عنها فَلَمْ يَقْدِرُوا، فَقَالَ مَرْوَانُ: إِنَّ هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ فِيهِ: ﴿وَٱلَّذِى قَالَ لِوَٰلِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَآ أَتَعِدَانِنِىٓ﴾ [الأحقاف، 46/ 17]. فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ: مَا أَنْزَلَ اللهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللهَ أَنْزَلَ عُذْرِي(56).

”مروان حجاز کا گورنر تھا، اسے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے گورنر بنایا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے خطبہ دیا اور بار بار (بہ تکرار) یزید بن معاویہ کا ذکر کرنے لگا۔ (اس کی غایت اور منتہائے مقصد یہ تھا کہ) اس (یزید) کے والد کے بعد اس کی بیعت کرلی جائے۔ حضرت عبد الرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما نے اس بات پر اعتراض کیا تو اس نے (طیش میں آکر اپنے ساتھیوں کو) حکم دیا کہ انہیں پکڑ لیا جائے۔ لیکن (انہوں نے دانائی وفراست سے کام لیا اور) وہ (اپنی ہمشیرہ) اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوگئے، جس کے باعث وہ انہیں پکڑنے سے قاصر رہے۔ اس پر مروان نے کہا: یہی وہ

(56) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب التفسير، باب ﴿وَٱلَّذِى قَالَ لِوَٰلِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَآ أَتَعِدَانِنِىٓ أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ ٱلْقُرُونُ مِن قَبْلِى وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ ٱللَّهَ وَيْلَكَ ءَامِنْ إِنَّ وَعْدَ ٱللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَٰذَآ إِلَّآ أَسَٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ﴾ [الأحقاف، 46/ 17]، 4/ 1827، الرقم/ 4550.

شخص ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: "اور جس نے اپنے والدین سے کہا: تم سے بیزاری ہے، تم مجھے (یہ) وعدہ دیتے ہو ... الخ"۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن کریم میں ہمارے خلاف کوئی بھی آیت نازل نہیں فرمائی ماسوائے اس کے جو اللہ نے میری پاکیزگی (وعفت) کا اعلان فرمایا۔"

امام ابن الملقن الانصاری، حافظ ابن حجر العسقلانی اور علامہ بدر الدین العینی مذکورہ حدیث مبارک کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَأَرَادَ مُعَاوِيَةُ أَنْ يَسْتَخْلِفَ يَزِيدَ -يَعْنِي ابْنَهُ- فَكَتَبَ إِلَى مَرْوَانَ بِذَلِكَ، فَجَمَعَ مَرْوَانُ النَّاسَ فَخَطَبَهُمْ، فَذَكَرَ يَزِيدَ، وَدَعَا إِلَى بَيْعَتِهِ وَقَالَ: إِنَّ اللهَ أَرَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي يَزِيدَ رَأْيًا حَسَنًا، وَإِنْ يَسْتَخْلِفْهُ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رضي الله عنهما.

... وَالَّذِي فِي رِوَايَةِ الْإِسْمَاعِيلِيِّ: فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: مَا هِيَ إِلَّا هِرَقْلِيَّةٌ. وَلَهُ مِنْ طَرِيقِ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ: فَقَالَ مَرْوَانُ: سُنَّةُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: سُنَّةُ هِرَقْلَ وَقَيْصَرَ(57). وَلِابْنِ الْمُنْذِرِ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ:

---

(57) أخرجه النسائي في السنن الكبرى، 6/ 458، الرقم/ 11491، والحاكم في المستدرك، 4/ 528، الرقم/ 8483، وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين.

أَجِئْتُمْ بِهَا هِرَقْلِيَّةً تُبَايِعُونَ لِأَبْنَائِكُمْ(58). وَلِأَبِي يَعْلَى وَابْنِ أَبِي حَاتِمٍ مِنْ طَرِيقِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ الْمَدَنِيُّ قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ حِينَ خَطَبَ مَرْوَانُ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ قَدْ أَرَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَأْيًا حَسَنًا فِي يَزِيدَ، وَإِنْ يَسْتَخْلِفْهُ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رضي الله عنهما، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: هِرَقْلِيَّةٌ. إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَاللهِ، مَا جَعَلَهَا فِي أَحَدٍ مِنْ وَلَدِهِ وَلَا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ، وَمَا جَعَلَهَا مُعَاوِيَةُ إِلَّا كَرَامَةً لِوَلَدِهِ(59). (قَوْلُهُ: فَقَالَ: خُذُوهُ فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا) أَيِ: امْتَنَعُوا مِنَ الدُّخُولِ خَلْفَهُ إِعْظَامًا لِعَائِشَةَ. وَفِي رِوَايَةِ أَبِي يَعْلَى: فَنَزَلَ مَرْوَانُ عَنِ الْمِنْبَرِ حَتَّى أَتَى بَابَ عَائِشَةَ فَجَعَلَ يُكَلِّمُهَا، وَتُكَلِّمُهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ. (قَوْلُهُ: فَقَالَ مَرْوَانُ: إِنَّ هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ فِيهِ) فِي رِوَايَةِ أَبِي يَعْلَى: فَقَالَ مَرْوَانُ: اسْكُتْ، أَلَسْتَ الَّذِي قَالَ اللهُ فِيهِ ... فَذَكَرَ الْآيَةَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَلَسْتَ ابْنَ اللَّعِينِ الَّذِي لَعَنَهُ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم؟(60).

---

(58) الزمخشري في الكشاف، 4/ 307.

(59) ابن أبي حاتم الرازي في تفسير القرآن العظيم، 10/ 3295، الرقم/ 18572، وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، 4/ 160، والسيوطي في الدر المنثور، 7/ 444، وأيضا في تاريخ الخلفاء/ 203، والآلوسي في روح المعاني، 26/ 20.

(60) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، كتاب التفسير، باب: ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِن قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ

"جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین نامزد کرنے کا ارادہ کیا تو (سب سے پہلے ایک مراسلہ میں) اس بات سے مروان کو آگاہ کیا۔ (اس مراسلہ کو پڑھتے ہی) مروان نے لوگوں کو جمع کیا، پھر ان سے خطاب کیا۔ اس نے یزید کا ذکر کیا اور اس کی بیعت کرنے کی دعوت دیتے ہوئے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین کے دل میں یزید کے بارے میں انتہائی اچھی رائے پیدا کر دی ہے، اور اگر انہوں نے اسے اپنا جانشین نامزد کیا ہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے جانشین مقرر کیے تھے۔ ... اور جو کچھ اسماعیلی کی روایت میں ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (جرأت مندانہ اور دلیرانہ انداز میں مخاطب کرتے ہوئے) اُسے کہا: یہ (ابو بکر و عمر کی) نہیں مگر (روم کے شہنشاہوں) ہرقل کی روش ہے۔ انہوں نے ہی شعبہ کے طریق سے محمد بن زیاد سے روایت کیا ہے کہ مروان نے کہا: یہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سنت ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے (دوٹوک الفاظ میں) کہا: یہ (شاہانِ روم) ہرقل اور قیصر کی روش اور طریقہ ہے۔ اور ابن منذر کے مطابق عبد الرحمٰن نے اس سے استفسار کیا: کیا تم ہرقل کے طریقے پر ہم سے اپنے بیٹوں کی بیعت کروانا چاہتے ہو؟ جب کہ ابو یعلی اور ابن ابی حاتم نے اسماعیل

وَيْلَكَ ءَامِنْ إِنَّ وَعْدَ ٱللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَٰذَآ إِلَّآ أَسَٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ﴾ [الأحقاف، 46/ 17]، 8/ 576-577، الرقم/ 4550، والعيني في عمدة القاري، 19/ 169، وابن الملقن في التوضيح لشرح الجامع الصحيح، 23/ 233-234، والقاسمي في تفسيره محاسن التأويل، 8/ 447.

بن ابی خالد کے طریق سے روایت کیا ہے کہ مجھے عبد اللہ المدنی نے بتایا کہ میں اس وقت مسجد میں موجود تھا جب مروان نے خطبہ دیا، تو اس نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین کے دل میں یزید کے بارے میں انتہائی اچھی رائے پیدا کر دی ہے، اور اگر انہوں نے اسے اپنا جانشین مقرر کیا ہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بھی) اپنے خلیفہ مقرر کیے تھے۔ اس پر حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے (اسے بر سر مجلس ٹوکتے ہوئے) کہا: کیا یہ ہرقل کا طریقہ (نہیں) ہے؟ بلاشبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ اپنی اولاد میں سے کسی کو اپنا خلیفہ اور نائب مقرر کیا اور نہ ہی اپنے گھر والوں میں سے کسی کو مقرر کیا، جب کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صرف اپنے بیٹے کی بڑائی کی خاطر ہی اُسے اپنا جانشین بنایا ہے۔"

"راوی کا قول کہ (اس پر مروان آپے سے باہر ہوگیا اور) اُس نے (حکماً اپنے ساتھیوں سے) کہا: اسے پکڑ لو۔ (یہ سنتے ہی حضرت عبد الرحمٰن نے فراست و دانائی سے کام لیا اور) وہ (اپنی ہمشیرہ) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوگئے۔ اس طرح وہ انہیں حراست میں نہ لے سکے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تعظیم کی خاطر ان کے گھر میں داخل ہونے سے رک گئے۔ امام ابو یعلی کی روایت میں ہے: مروان منبر سے اتر آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آ کھڑا ہوا اور ان سے باہمی گفتگو کی۔ پھر وہاں سے چلا گیا۔ راوی کا قول کہ مروان نے کہا: یہ وہی آدمی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی ہے۔ ابو یعلی کی روایت میں ہے: مروان نے حضرت عبد الرحمٰن سے کہا: تو

خاموش رہ، کیا تم ہی وہ نہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ نازل کیا ہے؟ ... پھر اس نے آیت ذکر کی تو حضرت عبد الرحمن نے فرمایا: کیا تو اس ملعون کا بیٹا نہیں ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے لعنت فرمائی؟"

7۔ امام احمد بن حنبل اور ابن ابی شیبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے:

تَعَوَّذُوْا بِاللهِ مِنْ رَأْسِ السَّبْعِيْنَ، وَإِمَارَةِ الصِّبْيَانِ(61).

"سن ستر ہجری (کی دہائی) کے آغاز اور (عاقبت نا اندیش اور کھلنڈرے) لونڈوں کی حکومت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔"

ملا علی قاری 'لونڈوں کی حکومت' کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم: تَعَوَّذُوْا بِاللهِ مِنْ رَأْسِ السَّبْعِيْنَ)) أَيْ: مِنْ فِتْنَةٍ تَنْشَأُ فِي ابْتِدَاءِ السَّبْعِيْنَ مِنْ تَارِيْخِ الْهِجْرَةِ، أَوْ وَفَاتِهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم. ((وَإِمَارَةِ الصِّبْيَانِ)) بِكَسْرِ أَوَّلِهِ، أَيْ: وَمِنْ حُكُوْمَةِ الصِّغَارِ (الْجُهَّالِ)، كَيَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، وَأَوْلَادِ الْحَكَمِ بْنِ مَرْوَانَ، وَأَمْثَالِهِمْ. وَأَغْرَبَ الطِّيْبِيُّ حَيْثُ قَالَ:

---

(61) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 2/ 326، الرقم/ 8302-8303، وابن أبي شيبة في المصنف، 7/ 461، الرقم/ 37235، والديلمي في مسند الفردوس، 2/ 49، الرقم/ 2285، وذكره ابن كثير في البداية والنهاية، 6/ 234، والهيثمي في مجمع الزوائد، 7/ 220، والسيوطي في الخصائص الكبرى، 2/ 236.

قَوْلُهُ: وَإِمَارَةُ الصِّبْيَانِ حَالٌ، أَيْ: وَالْحَالُ أَنَّ الصِّبْيَانَ أُمَرَاءُ، يُدَبِّرُوْنَ أَمْرَ أُمَّتِي، وَهُمْ أُغَيْلِمَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ، رَآهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِهِ، يَلْعَبُوْنَ عَلَى مِنْبَرِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ(62).

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے: 70 ہجری (کی دہائی) کے آغاز سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔“ یعنی اُس فتنہ سے جو ہجری سن کی ساتویں دہائی کے آغاز یا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وفات کی ساتویں دہائی کی ابتدا میں بپا ہوگا۔ نیز 'صبیان' ص کی کسرہ کے ساتھ، (لونڈوں) یعنی جاہل لڑکوں کی حکومت سے بچو؛ جیسے یزید بن معاویہ، اور حکم بن مروان کی اولاد، اور ان جیسے دوسرے لوگ۔ علامہ طیبی نے اس پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آپ کا قول: 'وإمارة الصِبیان' یہ حال ہے، یعنی اس حال میں کہ (عملی و اعتقادی اور فکری و نظری سطح پر خام، ناپختہ، نا سمجھ اور فہم و فراست سے عاری) لڑکے حکمران ہوں گے، جو امت کے امور حکومت چلائیں گے، اور وہ قریش کے کچھ نوخیز (لا اُبالی) نوجوان ہوں گے جنہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے خواب میں اپنے منبر پر کھیلتے ہوئے دیکھا۔“

8۔ امام طبرانی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

---

(62) الملا علي القاري في مرقاة المفاتيح، 7/ 266، الرقم/ 3716.

فِي كِيسِي هَذَا حَدِيثٌ، لَوْ حَدَّثْتُكُمُوْهُ لَرَجَمْتُمُوْنِي. ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ، لَا أَبْلُغَنَّ رَأْسَ السِّتِّيْنَ. قَالُوْا: وَمَا رَأْسُ السِّتِّيْنَ؟ قَالَ: إِمَارَةُ الصِّبْيَانِ(63).

"میری اس تھیلی میں ایسی حدیث ہے کہ اگر وہ میں تمہیں بیان کر دوں تو تم مجھے سنگسار کر دو۔ پھر یوں دعا کی: اے اللہ! میں سن 60 ہجری کا آغاز کبھی نہ پاؤں۔ لوگوں نے پوچھا: سن 60 ہجری کے آغاز میں کیا ہوگا؟ انہوں نے فرمایا: لونڈوں (کم عقل لڑکوں) کی حکومت (کا آغاز ہوگا)۔"

9۔ امام بیہقی نے حضرت عمیر بن ہانی سے روایت کی ہے، جب کہ حافظ ابن کثیر نے اس کی تائید کی ہے۔ حضرت عمیر بن ہانی نے اس روایت کو بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے بازار میں شام کی اور وہ یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ، لَا تُدْرِكْنِي سَنَةُ السِّتِّيْنَ، وَيْحَكُمْ، تَمَسَّكُوْا بِصُدْغَيْ مُعَاوِيَةَ. اَللّٰهُمَّ، لَا تُدْرِكْنِي إِمَارَةُ الصِّبْيَانِ(64).

"اے اللہ! مجھے سن 60 ہجری کا زمانہ نہ پا سکے۔ تمہارے اوپر افسوس ہے! تم لوگ معاویہ کو کنپٹیوں سے پکڑ کر روک لو (تاکہ وہ اپنے بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کرنے سے باز رہیں)۔ اے اللہ! مجھے لونڈوں (کم عمر

---

(63) أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، 2/ 105، الرقم/ 1397، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، 4/ 199.

(64) أخرجه البيهقي في دلائل النبوة، 6/ 466، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 59/ 217، وذكره ابن كثير في البداية والنهاية، 6/ 228-229.

لڑکوں) کی حکومت کا زمانہ نہ پا سکے۔"

10۔ ایک روایت میں امام ابن مقری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے:

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ إِمَارَةِ الصِّبْيَانِ. فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَمَا إِمَارَةُ الصِّبْيَانِ؟ قَالَ: إِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ هَلَكْتُمْ، وَإِنْ عَصَيْتُمُوْهُمْ، أَهْلَكُوْكُمْ(65).

"میں (ناپختہ عقل) لڑکوں کی حکمرانی سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) لڑکوں کی حکومت سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو بھی تم ہلاک ہو جاؤ گے، اور اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے (یعنی ان کے عہد حکومت میں ہلاکت اور قتل و غارت عام ہو گی)۔"

(1) حدیث مبارک کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر العسقلانی، علامہ بدر الدین العینی اور امام شہاب الدین القسطلانی نے کہا ہے:

قَوْلُهُ: (أَيْ: أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه): ﴿أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ رَأْسِ السِّتِّيْنَ، وَإِمَارَةِ الصِّبْيَانِ﴾ يُشِيْرُ إِلَى خِلَافَةِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، لِأَنَّهَا كَانَتْ سَنَةَ سِتِّيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ. وَاسْتَجَابَ اللهُ دُعَاءَ أَبِي

(65) أخرجه المقرئ في السنن الواردة في الفتن، 2/ 475-476، الرقم/ 190.

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَمَاتَ قَبْلَهَا بِسَنَةٍ(66).

''حضرت ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کا قول: ﴿میں سن 60 ہجری کے آغاز اور لونڈوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔﴾ اس سے وہ یزید بن معاویہ کی خلافت (امارت) کی طرف اشارہ کر رہے تھے، کیونکہ وہ ہجرت کے ساٹھویں سال (قائم ہوئی) تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی دعا قبول فرمائی، اور وہ سن 60 ہجری سے ایک سال پہلے داعیِ اجل کو لبیک کہہ گئے۔''

(2) حافظ ابن حجر العسقلانی مزید لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَهُ ((أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ إِمَارَةِ الصِّبْيَانِ. قَالُوْا: وَمَا إِمَارَةُ الصِّبْيَانِ؟ قَالَ: إِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ هَلَكْتُمْ -أَيْ: فِي دِيْنِكُمْ- وَإِنْ عَصَيْتُمُوْهُمْ أَهْلَكُوْكُمْ)) أَيْ: فِي دُنْيَاكُمْ بِإِزْهَاقِ النَّفْسِ، أَوْ بِإِذْهَابِ الْمَالِ، أَوْ بِهِمَا.

وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ: ((أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَمْشِي فِي السُّوْقِ وَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ، لَا تُدْرِكْنِي سَنَةُ سِتِّيْنَ، وَلَا إِمَارَةُ الصِّبْيَانِ)). وَفِي هٰذَا إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ أَوَّلَ الْأُغَيْلِمَةِ كَانَ فِي سَنَةِ سِتِّيْنَ، وَهُوَ كَذٰلِكَ، فَإِنَّ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ اسْتُخْلِفَ فِيْهَا، وَبَقِيَ إِلَى سَنَةِ أَرْبَعٍ وَسِتِّيْنَ، فَمَاتَ، ثُمَّ وَلِيَ وَلَدُهُ مُعَاوِيَةُ،

---

(66) العسقلاني في فتح الباري، 1/ 216، الرقم/ 120، والعيني في عمدة القاري، 2/ 185، والقسطلاني في إرشاد الساري، 1/ 212، الرقم/ 120.

وَمَاتَ بَعْدَ أَشْهُرٍ (67).

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع روایت میں ہے: میں اوباش لڑکوں کی حکمرانی سے پناہ مانگتا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا: اوباش لڑکوں کی حکمرانی سے کیا مراد ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو تم اپنے دین میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ یعنی تمہاری (اِس) دنیا میں تمہیں قتل کرکے، یا تمہارے مال سلب کرکے، یا دونوں یعنی جان و مال کو ختم کرکے۔“

”ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چل رہے تھے اور (بہ آوازِ بلند) یہ کہتے جا رہے تھے: اے اللہ! مجھے سن 60 ہجری کا زمانہ (دیکھنے کو) نہ ملے، اور نہ چھوکروں کی حکمرانی (کا سامنا کرنا پڑے)۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ سب سے پہلا لونڈا سن 60 ہجری میں حکومت سنبھالے گا ... اور اِسی طرح ہوا۔ کیوں کہ یزید بن معاویہ کو اُسی سال خلیفہ بنایا گیا (یعنی حاکم نامزد کیا گیا)، اور وہ سن 64 ہجری تک باقی رہا، پھر وہ مر گیا۔ بعد ازاں اس کے بیٹے معاویہ نے حکومت سنبھالی مگر وہ بھی چند مہینوں بعد فوت ہو گیا۔“

11۔ امام طبرانی نے روایت کیا ہے کہ اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

---

(67) العسقلاني في فتح الباري، 10/13.

يُقْتَلُ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَلَى رَأْسِ سِتِّيْنَ مِنْ مُهَاجَرَتِي(68).

''حسین بن علی (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) کو میری ہجرت کے ساٹھویں سال کے آغاز پر شہید کر دیا جائے گا۔''

12۔ امام حاکم اور نعیم بن حماد حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

إِنَّ أَهْلَ بَيْتِي سَيَلْقَوْنَ مِنْ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي قَتْلًا وَتَشْرِيدًا، وَإِنَّ أَشَدَّ قَوْمِنَا لَنَا بُغْضًا بَنُو أُمَيَّةَ، وَبَنُو الْمُغِيرَةِ، وَبَنُو مَخْزُومٍ(69).

''میرے اہلِ بیت کا میرے بعد قتل ہوگا اور میرے اہلِ بیت شدید مصائب و آلام کا شکار ہوں گے۔ میرے اہلِ بیت کے ساتھ بُغض رکھنے میں ہمارے لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر شدید بنو اُمیہ، بنو مغیرہ اور بنو مخزوم میں سے کچھ لوگ ہوں گے۔''

---

(68) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 105، الرقم/ 2807، والديلمي في مسند الفردوس، 5/ 539، الرقم/ 9020، والخطيب البغدادي في تاريخ بغداد، 1/ 142، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 190.

(69) أخرجه الحاكم في المستدرك على الصحيحين، 4/ 534، الرقم/ 8500، والطبراني في المعجم الكبير، 3/ 105، الرقم/ 2807، والديلمي في مسند الفردوس، 5/ 539، الرقم/ 9020، والخطيب البغدادي في تاريخ بغداد، 1/ 142، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 190، ونعيم بن حماد في الفتن، 1/ 131، الرقم/ 319.

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے پس منظر میں یہ بات بڑی اہم ہے کہ نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اپنے اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام پر آنے والی آزمائشیں اور تکلیفیں پوشیدہ نہیں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اُن خاندانوں اور قبائل کا نام لے کر صراحتاً نشان دہی فرما دی کہ وہ کون لوگ ہوں گے جو قرابت دارانِ رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام پر مصائب و آلام کے پہاڑ ڈھائیں گے اور ان کا مقدس خون ناحق بہائیں گے۔

3۔ فرمانِ رسول علیہ السلام: 'میری سنت کو تبدیل کرنے والا سب سے پہلا شخص بنو اُمیہ کا ایک فرد "یزید" ہو گا'

1۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ أَمْرُ أُمَّتِي قَائِمًا بِالْقِسْطِ، حَتَّى يَكُوْنَ أَوَّلَ مَنْ يَثْلِمُهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ، يُقَالُ لَهُ: يَزِيْدُ(٧٠).

---

(٧٠) أخرجه أبو يعلى في المسند، 2/ 176، الرقم/ 871، والبزار في المسند، 4/ 109، الرقم/ 1284، والبيهقي في دلائل النبوة، 6/ 467، ونعيم بن حماد في الفتن، 1/ 280، الرقم/ 817، والفسوي في المعرفة والتاريخ، 1/ 129، والديلمي في مسند الفردوس، 5/ 92، الرقم/ 7566، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 63/ 336، وأيضًا في، 68/ 41، وذكره الحارث في المسند، 2/ 642، الرقم/ 616، وابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 231، والعسقلاني في المطالب العالية، 18/ 284، الرقم/ 4466، والسيوطي في تاريخ الخلفاء، ص/ 208، والهيثمي في مجمع الزوائد، 5/ 241، والهندي في كنز العمال، 11/ 73، الرقم/ 31070.

"میری اُمت کا معاملہ انصاف پر قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا شخص جو اس میں رخنہ ڈالے گا وہ بنو اُمیہ کا ایک شخص ہوگا، جسے یزید کہا جائے گا۔"

امام قسطلانی نے مذکورہ حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

وَأَوَّلُهُمْ يَزِيدُ(71).

ان میں سب سے پہلا نوجوان یزید ہے۔

2۔ امام ابن ابی شیبہ، بیہقی، دولابی، ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

أَوَّلُ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ. وَفِي بَعْضِ الْأَخْبَارِ مُفَسَّرًا زَادَ: يُقَالُ لَهُ: يَزِيدُ(72).

"سب سے پہلا شخص جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنو امیہ میں سے ایک شخص ہوگا۔ جب کہ بعض روایات میں وضاحت کے لیے یہ

(71) القسطلاني في إرشاد الساري، 10/ 171.

(72) أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، 7/ 260، الرقم/ 35877، والبيهقي في دلائل النبوة، 6/ 467، والدولابي في الكنى والأسماء، 2/ 508، الرقم/ 922، وابن عدي في الكامل، 3/ 164، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 65/ 250، وذكره ابن كثير في البداية والنهاية، 6/ 229، والذهبي في تاريخ الإسلام، 5/ 273، وأيضًا في سير أعلام النبلاء، 1/ 330، وابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 633.

اضافہ ہے: اُسے یزید کہا جائے گا۔"

3۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

أَوَّلُ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ، يُقَالُ لَهُ: يَزِيدُ(73).

"پہلا شخص جو میرے طریقہ کو بدلے گا وہ بنو اُمیہ میں سے ایک شخص ہوگا، جسے یزید کہا جائے گا۔"

امام مناوی اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿أَوَّلُ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي﴾: أَيْ: طَرِيقَتِي وَسِيرَتِي الْقَوِيمَةَ الْاِعْتِقَادِيَّةَ وَالْعَمَلِيَّةَ، ﴿رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ﴾: زَادَ الرُّوْيَانِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ فِي رِوَايَتِهِمَا، ﴿يُقَالُ لَهُ: يَزِيدُ﴾: قَالَ الْبَيْهَقِيُّ: هُوَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ(74).

"پہلا شخص جو میری سنت یعنی میری اعتقادی مضبوطی، عملی سیرت اور طریقے کو تبدیل کرے گا وہ بنو اُمیہ میں سے ایک آدمی ہوگا۔ نیز امام رویانی اور ابن عساکر نے اپنی اپنی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: 'جس کا نام یزید ہوگا۔' امام بیہقی نے (پورے وثوق اور تیقن سے نشاندہی کرتے ہوئے) فرمایا ہے: 'وہ شخص یزید بن معاویہ ہے۔"

(73) ذكره الذهبي في تاريخ الإسلام، 5/ 273، والسيوطي في تاريخ الخلفاء/ 208، والعاصمي في سمط النجوم العوالي، 3/ 207.

(74) المناوي في التيسير بشرح الجامع الصغير، 1/ 393.

4۔ امام نعیم بن حماد نے محمد بن علی (محمد بن حنفیہ) سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

لَيَفْتُقَنَّ رَجُلٌ مِنْ وَلَدِ أَبِي سُفْيَانَ فِي الْإِسْلَامِ فَتْقًا لَا يَسُدُّهُ شَيءٌ(75).

''ابو سفیان کی اولاد میں سے ایک شخص اسلام (کی بنیاد) میں ضرور ایسی دراڑ اور شگاف ڈالے گا کہ اُس شگاف اور دراڑ کو (دنیا کی) کوئی چیز بند (پُر) نہیں کر سکے گی۔''

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے اِرشاداتِ گرامی میں صراحت فرما دی تھی کہ خلافتِ راشدہ کے بعد اُمت کا نظامِ عدل تباہ کرکے ظلم و بربریت کا نظام قائم کرنے والا پہلا فرد بنو اُمیہ سے تعلق رکھنے والا یزید ہوگا۔ احادیث میں شہادتِ امام حسین علیہ السلام کے مقام کی نشان دہی فرماتے ہوئے بتلا دیا گیا تھا کہ اَہلِ بیت اَطہار علیہم السلام یعنی پورا گلشنِ اَہلِ بیتِ رسول علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کرب و بلا نامی سرزمین پر شہید کیا جائے گا اور اس سب کی ذمہ داری بنو اُمیہ کے یزید پر ہوگی۔

---

(75) نعيم بن حماد في الفتن، 1/ 281، الرقم/ 818.

باب نمبر: 3

یزید نے براہِ راست قتلِ حسین عَلَیْہِ السَّلَام کا حکم دیا

شہادتِ امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو ایک اِتفاقی حادثہ اور اچانک رُونما ہونے والا سانحہ قرار دے کر کچھ لوگ یزید کو قتلِ حسین عَلَیْہِ السَّلَام سے بری الذمہ قرار دینے کی ناکام و مذموم کوشش کرتے ہیں۔ اُن کا موقف ہے کہ یزید نے قتلِ حسین عَلَیْہِ السَّلَام کا حکم نہیں دیا، بلکہ یہ سارا ظلم و ستم اِبنِ زیاد نے اپنے صواب دیدی اِختیارات کے تحت کیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ گورنرِ کوفہ کو اِتنے لامحدود اور وسیع اِختیارات کس نے دیے تھے کہ اُس نے سماجی و سیاسی اور حسبی و نسبی حوالے سے کائناتِ اَرضی پر موجود وقت کی معزز ترین ہستی کو نہایت سفاکانہ اور ظالمانہ طریقے سے شہید کر دیا؟

ذیل میں ہم وہ روایات بیان کریں گے جن سے یہ بات متحقق ہو جائے گی کہ یزید نے براہِ راست قتلِ حسین عَلَیْہِ السَّلَام کا حکم دیا تھا اور اُس کے تحریری حکم سے ہی امام عالی مقام عَلَیْہِ السَّلَام اور خاندانِ اَہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَام کے نفوسِ قدسیہ کو شہید کیا گیا تھا۔

1۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کا موقف: یزید آلِ رسول عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے قتل کا براہِ راست ذمہ دار ہے

1۔ امام طبرانی (م 360ھ) کی ’المعجم الکبیر‘ میں بیان کردہ طویل روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یزید نے امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو شہید کرنے کا براہِ راست حکم دیا تھا۔ ابان بن ولید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا (1ھ-73ھ) نے حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کو اپنی بیعت کرنے کے لیے خط لکھا مگر انہوں نے ان کی بیعت کرنے سے انکار کیا۔ یزید سمجھا کہ شاید حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نے اُس کے حکومتی دبدبے کی وجہ سے حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کی

بیعت کرنے سے انکار کیا ہے۔ لہٰذا یزید نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ایک مراسلہ بھیجا، جس میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف نہایت سخت جملے لکھے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تعریف و تحسین کرکے انہیں اپنے حق میں رام کرنے کی کوشش کی:

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ الْمُلْحِدَ ابْنَ الزُّبَيْرِ دَعَاكَ إِلَى بَيْعَتِهِ لِيُدْخِلَكَ فِي طَاعَتِهِ، فَتَكُوْنَ عَلَى الْبَاطِلِ ظَهِيْرًا، وَفِي الْمَأْثَمِ شَرِيْكًا، فَامْتَنَعْتَ عَلَيْهِ وَانْقَبَضْتَ؛ لِمَا عَرَّفَكَ اللهُ مِنْ نَفْسِكَ فِي حَقِّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ، فَجَزَاكَ اللهُ أَفْضَلَ مَا يَجْزِي الْوَاصِلِيْنَ مِنْ أَرْحَامِهِمْ، الْمُوْفِيْنَ بِعُهُوْدِهِمْ، فَمَهْمَا أَنْسَى مِنَ الْأَشْيَاءِ فَلَسْتُ أَنْسَى بِرَّكَ وَصِلَتَكَ، وَحُسْنَ جَائِزَتِكَ بِالَّذِي أَنْتَ أَهْلُهُ مِنَّا فِي الطَّاعَةِ وَالشَّرَفِ وَالْقَرَابَةِ لِرَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم، فَانْظُرْ مَنْ قِبَلَكَ مِنْ قَوْمِكَ، وَمَنْ يَطْرَأُ عَلَيْكَ مِنْ أَهْلِ الْآفَاقِ مِمَّنْ يَسْحَرُهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِلِسَانِهِ، وَزُخْرُفِ قَوْلِهِ، فَخَذِّلْهُمْ عَنْهُ؛ فَإِنَّهُمْ لَكَ أَطْوَعُ، وَمِنْكَ أَسْمَعُ مِنْهُمْ لِلْمُلْحِدِ الْخَارِبِ الْمَارِقِ، وَالسَّلَامُ.

"اما بعد! مجھے پتہ چلا ہے کہ ملحد ابن زبیر نے آپ کو اپنی بیعت کی دعوت دی ہے تاکہ وہ آپ کو اپنی اطاعت میں لے لے اور یوں آپ باطل کے مددگار بن جائیں اور اس گناہ میں شریک ہو جائیں۔ آپ نے ہمارے خاندان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ معرفت کی بنا پر اس (کی بیعت) کا انکار کیا ہے اور اس سے کنارہ کش ہو گئے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو وہ بہترین اجر عطا فرمائے جو وہ صلہ رحمی کرنے اور ایفائے عہد کرنے والوں کو عطا فرماتا ہے۔ میں جو کچھ بھی بھول جاؤں مگر آپ کی اس نیکی اور صلہ رحمی کو اور آپ کی طاعت، شرف و بزرگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے قرابت رکھنے میں آپ کا وہ انعام کبھی فراموش نہیں کروں گا جس کے آپ ہماری طرف سے حق دار ہیں۔ لہٰذا آپ دیکھیے آپ کی قوم میں سے کون آپ کی فکر اور طرزِ عمل پر ہے۔ اطراف و اکناف میں کون آپ کی فکر کے برخلاف نئی رائے رکھتا ہے کہ جس پر عبد اللہ بن زبیر نے اپنی سحر بیانی سے جادو کر رکھا ہو، آپ انہیں اس (عبد اللہ بن زبیر) کی مدد نہ کرنے کی ترغیب دیں کیوں کہ لوگ تخریب کار، گمراہ اور ملحد کی بہ نسبت آپ کے زیادہ تابع فرمان اور آپ کی زیادہ سنتے (مانتے) ہیں۔ والسلام۔"

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے جوابی مراسلہ میں تحریر کیا:

أَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ جَاءَنِي كِتَابُكَ تَذْكُرُ دُعَاءَ ابْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہما إِيَّايَ الَّذِي دَعَانِي إِلَيْهِ، وَإِنِّي امْتَنَعْتُ مَعْرِفَةً لِحَقِّكَ، فَإِنْ يَكُنْ ذَلِكَ كَذَلِكَ فَلَسْتُ بِرَّكَ أَغْزُوْ بِذَلِكَ، وَلَكِنَّ اللهَ بِمَا أَنْوِي بِهِ عَلِيمٌ، وَكَتَبْتَ إِلَيَّ أَنْ أَحُثَّ النَّاسَ عَلَيْكَ، وَأُخَذِّلَهُمْ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَلَا سُرُوْرًا وَلَا حُبُوْرًا، بِفِيكَ الْكِثْكِثُ، وَلَكَ الْأَثْلَبُ، إِنَّكَ لَعَازِبٌ إِنْ مَنَّتْكَ نَفْسُكَ، وَإِنَّكَ لَأَنْتَ الْمَنْفُوْدُ الْمَثْبُوْرُ، وَكَتَبْتَ إِلَيَّ تَذْكُرُ تَعْجِيلَ بِرِّي وَصِلَتِي، فَاحْبِسْ أَيُّهَا الْإِنْسَانُ عَنِّي بِرَّكَ وَصِلَتَكَ، فَإِنِّي حَابِسٌ عَنْكَ وُدِّي وَنُصْرَتِي، وَلَعَمْرِي مَا تُعْطِينَا مِمَّا فِي يَدَيْكَ لَنَا إِلَّا الْقَلِيلَ،

وَتَحْبِسُ مِنْهُ الْعَرِيْضَ الطَّوِيْلَ، لَا أَبَا لَكَ، أَتَرَانِي أَنْسَى قَتْلَكَ حُسَيْنًا وَفِتْيَانَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، مَصَابِيْحَ الدُّجَى، وَنُجُوْمَ الْأَعْلَامِ، غَادَرَتْهُمْ جُنُوْدُكَ بِأَمْرِكَ[76].

''اما بعد! میرے پاس تمہارا خط پہنچا۔ تم نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی مجھے دی گئی اس دعوت کا ذکر کیا جس کی طرف انہوں نے مجھے بلایا اور (تو نے ذکر کیا کہ) میں تیرے حق (سیادت) کی معرفت کی وجہ سے (ابن زبیر کی دعوت قبول کرنے سے) رک گیا ہوں۔ اگر تیرا کہا تیرے نزدیک ایسے ہی ہے تو یہ بات خوب جان لے کہ تیری ذات میں کوئی بھلائی نہیں ہے جسے میں یوں خاص کروں بلکہ (میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا تربیت یافتہ ہوں اور) جو میں نیت کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔ تو نے میری طرف یہ بھی لکھ بھیجا کہ میں لوگوں کو تیرے متعلق ترغیب دوں اور انہیں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بے یار و مددگار چھوڑنے کا کہوں۔ ایسا نہ خوشی سے ہو گا اور نہ کسی اِکرام و اِنعام کے بدلے۔ تیرے منہ میں خاک! تجھے (جزا میں) پتھر ملیں اور تو تنہا رہ جائے، جب تیرا نفس تجھے (افعال قبیحہ پر اُکسا اُکسا کر خوب) تھکا دے۔ تو خود ہی ختم ہو جانے والا اور ہلاک ہو جانے والا بن جائے۔ تو نے مجھے یہ بھی لکھا کہ تو میری بھلائی اور صلہ رحمی پر فوری جزا کو یاد رکھے گا۔ اے (خبیث) انسان! مجھ سے اپنی

(76) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 10/ 241-242، الرقم/ 10590، واليعقوبي في تاريخه، 2/ 247-250، والهيثمي في مجمع الزوائد، 7/ 250-252، الرقم/ 12082.

بھلائی اور صلہ رحمی (کا ڈھونگ) دور رکھ میں (یقینی طور پر) تجھ سے اپنی محبت اور نصرت کو دور رکھوں گا۔ میری عمر کی قسم (جس نے مجھے منافق اور مومن میں تفریق کا تجربہ اور بصیرت دی)! تو جو کچھ تیرے ہاتھوں میں (بصورتِ سلطنت و اختیار کے) ہے اس میں سے بہت تھوڑا حصہ دے گا اور بڑا حصہ (جو ہمارا استحقاق ہے) تو ہم سے روکے رکھے گا۔ تو بن باپ کے رہے۔ تجھے لگتا ہے کہ میں تیرا حسین (علیہ السلام) اور بنو عبد المطلب کے جوانوں کا قتل کرنا بھول جاؤں گا جو تاریکی کو دور کرنے والے چراغ اور نامور روشن ستارے تھے، جن پر تیرے لشکروں نے تیرے حکم سے حملہ کیا (اور انہیں شہید کردیا)؟"

2۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کے نام جوابی مراسلہ میں یہ بھی لکھا:

ثُمَّ كَتَبْتَ إِلَى ابْنِ مَرْجَانَةَ يَسْتَقْبِلُهُ بِالْخَيْلِ وَالرِّجَالِ وَالْأَسِنَّةِ وَالسُّيُوْفِ، ثُمَّ كَتَبْتَ إِلَيْهِ بِمُعَاجَلَتِهِ، وَتَرْكِ مُطَاوَلَتِهِ، حَتَّى قَتَلْتَهُ وَمَنْ مَعَهُ مِنْ فِتْيَانِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَهْلِ الْبَيْتِ.

"پھر تم نے ابن مرجانہ (عبید اللہ بن زیاد) کی طرف تحریری حکم جاری کیا کہ وہ ان (امام حسین علیہ السلام) کا استقبال گھوڑوں، لشکروں، نیزوں اور تلواروں سے کرے۔ تم نے اس معاملہ کو فوری طور پر نبٹانے کا حکم جاری کیا کہ اسے طوالت سے بچایا جائے۔ یہاں تک کہ تم نے (ہی) حسین (علیہ السلام) اور ان کے ساتھ اہلِ بیتِ بنو عبد المطلب کے جوانوں کو (بے دردی سے) قتل کر دیا۔"

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کو مخاطب کرتے ہوئے صراحتاً لکھا کہ

تم نے براہِ راست حکم دے کر رسول اللہ ﷺ کی عترت پاک کو شہید کرایا ہے، اب تجھے اللہ تعالیٰ زیادہ دیر زندگی کی مہلت نہیں دے گا۔ جب یزید لعین نے اس مکتوب گرامی کو پڑھا تو یوں بڑبڑایا:

لَقَدْ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُضِيًّا عَلَى الشَّرِّ(77).

”(عبد اللہ) بن عباس برائی کا پیش خیمہ تھا۔ (العیاذ باللہ!)“

3۔ امام فسوی اور ابن الاثیر نے بھی اس خط و کتابت کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر نے بیان کیا ہے کہ شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنی بیعت کی دعوت دی مگر انہوں نے بیعت نہ کی۔ اس سے یزید کو گمان گزرا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت سے اِحتراز برتنا اِس اَمر کا غماز ہے کہ وہ اُس کی بیعت پر قائم ہیں۔ یہ گمان کرتے ہوئے یزید نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ مراسلہ بھیجا:

أَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ الْمُلْحِدَ ابْنَ الزُّبَيْرِ دَعَاكَ إِلَى بَيْعَتِهِ، وَأَنَّكَ اعْتَصَمْتَ بِبَيْعَتِنَا وَفَاءً مِنْكَ لَنَا، فَجَزَاكَ اللهُ مِنْ ذِي رَحِمٍ خَيْرَ مَا يَجْزِي الْوَاصِلِينَ لِأَرْحَامِهِمُ الْمُوفِينَ بِعُهُوْدِهِمْ، فَمَا أَنْسَى مِنَ الْأَشْيَاءِ فَلَسْتُ بِنَاسٍ بِرَّكَ وَتَعْجِيلَ صِلَتِكَ بِالَّذِي أَنْتَ لَهُ أَهْلٌ، فَانْظُرْ مَنْ طَلَعَ عَلَيْكَ مِنَ الْآفَاقِ

(77) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 10/ 241-242، الرقم/ 10590، وذكره اليعقوبي في تاريخه، 2/ 247-250، والهيثمي في مجمع الزوائد، 7/ 250-252، الرقم/ 12082.

مِمَّنْ سَحَرَهُمُ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِلِسَانِهِ فَأَعْلِمْهُمْ بِحَالِهِ، فَإِنَّهُمْ مِنْكَ أَسْمَعُ النَّاسِ وَلَكَ أَطْوَعُ مِنْهُمْ لِلْمَحَلِّ (78).

"اما بعد! میں نے سنا ہے کہ ملحد ابن زبیر نے (نعوذ باللہ) آپ کو اپنی بیعت کی دعوت دی ہے مگر آپ نے اپنی طرف سے ہمارے ساتھ وفا کا رشتہ نبھاتے ہوئے ہماری بیعت میں ہی خود کو محفوظ پایا۔ خدا آپ کو صلہ رحمی اور وعدہ وفا کرنے والوں کی جزا سے بھی بہتر جزا دے۔ نہ میں کسی بات کو بھولتا ہوں اور نہ آپ کی نیکی اور عجلت والے صلے کو بھولوں گا جس کے آپ اہل ہیں۔ آپ اطراف و اکناف سے اپنے پاس آنے والے ان لوگوں کو دیکھیے جن پر ابن زبیر نے اپنی زبان سے جادو کر دیا ہے، ان سب کو اس کے حال سے آگاہ کریں کیونکہ وہ لوگ ابن زبیر کی نسبت آپ کو زیادہ سننے والے اور اس بے فیض کی نسبت آپ کی زیادہ اطاعت کرنے والے ہیں۔"

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے جواب میں لکھا:

وَقَدْ قَتَلْتَ حُسَيْنًا وَفِتْيَانَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، مَصَابِيحَ الْهُدَى وَنُجُومَ الْأَعْلَامِ، غَادَرَتْهُمْ خُيُوْلُكَ بِأَمْرِكَ فِي صَعِيْدٍ وَاحِدٍ مُرَمَّلِيْنَ بِالدِّمَاءِ، مَسْلُوبِيْنَ بِالْعَرَاءِ، (مَقْتُوْلِيْنَ بِالظَّمَاءِ، لَا مُكَفَّنِيْنَ وَلَا مُوَسَّدِيْنَ)، تَسْفِي عَلَيْهِمُ الرِّيَاحُ، وَيَنْشَى بِهِمْ عَرَجُ الْبِطَاحِ، حَتَّى أَتَاحَ اللهُ بِقَوْمٍ لَمْ يُشْرِكُوْا فِي دِمَائِهِمْ كَفَّنُوْهُمْ وَأَجَنُّوْهُمْ، وَبِي وَبِهِمْ لَوْ عَزَزْتَ وَجَلَسْتَ مَجْلِسَكَ

---

(78) ذكره ابن الأثير في الكامل، 3/ 466.

الَّذِي جَلَسْتَ، فَمَا أَنْسَى مِنَ الْأَشْيَاءِ فَلَسْتُ بِنَاسٍ اطِّرَادَكَ حُسَيْنًا مِنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى حَرَمِ اللهِ، وَتَسْيِيْرَكَ الْخُيُوْلَ إِلَيْهِ، فَمَا زِلْتَ بِذٰلِكَ حَتَّى أَشْخَصْتَهُ إِلَى الْعِرَاقِ، فَخَرَجَ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ، فَنَزَلَتْ بِهِ خَيْلُكَ عَدَاوَةً مِنْكَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَلِأَهْلِ بَيْتِهِ الَّذِينَ أَذْهَبَ اللهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيْرًا.

فَطَلَبَ إِلَيْكُمُ الْمُوَادَعَةَ وَسَأَلَكُمُ الرَّجْعَةَ، فَاغْتَنَمْتُمْ قِلَّةَ أَنْصَارِهِ وَاسْتِئْصَالَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَتَعَاوَنْتُمْ عَلَيْهِ كَأَنَّكُمْ قَتَلْتُمْ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ، فَلَا شَيْءَ أَعْجَبُ عِنْدِي مِنْ طَلَبَتِكَ وُدِّي وَقَدْ قَتَلْتَ وَلَدَ أَبِي وَسَيْفُكَ يَقْطُرُ مِنْ دَمِي وَأَنْتَ أَحَدُ ثَأْرِي وَلَا يُعْجِبُكَ أَنْ ظَفِرْتَ بِنَا الْيَوْمَ فَلَنَظْفَرَنَّ بِكَ يَوْمًا. وَالسَّلَامُ(79).

”تم نے امام حسین علیہ السلام اور (خانوادۂ) عبد المطلب کے جوانوں کو قتل کیا ہے، جو ہدایت کے روشن چراغ اور معزز و محتشم ہستیوں کے چمکتے ستارے تھے۔ تمہارے سوار تمہارے ہی حکم سے ایک سرزمین پر اُن پر اکٹھے حملہ آور ہوئے۔ وہ خون میں لتھڑے ہوئے تھے، اُن کے لخت لخت لاشے لق و دق صحرا میں بے گور و کفن پڑے تھے۔ وہ

---

(79) أخرجه الفسوي في المعرفة والتاريخ، 1/ 291-292، وابن الأثير في الكامل، 3/ 466-467.

پیاسے شہید کیے گئے تھے۔ انہیں کفن بھی نہ پہنائے گئے۔ اُن کے بریدہ سر سرہانے تک سے محروم تھے۔ ہوائیں ان پر خاک اڑاتی سنگلاخ زمینوں کے کفتار (درندے) ان کی بوئیں سونگھتے تھے تا آنکہ خدا نے ایک قوم کو جوان کی خونریزی میں شامل نہ تھی یہ توفیق دی کہ انہوں نے ان سب کی تکفین و تدفین کی۔ اگر تو مجھے اور انہیں عزت دیتا اور اِس منصب پر بٹھاتا جس پر تو براجمان ہے، تب بھی میں یہ چیزیں نہ بھولتا۔ میں تیرا حسین علیہ السلام کو حرمِ رسول سے دور کرنا اور پھر اللہ کے حرم تک ان کے پیچھے سراغ لگانے کے لیے اپنے سوار (جاسوس) کو بھیجتے رہنا بھولنے والا نہیں ہے۔ تو ایسا ہی کرتا رہا یہاں تک کہ تو نے انہیں عراق کی طرف نکال دیا۔ وہ وہاں سے حالتِ خوف میں نکلے پھر بھی تیرے سوار، اس عداوت کی بنا پر جو تمہیں اللہ، اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اُن اہل بیت علیہم السلام سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے آلائشوں سے پاک کر کے طاہر و مطہر بنایا تھا، ان پر چڑھ دوڑے۔"

"امام حسین علیہ السلام نے تم لوگوں سے صلح کرنا چاہی اور واپس چلے جانے کا سوال کیا مگر تم نے ان کے انصار کی قلت اور ان کے اہل بیت کے استیصال کے موقع کو غنیمت جان کر ان کے خلاف ایک دوسرے کی اس طرح معاونت کی کہ گویا تم مشرکوں یا کافروں کے کسی خاندان کے قتل کے در پے ہو۔ مجھے اس امر سے زیادہ اور کوئی چیز عجیب معلوم نہیں ہوتی کہ تم میری دوستی طلب کرو حالانکہ تم نے میرے باپ کی اولاد کو قتل کیا ہے۔ تیری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے اور تم میرے خونریزوں میں سے ہو۔ تم اس پر نہ اترانا کہ تم ہم پر

آج فتح یاب ہوگئے ہو۔ ہم بھی ضرور ایک دن تم پر ظفر یاب ہوں گے۔ والسلام۔

اس خط و کتابت سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کو براہ راست قتلِ حسین علیہ السلام کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔

2۔ یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو مراسلہ کے ذریعے اِشاراتی زبان (code words) میں براہِ راست قتلِ حسین علیہ السلام کا حکم دیا

1۔ محمد بن ضحاک بن عثمان الحزامی اپنے والد ضحاک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: امام حسین بن علی علیہما السلام اس حال میں کوفہ کی طرف روانہ ہوئے کہ وہ یزید بن معاویہ کی ناحق حکومت سے سخت نالاں تھے۔ (اس کی اطلاع پاتے ہی) یزید بن معاویہ نے عراق میں اپنے گورنر عبید اللہ بن زیاد (28ھ-67ھ) کے نام خط میں لکھا:

إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ حُسَيْنًا قَدْ سَارَ إِلَى الْكُوفَةِ، وَقَدِ ابْتُلِيَ بِهِ زَمَانُكَ مِنْ بَيْنِ الْأَزْمَانِ، وَبَلَدُكَ مِنْ بَيْنِ الْبُلْدَانِ، وَابْتُلِيتَ بِهِ مِنْ بَيْنِ الْعُمَّالِ. وَعِنْدَهَا يُعْتَقُ أَوْ يَعُودُ عَبْدًا كَمَا يُعْتَبَدُ الْعَبِيدُ.

"مجھے یہ خبر ملی ہے کہ حسین کوفہ کی طرف روانہ ہوچکے ہیں۔ ان کے اس اقدام کی وجہ سے (مختلف) زمانوں میں سے تیرے زمانے پر، شہروں میں سے تیرے شہر پر اور (مختلف) گورنروں میں سے تجھ پر آزمائش آن پڑی ہے۔ ایسے (حساس اور نازک) موقع پر آزمائش میں

ڈالا گیا آدمی یا تو آزاد کر دیا جاتا ہے یا دوبارہ ایسے غلام بنا لیا جاتا ہے جس طرح غلام، غلام بنائے جاتے ہیں۔"

یہ دراصل یزید کی جانب سے ابن زیاد کو ملفوف الفاظ یعنی code words کی صورت میں خفیہ پیغام تھا کہ امام حسین علیہ السلام کو راستے سے ہٹانے کے لیے قتل کر دیا جائے۔

خط ملنے کے بعد یزید کے حکم کے مطابق عبید اللہ بن زیاد نے امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں شہید کر دیا اور ان کا سر اقدس یزید کو بھجوا دیا۔ جب وہ سر انور یزید کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے قتلِ حسین علیہ السلام کے حکم دینے کے اِقرار اور اس عمل پر اپنی خوشی و مسرت اور فتح مندی کے اظہار کے لیے بطور مثال ابن حمام کا یہ شعر پڑھا:

نُفَلِّقُ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَحِبَّةٍ
إِلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا(85)

"ہم اُن لوگوں کی کھوپڑیاں توڑ دیتے ہیں، جو (کسی وقت) ہمارے محبوب تھے، لیکن اب وہ ہمارے نافرمان، باغی اور ظالم ہوگئے ہیں۔"

2۔ مؤرّخ بلاذُری (م 279ھ) نے انساب الاشراف میں ذکر کیا ہے کہ مجھ سے بعض قریش نے بیان کیا کہ یزید بن معاویہ نے ابن زیاد کو ایک مراسلہ میں لکھا تھا:

بَلَغَنِي مَسِيْرُ حُسَيْنٍ إِلَى الْكُوفَةِ، وَقَدِ ابْتُلِيَ بِهِ زَمَانُكَ مِنْ بَيْنِ

(85) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 115، الرقم/ 2846، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 214، وابن أبي جرادة في بغية الطلب في تاريخ حلب، 6/ 2614، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 193، الرقم/ 15137.

الْأَزْمَانِ، وَبَلَدُكَ مِنْ بَيْنِ الْبُلْدَانِ، وَابْتُلِيتَ بِهِ مِنْ بَيْنِ الْعُمَّالِ، وَعِنْدَهَا تُعْتَقُ أَوْ تَعُوْدُ عَبْدًا كَمَا يُعْتَبَدُ الْعَبِيْدُ(81).

"مجھے یہ خبر ملی ہے کہ حسین کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ ان کے اس اقدام کی وجہ سے (مختلف) زمانوں میں سے تیرے زمانے پر، (مختلف) شہروں میں سے تیرے شہر پر اور (مختلف) گورنروں میں سے تجھ پر (کڑی) آزمائش (اور بھاری ذمہ داری) آن پڑی ہے۔ اس موقع پر اگر تو اس مہم میں کامیاب ہو جاتا ہے تو تجھے آزاد کر دیا جائے گا یا تو غلامی کی زندگی میں لوٹ جائے گا اور تیرے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے گا جو غلاموں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔"

3۔ امام ذہبی کی بیان کردہ ایک روایت میں ہے کہ امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو یزید نے عراق میں اپنے گورنر عبید اللہ بن زیاد کو لکھا:

إِنَّ حُسَيْنًا صَائِرٌ إِلَى الْكُوفَةِ، وَقَدِ ابْتُلِيَ بِهِ زَمَانُكَ مِنْ بَيْنِ الْأَزْمَانِ، وَبَلَدُكَ مِنْ بَيْنِ الْبُلْدَانِ، وَأَنْتَ مِنْ بَيْنِ الْعُمَّالِ، وَعِنْدَهَا تُعْتَقُ أَوْ تَعُوْدُ عَبْدًا.

"حسین کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ ان کے اس اقدام کی وجہ سے (مختلف) زمانوں میں سے تیرے زمانے پر، شہروں میں سے تیرے شہر پر اور (مختلف) عاملینِ حکومت میں سے تجھ پر (بھاری بھرکم) آزمائش آن پڑی ہے۔ اندریں حالات (سمجھ لے کہ اگر اس مہم میں

---

(81) البلاذري في أنساب الأشراف، المراسلات بين الحسين وأهل العراق، 3/ 160.

کامیاب ہو جاتا ہے تو) تجھے آزاد کر دیا جائے گا۔ بصورتِ دیگر زندگی بھر غلامی تیرا مقدر رہے گی۔"

اس خط کے ملنے کے بعد یزید کے حکم کے تحت عبید اللہ بن زیاد نے امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں شہید کر دیا اور پھر ان کا سر اقدس دمشق میں یزید بن معاویہ کے دربار کی طرف بھیج دیا(82)۔

4۔ امام ابن عساکر اور ابن ابی جرادہ روایت کرتے ہیں کہ اسماعیل بن علی الخطبی کا قول ہے:

كَانَ مَسِيْرُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنهما -وَيُكَنَّى بِأَبِي عَبْدِ اللهِ، وَأُمُّهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ عليه وعلى آله الصلاة والسلام- مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْعِرَاقِ، بَعْدَ أَنْ بَايَعَ لَهُ مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا عَلَى يَدَيْ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَكَتَبُوْا إِلَيْهِ فِي الْقُدُوْمِ عَلَيْهِمْ، فَخَرَجَ مِنْ مَكَّةَ قَاصِدًا إِلَى الْكُوْفَةِ، وَبَلَغَ يَزِيْدَ خُرُوْجُهُ، فَكَتَبَ إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، وَهُوَ عَامِلُهُ عَلَى الْعِرَاقِ، يَأْمُرُهُ بِمُحَارَبَتِهِ، ... فَقُتِلَ الْحُسَيْنُ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ وَرَحْمَتُهُ وَبَرَكَاتُهُ، وَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى قَاتِلِهِ. وَكَانَ قَتْلُهُ فِي الْيَوْمِ الْعَاشِرِ مِنَ الْمُحَرَّمِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ مِنْ سَنَةِ إِحْدَى وَسِتِّيْنَ(83).

---

(82) الذهبي في تاريخ الإسلام، 5/ 10، وأيضا في سير أعلام النبلاء، 3/ 305.

(83) ذكره ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 213، وابن أبي جرادة في بغية الطلب في تاريخ حلب، 6/ 2614.

"حضرت حسین بن علی بن ابی طالب عَلَيْهِمَا السَّلَام (جن کی کنیت ابو عبد اللہ اور جن کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام ہیں) نے مکہ سے عراق کی طرف سفر اس وقت شروع کیا جب اہل کوفہ میں سے 12 ہزار افراد نے حضرت مسلم بن عقیل بن ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت کر لی، انہوں نے آپ کو اپنے ہاں تشریف لانے کی دعوت دی۔ آپ مکہ مکرمہ سے کوفہ کا قصد کر کے چلے۔ اُدھر یزید کو آپ کی روانگی کی خبر پہنچی تو اس نے عبید اللہ بن زیاد کو خط لکھا، وہ عراق پر یزید کا تعینات کردہ گورنر تھا۔ جس میں اس نے اسے آپ کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔ ... امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو شہید کر دیا گیا۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی رضا، اس کی رحمت اور برکات کی بارش ہو اور ان کے قاتل پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور پھٹکار ہو۔ ان کی شہادت سن 61 ہجری میں یوم عاشوراء یعنی محرم کے دسویں روز ہوئی۔"

5۔ علامہ سبط ابن الجوزی (م 654ھ) نے 'مرآۃ الزمان فی تواریخ الاعیان' میں لکھا ہے کہ یزید بن معاویہ نے عبید اللہ بن زیاد کی طرف مراسلہ بھیجا:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّكَ لَمْ تَعْدُ أَنْ كُنْتَ كَمَا أُحِبُّ، عَمِلْتَ عَمَلَ الْحَازِمِ، وَصُلْتَ صَوْلَةَ الشُّجَاعِ الرَّابِطِ الْجَأْشِ، فَقَدْ أَغْنَيْتَ وَكَفَيْتَ، وَصَدَّقْتَ ظَنِّي بِكَ وَرَأْيِي فِيكَ، وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ قَدْ تَوَجَّهَ نَحْوَ الْعِرَاقِ، فَضَعِ الْمَنَاظِرَ وَالْمَسَالِحَ، وَاحْتَرِسْ وَاحْبِسْ عَلَى الظِّنَّةِ، وَخُذْ عَلَى التُّهْمَةِ؛ غَيْرَ أَنَّكَ لَا تَقْتُلُ إِلَّا مَنْ قَاتَلَكَ، وَاكْتُبْ إِلَيَّ بِكُلِّ مَا يَحْدُثُ مِنْ خَبَرٍ إِنْ

شَاءَ اللهُ. فَقَدِ ابْتُلِيَ بِالْحُسَيْنِ زَمَانُكَ مِنْ بَيْنِ الْأَزْمَانِ، وَبَلَدُكَ مِنْ بَيْنِ الْبُلْدَانِ، ابْتُلِيتَ بِهِ بَيْنَ الْعُمَّالِ، وَإِنَّمَا أَنْتَ أَحَدُ أَعْضَاءِ ابْنِ عَمِّكَ، فَاحْرِصْ أَنْ تَكُوْنَ كُلَّهَا، وَعِنْدَهَا تُعْتَقُ أَوْ تَعُوْدُ عَبْدًا. وَالسَّلَامُ(84).

"اما بعد! بے شک عاملین حکومت میں سے تو میرا تابع فرمان ہے اور تو نے اپنی حدود سے کبھی تجاوز نہیں کیا کہ تو (من و عن) ویسا ہی ہے جیسا میں پسند کرتا ہوں۔ تو نے عقل مندوں والا کام کیا ہے اور ایک بہادر اور مضبوط دل شخص کی طرح حملہ کیا ہے۔ تو نے (مجھے) بے نیاز کر دیا ہے اور (میرے لیے) کافی ہو گیا ہے۔ (تو نے) اپنے بارے میں میرے گمان اور میری رائے کو سچ کر دکھایا۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ حسین (علیہ السلام) عراق کی طرف نکل پڑے ہیں۔ اب تم گھات اور اسلحہ والی جگہیں تیار کر لو اور (ان کی) نگرانی کرو۔ اگر کسی پر شک و الزام ہو تو اسے فوراً قید کر لو، لیکن قتل صرف اُسے کرو جو تمہارے ساتھ جنگ کرے۔ جو بھی خبر (یا واقعہ) رونما ہو (بلا توقف) مجھے اس سے آگاہ رکھو، ان شاء اللہ۔ بے شک حسین (علیہ السلام) کی وجہ سے زمانوں میں سے تمہارے زمانے، شہروں میں سے تمہارے شہر اور گورنروں میں سے تمہیں آزمایا گیا ہے، تو اپنے چچا زاد کے اعضاء و جوارح میں سے ایک ہے، اس لیے تجھے حتی المقدور کوشش کرنا چاہیے کہ تو اس کا مکمل دست و بازو بن جائے (یعنی بازوئے شمشیر زن بن

---

(84) سبط ابن الجوزي في مرآة الزمان في تواريخ الأعيان، السنة الستون، الباب الثاني في ذكر يزيد بن معاوية، 8/ 38-39.

جائے)۔ اس صورت میں تو آزاد کر دیا جائے گا (یعنی تجھے مزید نواز کر تیرے منصب پر برقرار رکھا جائے گا)، بصورتِ دیگر تو دوبارہ غلام بنا دیا جائے گا۔ والسلام۔"

6۔ صلاح الدین صفدی (م 764ھ) کی ایک روایت میں ہے کہ امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام مکہ مکرمہ سے عراق کی طرف 10 ذی الحجہ کو روانہ ہوئے، تو یزید نے عبید اللہ بن زیاد کی طرف خط لکھا:

أَنَّ حُسَيْنًا صَائِرٌ إِلَى الْكُوْفَةِ، وَقَدِ ابْتُلِيَ بِهِ زَمَانُكَ مِنْ بَيْنِ الْأَزْمَانِ، وَبَلَدُكَ مِنْ بَيْنِ الْبُلْدَانِ، وَعِنْدَهَا تُعْتَقُ أَوْ تَعُوْدُ عَبْدًا(85).

"حسین کوفہ کی طرف روانہ ہوچکے ہیں۔ ان کے اس اقدام کی وجہ سے (مختلف) زمانوں میں سے تیرے زمانے پر، شہروں میں سے تیرے شہر پر اور گورنروں میں سے تجھ پر اس ذمہ داری کو نبھانے (اور اس چیلنج سے عہدہ برآ ہونے) کی آزمائش آن پڑی ہے (یعنی ان سے مقابلے کی آزمائش تیرے حصے میں آرہی ہے)۔ اس موقع پر (سمجھ لے کہ) کامیابی کی صورت میں تجھے آزاد کر دیا جائے گا یا ناکامی کی صورت میں تو غلام بن جائے گا۔"

---

(85) الصفدي في الوافي بالوفيات، الحسين بن علي بن أبي طالب عَلَيْهِمَا السَّلَام، 12/ 263.

3۔ عمرو بن سعید بن العاص نے ابن زیاد کو یزید کا پیغام پہنچایا کہ امام حسین علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے

1۔ ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن سعید بن ابی العاص نے ابن زیاد کو لکھا تھا:

أَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ تَوَجَّهَ إِلَيْكَ الْحُسَيْنُ، وَفِي مِثْلِهَا تُعْتَقُ أَوْ تَكُونُ عَبْدًا تُسْتَرَقُّ كَمَا يُسْتَرَقُّ الْعَبِيْدُ(86).

"اما بعد، حضرت حسین تمہاری طرف روانہ ہو چکے ہیں، اور اس قسم کے موقع پر تو آزاد ہوگا یا غلاموں کی طرح غلام بن جائے گا (یعنی یا امام حسین سے یزید کی بیعت لے کر انعام پاؤ گے یا ان سے نرمی کرکے سزا کے حقدار بنو گے)۔"

2۔ امام سیوطی (م 911ھ) نے "تاریخ الخلفاء" میں ایک عنوان قائم کیا ہے: "اہلِ عراق کی رسوائی اور سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت"۔ اِس عنوان کے تحت امام سیوطی لکھتے ہیں:

بَعَثَ أَهْلُ الْعِرَاقِ إِلَى الْحُسَيْنِ الرُّسُلَ وَالْكُتُبَ يَدْعُوْنَهُ إِلَيْهِمْ، فَخَرَجَ مِنْ مَكَّةَ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْعِرَاقِ فِي عَشَرِ ذِي الْحَجَّةِ، وَمَعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ آلِ بَيْتِهِ رِجَالًا وَنِسَاءً وَصِبْيَانًا، فَكَتَبَ يَزِيْدُ إِلَى وَالِيْهِ بِالْعِرَاقِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ بِقِتَالِهِ، فَوَجَّهَ إِلَيْهِمْ جَيْشًا أَرْبَعَةَ آلَافٍ، عَلَيْهِمْ عَمْرُو بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي

---

(86) ابن كثير في البداية والنهاية، سنة ستين من الهجرة النبوية، صفة مخرج الحسين إلى العراق، 5/ 671-672.

وَقَّاصٍ، ....فَقُتِلَ وَجِيءَ بِرَأْسِهِ فِي طَسْتٍ حَتَّى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ زِيَادٍ، لَعَنَ اللهُ قَاتِلَهُ وَابْنَ زِيَادٍ مَعَهُ وَيَزِيدَ أَيْضًا(87).

"عراقیوں نے امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو اپنے ہاں دعوت دیتے ہوئے متعدد قاصد اور خطوط بھیجے۔ آپ (سن 60ھ میں) 10 ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ سے عراق کی جانب عازم سفر ہوئے اور آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت کے مردوں، عورتوں اور بچوں پر مشتمل ایک (مختصر) جماعت تھی۔ جب یزید کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے عراق کے گورنر عبید اللہ بن زیاد کے نام خط لکھا کہ (امام) حسین (عَلَیْہِ السَّلَام) سے جنگ کی جائے۔ چنانچہ عراق کے گورنر عبید اللہ بن زیاد نے آپ کی طرف (آپ کا راستہ روکنے کے لیے) چار ہزار فوج عمرو بن سعد بن ابی وقاص کی سربراہی میں روانہ کی۔ ... آپ کو شہید کر دیا گیا اور آپ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر (ابن زیاد کے دربار میں) لایا گیا اور ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا۔ اللہ کی لعنت ہو آپ کے قاتل پر اور اس کے ساتھ ابن زیاد اور یزید پر بھی۔"

4۔ اِبنِ زیاد کا کھلا اِعتراف کہ اُس نے یزید کے براہِ راست حکم پر امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو قتل کیا ہے

ابن الاثیر نے الکامل فی التاریخ میں لکھا ہے کہ ابن زیاد نے مسافر بن شریح الیشکری کے سامنے برملا یہ اعتراف کیا تھا:

أَمَّا قَتْلِي الْحُسَيْنَ، فَإِنَّهُ أَشَارَ إِلَيَّ يَزِيدُ بِقَتْلِهِ أَوْ قَتْلِي،

(87) السيوطي في تاريخ الخلفاء/ 341.

فَاخْتَرْتُ قَتْلَهُ(88).

"جہاں تک حسین (علیہ السلام) کو قتل کرنے کی بات ہے تو اَمرِ واقعہ یہ ہے کہ یزید نے مجھے تنبیہ کی کہ میں انہیں قتل کردوں ورنہ مجھے قتل کردیا جائے گا۔ لہٰذا میں نے حسین (علیہ السلام) کو قتل کرنے کا فیصلہ اختیار کیا۔"

5۔ یزید نے ولید بن عتبہ کو بھی مراسلہ کے ذریعے اشاراتی زبان (code words) میں قتلِ حسین علیہ السلام کا حکم دیا

1۔ امام طبری بیان کرتے ہیں کہ ابو مخنف سے مروی ہے:

وَلِيَ يَزِيْدُ فِي هِلَالِ رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّيْنَ، ... وَلَمْ يَكُنْ لِيَزِيْدَ هَمَّةٌ حِيْنَ وَلِيَ إِلَّا بَيْعَةُ النَّفَرِ الَّذِيْنَ أَبَوْا عَلَى مُعَاوِيَةَ الْإِجَابَةَ إِلَى بَيْعَةِ يَزِيْدَ حِيْنَ دَعَا النَّاسَ إِلَى بَيْعَتِهِ، وَأَنَّهُ وَلِيُّ عَهْدِهِ بَعْدَهُ(89).

"یزید ماہِ رجب سن 60 ہجری میں تخت نشین ہوا۔ حکومت سنبھالنے کے بعد یزید کو کوئی فکر لاحق نہ تھی، سوائے اِس کے کہ اُن لوگوں سے اپنی خلافت (ملوکانہ اِمارت) کی بیعت لے جنہوں نے اس کے والد معاویہ کی دعوت قبول کرنے سے (اس وقت) انکار کر دیا تھا جب انہوں نے لوگوں کو یزید کی بیعت کرنے کی دعوت دی تھی، اور

---

(88) ابن الأثير في الكامل، ثم دخلت سنة أربع وستين، 3/ 474.

(89) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، خلافة يزيد بن معاوية، 3/ 269.

لوگوں کو یہ باور کرایا تھا کہ یزید ان کے بعد ان کا ولی عہد ہے۔"

امام طبری نے مزید لکھا ہے کہ جب وہ اِس معاملے سے فارغ ہوا تو اُس نے چوہے کے کان کی طرح کے کاغذ کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر ولید بن عتبہ کو مندرجہ ذیل پیغام بھیجا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ. مِنْ يَزِيْدَ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِلَى الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ. أَمَّا بَعْدُ، فَخُذْ حُسَيْنًا، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ بِالْبَيْعَةِ أَخْذًا شَدِيْدًا، لَيْسَتْ فِيْهِ رُخْصَةٌ حَتَّى يُبَايِعُوْا. وَالسَّلَامُ(90).

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یزید امیر المؤمنین کی طرف سے ولید بن عتبہ کے نام۔ اما بعد! (حضرت) حسین، (حضرت) عبد اللہ بن عمر اور (حضرت) عبد اللہ بن زبیر کو بیعت کے لیے (بلا تاخیر) کڑی حراست میں لے لو اور اس حکم کی تعمیل میں کسی بھی قسم کی نرمی نہ برتنا جب تک وہ میری بیعت نہ کر لیں۔ والسلام۔"

2۔ علامہ ابن جوزی (م 579ھ) لکھتے ہیں: زمام حکومت سنبھالتے ہی یزید کو اِس کے سوا کوئی پریشانی دامن گیر نہ تھی کہ اُن لوگوں سے اپنی حکومت کی بیعت لے جنہوں نے اس کے والد کی زندگی میں اس کی بیعت قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ اس نے ولید بن عتبہ کو خط لکھا:

أَمَّا بَعْدُ، فَخُذْ حُسَيْنًا، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ بِالْبَيْعَةِ أَخْذًا شَدِيْدًا، لَيْسَتْ فِيْهِ رُخْصَةٌ حَتَّى يُبَايِعُوْا.

---

(90) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، خلافة يزيد بن معاوية، 3/ 269.

وَالسَّلَامُ(91).

"اما بعد! (حضرت) حسین، (حضرت) عبد اللہ بن عمر اور (حضرت) عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) سے جبری بیعت لو۔ اس ضمن میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کرنا، تا آں کہ وہ (میری) بیعت کر لیں۔ والسلام۔"

3۔ ابن کثیر نے 'البدایہ والنہایہ' میں اور ابن الاثیر الجزری نے 'الکامل فی التاریخ' میں ایک روایت بیان کی ہے، جس کے مطابق یزید نے گورنرِ مدینہ ولید بن عتبہ کو خط لکھا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ يَزِيدَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، أَمَّا بَعْدُ، ... وَكَتَبَ إِلَيْهِ فِي صَحِيفَةٍ كَأَنَّهَا أُذُنُ الْفَأْرَةِ: أَمَّا بَعْدُ، فَخُذْ حُسَيْنًا، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ بِالْبَيْعَةِ أَخْذًا شَدِيدًا، لَيْسَتْ فِيهِ رُخْصَةٌ حَتَّى يُبَايِعُوا. وَالسَّلَامُ(92).

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، امیر المؤمنین یزید کی طرف سے ولید بن عتبہ کے نام، اما بعد! ... اور اس نے ایک ورق میں جو چوہے کے کان کی

---

(91) ابن الجوزي في المنتظم، باب ذكر بيعة يزيد بن معاوية بن أبي سفيان، 5/ 322-323، وابن خلدون في تاريخه، 3/ 24-25.

(92) ابن كثير في البداية والنهاية، سنة ستين من الهجرة النبوية، إمارة يزيد بن معاوية وما جرى في أيامه، 7/ 147، وابن الأثير في الكامل في التاريخ، ثم دخلت سنة تسع وخمسين، ذكر بيعة يزيد، 3/ 377.

طرح تھا (یعنی بہت چھوٹا تھا)، ولید بن عتبہ کو لکھا: اما بعد! (حضرت) حسین، (حضرت) عبد اللہ بن عمر اور (حضرت) عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) سے بیعت لینے کے لیے انہیں بلا توقف حراست میں لو، خواہ اس کے لیے تمہیں کتنی ہی سختی سے کیوں نہ کام لینا پڑے۔ اور اس کام میں کسی قسم کی چھوٹ (اور رعایت سے کام نہ لینا حتی کہ وہ (میری) بیعت کر لیں۔ والسلام۔"

4۔ العاصمی کی بیان کردہ ایک روایت میں ہے:

كَتَبَ يَزِيْدُ إِلَى الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بِمَوْتِ مُعَاوِيَةَ: وَأَنْ يَأْخُذَ حُسَيْنًا وَابْنَ عُمَرَ وَابْنَ الزُّبَيْرِ بِالْبَيْعَةِ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ، فَلَمَّا أَتَى الْوَلِيْدَ نَعْيُ مُعَاوِيَةَ اسْتَدْعَى مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، وَكَانَ مُنْقَطِعًا عَنْهُ بِمَا كَانَ يَبْلُغُهُ عَنْهُ، فَلَمَّا قَرَأَ مَرْوَانُ الْكِتَابَ بِنَعْيِ مُعَاوِيَةَ اسْتَرْجَعَ وَتَرَحَّمَ، فَاسْتَشَارَهُ الْوَلِيْدُ فِي أَمْرِ أُوْلَئِكَ النَّفَرِ، فَأَشَارَ عَلَيْهِ أَنْ يُحْضِرَهُمْ لِوَقْتِهِ، فَإِنْ بَايَعُوْا وَإِلَّا قَتَلَهُمْ قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوْا بِمَوْتِ مُعَاوِيَةَ(93).

"یزید نے ولید بن عتبہ کی طرف امیر معاویہ کی وفات کے بارے میں لکھا اور یہ بھی کہا کہ وہ (امام) حسین (علیہ السلام)، (حضرت) عبد اللہ بن عمر اور (حضرت) عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کو بغیر کسی رو رعایت کے یزید کی بیعت لینے کے لیے (بلا تاخیر) گرفتار کر لے۔ پھر جب ولید کے پاس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچی

(93) العاصمي في سمط النجوم العوالي، 3/ 163.

تو اس نے مروان بن حکم کو بلا بھیجا حالانکہ اس نے مروان سے قطع تعلق کر رکھا تھا، ان باتوں کی وجہ سے جو اسے مروان کے بارے پہنچی تھیں۔ پھر جب مروان نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر کا خط پڑھا تو إنا لله وإنا إليه راجعون پڑھا اور ان کے لیے رحمتِ الٰہی کی دعا کی۔ پھر ولید نے مروان کے ساتھ مذکور لوگوں کے بارے میں مشورہ کیا تو مروان نے اسے مشورہ دیا کہ وہ فوراً ان لوگوں کو بلائے، پھر اگر وہ یزید کی بیعت کر لیں تو ٹھیک ہے وگرنہ ان کو قتل کر دے، اس سے پہلے کہ امیر معاویہ کی وفات کی خبر ان تک پہنچ جائے۔"

6۔ یزید کے بیٹے معاویہ کا اِعتراف کہ یزید کے براہِ راست حکم سے آلِ رسول علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کو قتل کیا گیا ہے

ابن حجر ہیتمی اور دیگر ائمہ نے یزید کے بیٹے معاویہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ اس نے کہا:

إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْأُمُوْرِ عَلَيْنَا عِلْمَنَا بِسُوْءِ مَصْرَعِهِ، وَبِئْسِ مُنْقَلَبِهِ، وَقَدْ قَتَلَ عِتْرَةَ رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه وعلی آله وسلم، وَأَبَاحَ الْحَرَمَ، وَخَرَبَ الْكَعْبَةَ ...(94).

(94) ابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 641-642، واليعقوبي في تاريخه، 2/ 254، وأبو المحاسن الأتابكي في النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة، 1/ 164، وأيضا في مورد اللطافة في من ولي السلطنة والخلافة، 1/ 70-71.

"اور جو بات ہم پر سب سے زیادہ گراں ہے وہ یہ کہ ہمیں اس کی بری ہلاکت کا اور برے انجام کا علم ہے اس (یعنی میرے باپ یزید) نے عترتِ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو قتل کیا، حرم (مکہ و مدینہ) کو مباح قرار دیا اور کعبۃ اللہ اجاڑ دیا۔"

7۔ ائمہ عظام اور علماء کرام نے یزید کو براہِ راست قتلِ حسین عَلَيْهِ السَّلَام کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے

ائمہ اِسلام اور اکابرینِ اُمت نے یہ حقیقت دلائل و براہین سے ثابت کی ہے کہ یزید نہ صرف قتلِ حسین عَلَيْهِ السَّلَام میں ملوث تھا، بلکہ براہِ راست یہ حکم دینے والا تھا۔ اس بابت چند اقوال ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

1۔ علامہ ابن الجوزی ایک دفعہ مسندِ وعظ پر تھے کہ اُن سے پوچھا گیا: یہ کیسے کہا جائے کہ یزید نے امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو شہید کیا جب کہ وہ دمشق میں تھا اور امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام عراق میں تھے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا:

سَهْمٌ أَصَابَ وَرَامِيْهِ بِذِي سَلَمٍ
مَنْ بِالْعِرَاقِ لَقَدْ أَبْعَدْتَ مَرْمَاكَا(95)

"ایک ایسا تیر جس کا پھینکنے والا وادی ذی سَلَم میں تھا، آکر اسے لگا جو عراق میں تھا۔ بے شک اُس نے اپنے ہدف کو دور سے نشانہ بنایا۔"

2۔ علامہ شمس الدین ذہبی جو تاریخ اسلام کے عظیم محقق اور بلند پایہ محدث ہیں، 'سیر أعلام النبلاء' میں یزید پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(95) المناوي، فيض القدير، 1/ 205.

وَكَانَ نَاصِبِيًّا، فَظًّا، غَلِيْظًا، جِلْفًا، يَتَنَاوَلُ الْمُسْكِرَ، وَيَفْعَلُ الْمُنْكَرَ. افْتَتَحَ دَوْلَتَهُ بِمَقْتَلِ الشَّهِيْدِ الْحُسَيْنِ، وَاخْتَتَمَهَا بِوَاقِعَةِ الْحَرَّةِ، فَمَقَتَهُ النَّاسُ، وَلَمْ يُبَارَكْ فِي عُمْرِهِ(96).

(یزید بن معاویہ) ناصبی (حضرت علی المرتضیٰ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے بغض و عناد رکھنے والا)، ترش رو، سنگ دل اور ظالم و اُجڈ تھا۔ شراب پیتا تھااور برے افعال سرانجام دیتا تھا۔ اُس نے اپنی حکومت کی ابتداء شہید حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو قتل کروانے سے کی اور اختتام واقعہ حرہ پر کیا، اس بنا پر لوگ اُس کے مخالف ہو گئے۔ اُس کی عمر میں برکت نہ ہوئی (یعنی ان واقعات کے دوران ہی وہ مر گیا)۔

3۔ اِسی طرح عالم عرب کے ممتاز محقق شیخ عبد اللہ شبراوی (م 1172ھ) بھی لکھتے ہیں:

لَا رَيْبَ أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَضَى عَلَى يَزِيْدَ بِالشَّقَاءِ فَقَدْ تَعَرَّضَ لِآلِ الْبَيْتِ الشَّرِيْفِ بِالْأَذَى، فَأَرْسَلَ جُنْدَهُ لِقَتْلِ الْحُسَيْنِ وَقَتَلَهُ، وَسَبَى حَرِيْمَهُ، وَأَوْلَادَهُ، وَهُمْ أَكْرَمُ أَهْلِ الْأَرْضِ حِيْنَئِذٍ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ(97).

”اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالَى نے یزید کے لیے شقاوت اور بد بختی مقدر کر دی گئی تھی کہ اُس نے اہلِ بیت پاک کو اذیت پہنچائی۔ اس نے اپنے لشکر کو امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو قتل کرنے کے

---

(96) الذهبي، سير أعلام النبلاء، 5/ 83.

(97) الشبراوي في الإتحاف بحب الأشراف/ 18.

لیے بھیجا۔ اس نے امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو شہید کیا اور آپ کے بیوی بچوں کو قیدی بنایا حالاں کہ یہ نفوسِ قدسیہ اُس وقت روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ترین تھے۔“

4۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب (1897ء-1983ء) نے اپنی کتاب ”شہیدِ کربلا اور یزید“ میں لکھا ہے:

”حافظ ابن کثیر نے ذخیرۂ احادیث سے بھی ایسی روایتیں نقل کی ہیں جن سے یزید کی رضا قتلِ حسین سے ثابت ہوتی ہے(98)۔“

مذکورہ بالا روایات اور تصریحات سے واضح ہوگیا کہ یزید براہِ راست امام عالی مقام امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام اور آلِ رسول عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کے قتل کا ذمہ دار ہے۔ لہٰذا بیان کردہ حقائق کی بنا پر اِس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی اور نہ اس میں کوئی دوسری رائے ہونی چاہیے۔

8۔ اگر یزید نے قتلِ حسین عَلَیْہِ السَّلَام کا حکم نہیں دیا تھا تو پھر قاتلینِ حسین کو سزا کیوں نہ دی گئی؟

زمانہ قدیم سے لے کر آج تک حکومتوں، ایجنسیوں اور سیاست دانوں میں اِشاراتی زبان (code words) میں احکامات دینے کا طریقہ متداول رہا ہے۔ اس لیے یزید نے بھی اپنے گورنر کو مخصوص خفیہ الفاظ (code words) میں امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو شہید کرنے کا حکم بھیجا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یزید نے براہ راست آپ کو شہید کرنے کا حکم دیا تھا، لہٰذا خط کے ذریعے قتلِ حسین کا حکم صریحاً ثابت ہوگیا۔

اگر بفرض محال یہ مان لیا جائے کہ قتل کا حکم یزید نے نہیں دیا تھا پھر بھی اِس

(98) محمد طیب، شہیدِ کربلا اور یزید، ص/127۔

سانحے پر اُس کا اِظہارِ مسرت (رَضِيَ بِهِ) کرنا بہر صورت اُسے اِس کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ اِس دائرے سے اسے کون نکال سکتا ہے؟ اس لیے کہ اگر امام حسین علیہ السلام کو اس کے حکم اور رضا کے بغیر شہید کیا گیا، یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ یزید حضرت امام حسین علیہ السلام کی کوفہ آمد کے بارے میں پیشگی آگاہ تھا، یزید کے لاعلم ہونے کا موقف باطل اور دجل و فریب پر مبنی ہے۔ جید ائمہ و محدثین نے شرح و بسط کے ساتھ یہ حقائق بیان کیے ہیں کہ نہ صرف یزید امام حسین علیہ السلام کی آمد کے بارے میں باخبر تھا بلکہ اس نے گورنر عراق عبید اللہ ابن زیاد کو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نمٹنے کا مراسلہ ارسال کیا اور ناکامی یا کسی قسم کی کوتاہی کی صورت میں ابن زیاد کو سنگین ردعمل سے دوچار ہونے کی دھمکی بھی دی۔ کیا سانحۂ کربلا کے اہم کرداروں عبید اللہ بن زیاد، عمرو بن سعد، شمر بن ذی الجوشن اور خولی بن یزید کو قتلِ ناحق کی سزا کے طور پر قتل کیا گیا؟ کیونکہ قتلِ ناحق کی سزا تو قتل ہی ہے۔ قرآن میں قصاص کا حکم واضح اور صاف لکھا ہوا ہے:

﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ ٱلنَّفْسَ بِٱلنَّفْسِ وَٱلْعَيْنَ بِٱلْعَيْنِ وَٱلْأَنفَ بِٱلْأَنفِ وَٱلْأُذُنَ بِٱلْأُذُنِ وَٱلسِّنَّ بِٱلسِّنِّ وَٱلْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِۦ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُۥ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّـٰلِمُونَ﴾ [المائدة، 5/ 45]

"اور ہم نے اس (تورات) میں ان پر فرض کردیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے عوض آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے عوض کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں (بھی) بدلہ ہے، تو جو شخص اس (قصاص) کو صدقہ (یعنی معاف) کر دے تو یہ اس (کے گناہوں) کے لیے کفارہ ہوگا، اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ حکم

کے مطابق فیصلہ (و حکومت) نہ کرے سو وہی لوگ ظالم ہیں۔"

اسی طرح سورۃ البقرہ میں رشاد ہے:

﴿وَلَكُمْ فِي ٱلْقِصَاصِ حَيَوٰةٌ يَٰٓأُو۟لِي ٱلْأَلْبَٰبِ﴾ [البقرۃ، 2/ 179]

"اور تمہارے لیے قصاص (یعنی خون کا بدلہ لینے) میں ہی زندگی (کی ضمانت) ہے اے عقلمند لوگو! تاکہ تم (خوں ریزی اور بربادی سے) بچو۔"

ہمیں یہ امر کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ یہ کسی عام مسلمان کا قتل نہیں ہے بلکہ قتلِ حسین ہے۔ رسول مکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے شہزادے اور اہل بیت کے مقدس نفوس کا قتل ہے۔ اگر یزید نے اِس قتل کا حکم نہیں دیا تھا، وہ اس قتل سے راضی نہیں تھا تو کیا اس نے حکم قرآن کے تحت قاتلین سے قصاص لیا؟ وہ خود حکمران تھا اور اصول یہ ہے کہ حاکم خود قتلِ ناحق پر مدعی اور وارث بن کر قصاص کا حکم دیتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے:

» کیا اس نے قصاص کے طور پر ابن زیاد کو قتل کروایا؟
» کیا اس نے عمرو بن سعد کو قتل کروایا؟
» کیا اس نے شمر بن ذی الجوشن ملعون کو قتل کروایا؟
» کیا اس نے خولی بن یزید کو قتل کروایا؟

اِن تمام قاتلین کو قصاص میں سزا نہ دینے کا صاف مطلب یہ ہے کہ یزید کا نہ صرف امام عالی مقام کو قتل کرنے کا حکم تھا بلکہ وہ اس قتل پر راضی بھی تھا۔ ورنہ وہ ان سب قاتلین کو کیفرِ کردار تک ضرور پہنچاتا۔

اگر یزید نے قتل کی سزا نہیں دی تو کیا حداً یا تعزیراً اس سے کم درجے کی کوئی اور سزا دی؟ کسی کو عمر قید دی یا اسے کوڑے لگوائے؟ اس کے برعکس نہ صرف ان کے عہدے بحال رکھے بلکہ اُنہیں انعام و اکرام سے بھی نوازا گیا۔

اِس ساری صراحت کے بعد کیا اب بھی کسی شک کی گنجائش ہے؟ کون ہیں وہ لوگ جن کا ضمیر اور نام نہاد ایمان اب بھی اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ وہ یہ کہتے پھریں: قتلِ حسین، یزید کے اَمر اور اس کی رضا پر نہیں ہوا؟ کون ہیں وہ لوگ جن کی مسلمانی اور تحقیق انہیں اس امر کی اجازت دیتی ہے کہ وہ یہ تحریر لکھیں کہ قتلِ حسین علیہ السلام یزید کے براہِ راست حکم پر نہیں ہوا؟ کیا ان تمام حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ جب یزید کی طرف سے قتلِ حسین علیہ السلام کا امر ثابت نہیں تو اس کا راضی نہ ہونا کہاں سے ثابت ہے؟

اس کے قطعی ملوث ہونے اور قتلِ حسین پر راضی ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس نے قاتلین میں سے کسی ایک کو بھی سزا نہ دی۔ میدانِ کربلا میں خانوادۂ نبوت کے 72 نفوسِ قدسیہ شہید ہوئے تو شرعاً 72 کا قصاص واجب تھا۔ یا کم از کم اُن شہدا کا قصاص تو واجب تھا جن کے سر انور اُس بے ایمان اور لعین کے دربار میں نیزوں پر چڑھا کر لائے گئے! سوال یہ ہے اگر ابن زیاد اور دیگر قاتلین نے یزید کے حکم کے خلاف قتل کیا ہے تو پھر ان کو سزا کیوں نہیں ملی؟

باب نمبر: 4

شہادتِ امام حسین عَلَيۡهِ ٱلسَّلَامُ پر یزید کا اِظہارِ مسرت

واقعہ کربلا میں ظلم و بربریت کی جو داستان رقم ہوئی، خانوادۂ نبوت کی جو الم ناک شہادتیں ہوئیں، خون کی ندیاں بہائی گئیں، ان مظالم کا تصور کرکے انسانیت کانپ جاتی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ بربریت اور سفاکیت بپا کرنے والے بدبخت کردار اِس سانحہ پر خوشی اور مسرت کا اِظہار کرتے رہے۔ اُنہیں اپنے اِن قبیح و شنیع افعال پر ذرہ بھر ندامت محسوس نہ ہوئی، بلکہ ظلم و ستم کی یہ داستانیں فخریہ انداز میں اعلانیہ بیان کی جاتی تھیں۔

ذیل میں اِس حوالے سے چند روایات پیش کی جاتی ہیں کہ کس طرح اِن ظالموں اور بدبختوں نے تاجدارِ کائنات صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے جگر گوشوں کے سینے چھلنی کرنے کے بعد اپنی ظاہری فتح کے شادیانے بجائے۔ ان روایات سے ان کی شقاوتِ قلبی، سفاکیت اور دین بیزاری کا واضح اِظہار ہوتا ہے۔

1۔ محمد بن حسن سے مروی ہے کہ جب امام حسین بن علی عَلَيْهِمَا السَّلَامُ کا سر انور، یزید بن معاویہ کے دربار میں لایا گیا تو یزید نے اِظہارِ تفاخر و اِنتقام کے طور پر یہ شعر پڑھا:

نُفَلِّقُ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعِزَّةٍ
عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوْا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا

”ہم اُن لوگوں کی کھوپڑیاں توڑ دیتے ہیں، جو کبھی ہمیں بہت عزیز تھے؛
پھر وہ بڑے نافرمان، سرکش اور باغی ہوگئے۔“

اِس موقع پر امام زین العابدین علی بن حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ نے یزید کو یہ جواب دیا:

لَيْسَ هٰكَذَا، قَالَ: فَكَيْفَ يَا ابْنَ أُمِّ؟ قَالَ: كَمَا قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي ٱلْأَرْضِ وَلَا فِيٓ أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَآ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ﴾ [الحديد، 57/ 22].

"(تم غرور اور تکبر سے کام لے رہے ہو۔ ہرگز) ایسی بات نہیں ہے! اس نے پوچھا: اے ماں کے بیٹے! پھر کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا: جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "کوئی بھی مصیبت نہ تو زمین میں پہنچتی ہے اور نہ تمہاری زندگیوں میں مگر وہ ایک کتاب میں (یعنی لوحِ محفوظ میں جو اللہ کے علمِ قدیم کا مرتبہ ہے) اس سے قبل کہ ہم اسے پیدا کریں (موجود) ہوتی ہے، بے شک یہ (علمِ محیط و کامل) اللہ پر بہت ہی آسان ہے۔"

اِسی مجلس میں پھر عبد الرحمٰن بن اُم الحکم نے کھڑے ہو کر یہ شعر کہے:

لَهَامٌ بِجَنْبِ الطَّفِّ أَدْنَى قَرَابَةً
مِنِ ابْنِ زِيَادِ الْعَبْدِ ذِي الْحَسَبِ الْوَغْلِ
سُمَيَّةُ أَضْحَى نَسْلُهَا عَدَدَ الْحَصَا
وَبِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ أَضْحَتْ بِلَا نَسْلِ

فَرَفَعَ يَزِيْدُ يَدَهُ، فَضَرَبَ صَدْرَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَقَالَ: اسْكُتْ(99).

---

(99) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 116، الرقم/ 2848، والموفق الشجري في ترتيب الأمالي الخميسية، في فضلِ الحسين بن علي عَلَيْهِمَاالسَّلَام ذكر

”طف (یعنی کربلا) کے میدان میں ایک کھوپڑی پڑی ہے جو اَدنیٰ نسب والے غلام ابن زیاد سے نزدیکی قرابت رکھتی ہے۔ (زیاد کی ماں) سمیہ کی نسل آج (بہ ظاہر) سنگ ریزوں کی تعداد کی مانند (بہ کثرت اور محفوظ و مامون) ہے۔ جب کہ رسول اللہ (صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ) کی بیٹی کی نسل نہیں رہی (اُنہیں بے دردی سے ریگ زارِ کربلا میں شہید کر دیا گیا ہے)۔“

”یزید نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور عبد الرحمان کے سینے پر مار کر کہا: خاموش ہو جاؤ۔“

مذکورہ بالا روایت میں طبرانی کے الفاظ سے واضح ہے کہ یزید لعین نے اپنے دربار میں امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کا سر انور اپنے سامنے رکھ کر فخریہ اشعار پڑھے۔ گویا امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو شہید کرنے پر اظہار مسرت کیا اور یہ فعل شنیع سر انجام دینے والے ابن زیاد پر بصورتِ شعر کی گئی تنقید برداشت نہ کی اور عبد الرحمان بن اُم حکم کو اس سے سختی سے منع کر دیا۔

2۔ لیث بیان کرتے ہیں: امام عالی مقام سیدنا حسین بن علی عَلَیْہِمَا السَّلَام نے یزید کی جبری بیعت سے انکار پر گرفتار ہونے سے انکار کیا، تو یزیدی لشکر نے آپ کے ساتھ قتال کیا اور آپ کو پورے خانوادہ سمیت شہید کر دیا۔ آپ کے دو بیٹوں اور آپ کے ساتھیوں کو بھی شہید کر دیا جنہوں نے آپ کے ساتھ مل کر ایسی جگہ قتال کیا تھا جسے ’طف‘ کہا جاتا تھا۔ حضرت علی بن حسین، حضرت فاطمہ بنت حسین، اور حضرت سکینہ بنت حسین عَلَیْہِمُ السَّلَام کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس بھیجا گیا۔ حضرت علی بن حسین

مَصْرَعه وسائر أخباره وما يتصل بذلك، 1/ 213، الرقم/ 781، وذكره الذهبي في تاريخ الإسلام، 5/ 18، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 198.

علیہما السلام اس وقت بالغ نوجوان تھے۔ اس (ابن زیاد) نے ان سب کو یزید بن معاویہ کے پاس بھیجا۔ اس نے حضرت سکینہ کے بارے میں حکم دیا کہ انہیں اس کے تخت کے عقب میں بٹھایا جائے تاکہ وہ اپنے بابا کے سر اور اپنے قریبی رشتہ داروں کے کٹے ہوئے سروں کو نہ دیکھ سکیں۔ امام علی بن حسین علیہما السلام زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ (لعین) یزید بن معاویہ نے امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو (سامنے) رکھا، آپ کے دندانِ مبارک پر (چھڑی سے) ضرب لگائی اور یہ شعر پڑھا:

نُفَلِّقُ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَحِبَّةٍ
إِلَيْنَا وَهُمْ كَانُوْا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا

"ہم اُن لوگوں کی کھوپڑیاں توڑ دیتے ہیں، جو (کسی وقت) ہمارے محبوب تھے، لیکن اب وہ ہمارے نافرمان، باغی اور ظالم ہوگئے ہیں۔"

یہ شعر سنتے ہی حضرت علی بن حسین علیہما السلام نے اس آیت کی تلاوت کی:

﴿مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي ٱلْأَرْضِ وَلَا فِيٓ أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَآ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ﴾

[الحدید، 57/ 22].

"کوئی بھی مصیبت نہ تو زمین میں پہنچتی ہے اور نہ تمہاری زندگیوں میں مگر وہ ایک کتاب میں (یعنی لوحِ محفوظ میں جو اللہ کے علم قدیم کا مرتبہ ہے) اس سے قبل کہ ہم اسے پیدا کریں (موجود) ہوتی ہے، بے شک یہ (علم محیط و کامل) اللہ پر بہت ہی آسان ہے۔"

یہ آیت یزید کی طبعِ سفاک پر بہت ناگوار گزری کہ اُس نے تو فخریہ انداز میں عہدِ جاہلیت کے ایک شاعر کا شعر پڑھا تھا جب کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے

بلاتوقف جواب میں کتاب اللہ کی ایک آیت پڑھی ہے۔ یزید نے بھی جواب الجواب میں اپنی ندامت و شرمندگی چھپانے کے لیے اس آیت کا سہارا لیا:

﴿فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾ [الشورى، 42/ 30](١٠٠).

"اور جو مصیبت بھی تم کو پہنچتی ہے تو اُس (بد اعمالی) کے سبب سے ہی (پہنچتی ہے) جو تمہارے ہاتھوں نے کمائی ہوتی ہے، حالاں کہ بہت سی(کوتاہیوں) سے تو وہ درگزر بھی فرما دیتا ہےo"

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو اس ظلم پر ذرا برابر پشیمانی و ندامت نہیں تھی۔

3۔ یزید بن معاویہ کا غلام قاسم بن عبد الرحمان بیان کرتا ہے کہ جب امام حسین بن علی علیہما السلام کا سر مبارک، آپ کے اہل بیت اور رفیقوں کے سروں کے ساتھ یزید کے سامنے رکھا گیا تو یزید نے یہ شعر پڑھا:

يُفَلِّقْنَ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعِزَّةٍ

عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا(١٠١).

"(ہماری) تلواریں ان جوانوں کی کھوپڑیاں توڑ دیتی ہیں،جو کبھی ہمیں بہت عزیز تھے؛ پھر وہ بڑے نافرمان، سرکش اور باغی ہوگئے۔"

---

(١٠٠) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 104، الرقم/ 2806، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 70/ 14-15، وذكره الذهبي في تاريخ الإسلام، 5/ 18-19، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 195.

(١٠١) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 3/ 338-339.

4۔ امام ابن عبد ربہ الاندلسی (م 328ھ) نے 'العقد الفرید' میں نقل کیا ہے:

فَقَتَلَهُ عُبَيْدُ اللهِ، وَبَعَثَ بِرَأْسِهِ وَثَقَلِهِ إِلَى يَزِيْدَ. فَلَمَّا وُضِعَ الرَّأْسُ بَيْنَ يَدَيْهِ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ حُصَيْنِ بْنِ الْحُمَامِ الْمُرِّيِّ:

يُفَلِّقْنَ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعِزَّةٍ
عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا(١٠٢)

"عبید اللہ بن زیاد نے (یزید کے حکم پر) امام حسین علیہ السلام کو (کربلا میں) شہید کر دیا اور پھر یزید (بن معاویہ) کے پاس ان کا سر اقدس اور ان کا (بچا کھچا) سامان بھیج دیا۔ جب وہ سر انور یزید کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے (قتل حسین علیہ السلام پر اپنی خوشی و فرحت اور فتح مندی کے اظہار کے لیے) تمثیلاً ابن حمام المرّی کا یہ شعر پڑھا:

"(ہماری) تلواریں ان جوانوں کی کھوپڑیاں توڑ دیتی ہیں، جو کبھی ہمیں بہت عزیز تھے؛ پھر وہ بڑے نافرمان، سرکش اور باغی ہوگئے۔"

5۔ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے سالم بن حفصہ سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ امام حسن بصری نے بیان کیا ہے:

جَعَلَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ يَطْعَنُ بِالْقَضِيبِ مَوْضِعَ فِيِّ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ سُفْيَانُ: وَأُخْبِرْتُ أَنَّ الْحَسَنَ كَانَ يُنْشِدُ عَلَى إِثْرِ هَذَا:

---

(١٠٢) ابن عبد ربه الأندلسي في العقد الفريد، مقتل الحسين بن علي رضي الله عنهما، 4/ 131.

سُمَيَّةُ أَمْسَى نَسْلُهَا عَدَدَ الْحَصَا
وَبِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ لَيْسَ لَهَا نَسْلُ(103)

"(جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک لایا گیا) تو یزید بن معاویہ چھڑی سے (گستاخانہ انداز میں آپ کے روئے انور کی) اس متبرک و محبوب جگہ کچوکے دینے لگا جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنے دہن مبارک سے بوسے لیا کرتے تھے۔ سفیان نے کہا: مجھے بتایا گیا کہ حسن اس کے بعد یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

"(زیاد کی ماں) سمیہ کی نسل آج (بہ ظاہر) سنگ ریزوں کی تعداد کی مانند (بہ کثرت اور محفوظ و مامون) ہے۔ جب کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) کی بیٹی کی نسل نہیں رہی (انہیں بے دردی سے ریگ زارِ کربلا میں شہید کر دیا گیا ہے)۔"

6۔ امام طبری اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ ابو عمارہ عبسی نے روایت کیا ہے کہ مروان بن الحکم کے بھائی یحییٰ بن الحکم نے کہا:

لَهَامٌ بِجَنْبِ الطَّفِّ أَدْنَى قَرَابَةً
مِنِ ابْنِ زِيَادِ الْعَبْدِ ذِي الْحَسَبِ الْوَغْلِ
سُمَيَّةُ أَمْسَى نَسْلُهَا عَدَدَ الْحَصَا
وَبِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ لَيْسَ لَهَا نَسْلِ(104).

---

(103) ابن الجوزي في الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد/ 58-59.
(104) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 3/ 338-339.

"طف (یعنی کربلا) کے میدان میں ایک کھوپڑی پڑی ہے جو اَدنیٰ نسب والے غلام ابن زیاد سے نزدیکی قرابت رکھتی ہے۔ (زیاد کی ماں) سمیہ کی نسل آج (بہ ظاہر) سنگ ریزوں کی تعداد کی مانند (بہ کثرت اور محفوظ و مامون) ہے۔ جب کہ رسول اللہ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ) کی بیٹی کی نسل نہیں رہی (اُنہیں بے دردی سے ریگ زارِ کربلا میں شہید کر دیا گیا ہے)۔"

7۔ نام ور تابعی حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ جب امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کا سر مبارک یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے بطور تفاخر یہ دو شعر پڑھے:

لَيْتَ أَشْيَاخِي بِبَدْرٍ شَهِدُوْا
جَزَعَ الْخَزْرَجِ مِنْ وَقْعِ الْأَسَلْ
فَأَهَلُّوْا وَاسْتَهَلُّوْا فَرَحًا ثُمَّ
قَالُوْا لِي هَنِيًّا لَا تُسَلْ

"کاش! میرے بدر والے آباء و اجداد نیزوں کی ضرب کی وجہ سے خزرج کی جزع اور چیخ وپکار دیکھتے، تو اس موقع پر وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے۔ پھر وہ مجھے مبارک باد دیتے اور یہ کہتے: شاباش! تم ناکام نہ ہو۔"

حضرت مجاہد فرماتے ہیں:

نَافَقَ فِيْهَا، ثُمَّ وَاللهِ، مَا بَقِيَ فِي جَيْشِهِ أَحَدٌ إِلَّا تَرَكَهُ، أَيْ: ذَمَّهُ وَعَابَهُ.

"یزید نے ان اشعار میں منافقت سے کام لیا ہے۔ خدا کی قسم! اس کی

فوج میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں بچا تھا جس نے اسے چھوڑ نہ دیا ہو اور اسے لعنت و ملامت نہ کی ہو۔"

علامہ ابن الجوزی کہتے ہیں کہ اصلاً یہ اَشعار ابن زِبَعری (105) کے ہیں، جو انہوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے غزوۂ اُحد کے موقع پر خوشی میں کہے تھے:

لَيْتَ أَشْيَاخِي بِبَدْرٍ شَهِدُوْا
جَزَعَ الْخَزْرَجِ مِنْ وَقْعِ الْأَسَلْ
حِيْنَ أَلْقَتْ بِعَبَاءٍ بِرْكَهَا
وَاسْتَحَرَّ الْقَتْلُ فِي عَبْدِ الْأَسَلْ
وَقَتَلْنَا الضِّعْفَ مِنْ نِسَائِهِمْ
وَعَدَلْنَا مَيْلَ بَدْرٍ فَاعْتَدَلَ

"کاش! میرے بدروالے آباء و اجداد نیزوں کی ضرب کی وجہ سے خزرج کی جزع اور چیخ وپکار دیکھ لیتے۔ جب ان کے اونٹوں نے اپنا بوجھ اتار پھینکا اور عبد الاسل میں خوب قتل عام ہوا۔ ہم نے ان کی عورتوں میں سے دو گنا کو قتل کیا ہے اور ہم نے بدر کا جھکاؤ برابر کیا تو وہ برابر ہو گیا۔"

علامہ ابن الجوزی اِن اَشعار پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَذَلِكَ أَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ قَتَلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ خَلْقًا، فَقَتَلُوْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ خَلْقًا، فَاسْتَشْهَدَ بِهَا يَزِيْدُ، وَكَانَ غَيَّرَ بَعْضَهَا، وَيَكْفِي

(105) ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 192، والأخبار الطوال/ 267.

اسْتِشْهَادُهُ بِهَا خِزْيًا(106).

"یہ اس لیے کہ مسلمانوں نے غزوہ بدر میں کفار کی کثیر تعداد کو قتل کیا اور کفار نے غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کی کثیر تعداد کو شہید کیا تھا۔ یزید نے ان اشعار سے استشہاد کیا ہے اور ان میں سے بعض اشعار میں اس نے ترمیم کی ہے۔ اس کا ان اشعار کو بطورِ دلیل پیش کرنا ہی اس کے لعین اور ذلیل و رُسوا ہونے کے لیے کافی ہے۔"

8- مطہر بن طاہر المقدسی نے "البدء والتاریخ" میں بیان کیا ہے:

قُتِلَ الْحُسَيْنُ عَطْشَانَ، وَقُتِلَ مَعَهُ سَبْعَةٌ مِنْ وَلَدِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَثَلَاثَةٌ مِنْ وَلَدِ الْحُسَيْنِ، وَتَرَكُوْا عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ، وَهُوَ عَلِيٌّ الْأَصْغَرُ؛ لِأَنَّهُ كَانَ مَرِيْضًا، فَمِنْهُ عَقِبُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الْيَوْمِ. وَقُتِلُوْا مِنْ أَصْحَابِهِ سَبْعَةٌ وَثَمَانُوْنَ إِنْسَانًا، وَزَعَمَ قَوْمٌ أَنَّ الْحُسَيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قُتِلَ بَعْدَمَا قَتَلَ مِنْهُمْ عِدَّةً، وَلَوْلَا الضَّعْفُ الَّذِي أَدْرَكَهُ مِنَ الْعَطَشِ، لَكَانَ يَأْتِي عَلَى أَكْثَرِهِمْ، قَالُوْا: فَرَمَاهُ الْحُصَيْنُ بْنُ تَمِيْمٍ فِي حَنَكِهِ، وَضَرَبَ زُرْعَةُ بْنُ شَرِيْكٍ كَفَّهُ وَطَعَنَهُ سِنَانُ بْنُ أَنَسٍ بِالرُّمْحِ، ثُمَّ نَزَلَ، فَاجْتَزَّ رَأْسَهُ، وَأَوْطَأَ الْخَيْلُ جُثَّتَهُ. وَسَاقُوْا عَلِيَّ ابْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَعَ نِسَائِهِ وَبَنَاتِهِ إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ.

---

(106) ابن الجوزي في الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد/ 59-60، وذكره ابن كثير في البداية والنهاية، ثم دخلت سنة إحدى وستين، وهذه صفة مقتله مأخوذة من كلام أئمة هذا الشأن...، 5/ 700.

فَزَعَمُوْا أَنَّهُ وَضَعَ رَأْسَ الْحُسَيْنِ فِي طَسْتٍ، وَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي وَجْهِهِ بِقَضِيْبٍ، وَيَقُوْلُ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ حُسْنِ هَذَا الْوَجْهِ قَطُّ، فَقَالَ أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ رضي الله عنه: أَمَا أَنَّهُ كَانَ يُشْبِهُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم.

ثُمَّ بَعَثَ بِهِ وَبِأَوْلَادِهِ إِلَى يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَذُكِرَ أَنَّ يَزِيْدَ أَمَرَ بِنِسَائِهِ وَبَنَاتِهِ، فَأَقَمْنَ بِدَرَجَةِ الْمَسْجِدِ، حَيْثُ تُوْقَفُ الْأُسَارَى؛ لِيَنْظُرَ النَّاسُ إِلَيْهِنَّ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَجَعَلَ يَنْكُتُ بِالْقَضِيْبِ فِي وَجْهِهِ، وَهُوَ يَقُوْلُ:

لَيْتَ أَشْيَاخِي بِبَدْرٍ شَهِدُوْا
جَزَعَ الْخَزْرَجِ مِنْ وَقْعِ الْأَسَلْ
لَأَهَلُّوْا وَاسْتَهَلُّوْا فَرَحًا
وَلَقَالُوْا يَا يَزِيْدُ لَا تُسِلْ رَمَلْ

فَقَامَ أَبُوْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ رضي الله عنه فَقَالَ: أَمَا وَاللهِ، لَقَدْ أُخِذَ قَضِيْبُكَ مِنْ ثَغْرِهِ مَأْخَذًا، لَرُبَّمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم يَرْشِفُهُ(107).

"امام حسین علیہ السلام کو اس عالم میں شہید کیا گیا کہ آپ شدید پیاسے تھے، اور ان کے ساتھ جامِ شہادت نوش کرنے والوں میں حضرت علی

(107) المقدسي في البدء والتاريخ، 6/ 11-12.

عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد میں سے سات افراد، اور امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد میں سے تین افراد تھے۔ انہوں نے علی بن حسین عَلَیْہِمَا السَّلَام یعنی علی اصغر عَلَیْہِ السَّلَام کو زندہ چھوڑ دیا، کیونکہ وہ (اس دن) بیمار تھے، ان سے ہی امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کی نسل آج تک چلی ہے۔ ان کے اصحاب میں سے ستاسی (87) افراد شہید کیے گئے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو شہید کر دیا گیا بعد اس کے کہ آپ نے (یزیدی لشکر کے) بہت سارے لوگوں کا کام تمام کیا۔ اگر (کئی دنوں کی) پیاس کی وجہ سے انہیں کمزوری اور نقاہت کا سامنا نہ ہوتا تو وہ اس (یزیدی لشکر) میں سے اکثر کو تہ تیغ کر کے دم لیتے۔ انہوں نے کہا کہ حصین بن تمیم نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی ٹھوڑی پر تیر مارا، اور زرعہ بن شریک نے آپ کی ہتھیلی پر ضرب لگائی اور سنان بن انس نے آپ کو نیزہ مارا۔ پھر گھوڑے سے اترا اور آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے سر انور کو قلم کیا اور گھوڑوں کے سموں نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے جسد مبارک کو روند ڈالا۔ پھر وہ حضرت علی بن حسین عَلَیْہِمَا السَّلَام کو ان کی خواتین اور بیٹیوں کے ساتھ ہانک کر عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے گئے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس نے امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کا سر انور ایک تھال میں رکھا اور ایک شاخ کے ساتھ کچوکے لگانے لگا۔ وہ شقی کچوکے بھی لگاتا جاتا اور (اَلْحُسْنُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ یعنی حُسن وہ جس کی گواہی دشمن بھی دیں کے مصداق) بہ تکرار یہ بھی کہتا جاتا: میری آنکھوں نے اس جیسا حسین چہرہ کبھی نہیں دیکھا! حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا: ایسا کیوں نہ ہو، آپ کی مشابہت حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ تھی۔"

"پھر اس نے (امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام) سر مبارک کو اور آپ کی اولادِ اطہار عَلَیْہِمُ السَّلَام کو یزید بن معاویہ کے دربار میں دمشق بھیجا۔ بیان کیا گیا ہے کہ یزید (لعین) نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی خواتین اور صاحبزادیوں کو مسجد کی سیڑھی پر کھڑا ہونے کا حکم دیا، جہاں قیدی کھڑے کیے جاتے تھے، تاکہ لوگ ان کو دیکھ سکیں اور امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کے سرِ انور کو اپنے سامنے رکھا اور (بہیمانہ انداز میں) ایک شاخ کے ساتھ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے چہرہ انور پر چوکے لگانے لگا اور کہتا جاتا:

"کاش! میرے بدر والے آباء و اجداد نیزوں کی ضرب کی وجہ سے خزرج کی جزع اور چیخ و پکار دیکھتے، تو اس موقع پر وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے۔ وہ مجھے یقیناً کہتے: اے یزید! ریت نہ بہاؤ (وقت ضائع نہ کرو)۔"

"(صحابیِ رسول) حضرت ابو برزہ اسلمی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ (یہ برداشت نہ کر سکے اور وہ) کھڑے ہوئے اور پکار اٹھے: (اے بدبخت!) بخدا! اپنی اس چھڑی کو ان کے منہ سے (پرے) ہٹالے، یقیناً میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو کئی بار اس چہرۂ انور کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔"

ان اشعار سے واضح ہوتا ہے کہ یزید (لعین) صحرائے کربلا میں چمنستانِ نبوت کے غنچوں اور پھولوں کی شہادت کو غزوۂ بدر میں اپنے اقرباء کے قتل کا بدلہ سمجھتے ہوئے اظہارِ تفاخر کر رہا تھا۔ یہ اظہارِ تفاخر اور تعلی ہی اُس کے کُفر اور قتلِ حسین عَلَیْہِ السَّلَام میں براہِ راست ملوث ہونے کی ناقابلِ تردید دلیل ہے۔

9۔ علامہ ابن الجوزی اپنی 'تاریخ' میں ایک مقام پر بیان کرتے ہیں کہ قبیصہ بن ذؤیب خزاعی نے روایت کیا ہے کہ جب امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کا سر مبارک (دربارِ

دمشق میں) لایا گیا اور یزید کے سامنے رکھا گیا تو اُس نے اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی (کی نوک سے گستاخانہ انداز) سے اس پر ضرب لگائی پھر بولا:

يُفَلِّقْنَ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعِزَّةٍ
عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا(108)

"(ہماری) تلواریں ان جوانوں کی کھوپڑیاں توڑ دیتی ہیں، جو کبھی ہمیں بہت عزیز تھے؛ پھر وہ بڑے نافرمان، سرکش اور باغی ہوگئے۔"

پھر شہداء کربلا کے سر یزید کے دربار میں پہنچائے گئے۔ وہ دربار میں تخت پر براجمان ہوگیا اور اس نے شام کے معزز لوگوں کو بلا کر اپنے ارد گرد بٹھا لیا۔ پھر امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کا سر مبارک اس کے سامنے رکھا گیا۔ اس نے اپنی چھڑی سے آپ عَلَيْهِ السَّلَام کے دہن مبارک کو مجنونانہ انداز میں چھوا اور ساتھ اشعار کی صورت میں یہ دریدہ دہنی کرنے لگا:

نُفَلِّقْنَ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعِزَّةٍ
عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا(109)

"(ہماری) تلواریں ان جوانوں کی کھوپڑیاں توڑ دیتی ہیں، جو کبھی ہمیں بہت عزیز تھے؛ پھر وہ بڑے نافرمان، سرکش اور باغی ہوگئے۔"

---

(108) ابن الجوزي في المنتظم في تاريخ الملوك والأمم، ثم دخلت سنة إحدى وستين، مقتل الحسين بن علي بن أبي طالب عَلَيْهِمَا السَّلَام، 5/ 343.

(109) ابن الجوزي في الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد/ 57.

باب نمبر: 5

یزید کا امام حسین عَلَیۡہِ السَّلَام کے سرِ انور کی بھرے دربار میں توہین کرنا

گزشتہ باب میں ہم نے یزید اور اُس کے حواریوں کے خانوادۂ رسول عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی شہادتوں پر خوشی منانے پر روایات درج کی تھیں۔ زیر نظر باب میں یہ ثابت کریں گے کہ اُس بدبخت نے صرف خوشی ہی نہیں منائی بلکہ مقدس لاشوں کی بے حرمتی اور توہین بھی کی۔ وہ ہونٹ جنہیں سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ فرطِ محبت و شفقت سے چومتے تھے، اُس نے ان ہونٹوں پر چھڑیاں مارنے کی ناپاک جسارت کی۔ دوشِ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ پر سواری کرنے والے نواسۂ رسول عَلَيْهِ السَّلَامُ کا سر مبارک دوش سے الگ کر دیا۔ اَہلِ بیتِ اَطہار کی پاک بیبیوں کی توہین اور بے حرمتی کرنے کی جسارت کی گئی۔

1۔ امام حسین عَلَيْهِ السَّلَامُ کا سرِ انور ابن زیاد کے دربار میں لایا گیا اور اُس نے بھرے دربار میں سرِ انور کی توہین کی

1۔ امام بخاری اور احمد بن حنبل حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں:

أُتِيَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ، وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا، فَقَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ. وَكَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ(١١٥).

---

(١١٥) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، 3/ 1370، الرقم/ 3538، وأحمد بن حنبل في المسند، 3/ 261،

"جب امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کا سر مبارک طشت میں رکھ کر عبید اللہ بن زیاد کے سامنے لایا گیا تو وہ امام عالی مقام عَلَیْہِ السَّلَام کے سر مبارک اور روئے تاباں کو چھڑی سے کچوکے دینے لگا اور آپ کے حسن و جمال کے بارے میں نکتہ چینی (اور ہرزہ سرائی) کرنے لگا۔ حضرت انس رَضِیَ اللهُ عَنْهُ نے فرمایا: وہ تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ امام عالی مقام رَضِیَ اللهُ عَنْهُ نے وسمہ کا خضاب استعمال کیا ہوا تھا۔"

اس حدیث مبارک کی شرح میں علامہ بدر الدین العینی لکھتے ہیں:

وَاخْتَلَفُوْا فِي قَاتِلِهِ. فَقِيْلَ: اَلْحُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ، وَقِيْلَ: مُهَاجِرُ بْنُ أَوْسٍ التَّمِيْمِيُّ، وَقِيْلَ: كَثِيْرُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الشَّعْبِيُّ، وَقِيْلَ: شَمِرُ بْنُ ذِي الْجَوْشَنِ، وَقِيْلَ: سِنَانُ بْنُ أَبِي أَوْسِ بْنِ عَمْرٍو النَّخَعِيُّ، وَهُوَ الْأَشْهَرُ، فَأَخَذَ رَأْسَ الْحُسَيْنِ، وَدَفَعَهُ إِلَى خَوْلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ، وَكَانَ سِنَانٌ طَعَنَهُ، فَوَقَعَ، ثُمَّ قَالَ لِخَوْلِيٍّ: احْتَزَّ رَأْسَهُ، فَأَرَادَ أَنْ يَفْعَلَ، فَارْعَدَّ، وَضَعُفَ، فَقَالَ لَهُ سِنَانٌ: فَتَّ اللهُ عَضُدَكَ، وَأَبَانَ يَدَيْكَ، فَنَزَلَ إِلَيْهِ، فَذَبَحَهُ. وَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، سَنَةَ إِحْدَى وَسِتِّيْنَ. ثُمَّ حَمَلُوْا رَأْسَ الْحُسَيْنِ، وَرُؤُوْسَ الْقَتْلَى مِنْ أَصْحَابِهِ، إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ، وَكَانَتِ الرُّؤُوْسُ اثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ

الرقم/ 13774، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني، 1/ 306، الرقم/ 421، وأبو يعلى في المسند، 5/ 228، الرقم/ 2841.

رَأْسًا، حَمَلَ خَوْلِيُّ بْنُ يَزِيْدَ رَأْسَ الْحُسَيْنِ، وَحَمَلَتْ كِنْدَةُ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَأْسًا، وَهَوَازِنُ عِشْرِيْنَ، وَبَنُوْ تَمِيْمٍ عِشْرِيْنَ، وَبَنُوْ أَسَدٍ سَبْعَةً، وَمُذْحَجُ أَحَدَ عَشَرَ، وَكَانَ مَعَ الرُّؤُوْسِ وَالسَّبَايَا شَمِرُ بْنُ ذِي الْجَوْشَنِ، وَقَيْسُ بْنُ الْأَشْعَثِ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَجَّاجِ، وَعُرْوَةُ بْنُ قَيْسٍ، فَأَقْبَلُوْا، حَتّٰى قَدِمُوْا بِهَا عَلٰى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ(١١١).

"سیدنا امام حسین علیہ السلام کو کس نے شہید کیا، اس شہید کرنے والے کے بارے میں لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ متفرق اور مختلف نام سامنے آتے ہیں۔ کہا گیا کہ وہ حصین بن نمیر ہے، اور کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ (آپ کا قاتل) مہاجر بن اوس تمیمی ہے۔ کسی نے تو یہ بھی کہا ہے کہ کثیر بن عبد اللہ شعبی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شمر بن ذی الجوشن ہے۔ یہ بھی کہ سنان بن ابی اوس بن عمرو النخعی ہے، اور یہی زیادہ مشہور ہے۔ اس نے امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک پکڑا اور اسے خولی بن یزید کی طرف دھکیلا، سنان نے ان پر نیزے سے وار کیا، تو آپ گر گئے۔ پھر اس نے خولی سے کہا: ان کا سر قلم کر دو۔ اس نے اس کا ارادہ کیا تو وہ کانپ اٹھا اور نڈھال ہو گیا۔ سنان نے اسے کہا: خدا تمہارے بازو کی طاقت سلب کر دے اور تمہارے ہاتھ کلائیوں سے جدا کر دے! سو وہ (شقی القلب بد بخت خود) آپ کی طرف اترا اور آپ کو ذبح کر دیا۔ یہ جمعہ اور عاشورا کا دن اور سن 61 ہجری تھا۔ پھر

(١١١) العيني في عمدة القاري، 16/ 240-241.

وہ امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس اور آپ کے ساتھیوں میں سے دوسرے شہداء کے (بریدہ) سروں کو اٹھا کر عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے گئے، جو کوفہ میں تھا اور یہ 72 (شہداء کرام کے) سر تھے۔ خولی بن یزید نے امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک اٹھایا۔ کندہ نے 13 سر، ہوازن نے 20 سر اور بنو تمیم نے بھی 20 سر اٹھائے اور بنو اسد نے 7 سر اور مذحج نے 11 سر اٹھائے۔ ان سروں اور قیدیوں کے ساتھ (بطور نگران) شمر بن ذی الجوشن، قیس بن اشعث، عمرو بن الحجاج اور عروہ بن قیس تھے۔ پھر وہ انہیں لے کر چل پڑے یہاں تک کہ وہ انہیں لے کر عبید اللہ بن زیاد (ملعون) کے دربار میں پہنچے۔"

علامہ بدر الدین العینی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ: ﴿فَجَعَلَ﴾ أَيْ: جَعَلَ رَأْسَ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي طَسْتٍ، ... قَوْلُهُ: ﴿فَجَعَلَ يَنْكُتُ﴾ أَيْ: فَجَعَلَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ يَنْكُتُ، أَيْ: يَضْرِبُ بِقَضِيْبٍ عَلَى الْأَرْضِ، فَيُؤَثِّرُ فِيْهَا، وَهُوَ بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقٍ، وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَابْنِ حِبَّانَ مِنْ طَرِيْقِ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَجَعَلَ يَقُوْلُ: بِقَضِيْبٍ لَهُ فِي أَنْفِهِ، وَفِي رِوَايَةِ الطَّبَرَانِيِّ مِنْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، فَجَعَلَ يَجْعَلُ قَضِيْبًا فِي يَدِهِ، وَفِي عَيْنَيْهِ وَأَنْفِهِ، فَقُلْتُ: ارْفَعْ قَضِيْبَكَ. فَقَدْ رَأَيْتُ فَمَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْضِعِهِ. قَوْلُهُ: ﴿فَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا﴾: وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ: ﴿مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا﴾:

لَمْ يُذْكَرْ، فَقَالَ أَنَسٌ: «كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم» أَيْ: أَشْبَهُ أَهْلِ الْبَيْتِ، وَزَادَ الْبَزَّارُ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: «إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَلْثِمُ حَيْثُ يَقَعُ قَضِيْبُكَ، قَالَ: فَانْقَبَضَ».

" اس نے امام حسین علیہ السلام کے مبارک و مطہر سر کو ایک طشتری میں رکھا۔ ... عبید اللہ بن زیاد اپنی چھڑی کو (فاتحانہ رعونت کے ساتھ) اس زور سے فرش پر مارنے لگا کہ اس کی ضرب کا نشان فرش پر پڑ جاتا۔ امام ترمذی اور ابن حبان کی روایت میں ہے جو حضرت حفصہ بنت سیرین کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ (ظالم بدبخت) اپنی چھڑی آپ کی ناک میں گھسا کر کہنے لگا۔ امام طبرانی سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مروی ہے کہ وہ (ابن زیاد) اس چھڑی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی آپ کی چشمانِ مقدس اور ناک مبارک سے چھیڑ خانی کرنے لگا، میں نے کہا: اپنی (ناپاک) چھڑی کو پرے ہٹاؤ، کیونکہ اس جگہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے مبارک ہونٹوں سے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور ان کا قول کہ «وہ آپ کے حسن و جمال کے بارے میں یاوہ گوئی سے کام لینے لگا» امام ترمذی کی روایت میں ہے اس کا یہ قول: میں نے ان جیسا حسن نہیں دیکھا، مذکور نہیں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام اہل بیت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ بزار نے ایک اور

طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں اضافہ کیا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اسے کہا: جس جگہ کو تم نے اپنی چھڑی سے گستاخانہ (اور جارحانہ) انداز سے مس کیا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ جگہ انتہائی محبت سے چومتے دیکھا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر اس (ابن زیاد) کے چہرے پر شکنیں نمودار ہوگئیں۔"

علامہ بدر الدین العینی مزید لکھتے ہیں: جب حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو اسے چھڑی کے ساتھ کچوکے لگانے سے (بہ آوازِ بلند) منع کیا اور فرمایا:

أَعْلُ بِهٰذَا الْقَضِيْبِ عَنْ هَاتَيْنِ الشَّفَتَيْنِ، فَوَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ، لَقَدْ رَأَيْتُ شَفَتَيْ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم عَلٰى هَاتَيْنِ الشَّفَتَيْنِ يُقَبِّلُهُمَا، ثُمَّ انْفَضَحَ الشَّيْخُ يَبْكِي، فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: أَبْكَى اللهُ عَيْنَيْكَ، فَوَاللهِ، لَوْلَا أَنَّكَ شَيْخٌ قَدْ خَرِفْتَ وَذَهَبَ عَقْلُكَ، لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ، فَقَامَ وَخَرَجَ. فَسَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ: وَاللهِ، لَقَدْ قَالَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ قَوْلًا لَوْ سَمِعَهُ ابْنُ زِيَادٍ لَقَتَلَهُ. فَقُلْتُ: مَا الَّذِي قَالَ؟ قَالَ: مَرَّ بِنَا وَهُوَ يَقُوْلُ: أَنْتُمْ، يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ، عَبِيْدٌ بَعْدَ الْيَوْمِ، قَتَلْتُمُ ابْنَ فَاطِمَةَ، وَأَمَّرْتُمُ ابْنَ مَرْجَانَةَ، فَهُوَ يَقْتُلُ خِيَارَكُمْ، وَيَسْتَعْبِدُ شِرَارَكُمْ، فَبُعْدًا لِمَنْ رَضِيَ بِالذُّلِّ وَالْعَارِ (112).

"اپنی اس ناپاک چھڑی کو ان دونوں (پاک) ہونٹوں سے پرے رکھ۔

(112) العيني في عمدة القاري، 16/ 241.

اس ذات کی قسم، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہونٹوں کو یہ ہونٹ چومتے ہوئے دیکھا ہے، اس کے بعد شیخ (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ) پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ ابن زیاد نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے یہ دریدہ دہنی کی: اللہ تیری آنکھوں کو رلائے، اللہ کی قسم! اگر تو اتنا بوڑھا، مخبوط الحواس اور فاتر العقل نہ ہوتا تو یقیناً میں تیری گردن اڑا دیتا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ نازیبا کلمات سنے تو اٹھے اور باہر چلے گئے۔ میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا: بخدا! زید بن ارقم رضی اللہ عنہ(113) نے ایسی بات کی کہ اگر ابن زیاد وہ سن لیتا تو انہیں شہید کر دیتا۔ میں نے کہا: انہوں نے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا: وہ ہمارے پاس سے گزرتے ہوئے کہہ رہے تھے: اے عالمِ عرب کے تمام شعوب و قبائل! سنو، آج کے بعد غلامی تمہارا دائمی مقدر ہے۔ تم نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے لختِ جگر کو شہید کر دیا، اور ابن مرجانہ (عبید اللہ بن زیاد) کو اپنا امیر بنا لیا، اب وہ تمہارے اچھے لوگوں کی گردنیں اتارے اور تمہارے برے لوگوں کے گلوں میں طوقِ غلامی پہنائے گا۔

---

(113) علامہ عینی 'عمدۃ القاری' میں حضرت زید بن ارقم کا تعارف ان الفاظ میں کرواتے ہیں:
میں کہتا ہوں: حضرت زید بن ارقم انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ کی (جرأت، دلیری اور شیر دلی و جگرداری کا) کیا کہنا! وہ بڑے رتبے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں سترہ غزوات میں حصہ لیا، جنگ صفین میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے اور آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص ساتھیوں میں سے تھے، آپ کوفہ میں سن 66 ہجری میں فوت ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سن 67 ہجری میں فوت ہوئے۔

ہلاکت ہو اس کے لیے جو ذلت اور عار (کی زندگی) پر راضی ہوا۔"

2۔ امام طبرانی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

لَمَّا أُتِيَ ابْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہما فَجَعَلَ يَنْقُرُ بِقَضِيْبٍ فِي يَدِهِ فِي عَيْنِهِ وَأَنْفِهِ. قَالَ لَهُ زَيْدٌ: ارْفَعِ الْقَضِيْبَ، فَلَقَدْ رَأَيْتُ فَمَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فِي مَوْضِعِهِ(114).

"جب امام حسین بن علی علیہما السلام کا سر انور ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو وہ (درندہ خصلت) اپنے ہاتھ میں موجود ٹہنی کی نوک سے آپ کی چشمانِ مقدسہ اور ناک مبارک کو (بدتمیزی سے) کچوکا لگانے لگا، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: ٹہنی کو پرے ہٹا لو، بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو دہن مبارک سے اس مقام کو چومتے دیکھا ہے۔"

3۔ ابن عساکر اور امام ذہبی کی بیان کردہ ایک اور روایت میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ عِنْدَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، لَعَنَهُ اللهُ، إِذْ أُتِيَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہما، فَوُضِعَ فِي طَسْتٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَخَذَ قَضِيْبًا، فَجَعَلَ يَفْتُرُ بِهِ عَنْ شَفَتِهِ وَعَنْ أَسْنَانِهِ، فَلَمْ أَرَ ثَغْرًا قَطُّ كَانَ

---

(114) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 5/ 206، 210، الرقم/ 5107، 5121، وذكره العسقلاني في فتح الباري، 7/ 96، الرقم/ 3538، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 195، والملا علي القاري في مرقاة المفاتيح، 11/ 324.

أَحْسَنَ مِنْهُ، كَأَنَّهُ الدُّرُّ، فَلَمْ أَتَمَالَكْ أَنْ رَفَعْتُ صَوْتِي بِالْبُكَاءِ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكَ، أَيُّهَا الشَّيْخُ؟ قَالَ: يُبْكِينِي مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، يُقَبِّلُ بَعْضَ مَوْضِعِ هَذَا الْقَضِيْبِ، وَيَلْثِمُهُ وَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ، إِنِّي أُحِبُّهُ(115).

"میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس تھا -اس پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہو - حضرت حسین بن علی علیہما السلام کا سر مبارک لایا گیا اور اس کے سامنے پڑے ایک تھال میں رکھ دیا گیا، میں نے دیکھا اس نے ایک ہری شاخ پکڑی اور اس کے ساتھ آپ کے ہونٹ اور دانتوں کو آہستہ آہستہ لیکن گستاخانہ انداز سے مس کرنے لگا، میں نے آپ کے دہن مبارک سے بڑھ کر حسین دہن کبھی نہیں دیکھا تھا، گویا کہ وہ موتی ہے، میں (یہ منظر دیکھ کر) ضبط نہ کر سکا اور میں بلند آواز سے رونے لگا۔ ابن زیاد نے کہا: اے بوڑھے! تجھے کس بات نے رلا دیا؟ انہوں نے کہا: مجھے اس چیز نے رُلا دیا کہ جس جگہ یہ چھڑی ہے وہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بوسہ لیتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا: اے اللہ! بے شک میں اس سے محبت کرتا ہوں۔"

2۔ ابن زیاد نے امام حسین علیہ السلام کا سر انور یزید کے دربار میں بھجوایا

1۔ امام طبری، ابن عساکر، ابن ابی جرادہ اور صفدی نے ابو مخنف سے روایت کیا

---

(115) أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 236، والذهبي في سير أعلام النبلاء، 3/ 315.

ہے:

ثُمَّ إِنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زِيَادٍ نَصَبَ رَأْسَ الْحُسَيْنِ بِالْكُوْفَةِ، فَجُعِلَ يُدَارُ بِهِ فِي الْكُوْفَةِ، ثُمَّ دَعَا زَحْرَ بْنَ قَيْسٍ، فَسَرَّحَ مَعَهُ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ وَرُؤُوْسِ أَصْحَابِهِ إِلَى يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ(116).

"عبد اللہ بن زیاد کی (شقاوتِ قلبی کا یہ عالم تھا کہ اس) نے سیدنا امام حسین عَلَیۡہِ السَّلَام کے (بریدہ) سر انور کو شہر کوفہ میں (نیزے پر) نصب کیا، اور (بہیمیت و درندگی کی انتہا تو یہ کہ) اسے کوفہ شہر کے کوچہ و بازار میں گھمایا جانے لگا، پھر اس نے زحر بن قیس کو بلایااور اس کے ساتھ امام حسین عَلَیۡہِ السَّلَام کا سر انور اور آپ کے اصحاب کے سروں کو یزید بن معاویہ کے پاس بھیج دیا۔"

2۔ علامہ ابن الجوزی ایک روایت میں بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ دَعَا ابْنُ زِيَادٍ زَحْرَ بْنَ قَيْسٍ، فَبَعَثَ مَعَهُ رَأْسَ الْحُسَيْنِ وَرُؤُوْسَ أَصْحَابِهِ إِلَى يَزِيْدَ، وَجَاءَ رَسُوْلٌ مِنْ قِبَلِ يَزِيْدَ بِأَمْرِ عُبَيْدِ اللهِ أَنْ يُرْسَلَ إِلَيْهِ بِثَقَلِ الْحُسَيْنِ، وَمَنْ بَقِيَ بِأَهْلِهِ(117).

"پھر ابن زیاد نے زحر بن قیس کو بلایا اور اس کے ہمراہ امام حسین

---

(116) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، ثم دخلت سنة إحدى وستين، ذكر الخبر عما كان فيها من الأحداث، 3/ 338، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 18/ 444، الرقم/ 2242، وابن أبي جرادة في بغية الطلب في تاريخ حلب، 8/ 3784، والصفدي في الوافي بالوفيات، 14/ 127.

(117) ابن الجوزي في الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد/ 56.

علیہ السلام کا سر مبارک اور آپ کے ساتھیوں کے سروں کو یزید کی طرف روانہ کر دیا۔ (قبل ازیں) یزید کی طرف سے ابن زیاد کے پاس قاصد اس کا حکم لے کر آیا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کا ساز و سامان اور آپ کے باقی اہل خانہ کو اس کے پاس بھیج دیا جائے۔"

3۔ جب کہ ابن الاثیر کی بیان کردہ روایت میں ہے:

ثُمَّ أَرْسَلَ ابْنُ زِيَادٍ رَأْسَ الْحُسَيْنِ وَرُؤُوسَ أَصْحَابِهِ مَعَ زَحْرِ بْنِ قَيْسٍ إِلَى الشَّامِ إِلَى يَزِيدَ وَمَعَهُ جَمَاعَةٌ، وَقِيلَ: مَعَ شِمْرٍ وَجَمَاعَةٍ مَعَهُ، وَأَرْسَلَ مَعَهُ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ، وَفِيهِمْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَدْ جَعَلَ ابْنُ زِيَادٍ الْغُلَّ فِي يَدَيْهِ وَرَقَبَتِهِ، وَحَمَلَهُمْ عَلَى الْأَقْتَابِ، فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فِي الطَّرِيقِ حَتَّى بَلَغُوا الشَّامَ، فَدَخَلَ زَحْرُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى يَزِيدَ، فَقَالَ: مَا وَرَاءَكَ؟ فَقَالَ: أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، بِفَتْحِ اللهِ وَبِنَصْرِهِ(118).

"پھر ابن زیاد نے امام حسین علیہ السلام کا سر انور اور آپ کے اصحاب کے سروں کو زحر بن قیس کے ہمراہ یزید کے پاس شام بھیج دیا اور اس کے ساتھ اور لوگ بھی تھے، یہ بھی کہا گیا کہ (سر انور) شمر اور ایک فوجی دستے کے ہمراہ بھیجا گیا، اس نے اس کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو بھی بھیج دیا، ان میں حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین

(118) ابن الأثير في الكامل في التاريخ، ثم دخلت سنة إحدى وستين، ذكر مقتل الحسين رضي الله عنه، 4/ 83.

عَلَيْهِ السَّلَام) بھی تھے، ابن زیاد نے ان کے ہاتھوں (میں زنجیریں، پاؤں میں بیڑیاں) اور گردن میں بھاری بھر کم طوق ڈال دیے اور انہیں تنگ کجاووں پر سوار کر دیا، راستے میں امام علی بن حسین عَلَيْهِ السَّلَام نے شام پہنچنے تک ان میں سے کسی سے کوئی بات نہیں کی، زحر بن قیس یزید کے دربار میں داخل ہوا تو اس (بد بخت) نے کہا: تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس (ملعون) نے جواب دیا: اے امیر المؤمنین! آپ کو اللہ کی فتح و نصرت کی خوشخبری ہو۔"

4۔ ایک روایت میں ہے کہ ابن زیاد کے حکم سے لوگوں کو نماز کے لیے جمع ہونے کا کہا گیا، لوگ اکٹھے ہو گئے تو اس نے منبر پر چڑھ کر (بہ زعم خویش) اس "فتح" کا ذکر کیا۔ جو (اس کے گمان کے مطابق) اللہ تعالیٰ نے اسے قتل حسین سے متعلق دی، جنہوں نے بقول اس کے اس سے حکومت سلب کرنے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت عبد اللہ بن عفیف ازدی کھڑے ہوئے اور اس سے کہا:

وَيْحَكَ يَا ابْنَ زِيَادٍ، تَقْتُلُوْنَ أَوْلَادَ النَّبِيِّيْنَ وَتَتَكَلَّمُوْنَ بِكَلَامِ الصِّدِّيْقِيْنَ.

"اے ابن زیاد! تیرا خانہ خراب ہو، تم نبیوں کی اولاد کو قتل کرتے ہو اور گفتگو صدیقوں کی طرح کرتے ہو!"

ابن زیاد کے حکم پر انہیں قتل کرنے کے بعد ان کے جسدِ مبارک کو صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ پھر اس کے حکم سے امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کے سر مبارک کو نیزے پر نصب کیا گیا اور کوفہ کی گلیوں میں اسے گھمایا گیا، پھر اس نے زحر بن قیس کے ہاتھ آپ عَلَيْهِ السَّلَام اور آپ عَلَيْهِ السَّلَام کے ساتھیوں کے سروں کو یزید بن معاویہ کے پاس شام

بھیج دیا(119)۔

3۔ یزید نے امام حسین علیہ السلام کے سر انور کی بھرے دربار میں توہین کی

1۔ امام ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ عبد الواحد قرشی نے بیان کیا کہ جب یزید بن معاویہ کے پاس امام حسین بن علی علیہما السلام کا سر مبارک لایا گیا تو وہ بدبخت گستاخانہ انداز میں اس پر چھڑی مارنے لگا، جس سے ان کے سامنے کے دندانِ مبارک ظاہر ہونے لگے۔ اللہ کی قسم! برف بھی ان کے دانتوں سے زیادہ سفید نہیں تھی۔ پھر وہ فخریہ شعر پڑھنے لگا:

يُفَلِّقْنَ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعِزَّةٍ
عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا

"(ہماری) تلواریں ان جوانوں کی کھوپڑیاں توڑ دیتی ہیں،جو کبھی ہمیں بہت عزیز تھے؛ پھر وہ بڑے نافرمان، سرکش اور باغی ہوگئے۔"

اس کے گرد و پیش موجود مجمع میں سے ایک مردِ جری نے اپنا روئے سخن اس کی طرف کیا اور اسے انتباہ کرتے ہوئے کہا:

يَا هَذَا، ارْفَعْ قَضِيبَكَ، فَوَاللهِ، رُبَّمَا رَأَيْتُ شَفَتَيِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم مَكَانَهُ يُقَبِّلُهُ(120).

(119) ابن كثير في البداية والنهاية، ثم دخلت سنة إحدى وستين، وهذه صفة مقتله مأخوذة من كلام أئمة هذا الشأن، 5/ 699.

(120) أبو نعيم في معرفة الصحابة، باب العين، عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْقُرَشِيُّ، عَنْ

"اے شخص! اپنی چھڑی کو (اس روئے مبارک سے) ہٹا لے، اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے مبارک لبوں کو کئی بار اس جگہ سے بوسہ لیتے دیکھا ہے۔"

اس پر یزید بن معاویہ نے اس پر بگڑتے ہوئے اور پیچ وتاب کھاتے ہوئے اپنی چھڑی ہٹا لی اور غصے سے لال پیلا ہو گیا۔

2۔ امام ابن ابی الدنیا حضرت زید بن ارقم رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ عِنْدَ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَأُتِيَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِالْخَيْزَرَانِ عَلَى شَفَتَيْهِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: نُفَلِّقْنَ هَامًا إِلَى آخِرِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: ارْفَعْ عَصَاكَ. فَقَالَ: تَنْهَانِي. فَقُلْتُ: أَشْهَدُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ وَاضِعًا حَسَنًا عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَاضِعًا حُسَيْنًا عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَاضِعًا يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِ الْحَسَنِ، وَاضِعًا يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رَأْسِ الْحُسَيْنِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ، أَسْتَوْدِعُكَهُمَا وَصَالِحَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَكَيْفَ كَانَ حِفْظُكَ يَا يَزِيْدُ، وَدِيْعَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ (121).

"میں اس وقت یزید بن معاویہ کے پاس موجود تھا جب امام حسین بن علی عَلَيْهِمَا السَّلَام کا سر مبارک لایا گیا، وہ چھڑی سے آپ کے مبارک

رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، 6/ 3154، الرقم/ 7262.

(121) ابن الجوزي في الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد/ 57-58.

ہونٹوں کو چھوکے لگانے لگا۔ وہ یہ شعر کہہ رہا تھا: "ہم ان لوگوں کی کھوپڑیاں پھوڑ دیتے ہیں،۔۔ آخر تک پورا شعر پڑھا، تو میں نے اس سے کہا: اپنا عصا ہٹا لو، اس نے کہا: تم مجھے منع کر رہے ہو؟ میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنی داہنی ران مبارک پر امام حسن علیہ السلام کو اور بائیں ران مبارک پر امام حسین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بٹھا رکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ امام حسن کے اور بایاں ہاتھ امام حسین کے سر پر رکھا ہوا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرما رہے ہیں: اے اللہ! میں ان دونوں (یعنی سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین علیہما السلام) اور صالح مومنوں کو تیرے سپرد کرتا ہوں (تیری تحویل اور حفاظت میں دیتا ہوں)۔ اے یزید! تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی امانت کی کیسی حفاظت کی ہے!"

3۔ حافظ ابن کثیر جعفر سے روایت کرتے ہیں:

لَمَّا وُضِعَ رَأْسُ الْحُسَيْنِ بَيْنَ يَدَيْ يَزِيْدَ، وَعِنْدَهُ أَبُوْ بَرْزَةَ، جَعَلَ يَنْكُتُ بِالْقَضِيْبِ فَقَالَ لَهُ: ارْفَعْ قَضِيْبَكَ، فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم يَلْثِمُهُ[122].

"جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک یزید کے سامنے رکھا گیا تو وہاں حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ (صحابی) بھی موجود تھے، وہ (چہرہ مبارک

---

(122) ابن كثير في البداية والنهاية، ثم دخلت سنة إحدى وستين، وهذه صفة مقتله مأخوذة من كلام أئمة هذا الشأن، 8/ 192، وذكره ابن الجوزي في الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد، ص/ 58.

کو گستاخانہ انداز میں) چھڑی سے چھونے لگا تو انہوں نے اس (یزید) سے کہا: اپنی چھڑی کو (اس متبرک و محتشم چہرے سے پرے) اٹھا لو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اس چہرۂ انور کے بوسے لیتے ہوئے دیکھا ہے۔‘‘

4۔ علامہ ابن الجوزی ایک مقام پر لکھتے ہیں:

لَيْسَ الْعَجَبُ مِنْ فِعْلِ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ، وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، وَإِنَّمَا الْعَجَبُ مِنْ خِذْلَانِ يَزِيْدَ، وَضَرْبِهِ بِالْقَضِيْبِ عَلَى ثَنِيَّةِ الْحُسَيْنِ، وَإِعَادَتِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَقَدْ تَغَيَّرَتْ رِيْحُهُ لِبُلُوْغِ الْغَرَضِ الْفَاسِدِ، أَفَيَجُوْزُ أَنْ يُفْعَلَ هَذَا بِالْخَوَارِجِ؟ أَوَلَيْسَ فِي الشَّرْعِ أَنَّهُمْ يُصَلَّى عَلَيْهِمْ وَيُدْفَنُوْنَ؟ وَأَمَّا قَوْلُهُ: لِي أَنْ أَسْبِيَهُمْ، فَأَمْرٌ لَا يُقْنِعُ لِفَاعِلِهِ وَمُعْتَقِدِهِ إِلَّا اللَّعْنَةُ؟ وَلَوْ أَنَّهُ احْتَرَمَ الرَّأْسَ حِيْنَ وُصُوْلِهِ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَلَمْ يَتْرُكْهُ فِي طَسْتٍ وَلَمْ يَضْرِبْهُ بِقَضِيْبٍ مَا الَّذِي كَانَ يَضُرُّهُ؟ وَقَدْ حَصَلَ لَهُ مَقْصُوْدُهُ مِنَ الْقَتْلِ، وَلَكِنْ أَحْقَادُهُ الْجَاهِلِيَّةُ، وَدَلِيْلُهَا مَا تَقَدَّمَ مِنْ إِنْشَادِهِ: (لَيْتَ أَشْيَاخِي بِبَدْرٍ شَهِدُوْا....)(123).

’’عمر و بن سعد اور عبید اللہ بن زیاد نے جو کچھ کیا اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے (کیونکہ ایسے سفاک اور درندہ صفت لوگوں سے اسی کی اُمید تھی، دوسرا وہ یزید کے حکم کے پابند تھے سو انہوں نے کیا جو بھی کیا)۔ تعجب تو اس بات پر ہے کہ یزید نے آپ (کے سر اقدس)

(123) ابن الجوزی في الرد المتعصب العنيد، ص/ 63-64.

کی بے حرمتی کی اور آپ کے سامنے والے دندانِ مبارک کو اپنی چھڑی کی ضربوں کا نشانہ بنایا اور سر انور کو مدینہ منورہ واپس لوٹا دیا اس حال میں کہ ماحول کی آلودگی کی وجہ سے اس میں تغیر آ گیا تھا۔ کیا ظالم و فاسق حکمرانوں کے خلاف قیام کرنے والوں کے ساتھ ایسا کیا جانا جائز ہے؟ کیا شریعت میں یہ نہیں ہے کہ ان کا جنازہ پڑھا جائے اور انہیں دفن کیا جائے؟ جہاں تک اس کا یہ کہنا ہے: میں ان کو قیدی بنا سکتا ہوں، تو یہ ایسا امر ہے کہ اس کے فاعل اور معتقد پر لعنت ہی کفایت کرتی ہے۔ اگر وہ سر حسین علیہ السلام کا احترام کرتا، ان پر نمازِ جنازہ پڑھتا اور اسے یوں تھال میں ہی نہ پڑا رہنے دیتااور اس پر چھڑی سے کچوکے نہ لگاتا؛ایسا کرنے میں اس کا کیا نقصان تھا؟ جب کہ (امام حسین علیہ السلام کے) شہید کرنے سے اسے اپنا (مذموم) مقصد حاصل ہو چکا تھا! لیکن اس کی جاہلانہ رنجشیں تھیں (جو اس کے رویے سے ظاہر ہوئیں اور) جس کا ثبوت اس کا وہ اشعار پڑھنا ہے کہ (کاش! میرے بدر والے آباء و اجداد دیکھ لیتے...)۔‘‘

5۔ ابن الاثیر کی بیان کردہ ایک روایت میں ہے:

ثُمَّ أَذِنَ لِلنَّاسِ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ، وَالرَّأْسُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَمَعَهُ قَضِيبٌ وَهُوَ يَنْكُتُ بِهِ ثَغْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذَا وَإِيَّانَا كَمَا قَالَ الْحُصَيْنُ بْنُ الْحُمَامِ:

أَبَى قَوْمُنَا أَنْ يُنْصِفُونَا فَأَنْصَفَتْ
قَوَاضِبُ فِي أَيْمَانِنَا تَقْطُرُ الدَّمَا

يُفَلِّقْنَ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعِزَّةٍ
عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا

"پھر اس (یزید) نے لوگوں کو دربار کے اندر آنے کی اجازت دی، لوگ داخل ہوئے تو (امام حسین علیہ السلام کا) سر مبارک اس کے سامنے پڑا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی جس سے وہ آپ کے دندانِ مبارک پر ٹھوکے دے رہا تھا، پھر اس نے کہا: اس کا اور ہمارا معاملہ اسی طرح ہے جس طرح حصین بن الحمام (شاعر) نے کہا تھا:

"ہماری قوم نے ہمارے ساتھ انصاف کرنے سے جب انکار کیا تو ہمارے داہنے ہاتھوں میں موجود تلواروں نے خون بہا کر انصاف کیا۔ وہ تلواریں ان جوانوں کی کھوپڑیوں کو پھوڑ دیتی ہیں، جو ہم پر گراں ہوتے ہیں۔ وہ ہمارے مقابل سرکشی، بغاوت اور ظلم پر اتر آئے۔"

یہ سب قبیح حرکتیں دیکھ کر حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا:

أَتَنْكُتُ بِقَضِيبِكَ فِي ثَغْرِ الْحُسَيْنِ؟ أَمَا لَقَدْ أَخَذَ قَضِيبُكَ فِي ثَغْرِهِ مَأْخَذًا، لَرُبَّمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم يَرْشُفُهُ، أَمَا إِنَّكَ يَا يَزِيْدُ، تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَابْنُ زِيَادٍ شَفِيْعُكَ، وَيَجِيءُ هٰذَا وَمُحَمَّدٌ شَفِيْعُهُ، ثُمَّ قَامَ فَوَلَّى (124).

"کیا تو اپنی چھڑی سے حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کے ان دندانِ

---

(124) ابن الأثير في الكامل في التاريخ، ثم دخلت سنة إحدى وستين، ذكر مقتل الحسين عليه السلام، 4/ 84-85.

مبارک پر ضربیں لگا رہا ہے، خبردار! تو جس جگہ اپنی چھڑی سے (یہ مذموم حرکت کر رہا) ہے، میں نے بے شمار مرتبہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو اسے چومتے دیکھا ہے، (سن لو!) جب قیامت کے دن اے یزید! تو آئے گا تو تیرا سفارشی ابن زیاد ہوگا (یعنی وہ تجھے اپنے ساتھ جہنم میں لے کر جائے گا) اور جب یہ آئیں گے تو ان کے سفارشی حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ ہوں گے۔'' پھر حضرت ابو برزہ اسلمی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اٹھے اور یزید کی طرف پشت کر کے (نفرت کے اظہار کے طور پر دربار سے) چل دیے۔

6۔ ایک روایت میں قاسم بن بخیت کا کہنا ہے:

لَمَّا وُضِعَ رَأْسُ الْحُسَيْنِ بَيْنَ يَدَيْ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ جَعَلَ يَنْكُتُ بِقَضِيْبٍ كَانَ فِي يَدِهِ فِي ثَغْرِهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هٰذَا وَإِيَّانَا كَمَا قَالَ الْحُصَيْنُ بْنُ الْحُمَامِ الْمُرِّيُّ:

يُفَلِّقْنَ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعِزَّةٍ
عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا

''جب امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کا سر مبارک یزید بن معاویہ کے سامنے رکھا گیا تو (طاقت کے نشے میں دھت) وہ اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی سے آپ کے دندانِ مبارک پر کچوکے لگانے لگا، پھر کہنے لگا، اس کی اور ہماری مثال حصین ابن الحمام المری (شاعر) کے قول کے مطابق ہے:

''(ہماری) تلواریں ان جوانوں کی کھوپڑیاں توڑ دیتی ہیں، جو کبھی ہمیں بہت عزیز تھے؛ پھر وہ بڑے نافرمان، سرکش اور باغی ہوگئے۔''

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا:

أَمَا وَاللهِ، لَقَدْ أَخَذَ قَضِيبُكَ هَذَا مَأْخَذًا، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم يَرْشُفُهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَمَا إِنَّ هَذَا سَيَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشَفِيعُهُ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، وَتَجِيءُ وَشَفِيعُكَ ابْنُ زِيَادٍ. ثُمَّ قَامَ فَوَلَّى (125).

"خبردار! خدا کی قسم! تیری یہ چھڑی اس جگہ لگی ہے جس جگہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بوسہ لیتے دیکھا ہے، پھر انہوں نے فرمایا: بلاشبہ یہ (امام حسین علیہ السلام) عنقریب قیامت کے روز جب اٹھیں گے تو اس شان سے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ان کے سفارشی ہوں گے، اور جب تو آئے گا تو تیرا سفارشی ابن زیاد ہو گا، پھر وہ اٹھے اور اس کی طرف پشت کر کے چلے گئے۔"

تخت نشین ملوک کے درباروں سے رخصت ہوتے ہوئے درباری الٹے پاؤں چلتے تھے جبکہ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا یزید کے دربار اور تخت کی طرف پشت کر کے رخصت ہونا نفرت و حقارت کا اظہار تھا۔

7۔ ایک روایت میں سالم بن ابی حفصہ بیان کرتے ہیں کہ حسن نے بیان کیا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک لایا گیا تو یزید چھڑی سے کچوکے لگانے لگا، سفیان نے بیان کیا کہ مجھے بتایا گیا کہ حسن بن حکم اس کے بعد یہ شعر پڑھا کرتا تھا:

---

(125) ابن كثير في البداية والنهاية، ثم دخلت سنة إحدى وستين، وهذه صفة مقتله مأخوذة من كلام أئمة هذا الشأن، 5/ 700-701.

سُمَيَّةُ أَمْسَى نَسْلُهَا عَدَدَ الْحَصَى
وَبِنْتُ رَسُولِ اللهِ لَيْسَ لَهَا نَسْلُ

"(زیاد کی ماں) سمیہ کی نسل آج (بہ ظاہر) سنگ ریزوں کی تعداد کی مانند (بہ کثرت اور محفوظ و مامون) ہے۔ جب کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) کی بیٹی کی نسل نہیں رہی (انہیں بے دردی سے ریگ زارِ کربلا میں شہید کر دیا گیا ہے)۔"

بقیہ احوال راوی یوں بیان کرتا ہے:

وَأَمَّا بَقِيَّةُ أَهْلِهِ وَنِسَاؤُهُ فَإِنَّ عَمْرَو بْنَ سَعْدٍ وَكَّلَ بِهِمْ مَنْ يَحْرُسُهُمْ وَيَكْلَؤُهُمْ، ثُمَّ أَرْكَبُوهُمْ عَلَى الرَّوَاحِلِ فِي الْهَوَادِجِ، فَلَمَّا مَرُّوا بِمَكَانِ الْمَعْرَكَةِ رَأَوُا الْحُسَيْنَ وَأَصْحَابَهُ مُجَدَّلِينَ، هُنَالِكَ بَكَتْهُ النِّسَاءُ، وَصَرَخْنَ، وَنَدَبَتْ زَيْنَبُ أَخَاهَا الْحُسَيْنَ وَأَهْلَهَا، فَقَالَتْ، وَهِيَ تَبْكِي: يَا مُحَمَّدَاهُ. يَا مُحَمَّدَاهُ. صَلَّى عَلَيْكَ اللهُ وَمَلِيْكُ السَّمَاءِ. هَذَا حُسَيْنٌ بِالْعَرَاءِ، مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ، مُقَطَّعُ الْأَعْضَاءِ، يَا مُحَمَّدَاهُ. وَبَنَاتُكَ سَبَايَا، وَذُرِّيَّتُكَ مُقَتَّلَةٌ، تَسْفِي عَلَيْهَا الصَّبَا. قَالَ: فَأَبْكَتْ وَاللهِ، كُلَّ عَدُوٍّ وَصَدِيْقٍ (126).

"آپ کے باقی ماندہ اہل بیت اور خواتین کو عمرو بن سعد نے محافظوں

(126) ابن كثير في البداية والنهاية، ثم دخلت سنة إحدى وستين، وهذه صفة مقتله مأخوذة من كلام أئمة هذا الشأن، 5/ 701.

کے سپرد کیا، پھر انہوں نے ان کو ہودجوں میں (بٹھا کر) اونٹوں پر سوار کرا دیا، جب وہ میدان جنگ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس جگہ امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کے سر بریدہ وجود دیکھے۔ جنہیں دیکھ کر عورتیں بے ساختہ رو پڑیں اور آہ و فغاں کرنے لگیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی حضرت حسین علیہ السلام اور اپنے اہل خانہ پر گریہ کیا اور مدینہ طیبہ کی طرف رخ کر کے گڑگڑاتے ہوئے کہا: یا محمداہ! یا محمداہ! اللہ اور آسمان کے فرشتے آپ پر درود پڑھیں، (آپ کا لاڈلا) حسین دریدہ بدن، خون میں لت پت، بریدہ اعضاء کے ساتھ میدان (دشتِ کربل) میں پڑا ہے، یا محمداہ! آج آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں اور آپ کی اولاد قتل ہوئی پڑی ہے، جن کی خاک و خون میں لتھڑی لاشوں پر باد صبا غبار اڑاتی پھرتی ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ خدا کی قسم! حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے رقت انگیز گریہ نے وہاں موجود ہر دوست اور دشمن کو رلا دیا تھا۔“

4۔ یزید نے نفوسِ اَہل بیت کی اِنتہائی اِہانت اور بے توقیری کی

1۔ امام طبری، ابن عساکر اور ابن کثیر نے ایک اور روایت ابو مخنف کے طریق سے حضرت فاطمہ بنت علی علیہما السلام سے بیان کی ہے۔ آپ فرماتی ہیں:

إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ أَحْمَرَ قَامَ إِلَى يَزِيْدَ فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، هَبْ لِي هَذِهِ -يَعْنِينِي، وَكُنْتُ جَارِيَةً وَضِيْئَةً- فَارْتَعَدْتُ وَفَرِقْتُ، وَظَنَنْتُ أَنَّ ذَلِكَ جَائِزٌ لَهُمْ، فَقَالَتْ: فَأَخَذْتُ بِثِيَابِ أُخْتِي زَيْنَبَ؛ قَالَتْ: وَكَانَتْ أُخْتِي زَيْنَبُ أَكْبَرَ

مِنِّي وَأَعْقَلَ، وَكَانَتْ تَعْلَمُ أَنَّ ذَلِكَ لَا يَكُوْنُ، فَقَالَتْ: كَذَبْتَ وَاللهِ، وَلَؤُمْتَ، مَا ذَلِكَ لَكَ وَلَهُ، فَغَضِبَ يَزِيْدُ، فَقَالَ: كَذَبْتِ وَاللهِ، إِنَّ ذَلِكَ لِي، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَفْعَلَهُ لَفَعَلْتُ؛ قَالَتْ: كَلَّا وَاللهِ، مَا جَعَلَ اللهُ ذَلِكَ لَكَ، إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ مِنْ مِلَّتِنَا، وَتَدِيْنَ بِغَيْرِ دِيْنِنَا؛ قَالَتْ: فَغَضِبَ يَزِيْدُ وَاسْتَطَارَ، ثُمَّ قَالَ: إِيَّايَ تَسْتَقْبِلِيْنَ بِهَذَا؟ إِنَّمَا خَرَجَ مِنَ الدِّيْنِ أَبُوْكِ وَأَخُوْكِ. فَقَالَتْ زَيْنَبُ: بِدِيْنِ اللهِ وَدِيْنِ أَبِي وَدِيْنِ أَخِي وَجَدِّي، اهْتَدَيْتَ أَنْتَ وَأَبُوْكَ وَجَدُّكَ(127).

"(جب ہمیں یزید کے سامنے بٹھایا گیا تو) اہل شام میں سے ایک سرخ رنگ کا شخص یزید کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور (نہایت بے باکی سے) کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! یہ لڑکی مجھے بخش دیجیے۔ میں اس کی بات سن کر گھبرا گئی، کانپنے لگی اور میں نے گمان کیا کہ یہ ان کے مطابق جائز ہے۔ میں نے اپنی (بڑی) بہن زینب کے کپڑے پکڑ لیے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میری بہن زینب مجھ سے بڑی اور زیادہ عقل مند تھیں، وہ جانتی تھیں کہ یہ جائز نہیں۔ انہوں نے اس شخص سے کہا: خدا کی قسم! تو نے جھوٹ بولا ہے اور کمینگی کی بات کی ہے، یہ تیرے لیے

---

(127) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، ثم دخلت سنة إحدى وستين، مقتل الحسين رضوان الله عليه، 3/ 339، وابن كثير في البداية والنهاية، ثم دخلت سنة إحدى وستين، مقتل الحسين بن علي، 8/ 194-195، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 69/ 177.

جائز ہے نہ اس کے لیے۔ اس پر یزید غصے میں آ گیا اور حضرت زینب علیہا السلام سے کہا: تونے جھوٹ بولا ہے، خدا کی قسم! یہ میرے لیے جائز ہے، اور اگر میں یہ کام کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں، حضرت زینب علیہا السلام نے فرمایا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم! خدا نے تیرے لیے یہ جائز نہیں کیا، سوائے اس کے کہ تو ہماری ملت سے نکل جائے اور ہمارے دین کے سوا کوئی اور دین اختیار کرلے۔ حضرت فاطمہ بنت علی علیہما السلام بیان فرماتی ہیں کہ (یہ بات سن کر) یزید سخت غصے اور طیش میں آ گیا۔ کہنے لگا کہ تم کس بات پر ہمارا سامنا کر سکتی ہو؟ تمہارا باپ (علی) اور تمہارا بھائی دین سے خارج ہو گئے ہیں۔ حضرت زینب علیہا السلام نے فرمایا: اللہ کے دین، میرے باپ کے دین، میرے بھائی اور میرے نانا جان کے دین سے ہی تونے، تیرے باپ نے اور تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے۔‘‘

2۔ علامہ ابن الجوزی روایت بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ دَعَى يَزِيْدُ بِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَالصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ، وَقَدْ أُوْثِقُوْا بِالْحِبَالِ، فَأُدْخِلُوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رضی اللہ عنہما: يَا يَزِيْدُ، مَا ظَنُّكَ بِرَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لَوْ رَآنَا مُقْرِنِيْنَ بِالْحِبَالِ، أَمَا كَانَ يَرِقُّ لَنَا، فَقَالَ لَهُ: يَا عَلِيُّ، أَبُوْكَ الَّذِي قَطَعَ رَحِمِي، وَنَازَعَنِي سُلْطَانِي، فَصَنَعَ اللهُ بِهِ مَا رَأَيْتَ. وَدَعَى بِالنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ، فَأُجْلِسُوْا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، هَبْ لِي هَذِهِ، يَعْنِي فَاطِمَةَ بِنْتَ عَلِيٍّ، وَكَانَتْ وَضِيئَةً. فَأَرْعَدَتْ وَظَنَّتْ أَنَّهُمْ

يَفْعَلُوْنَ، فَأَخَذَتْ بِثِيَابِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ. فَقَالَتْ زَيْنَبُ: كَذَبْتَ، وَاللهِ، مَا ذَلِكَ لَكَ، وَلَا لَهُ. فَغَضِبَ يَزِيْدُ لِذَلِكَ، فَقَالَ: كَذَبْتِ، إِنَّ ذَلِكَ لِي، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَفْعَلَهُ لَفَعَلْتُ. قَالَتْ: كَلَّا وَاللهِ، مَا جَعَلَ ذَلِكَ لَكَ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ مِنْ مِلَّتِنَا، أَوْ تَدِيْنُ بِغَيْرِ دِيْنِنَا(128).

''پھر یزید نے حضرت علی بن حسین عَلَيْهِمَا السَّلَام، بچوں اور تمام عورتوں کو بلایا اور ان سب کے مقدس و مکرم وجود رسیوں سے بندھے ہوئے تھے، چنانچہ انہیں (اسی حالت میں) اس (بدبخت) کے سامنے پیش کیا گیا، اس سے امام علی بن حسین عَلَيْهِمَا السَّلَام نے کہا: اے یزید! تیرا کیا خیال ہے اگر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ ہمیں اس طرح رسیوں سے بندھا دیکھتے تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کا دلِ انور ہمارے لیے پسیج نہ جاتا (وہ اپنے پہلو میں کتنا درد و کرب محسوس کرتے اور کتنے دکھی ہوتے)؟ اُس نے کہا: اے علی! تیرے باپ نے میری رشتہ داری کو کاٹا، مجھ سے میری حکومت کے بارے جھگڑا کیا، اللہ نے اس کے ساتھ وہ کیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ بعد ازاں اس نے عورتوں اور بچوں کو بلایا، اُنہیں اُس کے سامنے بٹھا دیا گیا، اہلِ شام میں سے ایک (بدطینت) شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ لڑکی مجھے بخش دیں، یعنی فاطمہ بنت علی جو کہ ایک پاکیزہ خوب صورت لڑکی تھیں، وہ

(128) ابن الجوزي في الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد، ص/ 60-61، وابن الأثير في الكامل في التاريخ، ثم دخلت سنة إحدى وستين، ذكر مقتل الحسين، 4/ 86.

(یہ سن کر) کانپ اٹھیں اور خیال کیا کہ یہ (ظالم) واقعی ایسا کرنے والے ہیں، وہ (سہم کر) اپنی بہن زینب کے (ساتھ چمٹ گئیں اور ان کے) کپڑے پکڑ لیے۔ حضرت زینب علیہا السلام نے (یزید کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا: تو نے جھوٹ کہا ہے، اللہ کی قسم! ایسا کرنا نہ تیرے لیے جائز ہے اور نہ ہی اس کے لیے۔ یزید اس بات پر غضبناک ہو گیا، اس نے کہا: تو جھوٹ بول رہی ہے، بے شک یہ میرے اختیار میں ہے، اگر میں ایسا کرنا چاہوں تو ضرور کر سکتا ہوں، آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، تو اس وقت تک یہ نہیں کر سکتا جب تک کہ تو ہماری ملت سے خارج نہ ہو جائے یا ہمارے دین کے سوا کوئی اور دین نہ اختیار کر لے۔“

3۔ اسی طرح نامور مؤرخ مسعودی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت حسین بن علی علیہما السلام کو کربلا میں شہید کر دیا گیا اور ابن زیاد ان کا مبارک سر یزید کے پاس لے گیا تو عقیل بن ابی طالب کی بیٹی اپنی قوم کی عورتوں میں سے نکلی۔ جو اہلِ بیتِ اَطہار کی خواتین کے شہید ہونے کی اطلاع پا کر غم زدہ اور دل گیر و مغموم تھیں۔ وہ خواتین سے یہ کہتی تھیں:

مَاذَا تَقُوْلُوْنَ إِنْ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لَكُمْ
مَاذَا فَعَلْتُمْ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ؟
بِعِتْرَتِي وَبِأَهْلِي بَعْدَ مُفْتَقَدِي
نِصْفٌ أُسَارَى وَنِصْفٌ ضُرِّجُوْا بِدَمِ
مَا كَانَ هٰذَا جَزَائِي إِذْ نَصَحْتُ لَكُمْ

أَنْ تَخْلِفُوْنِي بِشَرٍّ فِي ذَوِي رَحِمِي[129].

"اگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے تم لوگوں سے دریافت کیا تو تم کیا جواب دو گے؟ تم تو آخری امت تھے، تم نے میری وفات کے بعد میری اولاد اور میرے اہل و عیال کے ساتھ کیسا ناروا سلوک کیا؟ آدھے قیدی ہیں اور آدھے خون میں لت پت کر دیے گئے ہیں۔ کیا میری نصیحت کا یہ صلہ تھا کہ تم لوگوں نے میرے رشتہ داروں کے ساتھ میرے بعد اِس قدر ظالمانہ (اور وحشیانہ) سلوک کیا؟"

مذکورہ بالا روایات و واقعات سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ یزید نے اپنا تخت اور سلطنت بچانے کے لیے نہ صرف اہل بیتِ اَطہار علیہم السلام پر بے پناہ ظلم و زیادتیاں کیں، بلکہ کربلا میں امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنے کے بعد اُن کے سرِ انور، جو بوسہ گاہِ نبی مکرم تھا، کی بے حرمتی اور گستاخی کی۔ یہ بالواسطہ گستاخیِ رسول تھی۔ اسی کی بنا پر اُس کی حکومت کو دوام نصیب نہ ہو سکا اور وہ ذلیل و رُسوا ہو کر واصلِ جہنم ہو گیا۔

---

(129) المسعودي في مروج الذهب، 3/ 68.

باب نمبر: 6

اہلِ مدینہ کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنے والے کا شرعی حکم

1۔ روزِ قیامت کافر کا کوئی بھی عمل ماجور نہیں ہو گا

روزِ قیامت اہلِ ایمان کے اعمال ترازو میں تولے جائیں گے: ایک پلڑے میں نیکیاں اور دوسرے پلڑے میں گناہ ہوں گے۔ نیکیوں پر اجر ملے گا اور گناہوں پر سزا ہوگی۔ جہاں تک کفار و مرتدین کا تعلق ہے تو وہ دنیوی زندگی میں جو بھی اعمال بجا لائیں گے، روزِ قیامت کوئی عمل اُن کے کام نہیں آئے گا اور اُن کے اعمال خس و خاشاک کی مانند اُڑ جائیں گے۔ بعینہٖ جو شخص دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں مرتد ہو جائے تو اِرتداد سے قبل سرانجام دیے ہوئے اعمال میں سے کسی عمل کی بھی جزا نہیں ملے گی، خواہ اُس کا تعلق فرائض سے ہو یا نوافل سے ہو۔ بندوں کے اَعمال پر جزا و سزا کے یہ احکام قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں صراحت سے بیان ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے قرآن مجید کی چند آیات کریمہ درج ذیل ہیں:

1۔ سورۃ الفرقان میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُواْ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا۝﴾

[الفرقان، 25/ 23]

”اور (پھر) ہم ان اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے جو (بزعمِ خویش) انہوں نے (زندگی میں) کیے تھے تو ہم انہیں بکھرا ہوا غبار بنا دیں گے۔“

2۔ سورۃ النور کی آیت نمبر 39 میں حکم ہوتا ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَعْمَٰلُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ ٱلظَّمْـَٔانُ مَآءً حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءَهُۥ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَوَجَدَ ٱللَّهَ عِندَهُۥ فَوَفَّىٰهُ

حِسَابَهُۥ وَٱللَّهُ سَرِيعُ ٱلْحِسَابِ﴿٣٩﴾ ﴾ [النور، 24/ 39]

”اور کافروں کے اعمال چٹیل میدان میں سراب کی مانند ہیں جس کو پیاسا پانی سمجھتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ (بھی) نہیں پاتا (اسی طرح اس نے آخرت میں) اللہ کو اپنے پاس پایا مگر اللہ نے اس کا پورا حساب (دنیا میں ہی) چکا دیا تھا، اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہےo“

3۔ اللہ رب العزت سورۃ ابراہیم میں فرماتے ہیں:

﴿ مَّثَلُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ بِرَبِّهِمْۖ أَعْمَٰلُهُمْ كَرَمَادٍ ٱشْتَدَّتْ بِهِ ٱلرِّيحُ فِى يَوْمٍ عَاصِفٍۖ لَّا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُواْ عَلَىٰ شَىْءٍۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلضَّلَٰلُ ٱلْبَعِيدُ﴿١٨﴾ ﴾ [إبراهيم، 14/ 18]۔

”جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے، ان کی مثال یہ ہے کہ ان کے اعمال (اس) راکھ کی مانند ہیں جس پر تیز آندھی کے دن سخت ہوا کا جھونکا آگیا، وہ ان (اعمال) میں سے جو انہوں نے کمائے تھے کسی چیز پر قابو نہیں پاسکیں گے۔ یہی بہت دور کی گمراہی ہےo“

4۔ سورۃ البقرۃ میں مرتد کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِۦ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُوْلَٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ﴿٢١٧﴾ ﴾ [البقرة، 2/ 217]

”اور تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے اور پھر وہ کافر ہی مرے تو ایسے لوگوں کے دنیا و آخرت میں (سب) اعمال برباد ہو جائیں

گے، اور یہی لوگ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گےo"

5۔ سورۃ آلِ عمران میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ وَمَاتُواْ وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ ٱلْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ ٱفْتَدَىٰ بِهِۦٓ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّٰصِرِينَ﴾ [آل عمران، 3/ 91]

"بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور حالتِ کفر میں ہی مر گئے سو ان میں سے کوئی شخص اگر زمین بھر سونا بھی (اپنی نجات کے لیے) معاوضہ میں دینا چاہے تو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، انہی لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہو سکے گاo"

6۔ سورۃ المائدۃ میں یہ حکم یوں وارد ہوا ہے:

﴿وَمَن يَكْفُرْ بِٱلْإِيمَٰنِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُۥ وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ﴾ [المائدۃ، 5/ 5]

"اور جو شخص (احکامِ الٰہی پر) ایمان (لانے) سے انکار کرے تو اس کا سارا عمل برباد ہوگیا اور وہ آخرت میں (بھی) نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگاo"

ان تمام آیاتِ مقدسہ سے ثابت ہوا کہ کفار و مرتدین کے دنیا میں کیے گئے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور انہیں آخرت میں اِن کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اب ہم اِس موضوع پر چند مستند و معتبر احادیث پیش کریں گے تاکہ یہ واضح اور متحقق ہوجائے کہ مدینہ منورہ کی حرمت کو پامال کرنے اور اہلِ مدینہ پر ظلم و زیادتی کرنے والے پر بھی کفار کے حکم کا اِطلاق ہوگا اور اُسے اُس کے کسی سابقہ عمل خیر کا اَجر نہیں ملے گا کیوں

کہ اُس کا ہر عمل مدینہ منورہ کی بے حرمتی کے باعث اِکارت جائے گا۔

2۔ اَہلِ مدینہ پر ظلم کرنے والے کا کوئی عمل ماجور نہیں ہو گا

صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں بے دینی، گمراہی اور سیاہ کاری کے مرتکب کا کوئی عمل ماجور نہیں ہوگا کیونکہ اَہلِ مدینہ پر ظلم کرنے والے پر اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور تمام بنی نوع اِنسان کی لعنت ہے۔

1۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی متفق علیہ حدیث مبارک میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا، أَوْ آوَى مُحْدِثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ(130).

”مدینہ منورہ (وادیِ ذو الحلیفہ کے نواح میں واقع) جبلِ عیر سے (جبلِ اُحد کے قرب میں واقع) جبلِ ثور تک حرم ہے۔ جو شخص اس میں کسی جرم یا برائی کا اِرتکاب کرے گا یا کسی مجرم کو پناہ دے گا تو اُس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ روزِ قیامت اُس کے نوافل اور فرائض میں سے کچھ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔“

(130) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الفرائض، باب إثم من تبرأ من مواليه، 6/ 2482، الرقم/ 6374، ومسلم في الصحيح، كتاب العتق، باب تحريم تولي العتيق غير مواليه، 2/ 1147، الرقم/ 1370، وأحمد بن حنبل في المسند، 1/ 81، الرقم/ 615.

2۔ اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی متفق علیہ حدیث مبارک میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مِنْ كَذَا إِلَى كَذَا، لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا، وَلَا يُحْدَثُ فِيْهَا حَدَثٌ، مَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ[131].

''مدینہ منورہ فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک حرم ہے، اس کے درخت نہ کاٹے جائیں اور نہ ہی اس میں کوئی جرم اور برائی کی جائے۔ جو شخص اس میں کوئی جرم اور برائی کرے گا؛ اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔''

امام مسلم کی بیان کردہ روایت میں درج ذیل الفاظ بھی ہیں:

لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا.

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے فرائض و نوافل میں سے کچھ بھی قبول نہیں فرمائے گا۔''

3۔ امام طبرانی کی روایت کردہ حدیث مبارک میں حضرت سائب بن خلّاد خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

---

(131) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل المدينة، باب حرم المدينة، 2/ 661، الرقم/ 1768، وأيضًا في كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب إثم من آوى محدثا، 6/ 2665، الرقم/ 6876، ومسلم في الصحيح، كتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم فيها بالبركة وبيان تحريمها وتحريم صيدها وشجرها وبيان حدود حرمها، 2/ 994، الرقم/ 1366.

اَللّٰهُمَّ، مَنْ ظَلَمَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ وَأَخَافَهُمْ، فَأَخِفْهُمْ، وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا(132).

"اے میرے پروردِگار! جس کسی نے اہل مدینہ پر ظلم کیا یا اُن کو ڈرایا دھمکایا، تو اُنہیں خوف زدہ کر اور اُس شخص پر اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ اُس شخص کی نہ کوئی فرض عبادت قبول فرمائے گا اور نہ کوئی نفلی عبادت۔"

'صحیح البخاری' اور 'صحیح مسلم' کی اِن احادیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے صراحتاً بیان فرمایا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ پر ظلم کرتا ہے یا اُن کے ساتھ ظلم اور زیادتی کا ارادہ کرتا ہے تو روزِ قیامت اللہ رب العزت نہ اُس کا کوئی فرض قبول فرمائیں گے اور نہ اُس کی کوئی نفلی عبادت قبول ہوگی۔

آئمہ حدیث نے اِس کی شرح کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ صَرْف سے مراد فرائض ہیں اور عَدْل سے مراد نوافل ہیں(133)، جب کہ امام حسن بصری سے منقول ہے کہ صَرْف سے مراد نوافل ہیں اور عَدْل سے مراد فرائض ہیں(134)۔ اِسی طرح امام اَصمعی نے صَرْف سے مراد توبہ اور عَدْل سے مراد فدیہ لیا ہے(135)، یعنی ایسے

---

(132) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 7/ 144، الرقم/ 6636، وذكره المنذري عن عبادة بن الصامت رَضِيَ اللهُ عَنْهُ في الترغيب والترهيب، 2/ 152، الرقم/ 1891، والهيثمي في مجمع الزوائد، 3/ 307.

(133) ابن دريد في جمهرة اللغة، 2/ 740.

(134) ذكره النووي في شرح صحيح مسلم، 9/ 141.

(135) ذكره الثعلبي في الكشف والبيان عن تفسير القرآن، 7/ 127، وابن الأثير

شخص کی توبہ اور صدقات بھی قبول نہیں ہوں گے۔

اِن فرمودات رسول سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ اہلِ مدینہ پر ظلم و زیادتی کرنے والا یا ظلم و زیادتی کا صرف ارادہ رکھنے والا شخص بھی قیامت کے دن اِس طرح اُٹھے گا کہ اُس کے تمام اعمال هَبَآءً مَّنثُورًا یعنی غبار اور ریت کے ذروں کی طرح اُڑ چکے ہوں گے۔ دنیوی زندگی میں کیا گیا اُس کا کوئی عملِ خیر، خواہ فرائض میں سے ہو یا نوافل میں سے، نہیں بچے گا، جو اُس کے کام آسکے اور آخرت میں اُس کی بخشش کا وسیلہ بن سکے۔ اُس دن اُس کی حالت ایک کافر کی طرح ہوگی، جس کا نامہ اَعمال نیکیوں سے بالکل خالی ہوگا۔

3۔ اَہلِ مدینہ کے ساتھ برائی کا اِرادہ کرنے والا شخص دوزخ میں اِس طرح پگھلا دیا جائے گا جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے

1۔ امام بخاری حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

لَا يَكِيْدُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعَ، كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ(136).

''جو شخص بھی اہلِ مدینہ کو دھوکہ دے گا، وہ (دوزخ کی آگ میں)

الجزري في النهاية في غريب الأثر، 3/ 24.

(136) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الحج، باب إثم من كاد أهل المدينة، 2/ 664، الرقم/ 1778، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، 2/ 151، الرقم/ 1887.

اس طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں تحلیل ہو جاتا ہے۔"

2۔ امام مسلم، احمد بن حنبل، نسائی اور ابن ماجہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اہل مدینہ سے صرف برائی کا ارادہ کرنے والے کی بابت فرمایا ہے:

وَلَا يُرِيْدُ أَحَدٌ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللهُ فِي النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ، أَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ(137).

"جو شخص اہل مدینہ کو تکلیف دینے کا ارادہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں اس طرح پگھلا دے گا جس طرح سیسہ آگ میں پگھلتا ہے یا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔"

امام نووی (631ھ-676ھ) اس حدیث مبارک کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَيَكُوْنُ ذَلِكَ لِمَنْ أَرَادَهَا فِي الدُّنْيَا، فَلَا يُمْهِلُهُ اللهُ، وَلَا يُمَكِّنُ لَهُ سُلْطَانٌ، بَلْ يُذْهِبُهُ عَنْ قُرْبٍ، وَلَمْ يُمَكَّنْ لَهُ كَمَا انْقَضَى شَأْنُ مَنْ حَارَبَهَا أَيَّامَ بَنِي أُمَيَّةَ مِثْلَ مُسْلِمِ بْنِ عُقْبَةَ، فَإِنَّهُ هَلَكَ فِي مُنْصَرَفِهِ عَنْهَا، ثُمَّ هَلَكَ مُرْسِلُهُ إِلَيْهَا يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَلَى

---

(137) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم فيها بالبركة وبيان تحريمها وتحريم صيدها وشجرها وبيان حدود حرمها، 2/ 992، الرقم/ 1363، وأحمد بن حنبل في المسند، 1/ 184، الرقم/ 1606، وابن ماجه في السنن، كتاب المناسك، باب فضل المدينة، 2/ 1039، الرقم/ 3114، والنسائي في السنن الكبرى، 2/ 486، الرقم/ 4279، والبزار في المسند، 3/ 335، الرقم/ 1132.

إِثْرِ ذَلِكَ، وَغَيْرِهِمَا مِمَّنْ صَنَعَ صَنِيْعَهُمَا.(138)

"ایسا اُس شخص کے ساتھ ہوگا جو دنیا میں اہلِ مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُسے ایسا کرنے کی مہلت نہ دے گا اور نہ ہی اُسے ایسا کرنے کی اِستطاعت رہے گی۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اُس کی بادشاہت کو ختم کردے گا۔ جیسا کہ بنو اُمیہ کے دور میں مدینہ منورہ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کا معاملہ ہوا ہے۔ جیسے مسلم بن عقبہ مدینہ سے واپسی پر ہلاک ہوگیا تھا۔ پھر اُسے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کرنے والا یزید بن معاویہ بھی اُسی طرح ہلاک ہوگیا۔ اِن دونوں کے علاوہ بھی جس کسی نے اُن کے قبیح اَفعال جیسے اَفعال کا اِرتکاب کیا (اُس کا یہی اَنجامِ بد ہوا ہے)۔"

3۔ امام مسلم، احمد بن حنبل اور عبد الرزاق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو القاسم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ أَرَادَ أَهْلَ هَذِهِ الْبَلْدَةِ بِسُوْءٍ (وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: شَرًّا) -يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ- أَذَابَهُ اللهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ(139).

"جو شخص اس شہر والوں (یعنی اہل مدینہ) کے ساتھ برائی کا ارادہ

---

(138) النووي في شرح صحيح مسلم، 9/ 138.

(139) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الحج، باب من أراد أهل المدينة بسوء أذابه الله، 2/ 1007، الرقم/ 1386، وأحمد بن حنبل في المسند، 2/ 309، الرقم/ 8075، وعبد الرزاق في المصنف، 9/ 264، الرقم/ 17155، والجندي في فضائل المدينة، 1/ 29، الرقم/ 29، وأبو نعيم في المسند المستخرج، 4/ 49، الرقم/ 3201-3202.

کرے گا، (اور ایک روایت میں ہے: شر کا ارادہ کرے گا) تو اللہ تعالیٰ اسے اس طرح پگھلا دے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔"

امام عبد الرزاق کی بیان کردہ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هَذَا الْحَدِيثُ لِيَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ(١٤٠).

"یہ حدیث مبارک یزید بن معاویہ کے بارے میں ہے۔"

4۔ امام بزار نے اس حدیث کو عامر بن سعد کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی تھی:

اَللّٰهُمَّ، اكْفِهِمْ مَنْ دَهَمَهُمْ بِبَأْسٍ -يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ-، وَلَا يُرِيدُهَا أَحَدٌ بِسُوْءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ(١٤١).

"اے اللہ! تو اُن کے لیے گرفت میں کافی ہو جا جو ان کے ساتھ یعنی مدینہ والوں کے ساتھ سختی کا ارادہ کریں۔ جو شخص بھی اہل مدینہ کو تکلیف دینا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس طرح گھلا دے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔"

5۔ امام ابو یعلی نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن کے طریق سے حضرت ابو

---

(١٤٠) أخرجه عبد الرزاق في المصنف، 9/ 264، الرقم/ 17156.

(١٤١) أخرجه البزار في المسند، 3/ 335، الرقم/ 1132، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، 2/ 153، الرقم/ 1895، والهيثمي في مجمع الزوائد، 3/ 307.

ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے:

مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِشَرٍّ، أَذَابَهُ اللهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ(142).

"جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ کسی شر کا ارادہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح گھلا دے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔"

اِن احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل مدینہ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی قدر و منزلت ہے کہ اِن کے ساتھ بُرائی کا اِرادہ کرنے والے کو نہ صرف یہ کہ جہنم کی سزا ہوگی، بلکہ اُس کے وجود تک کو آبِ حمیم میں تحلیل کر دیا جائے گا۔

4۔ اَہلِ مدینہ کو خوف زدہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ خوف میں مبتلا کرے گا

1۔ امام احمد، ابو اسحاق الحربي نے، اور نسائی نے السنن الکُبریٰ میں، نیز دولابی اور طبرانی وغیرہ نے یحییٰ بن سعید انصاری کے طریق سے مسلم بن ابی مریم سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

مَنْ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَخَافَهُ اللهُ، وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ ... الحديث(143).

(142) أخرجه أبو يعلى في المسند، 10/ 391، الرقم/ 5991.

(143) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 4/ 55، 56، الرقم/ 16608، 16611، والنسائي في السنن الكبرى، كتاب الحج، باب من أخاف أهل المدينة أو أرادهم بسوء، 2/ 483، الرقم/ 4265، والطبراني في المعجم الكبير، 7/ 143، الرقم/ 6631، والدولابي في الكنى والأسماء، 1/ 217، 218، الرقم/ 397.

"جو شخص اہل مدینہ کو ڈرائے، اللہ تعالیٰ اُسے خوف میں مبتلا کرے گا اور اُس پر اللہ کی لعنت ہو۔ ..."

2۔ ایک روایت میں حضرت سائب بن خلاد خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ، مَنْ ظَلَمَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ وَأَخَافَهُمْ، فَأَخِفْهُمْ(144).

"اے میرے پروردِگار! جس کسی نے اہل مدینہ پر ظلم کیا یا اُن کو ڈرایا دھمکایا، تُو اُنہیں خوف میں مبتلا کر۔"

5۔ اَہلِ مدینہ کو خوف زدہ کرنے والا دراَصل رسول اللہ علیہ السلام کو خوف زدہ کرنے کی جسارت کرتا ہے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ أَمِيْرًا مِنْ أُمَرَاءِ الْفِتْنَةِ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ، وَكَانَ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُ جَابِرٍ، فَقِيْلَ لِجَابِرٍ: لَوْ تَنَحَّيْتَ عَنْهُ، فَخَرَجَ يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ فَنُكِّبَ، فَقَالَ: تَعِسَ مَنْ أَخَافَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، فَقَالَ ابْنَاهُ أَوْ أَحَدُهُمَا: يَا أَبَتِ، وَكَيْفَ أَخَافَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وَقَدْ مَاتَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم يَقُوْلُ: مَنْ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ، فَقَدْ

(144) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 7/ 144، الرقم/ 6636، وذكره المنذري عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ في الترغيب والترهيب، 2/ 152، الرقم/ 1891، والهيثمي في مجمع الزوائد، 3/ 307.

أَخَافَ مَا بَيْنَ جَنْبَيَّ (145).

"(بنو اُمیہ کے) فتنہ پرور اُمراء میں سے ایک امیر مدینہ منورہ آیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس وقت نابینا ہو چکے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ ایک جانب ہو جائیں۔ آپ اس وقت اپنے دو بیٹوں کے سہارے جا رہے تھے تو اُنہیں راستے سے ہٹا دیا گیا۔ آپ نے فرمایا: وہ شخص ہلاک ہوجائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ڈرائے، اُن کے دونوں بیٹوں یا ایک نے کہا: ابا جان! وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کیسے ڈرا سکتا ہے؟ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جس نے اہلِ مدینہ کو خوف زدہ کیا اس نے (درحقیقت) میرے دل کو خوف زدہ کیا۔"

طیالسی کی روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ واقعہ حرہ کے دن نکلے تھے۔ یہ واقعہ یزید کے دورِ حکومت میں، اسی کے حکم سے پیش آیا تھا، جس میں سیکڑوں صحابہ و تابعین کو شہید کیا گیا، مسجدِ نبوی میں اذان و نماز بھی تین دن کے لیے معطل کر دی گئی اور مسجدِ نبوی کی شرم ناک بے حرمتی کی گئی تھی۔

---

(145) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 3/ 354، الرقم/ 14860، وأبو داود الطيالسي في المسند، 1/ 242، الرقم/ 1760، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، 2/ 152، الرقم/ 1889، والهيثمي في مجمع الزوائد، 3/ 306.

6۔ اہلِ مدینہ پر زیادتی کرنے والے کے لیے جہنم کی وعید ہے

امام طبرانی اور رویانی حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَدِيْنَةُ مُهَاجِرِي وَمَضْجَعِي فِي الْأَرْضِ، حَقٌّ عَلَى أُمَّتِي أَنْ يُكْرِمُوْا جِيْرَانِي مَا اجْتَنَبُوا الْكَبَائِرَ، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ سَقَاهُ اللهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ(146).

"مدینہ منورہ میری ہجرت گاہ ہے اور روئے زمین پر میری آرام گاہ ہے۔ میری اُمت پر لازم ہے کہ میرے ہمسایوں (یعنی اہلِ مدینہ) کی (اس وقت تک) تکریم و توقیر کریں جب تک وہ کبائر کا اِرتکاب نہ کریں۔ اور جو ایسا نہیں کرے گا (یعنی ساکنینِ مدینہ کی تکریم کے بجائے اُن کی بے حرمتی یا اُن پر ظلم و زیادتی کرے گا) اللہ تعالیٰ اُسے (آخرت میں) دوزخیوں کا پیپ اور خون پلائے گا۔"

7۔ اہلِ مدینہ کی حفاظت کرنا اُمت پر فرض ہے جب کہ اُس کا اَمن پامال کرنے والا اُمتِ محمدیہ سے خارج ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

(146) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 20/ 205، الرقم/ 470، والروياني في المسند، 2/ 330، الرقم/ 1301، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، 3/ 310.

اَلْمَدِيْنَةُ مُهَاجَرِي، وَمَضْجَعِي، فِيْهَا بَيْتِي، وَحَقٌّ عَلَى أُمَّتِي حِفْظُ جِيْرَانِي(147).

"مدینہ منورہ میری ہجرت گاہ اور آرام گاہ ہے، اس میں میرا گھر ہے۔ میری اُمت پر میرے ہمسایوں (یعنی اہل مدینہ) کی حفاظت کرنا فرض ہے۔"

اسے ابن عدی نے بھی زبیر بن بکار کے طریق سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: ہمیں محمد بن الحسن بن زبالہ نے، انہوں نے مالک سے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے:

اَلْمَدِيْنَةُ مُهَاجَرِي، وَفِيْهَا بَيْتِي وَحَقٌّ عَلَى أُمَّتِي حِفْظُ جِيْرَانِي(148).

"مدینہ منورہ میری ہجرت گاہ ہے اور اسی (شہر) میں میرا گھر ہے۔ سو میری اُمت پر یہ واجب ہے کہ میرے ہمسایوں کی حفاظت کرے۔"

خلاصہ کلام

جس طرح عام مومنین کو اذیت دینے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینے میں فرق ہے، اسی طرح عام شہر اور شہر مدینہ میں روا رکھی گئی زیادتی اور کی گئی برائی میں بھی فرق ہے۔ خدانخواستہ اگر کوئی شخص کسی عام شہر پر حملہ کر کے معصوم و بے گناہ شہریوں کو ہلاک کردے تو یہ بہت قبیح اور بھیانک ظلم ہوگا۔ اس کے لیے دنیوی سزا بھی ہے اور اخروی عذاب بھی۔ مگر یہی عمل اگر کوئی شخص اہل مدینہ

(147) ذكره الرفاعي في الأحاديث الواردة في فضائل المدينة/ 246.

(148) أخرجه ابن عدي في الكامل، 6/ 171.

کے ساتھ کرے تو اِس عمل کی قباحت و شناعت میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا کیوں کہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے اہل مدینہ کو باقی لوگوں سے اس سزا کے معاملے میں الگ کر دیا ہے۔ گویا یہ حکم نبوی سارے شہروں میں سے کسی اور شہر کے مکینوں کے لیے نہیں ہے۔

ہم نے محض برابری کا نام سنا ہے لیکن ہر جگہ برابری نہیں ہوتی، کہیں فضیلت و شان میں فرق کی وجہ سے حکم الگ بھی ہوتا ہے۔ سادہ سا سوال ہے کہ اگر کوئی شخص دنیا کے کسی شہر کے مکینوں کے ساتھ برائی کا ارادہ ہی کرلے تو کیا شریعت میں اس کی سزا کا کوئی منصوص و منفرد حکم ہے؟ ... نہیں! ... مدینہ منورہ کی بات ہی الگ ہے۔ اِس شہر رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے بارے میں تو یہ حکم ہے کہ اِس کے درخت بھی نہ کاٹے جائیں، نہ اس میں کوئی فتنہ بپا کیا جائے اور نہ فتنے کا کام ایجاد کیا جائے۔ جو کوئی ایسا کرے گا تو اُس پر اللہ تعالیٰ، اُس کے تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی قیامت تک کے لیے لعنت ہے۔ جس نے شہر مدینہ کی بے حرمتی کی، اس کی تمام عبادتیں رد ہو جائیں گی، یعنی جو اہل مدینہ کو تنگ کرے گا، روزِ قیامت اُس شخص کے فرائض و نوافل میں سے کچھ بھی قبول نہ ہوگا۔

قرآن مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں مدینہ منورہ اور اہل مدینہ پر ظلم اور زیادتی کرنے والے شخص کی سزا اور شرعی حکم جان لینے کے بعد آئندہ باب میں ہم یزید کے ان قبیح اور سنگین جرائم کا تذکرہ کریں گے جو اُس نے مدینہ منورہ اور اہل مدینہ کے ساتھ روا رکھے۔ اِس پر مستزاد یہ کہ مکہ معظمہ بھی اُس کے ظلم و جبر اور بربریت و سفاکی کا نشانہ بنا حتیٰ کہ کعبۃ اللہ بھی اُس کے ہاتھوں سے محفوظ نہ رہا۔

باب نمبر: 7

یزید کے حکم سے مسجد نبوی،
مدینہ طیبہ اور کعبۃ اللہ کی بے حرمتی
(کبار تابعین اور اکابرین کے اقوال کی روشنی میں)

کرۂ اَرضی کے مقدس ترین مقامات حرمین شریفین کے مکینوں کا قتل عام تو دور کی بات ہے، ایک بندۂ مومن کبھی ان کی بے حرمتی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ایسا قبیح و شنیع فعل ایسے شقی القلب اور بدبخت سے ہی صادر ہوسکتا ہے جو جادۂ حق سے بھٹک کر دولتِ ایمان سے محروم ہوچکا ہو۔

پہلے ذکر ہوچکا ہے کہ یزید بد بخت نے اپنے جابرانہ اِقتدار کے پہلے سال امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام اور خانوادۂ نبوت کو شہید کیا۔ دوسرے سال مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کیا اور تیسرے سال مکہ معظمہ پہ حملہ کیا اور منجنیقوں کے ذریعے کعبۃ اللہ پر سنگ باری کرکے اس کے اِحراق و اِنہدام کے فعلِ قبیح کا مرتکب ہوا۔

یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ کی قیادت میں شامیوں کا ایک بڑا لشکر مدینہ منورہ بھیجا۔ یزید نے براہِ راست حکم دے کر مدینہ منورہ کی حرمت و تقدس کو پامال کرتے ہوئے اسے تین دن کے لیے مباح قرار دے دیا اور حرم نبوی میں ہر قسم کے ظلم، بدکاری، قتل و غارت گری اور لوٹ مار کی کھلی اجازت دی۔ چنانچہ قتل و غارت گری اور بدکاری کا بازار گرم ہوا، مسجدِ نبوی شامی لشکر کے بدترین ظلم و تعدی کا نشانہ بنی، اذان و اِقامت معطل کر دی گئی، حتیٰ کہ ریاض الجنۃ میں گھوڑے، خچر اور اُونٹ باندھے گئے اور سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے روضۂ انور کے تقدس و اِحترام کو پامال کیا گیا۔

مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ میں کی گئی یزید کی خرافات کی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں، جن سے واضح ہوگا کہ اُس نے کس طرح روئے اَرض کے مقدس ترین مقامات کی حرمت و تقدس کو پامال کیا۔

1۔ ستائیس (27) ہزار گھڑ سوار اور پندرہ (15) ہزار پیادہ فوج کے ذریعے حرم

نبوی اور حرم مکہ پر لشکر کشی کی گئی۔

2۔ حرم مدینہ کو تین دن کے لیے مباح کر کے مدینہ منورہ کی حرمت کو پامال کیا گیا۔

3۔ اہل مدینہ پر ہر طرح کا ظلم و جبر اور قہر و غضب ڈھایا گیا۔

4۔ اہل مدینہ کو بے دریغ قتل کیا گیا اور کشت و خون کا بازار گرم کیا گیا۔

5۔ سات سَو (700) حفاظِ قرآن اور علماء و محققین شہید کیے گئے۔

6۔ سترہ سَو (1700) مہاجر و انصار صحابہ اور اَخیار تابعین کو شہید کیا گیا۔

7۔ علاوہ ازیں 10 ہزار اہل مدینہ کو شہید کیا گیا۔

8۔ ریاض الجنۃ میں گھوڑے اور خچر باندھ کر اس مقام کا تقدس پامال کیا گیا جسے روضۃ من ریاض الجنۃ (یعنی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ) کہا جاتا ہے۔

9۔ مسجد نبوی میں کتے داخل ہوتے رہے اور منبر شریف پر بول و براز کرتے رہے۔

10۔ یزیدی افواج کے فتنہ و فساد اور قتل و غارت گری کے باعث مدینہ منورہ اپنے مکینوں سے خالی ہو گیا تھا۔

11۔ صحابہ و تابعین اور اَتباع التابعین کی مقدس لاشوں کی بے حرمتی کی گئی۔

12۔ خوف و ہراس پھیلانے کے لیے شہداء کرام کی مقدس لاشے درختوں سے لٹکائے گئے۔

13۔ مسجد نبوی میں تین دن تک اذان و اِقامت اور جماعت معطل رہی۔

14۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بے حرمتی کی ناپاک جسارت کی گئی۔

15۔ اجل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کی اولادوں کو تہ تیغ کیا گیا۔

16۔ عفت مآب اور پاک دامن خواتین کی بے حرمتی کی گئی۔

17۔ یزیدی افواج کے عمل شنیع کی وجہ سے صحابہ و تابعین کی ایک ہزار بیٹیاں، پوتیاں اور نواسیاں حاملہ ہو گئیں۔

18۔ جلیل القدر نابینا صحابی حضرت ابو سعید خدری صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ڈاڑھی سے پکڑ کر منہ پر طمانچے مارے گئے۔

19۔ یزیدی فوجوں نے مکہ معظمہ پر حملہ کرکے اُس کی حرمت کو پامال کیا۔

20۔ مسجدِ حرام پر لشکر کشی کرکے اُس کی حرمت کو پامال کیا۔

21۔ کعبۃ اللہ پر منجنیقوں سے پتھر برسائے گئے۔

22۔ کعبۃ اللہ پر آتش گیر مادہ پھینکا گیا، جس سے غلافِ کعبہ جل گیا۔

مدینہ منورہ میں مشرقی مقام پر کالے پتھر بکثرت پائے جاتے ہیں۔ عربی میں انہیں 'حرہ' کہتے ہیں۔ اہلِ مدینہ اور یزیدی فوج میں اِسی مقام پر مقابلہ ہوا تھا۔ اِس لیے اِس سانحے کو 'واقعہ حرہ' کہا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا تو اپنے صحابہ کو آئندہ پیش آنے والے اِس واقعہ کی بابت بھی آگاہ فرما دیا کہ ایک وقت آئے گا جب میری اُمت کے بہترین لوگ مقامِ حرہ میں شہید کیے جائیں گے۔ یہ یزید کی لشکر کشی کی طرف اِشارہ تھا کہ جب یزیدی اَفواج مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوں گی تو حرہ کے اِس مقام پر اہلِ مدینہ کو شہید کریں گی۔

1۔ ایوب بن عبد الرحمن، حضرت ایوب بن بشیر معافری سے مرسلاً روایت کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خَرَجَ فِي سَفَرٍ مِنْ أَسْفَارِهِ، فَلَمَّا مَرَّ بِحَرَّةِ زُهْرَةَ، وَقَفَ، فَاسْتَرْجَعَ. فَسَاءَ ذٰلِكَ مَنْ مَعَهُ، وَظَنُّوْا أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ أَمْرِ سَفَرِهِمْ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، مَا الَّذِي رَأَيْتَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ: أَمَا إِنَّ ذَلِكَ لَيْسَ مِنْ أَمْرِ سَفَرِكُمْ هَذَا. قَالُوْا: فَمَا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: يُقْتَلُ بِهَذِهِ الْحَرَّةِ خِيَارُ أُمَّتِي بَعْدَ أَصْحَابِي (149).

”رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ اپنے سفروں میں سے کسی سفر پر روانہ ہوئے۔ جب آپ کا گزر حرۂ زُہرہ سے ہوا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ رک گئے اور إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا۔ یہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے ہم سفر صحابہ پر گراں گزرا اور اُنہوں نے گمان کیا کہ شاید یہ ان کے سفر کے معاملہ کی کوئی چیز ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا (جس پر آپ نے اِسترجاع پڑھا)؟ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: (میرا یہ پڑھنا) آپ کے اِس سفر سے متعلق نہیں ہے۔ صحابہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر کیا شے ہے (جسے دیکھ کر آپ نے اِسترجاع پڑھا)؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اس حرہ کے مقام پر صحابہ کرام کے بعد میری امت کے بہترین لوگ شہید کیے

(149) أخرجه الفسوي في المعرفة والتاريخ، سنة ثلاث وستين (وقعة الحرة)، 3/ 333، والبيقهي في دلائل النبوة، 6/ 473، وابن تمام في المحن/ 185، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 54/ 182-183، وابن كثير في البداية والنهاية، ذكر الأخبار عن وقعة الحرة التي كانت في زمن يزيد أيضا، 6/ 233، والسيوطي في الخصائص الكبرى، 2/ 240، والسمهودي في وفاء الوفاء، 1/ 101، والمقريزي في إمتاع الأسماع بما للنبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع، 12/ 244، والصالحي في سبل الهدى والرشاد، 10/ 155.

یزید کے حکم سے مسجد نبوی، مدینہ طیبہ اور کعبۃ اللہ کی بے حرمتی جائیں گے۔"

2۔ اِس دل خراش سانحے کا تذکرہ سابقہ کتبِ سماویہ میں بھی موجود تھا۔ سابقہ آسمانی کتب کے بہت بڑے عالم صحابی حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے اِس حقیقت کو بیان کیا ہے۔ مؤرّخِ مدینہ امام محمد بن الحسن بن زبالہ (م 199ھ) روایت کرتے ہیں کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّا نَجِدُ فِي كِتَابِ اللهِ: حَرَّةَ شَرْقِيِّ الْمَدِيْنَةِ يُقْتَلُ بِهَا مَقْتَلَةٌ، تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا يُضِيْءُ الْقَمَرُ لَيْلَةَ الْبَدْرِ[150].

"ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب (تورات) میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں: مدینہ منورہ کے مشرقی علاقہ "حرّہ" میں بڑے پیانے پر کشت و خون ہوگا۔ اس میں شہید ہونے والوں کے چہرے روزِ قیامت ایسے روشن اور چمک دار ہوں گے جس طرح چودھویں رات کا چاند روشن اور تاباں ہوتا ہے۔"

اس روایت کے الفاظ 'کتابِ الٰہی' سے مراد 'تورات' ہی ہے۔ اس کی توثیق مؤرّخِ مدینہ علامہ سمہودی کی بیان کردہ روایت سے ہوتی ہے۔ ان کی نقل کردہ روایت میں حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ ہیں:

نَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ...[151].

"ہم تورات میں اِس اَمر کا ذکر پاتے ہیں ...۔"

---

(150) أخرجه ابن زبالة في أخبار المدينة، ص/ 204.

(151) ذكره السمهودي في وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى صلى الله عليه وعلى آله وسلم، 1/ 101.

تاریخ اسلام کے ہر دور میں سلف صالحین اور اکابرین اُمت نے اپنی اپنی کتب میں واقعہ حرہ اور حرمین شریفین میں یزیدی افواج کی سفاکیت و بربریت اور شرم ناک حرکتوں کی تفصیلات درج کی ہیں۔ ذیل میں چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں:

1۔ حضرت عطاء بن ابی رباح (27ھ-114ھ) کا قول

امام مسلم معروف تابعی حضرت عطاء بن ابی رباح سے واقعہ حرہ کی تفصیلات یوں روایت کرتے ہیں:

لَمَّا احْتَرَقَ الْبَيْتُ زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، حِينَ غَزَاهَا أَهْلُ الشَّامِ، فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ تَرَكَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ رضي الله عنه. حَتَّى قَدِمَ النَّاسُ الْمَوْسِمَ، يُرِيدُ أَنْ يُجَرِّئَهُمْ -أَوْ يُحَرِّبَهُمْ- عَلَى أَهْلِ الشَّامِ. فَلَمَّا صَدَرَ النَّاسُ، قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي الْكَعْبَةِ، أَنْقُضُهَا ثُمَّ أَبْنِي بِنَاءَهَا؟ أَوْ أُصْلِحُ مَا وَهَى مِنْهَا؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: فَإِنِّي قَدْ فُرِقَ لِي رَأْيٌ فِيهَا، أَرَى أَنْ تُصْلِحَ مَا وَهَى مِنْهَا، وَتَدَعَ بَيْتًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ، وَأَحْجَارًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهَا، وَبُعِثَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم. فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: لَوْ كَانَ أَحَدُكُمُ احْتَرَقَ بَيْتُهُ، مَا رَضِيَ حَتَّى يُجِدَّهُ، فَكَيْفَ بَيْتُ رَبِّكُمْ؟ إِنِّي مُسْتَخِيرٌ رَبِّي ثَلَاثًا، ثُمَّ عَازِمٌ عَلَى أَمْرِي، فَلَمَّا مَضَى الثَّلَاثُ أَجْمَعَ رَأْيَهُ عَلَى أَنْ يَنْقُضَهَا ... فَلَمَّا قُتِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَتَبَ الْحَجَّاجُ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُخْبِرُهُ بِذَلِكَ، وَيُخْبِرُهُ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَدْ وَضَعَ الْبِنَاءَ عَلَى أُسٍّ نَظَرَ إِلَيْهِ الْعُدُولُ مِنْ أَهْلِ

مَكَّةَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ: إِنَّا لَسْنَا مِنْ تَلْطِيخِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي شَيْءٍ. أَمَّا مَا زَادَ فِي طُولِهِ فَأَقِرَّهُ، وَأَمَّا مَا زَادَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ فَرُدَّهُ إِلَى بِنَائِهِ، وَسُدَّ الْبَابَ الَّذِي فَتَحَهُ. فَنَقَضَهُ وَأَعَادَهُ إِلَى بِنَائِهِ(152).

”یزید بن معاویہ کے دورِ حکومت میں جب (اس کے بھیجے ہوئے) شامی (لشکر) نے مکہ میں آ کر جنگ کی، (بیت اللہ کو نذرِ آتش کر دیا اور خانہ کعبہ کو منجنیقوں کے ذریعے سنگ و آتش کا ہدف بنایا)، اس کا جو حال ہوا سو ہوا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو اسی حالت پر رہنے دیا یہاں تک کہ حج کے موسم میں تمام مسلمان یہاں جمع ہوئے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا ارادہ تھا کہ لوگوں میں اہلِ شام (کی یزیدی کارروائیوں) کے خلاف جراءت پیدا کریں یا ان کے خلاف نبرد آزما ہونے کے لیے آمادہ کریں۔ جب لوگ (حج سے) لوٹنے لگے تو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! مجھے کعبہ کے بارے میں مشورہ دو، میں کعبہ کو توڑ کر از سر نو بناؤں یا اس کا جو حصہ خراب ہو گیا ہے صرف اس کو درست کروں؟ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ کعبہ کا جو حصہ خراب ہو گیا ہے اس کی مرمت کر دیں اور اس کو اسی طرح رہنے دیں جیسا کہ یہ اوائلِ اسلام میں تھا اور انہی پتھروں کو رہنے دیں

(152) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الحج، باب نقض الكعبة وبنائها، 2/ 970، الرقم/ 1333 (402)، والنووي في شرحه على صحيح مسلم، 9/ 92، والعيني في عمدة القاري، 9/ 221.

جن پر لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے تھے اور حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی بعثت مبارکہ ہوئی تھی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نے فرمایا: اگر آپ میں سے کسی شخص کا گھر جل جائے تو وہ اسے از سر نو بنائے بغیر چین سے نہیں بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ کے گھر کو دوبارہ کیوں نہ بنایا جائے؟ میں تین بار اِستخارہ کرنے کے بعد اپنے عزم کو عملی جامہ پہناؤں گا۔ جب حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نے تین بار استخارہ کر لیا تو انہوں نے (تعمیرِ نَو کے لیے) اسے توڑنے کا ارادہ کیا۔ (پھر منشاے نبوی کے مطابق کعبۃ اللہ کی تعمیرِ نَو کی۔)... جب عبد اللہ بن زبیر صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ شہید کر دیے گئے، تو حجاج (بن یوسف) نے عبد الملک بن مروان کو اس کی اطلاع دی اور لکھا کہ عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نے بیت اللہ کی جو تعمیر کی ہے، وہ ان بنیادوں کے مطابق ہے جنہیں مکہ کی معتبر شخصیات نے دیکھا تھا۔ عبد الملک نے حجاج کو یہ جواب بھیجا کہ ابن زبیر کے تغیر و تبدل سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے۔ انہوں نے طول میں جو زیادتی کی ہے، اُسے برقرار رہنے دو؛ لیکن حطیم کا جو حصہ انہوں نے کعبہ میں شامل کر دیا ہے، اسے نکال دو اور پہلے کی طرح بنا دو۔ نیز جو دروازہ انہوں نے کھولا ہے وہ بھی بند کر دو۔ تب حجاج نے کعبہ کو شہید کر کے پھر پہلے کی طرح بنا دیا۔"

حافظ ابن حجر العسقلانی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَقَدْ ذَكَرَهُ مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ وَاضِحًا، فَرَوَى مُسْلِمٌ مِنْ طَرِيْقِ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: لَمَّا احْتَرَقَ الْبَيْتُ زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ

مُعَاوِيَةَ حِينَ غَزَاهُ أَهْلُ الشَّامِ، فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ. وَلِلْفَاكِهِيِّ فِي كِتَابِ مَكَّةَ مِنْ طَرِيقِ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ وَغَيْرِهِ قَالُوا: لَمَّا أَحْرَقَ أَهْلُ الشَّامِ الْكَعْبَةَ، وَرَمَوْهَا بِالْمَنْجَنِيقِ، وَهَتِ الْكَعْبَةُ، وَلِابْنِ سَعْدٍ فِي الطَّبَقَاتِ مِنْ طَرِيقِ أَبِي الْحَارِثِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ: ارْتَحَلَ الْحُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ يَعْنِي الْأَمِيرَ الَّذِي كَانَ يُقَاتِلُ ابْنَ الزُّبَيْرِ مِنْ قِبَلِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، لَمَّا أَتَاهُمْ مَوْتُ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فِي رَبِيعٍ الْآخِرِ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَسِتِّينَ قَالَ: فَأَمَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِالْخِصَاصِ الَّتِي كَانَتْ حَوْلَ الْكَعْبَةِ، فَهُدِمَتْ، فَإِذَا الْكَعْبَةُ تَنْفُضُ أَيْ: تَتَحَرَّكُ مُتَوَهِّنَةً تَرْتَجُّ مِنْ أَعْلَاهَا إِلَى أَسْفَلِهَا فِيهَا ... مِنْ حِجَارَةِ الْمَنْجَنِيقِ. ... لَمَّا قَدِمَ جَيْشُ الْحُصَيْنِ بْنِ نُمَيْرٍ أَحْرَقَ بَعْضُ أَهْلِ الشَّامِ عَلَى بَابِ بَنِي جُمَحٍ، وَفِي الْمَسْجِدِ يَوْمَئِذٍ خِيَامٌ، فَمَشَى الْحَرِيقُ حَتَّى أَخَذَ فِي الْبَيْتِ، فَظَنَّ الْفَرِيقَانِ أَنَّهُمْ هَالِكُونَ، وَضَعُفَ بِنَاءُ الْبَيْتِ حَتَّى أَنَّ الطَّيْرَ لَيَقَعُ عَلَيْهِ، فَتَتَنَاثَرُ حِجَارَتُهُ.

وَلِعَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ شُرَحْبِيلَ أَنَّهُ حَضَرَ ذَلِكَ، قَالَ: كَانَتِ الْكَعْبَةُ قَدْ وَهَتْ مِنْ حَرِيقِ أَهْلِ الشَّامِ(153).

(153) العسقلاني في فتح الباري، كتاب الحج، باب فضل مكة وبنائها، 3/ 445، الرقم/ 1509.

"امام مسلم اور دیگر ائمہ نے صراحتاً بیان کیا ہے۔ امام مسلم نے عطاء بن ابی رباح کے طریق سے روایت کیا ہے کہ یزید بن معاویہ کے زمانہ میں (اس کے بھیجے ہوئے) شامی (لشکر) نے (بلدِ امین) مکہ مکرمہ میں آ کر جنگ کا الاؤ بھڑکایا۔ نتیجتاً بیت اللہ شریف نذرِ آتش ہوگیااور (پھر) اس کا جو حال ہوا سو ہوا۔ امام فاکہی 'کتاب مکہ' میں ابن ابی اویس کے طریق سے یزید بن رومان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شامیوں نے کعبہ کو جلا دیا اور اس پر منجنیق سے سنگ زنی کی (جس سے) کعبہ کی عمارت خستہ و شکستہ ہوگئی۔ ابن سعد 'الطبقات' میں ابو الحارث بن زمعہ کے طریق سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے بیان کیا کہ حصین بن نمیر یعنی وہ امیر جو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ یزید بن معاویہ کی طرف سے برسر پیکار تھا، (مکہ مکرمہ پر لشکر کشی کے بعد واپس) روانہ ہوگیا جب اُن کے پاس ربیع الآخر سن 64 ہجری میں یزید بن معاویہ کی موت کی خبر پہنچی۔ (بعد ازاں) حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کے گرد موجود شگافوں کو ختم کرنے کا حکم دیا، سو انہیں ختم کر دیا گیا۔ کعبہ کی دیواریں منجنیق کے ذریعے برسائے جانے والے پتھروں کی وجہ سے کمزور ہو کر اوپر سے نیچے تک شدت سے لرزنے لگیں اور منجنیق سے برسائے جانے والے پتھروں کی وجہ سے اس میں بڑے بڑے شگاف پڑ گئے تھے۔ ... جب حصین بن نمیر کا لشکر (مکہ) پہنچا تو بعض شامیوں نے بابِ بنو جمح کو آگ لگا دی۔ اس دن مسجد میں (لشکریوں کے) خیمے لگے ہوئے تھے جن سے آگ کے لپلپاتے شعلے پھیلتے گئے حتیٰ کہ بیت اللہ تک آن پہنچے۔ دونوں مقابل فریقوں نے سوچا کہ وہ ہلاک ہو گئے۔

(آگ کی وجہ سے) بیت اللہ کی بنیادیں اس حد تک کمزور ہوگئی تھیں کہ اگر کوئی پرندہ بھی ان پر آن بیٹھتا تو اس کے پتھر (گر کر) بکھرنے لگ جاتے۔"

"امام عبد الرزاق کی اپنے والد اور حضرت مرثد بن شرحبیل کے طریق سے مروی ایک روایت میں ہے کہ وہ (مرثد بن شرحبیل) اِس واقعہ کے چشم دید گواہ ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں: کعبہ معظمہ اہلِ شام کی لگائی گئی آگ سے خستہ ہوگیا تھا۔"

2۔ حضرت عبد اللہ بن حنظلہ الغسیل (م 63ھ) کا قول

عبد اللہ بن زید اور دیگر کئی لوگوں سے مروی ہے کہ جب اہلِ مدینہ حضرت عبد اللہ بن حنظلہ کی بیعت پر متفق ہو گئے، اپنے معاملاتِ حکومت ان کے سپرد کر دیے اور ان کے ہاتھ پر جینے مرنے کی بیعت کر لی تو حضرت عبد اللہ بن حنظلہ الغسیل نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

يَا قَوْمُ، اتَّقُوا اللهَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، فَوَاللهِ، مَا خَرَجْنَا عَلَى يَزِيدَ حَتَّى خِفْنَا أَنْ نُرْمَى بِالْحِجَارَةِ مِنَ السَّمَاءِ. إِنَّ رَجُلًا يَنْكِحُ الْأُمَّهَاتِ وَالْبَنَاتِ وَالْأَخَوَاتِ، وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَيَدَعُ الصَّلَاةَ، وَاللهِ، لَوْ لَمْ يَكُنْ مَعِي أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ لَأَبْلَيْتُ لِلَّهِ فِيهِ بَلَاءً حَسَنًا(154).

(154) ابن سعد في الطبقات الكبرى، 5/ 66، وابن الجوزي في المنتظم، 6/ 19، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 27/ 429، وسبط ابن الجوزي في مرآة الزمان في تواريخ الأعيان، 8/ 193، والذهبي في سير أعلام النبلاء، 3/ 324، وأيضا في

"اے لوگو! اللہ سے ڈرو، وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! ہم نے اس وقت تک یزید کے خلاف بغاوت نہیں کی یہاں تک کہ ہمیں یہ خطرہ لاحق ہوگیا کہ ہم پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے، کیونکہ وہ (بدکردار و بدطینت اپنی) ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے بدکاری کا اِرتکاب کرتا ہے، شراب پیتا ہے اور نماز چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر لوگوں میں سے ایک فرد بھی میرا ساتھ دینے والا نہ رہتا تو بھی میں یقیناً اللہ کے لیے اس معرکۂ حق و باطل میں اپنی بہترین صلاحیتوں کے خوب جوہر دکھاتا۔"

3۔ حضرت سعید بن المسیب (15ھ-94ھ) کا قول

1۔ امام دارمی سعید بن عبد العزیز سے روایت کرتے ہیں:

لَمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم ثَلَاثًا وَلَمْ يُقَمْ، وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلَاةِ إِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم(155).

"جب ایام حرہ کا سانحہ پیش آیا تو حضور نبی اکرم صلى الله عليه وعلى آله وسلم کی مسجد میں تین دن تک اذان اور اقامت نہیں کہی گئی اور حضرت

تاريخ الإسلام، 5/ 27، وابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 634، والسيوطي في تاريخ الخلفاء/ 209.

(155) أخرجه الدارمي في السنن، باب ما أكرم الله تعالى نبيه عليه السلام بعد موته، 1/ 56، الرقم/ 93، والخطيب التبريزي في مشكاة المصابيح، 3/ 1176، الرقم/ 5951، وذكره القسطلاني في المواهب اللدنية، 3/ 600.

سعید بن مسیب نے مسجد (نبوی) نہیں چھوڑی تھی۔ (وہ تین دن تک مسجد نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ میں پناہ لیے رہے۔) وہ نماز کا وقت نہیں جانتے تھے مگر ایک دھیمی سی آواز کے ذریعے جو وہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی قبر انور سے سنتے تھے۔"

2۔ امام ابو نعیم کی بیان کردہ روایت میں حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں: حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نابینا ہو چکے تھے اور وہ مدینہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے کہ (یزیدی) سپاہیوں نے انہیں پہچان لیا اور ان کی ڈاڑھی پکڑ کر منہ پر طمانچے مارے۔ لوگ اپنی عزت و آبرو اور جان و مال بچانے کے لیے اپنے گھروں میں چھپے ہوئے تھے، اس وقت میں (سعید بن مسیب) مسجدِ نبوی میں چھپا ہوا تھا۔ باہر نکلنے کا موقع نہ مل سکا تو حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے روضۂ اقدس کے قریب منبر شریف (جس پر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے) کے نیچے چھپ گیا۔ وہاں تین دن اور تین راتیں رہا۔ اس دوران یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ کیا وقت ہے اور کون سی نماز کا وقت ہے؟ اس لیے اندر بیٹھ کر ہی نماز ادا کرتا رہا۔

وَمَا يَأْتِي وَقْتُ صَلَاةٍ إِلَّا سَمِعْتُ الْأَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ (156).

"کسی نماز کا وقت بھی ایسا نہیں آیا کہ جس میں میں نے (حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی) قبر انور سے اذان کی آواز نہ سنی ہو۔"

---

(156) أخرجه أبو نعيم في دلائل النبوة، ص/ 567، واللالكائي في كرامات الأولياء، ص/ 165-166، الرقم/ 20، والذهبي في تاريخ الإسلام، 6/ 375، والسيوطي في الخصائص الكبرى، 2/ 490، وأيضًا في شرح الصدور، ص/ 209، وأيضًا في الحاوي للفتاوى، 2/ 179، والمقريزي في إمتاع الأسماع، 14/ 615، والشيخ عبد الحق الدهلوي في جذب القلوب إلى ديار المحبوب/ 44.

3۔ حضرت سعید بن المسیب التابعی کے حوالے سے امام یعقوبی اپنی 'تاریخ' میں لکھتے ہیں:

كَانَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يُسَمِّي سِنِي يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ بِالشُّؤْمِ، فِي السَّنَةِ الْأُوْلَى، قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ وَأَهْلُ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، وَالثَّانِيَةِ: اسْتُبِيْحَ حَرَمُ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وَانْتُهِكَتْ حُرْمَةُ الْمَدِيْنَةِ، وَالثَّالِثَةِ: سُفِكَتِ الدِّمَاءُ فِي حَرَمِ اللهِ وَحُرِقَتِ الْكَعْبَةُ(157).

"حضرت سعید بن المسیب، یزید بن معاویہ کی حکومت کے سالوں کو بدشگونی (نحوست و بدی) کا نام دیتے تھے، کیونکہ اس کی حکومت کے پہلے سال حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اہل بیت کو شہید کیا گیا۔ دوسرے سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حرم پاک (مدینہ منورہ) کو مباح کیا گیا اور مدینہ منورہ کی حرمت کو پامال کیا گیا۔ تیسرے سال اللہ تعالیٰ کے حرم (مکہ) میں خون بہایا گیا اور کعبۃ اللہ کو جلایا گیا۔"

4۔ امام یعقوب بن سفیان الفسوی (م277ھ) کا قول

امام فسوی اپنی کتاب 'المعرفۃ والتاریخ' میں بیان کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنْ مَالِكٍ: وَكَانَتِ الْحَرَّةُ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ، وَقُتِلَ يَوْمَئِذٍ مِنْ حَمَلَةِ الْقُرْآنِ سَبْعُمِائَةِ نَفْسٍ.

(157) اليعقوبي في تاريخه، 2/ 253.

سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُوْلُ: قُتِلَ يَوْمَ الْحَرَّةِ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمَازِنِيُّ وَمَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ وَمُعَاذُ بْنُ الْحَارِثِ الْقَارِيءُ وَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي عَامِرٍ.

وَعَنِ اللَّيْثِ قَالَ: كَانَتْ وَقْعَةُ الْحَرَّةِ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ لِثَلَاثٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ، ثُمَّ انْبَعَثَ مُسْرِفُ بْنُ عُقْبَةَ إِلَى مَكَّةَ قَاصِدًا عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ لِيَقْتُلَهُ بِهَا، لِأَنَّهُ فَرَّ مِنْ بَيْعَةِ يَزِيْدَ، فَمَاتَ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فِي غُضُوْنِ ذَلِكَ وَاسْتَفْحَلَ (158).

"محمد بن ضحاک، مالک سے روایت کرتے ہیں کہ واقعہ حرہ سن 63 ہجری میں پیش آیا، اور اس دن سات سو قاری قرآن شہید کیے گئے۔"

"میں نے سعید بن کثیر بن عفیر انصاری کو یوں کہتے سنا کہ حرہ کے دن (صحابی رسول) حضرت عبد اللہ بن یزید المازنی، حضرت معقل بن سنان اشجعی، معاذ بن حارث القاری اور حضرت عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر شہید کیے گئے۔"

"لیث سے مروی ہے: وہ بیان کرتے ہیں کہ واقعہ حرہ سن 63 ہجری، بدھ کے دن اُس وقت پیش آیا جب ماہِ ذی الحجہ کے (ختم ہونے میں)

---

(158) أخرجه الفسوي في المعرفة والتاريخ، سنة ثلاث وستين (وقعة الحرة)، 3/ 332-333.

تین دن باقی تھے۔ پھر مسرف (مسلم) بن عقبہ، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا کیوں کہ انہوں نے یزید کی بیعت سے اِنکار کیا تھا۔ اسی دوران یزید بن معاویہ کی موت واقع ہوگئی اور (حجاز مقدس میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا) معاملہ شدت اختیار کرگیا۔"

5۔ امام ابن جریر الطبری (م310ھ) کا قول

1۔ امام ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں واقعہ حرّہ کے حوالے سے عبدالملک بن نوفل سے روایت کیا ہے:

وَفُصِلَ ذَلِكَ الْجَيْشُ مِنْ عِنْدِ يَزِيْدَ، وَعَلَيْهِمْ مُسْلِمُ بْنُ عُقْبَةَ، وَقَالَ لَهُ: إِنْ حَدَثَ بِكَ حَدَثٌ فَاسْتَخْلِفْ عَلَى الْجَيْشِ حُصَيْنَ بْنَ نُمَيْرِ السَّكُوْنِيَّ، وَقَالَ لَهُ: أُدْعُ الْقَوْمَ ثَلَاثًا، فَإِنْ هُمْ أَجَابُوْكَ وَإِلَّا فَقَاتِلْهُمْ، فَإِذَا أُظْهِرْتَ عَلَيْهِمْ، فَأَبِحْهَا ثَلَاثًا، فَمَا فِيْهَا مِنْ مَالٍ أَوْ رِقَّةٍ أَوْ سِلَاحٍ أَوْ طَعَامٍ فَهُوَ لِلْجُنْدِ[159].

"اس لشکر کو یزید کے ہاں سے روانہ کیا گیا۔ مسلم بن عقبہ اس لشکر کا سپہ سالار تھا، اسے یزید نے کہا: اگر تمہیں کوئی حادثہ پیش آجائے تو حصین بن نمیر سکونی کو لشکر کا سپہ سالار بنا دینا۔ نیز اُس (مسلم بن عقبہ) کو یہ بھی کہا: لوگوں کو تین دن (میری بیعت کی) دعوت دینا، اگر اُنہوں نے تمہاری دعوت قبول کرلی تو فبہا، بصورتِ دیگر ان سے

(159) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 3/353، وابن الجوزي في المنتظم، 6/13.

قتال کرنا۔ اگر تمہیں ان پر غلبہ حاصل ہوگیا تو مدینہ منورہ کو تین دن کے لیے مباح کردینا اور اس میں جو مال، غلام، اسلحہ اور اشیاے خورو نوش ہاتھ آئیں وہ سب اہل لشکر کے لیے حلال ہوں گی۔"

2۔ ایک اور مقام پر امام طبری لکھتے ہیں:

أَبَاحَ مُسْلِمٌ الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثًا يَقْتُلُوْنَ النَّاسَ، وَيَأْخُذُوْنَ الْأَمْوَالَ، فَأَفْزَعَ ذَلِكَ مَنْ كَانَ بِهَا مِنَ الصَّحَابَةِ(160).

"مسلم (بن عقبہ) نے مدینہ منورہ کو تین دن کے لیے مباح کیے رکھا، وہ لوگوں کو قتل کرتے اور اموال چھینتے، تو اس صورتِ حال نے مدینہ منورہ میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شدید خوف و ہراس میں مبتلا کردیا تھا۔"

6۔ امام علی بن حسین المسعودی (م346ھ) کا قول

1۔ معروف مؤرخ علی بن حسین المسعودی واقعہ حرہ کی تفصیلات قلم بند کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

وَلَمَّا انْتَهَى الْجَيْشُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلَى الْمَوْضِعِ الْمَعْرُوْفِ بِالْحَرَّةِ، وَعَلَيْهِمْ مُسْرِفٌ، خَرَجَ إِلَى حَرْبِهِ أَهْلُهَا، عَلَيْهِمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُطِيْعٍ الْعَدَوِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ حَنْظَلَةَ الْغَسِيْلِ الْأَنْصَارِيُّ، وَكَانَتْ وَقْعَةٌ عَظِيْمَةٌ قُتِلَ فِيْهَا خَلْقٌ كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَسَائِرِ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ وَغَيْرِهِمْ مِنْ

---

(160) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 3/ 357.

سَائِرِ النَّاسِ، فَمِمَّنْ قُتِلَ مِنْ آلِ أَبِي طَالِبِ اثْنَانِ: عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَجَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَمِنْ بَنِي هَاشِمٍ مِنْ غَيْرِ آلِ أَبِي طَالِبٍ: اَلْفَضْلُ ابْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي لَهَبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَبِضْعٌ وَتِسْعُوْنَ رَجُلًا مِنْ سَائِرِ قُرَيْشٍ، وَمِثْلُهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَرْبَعَةُ آلَافٍ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ مِمَّنْ أَدْرَكَهُ الْإِحْصَاءُ دُوْنَ مَنْ لَمْ يُعْرَفْ.

وَبَايَعَ النَّاسَ عَلَى أَنَّهُمْ عَبِيْدٌ لِيَزِيْدَ، وَمَنْ أَبَى ذَلِكَ أَمَرَهُ مُسْرِفٌ عَلَى السَّيْفِ، غَيْرَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ السَّجَّادِ، وَعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ(161).

”جب یزید کا روانہ کردہ لشکر مدینہ کی ایک معروف جگہ حرہ میں پہنچا اور اس کا امیر مسرف (مسلم بن عقبہ) تھا اس کے ساتھ جنگ کے لیے اہل مدینہ نکلے اور ان کے امیر عبد اللہ بن مطیع عدوی اور عبد اللہ بن حنظلہ غسیلِ ملائکہ انصاری تھے، اور یہ عظیم معرکہ تھا جو برپا ہوا اس میں بنو ہاشم، تمام قریش، انصار اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں کی کثیر تعداد شہید ہوئی۔ آل ابو طالب میں سے جنہوں نے شہادت پائی وہ دو

(161) المسعودي في مُرُوج الذهب ومعادن الجوهر، 3/ 69-70.

افراد یہ تھے: حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب اور حضرت جعفر بن محمد بن علی بن ابی طالب، اور بنو ہاشم میں سے جنہوں نے شہادت پائی ان میں فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب، حمزہ بن عبد اللہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب اور عباس بن عتبہ بن ابی لہب بن عبد المطلب تھے۔ تمام قریش سے لگ بھگ نوے سے اوپر لوگ تھے اور اتنی ہی تعداد انصار کی تھی۔ باقی تمام لوگوں سے چار ہزار لوگ تھے جنہیں شمار کیا جاسکا اور ان کے علاوہ بہت سارے ایسے تھے جن کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا۔‘‘

’’مسرف نے لوگوں کی اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں۔ جس کسی نے انکار کیا اسے مسرف نے قتل کرنے کا حکم دیا سوائے علی بن الحسین بن علی بن ابو طالب السجاد (امام زین العابدین) اور علی بن عبد اللہ بن العباس بن عبد المطلب کے۔

2۔ یزیدی افواج کی جانب سے کعبہ معظمہ کو مجانیق سے نشانہ بنائے جانے کی تفصیلات قلم بند کرتے ہوئے مسعودی لکھتے ہیں:

وَنَصَبَ الْحُصَيْنُ فِيمَنْ مَعَهُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ الْمَجَانِيقَ وَالْعَرَّادَاتِ عَلَى مَكَّةَ وَالْمَسْجِدِ مِنَ الْجِبَالِ وَالْفِجَاجِ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ فِي الْمَسْجِدِ، وَمَعَهُ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ الثَّقَفِيُّ دَاخِلًا فِي جُمْلَتِهِ، مِنْضَافًا إِلَى بَيْعَتِهِ، مُنْقَادًا إِلَى إِمَامَتِهِ، عَلَى شَرَائِطَ شَرَطَهَا عَلَيْهِ، لَا يُخَالِفُ لَهُ رَأْيًا وَلَا يَعْصِي لَهُ أَمْرًا، فَتَوَارَدَتْ أَحْجَارُ الْمَجَانِيقِ وَالْعَرَّادَاتِ عَلَى الْبَيْتِ، وَرُمِيَ مَعَ الْأَحْجَارِ بِالنَّارِ وَالنَّفْطِ وَمُشَاقَاتِ الْكَتَّانِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ

الْمَخْرُوْقَاتِ، وَانْهَدَمَتِ الْكَعْبَةُ، وَاحْتَرَقَتِ الْبِنْيَةُ، وَوَقَعَتْ صَاعِقَةٌ فَأَحْرَقَتْ مِنْ أَصْحَابِ الْمَجَانِيْقِ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا، وَقِيْلَ: أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، وَذَلِكَ يَوْمَ السَّبْتِ لِثَلَاثٍ خَلَوْنَ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ مِنَ السَّنَةِ الْمَذْكُوْرَةِ، قَبْلَ وَفَاةِ يَزِيْدَ بِأَحَدَ عَشَرَ يَوْمًا، وَاشْتَدَّ الْأَمْرُ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ، وَاتَّصَلَ الْأَذَى بِالْأَحْجَارِ وَالنَّارِ وَالسَّيْفِ: فَفِي ذَلِكَ يَقُوْلُ أَبُوْ وَجْزَةَ الْمَدَنِيُّ:

ابْنُ نُمَيْرٍ بِئْسَ مَا تَوَلَّى
قَدْ أَحْرَقَ الْمَقَامَ وَالْمُصَلَّى(162)

”حصین بن نمیر نے اپنے شامی ساتھیوں کے ساتھ مل کر بڑی اور چھوٹی مجانیق مکہ مکرمہ اور مسجد حرام کے پہاڑوں اور راستوں سے پر نصب کیں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما مسجد حرام میں ہی تھے اور ان کے ساتھ مختار بن ابی عبید ثقفی بھی تھا جو مکمل طور پر آپ کے ساتھ تھا، آپ کی بیعت کی طرف منسوب تھا اور آپ کا تابع فرمان تھا۔ ان شرائط پر جو آپ نے اس پر عائد کی تھیں، وہ آپ کی رائے کی مخالفت کرتا تھا نہ آپ کے کسی حکم کی نافرمانی کرتا تھا۔ اچانک پے در پے چھوٹی بڑی مجانیق کے پتھر خانہ کعبہ پر برسنے شروع ہوئے اور پتھروں کے ساتھ ساتھ آگ، تیل اور روئی کے گٹھے اور اس کے علاوہ دیگر آتش گیر

(162) المسعودي في مُروج الذهب ومعادن الجوهر، 3/ 71-72.

مواد بھی پھینکا گیا، جس سے کعبہ کی عمارت منہدم ہوگئی اور جل گئی۔ ایک بجلی کڑکی جس سے مجانیق والوں میں سے گیارہ بندے جل کر خاکستر ہوگئے۔ کہا گیا ہے کہ اس سے بھی زیادہ لوگ تھے۔ یہ مذکورہ سال میں تین ربیع الاول بروز ہفتہ کا واقعہ ہے یعنی یزید کی وفات سے گیارہ دن پہلے کا، اہل مکہ (اور ابن زبیر) پر (محاصرے، سنگ زنی اور آتش بازی کی) یہ صورت حال شدید تر ہوگئی اور پتھروں، آگ اور تلوار کی تکالیف یکجا ہوگئیں۔ اسی بارے میں ابو وجزہ مدنی نے کہا ہے:

"ابن نمیر نے نہایت برا کام سر انجام دیا۔ اس نے مقام ابراہیم اور جائے نماز کو جلا دیا۔"

7۔ علامہ ابن حزم ظاہری الاندلسی (م456ھ) کا قول

یزید کے حکم سے مسجد نبوی، مدینہ طیبہ اور کعبۃ اللہ کی بے حرمتی کیے جانے کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے علامہ ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں:

وَأَمَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ رضي الله عنهما فَاسْتَجَارَ بِمَكَّةَ، فَبَقِيَ هُنَالِكَ إِلَى أَنْ أَغْزَى يَزِيْدُ الْجُيُوْشَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، حَرَمِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم، وَإِلَى مَكَّةَ حَرَمِ اللهِ تَعَالَى، فَقَتَلَ بَقَايَا الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ يَوْمَ الْحَرَّةِ. وَهِيَ أَيْضًا أَكْبَرُ مَصَائِبِ الْإِسْلَامِ وَخُرُوْمِهِ، لِأَنَّ أَفَاضِلَ الْمُسْلِمِيْنَ وَبَقِيَّةَ الصَّحَابَةِ وَخِيَارَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ جُلَّةِ التَّابِعِيْنَ قُتِلُوْا جَهْرًا ظُلْمًا فِي الْحَرْبِ وَصَبْرًا. وَجَالَتِ الْخَيْلُ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم، وَرَاثَتْ وَبَالَتْ فِي الرَّوْضَةِ بَيْنَ الْقَبْرِ

وَالْمِنبَرِ، وَلَمْ تُصَلَّ جَمَاعَةً فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، وَلَا كَانَ فِيْهِ أَحَدٌ، حَاشَا سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَإِنَّهُ لَمْ يُفَارِقِ الْمَسْجِدَ؛ وَلَوْلَا شَهَادَةُ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ عِنْدَ مُجْرِمِ بْنِ عُقْبَةَ الْمُرِّيِّ بِأَنَّهُ مَجْنُوْنٌ لَقَتَلَهُ.

وَأَكْرَهَ النَّاسَ عَلَى أَنْ يُبَايِعُوْا يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ عَلَى أَنَّهُمْ عَبِيْدٌ لَهُ، إِنْ شَاءَ بَاعَ، وَإِنْ شَاءَ أَعْتَقَ؛ وَذَكَرَ لَهُ بَعْضُهُمُ الْبَيْعَةَ عَلَى حُكْمِ الْقُرْآنِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ بِقَتْلِهِ فَضُرِبَ عُنُقُهُ صَبْرًا. وَهَتَكَ مُسْرِفٌ أَوْ مُجْرِمٌ الْإِسْلَامَ هَتْكًا، وَأَنْهَبَ الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثًا، وَاسْتُخِفَّ بِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، وَمُدَّتِ الْأَيْدِي إِلَيْهِمْ، وَانْتُهِبَتْ دُوْرُهُمْ؛ وَانْتَقَلَ هَؤُلَاءِ إِلَى مَكَّةَ -شَرَّفَهَا اللهُ تَعَالَى- فَحُوْصِرَتْ، وَرُمِيَ الْبَيْتُ بِحِجَارَةِ الْمَنْجَنِيْقِ، تَوَلَّى ذَلِكَ الْحُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرِ السَّكُوْنِيُّ فِي جُيُوْشِ أَهْلِ الشَّامِ، وَذَلِكَ لِأَنَّ مُجْرِمَ بْنَ عُقْبَةَ الْمُرِّيَّ، مَاتَ بَعْدَ وَقْعَةِ الْحَرَّةِ بِثَلَاثِ لَيَالٍ، وَوَلِيَ مَكَانَهُ الْحُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ. وَأَخَذَ اللهُ تَعَالَى يَزِيْدَ أَخْذَ عَزِيْزٍ مُقْتَدِرٍ، فَمَاتَ بَعْدَ الْحَرَّةِ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَشْهُرٍ

یزید کے حکم سے مسجد نبوی، مدینہ طیبہ اور کعبۃ اللہ کی بے حرمتی

وَأَزْيَدَ مِنْ شَهْرَيْنِ (163).

"اور رہے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تو انہوں نے مکہ میں پناہ لی اور وہیں رہے تا آنکہ یزید نے (اپنے) لشکروں کو حرم نبوی مدینہ منورہ اور حرم خدا مکہ مکرمہ پر دھاوا بولنے کے لیے روانہ کیا۔ اس لشکر نے مہاجرین و انصار میں سے زندہ رہ جانے والے صحابہ کو حرہ کے دن شہید کیا۔ (یقیناً) واقعہ حرہ اسلام کے لیے بڑی آفات و بلیات اور اذیت ناک واقعات میں سے ایک ہے، کیوں کہ مسلمانوں کی جلیل القدر ہستیاں باقی رہ جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مسلمانوں کے بہترین تابعین کو جنگ میں سر عام اور بے کسی کی حالت میں بے رحمی سے قتل کر دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مسجد میں گھوڑے گھومتے پھرتے رہے۔ انہوں نے روضہ اقدس کے اندر قبر انور اور منبر مبارک کے درمیان بول و براز سے گندگی پھیلائی۔ مسجد نبوی میں با جماعت نماز نہ ہو سکی۔ وہاں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ مسجد نبوی سے باہر نہیں نکلے۔ اگر حضرت عمرو بن عثمان بن عفان اور مروان بن الحکم آکر مجرم بن عقبہ المری (مسلم بن عقبہ) کے پاس (اُن کی جان بخشی کے لیے) ان کے مجنون ہونے کی گواہی نہ دیتے تو یقیناً وہ (بدبخت) انہیں بھی قتل کر دیتا۔

"مسلم بن عقبہ نے لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ یزید بن معاویہ کی اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اس کے غلام ہیں، اگر وہ چاہے تو انہیں

---

(163) ابن حزم في الرسائل، 2/ 140.

فروخت کر دے اور اگر چاہے تو آزاد کر دے۔ لوگوں میں سے کسی شخص نے قرآن و سنت کے مطابق بیعت لینے کا طریقہ بیان کیا تو اس نے اسے وہیں قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ سو لاچارگی کی حالت میں اس شخص کی گردن اڑا دی گئی۔ اس مسرف یا مجرم (مسلم بن عقبہ) نے اسلام کی حرمت کو پامال کیا، تین دن تک مدینہ منورہ کو لوٹا، اَصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کی اہانت کی گئی، ان پر دست درازی کی گئی اور ان کے گھروں کو لوٹا گیا۔ پھر وہ سب (لشکری) مکہ کی طرف روانہ ہو گئے، جسے اللہ تعالیٰ نے شرف سے نواز رکھا ہے۔ اُس حرم کا محاصرہ کیا گیا اور بیت اللہ پر منجنیق سے پتھر برسائے گئے۔ اَہلِ شام کے لشکر پر حصین بن نمیر السکونی نے اس (مکروہ) عمل کی سربراہی کی کیوں کہ مجرم بن عقبہ مری واقعہ حرہ کے تین دن بعد مر گیا تھا۔ اُس کی جگہ حصین بن نمیر سالارِ لشکر بنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی غالب و مقتدر شان کے مطابق یزید کی گرفت فرمائی اور وہ بھی واقعہ حرہ کے بعد تین ماہ سے بھی کم یا دو ماہ سے کچھ زیادہ عرصے میں مر گیا۔‘‘

8۔ قاضی عیاض المالکی (م544ھ) کا قول

معروف محدث اور امام قاضی عیاض مالکی اپنی کتاب ’إکمال المعلم‘ میں لکھتے ہیں:

وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُطِيعٍ كَانَ أَمِيْرًا لِقَوْمِهِ حِيْنَئِذٍ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ قِيَامِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضي الله عنهما عَلَى يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فِي جَمَاعَةِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَبَقِيَّةٍ مِنْ مَشْيَخَتِهِمْ، وَجَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ. وَعَلَى يَدَيْهِ كَانَتْ وَقْعَةُ الْحَرَّةِ فِي الْجَيْشِ الَّذِي وَجَّهَهُ يَزِيْدُ لِحَرْبِهِمْ، فَهَزَمُوْا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ وَقَتَلُوْهُمْ،

وَاسْتَبَاحُوْهُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَقُتِلَ فِيْهَا عِدَّةٌ مِنْ بَقِيَّةِ الصَّحَابَةِ وَأَبْنَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، وَعُطِّلَتِ الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تِلْكَ الْأَيَّامَ، وَالْأَذَانُ فِيْهِ(164).

”عبد اللہ بن مطیع مدینہ میں اُس وقت اپنے لوگوں پر امیر تھے جب حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، انصار و مہاجرین کی اولادوں اور ان کے بزرگوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ یزید بن معاویہ کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے۔ اُنہی کے سامنے واقعہ حرہ رونما ہوا، جسے یزید کی جانب سے اہلِ مدینہ کے ساتھ جنگ کے لیے بھیجے گئے لشکر نے بپا کیا۔ اُنہوں نے اہلِ مدینہ کو شکست دی، انہیں قتل کیا اور تین دن تک ان کے جان و مال کو مباح کیے رکھا۔ اِس واقعہ میں باقی رہ جانے والے صحابہ اور مہاجرین و انصار کے بچے شہید ہوئے اور اُن دنوں میں مسجد نبوی میں نماز اور اذان بھی معطل رہی۔“

9۔ امام ابو القاسم السہیلی (م581ھ) کا قول

سیرتِ ابن ہشام کے شارح امام ابو القاسم سہیلی بیان کرتے ہیں:

وَقُتِلَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنْ وُجُوْهِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ رضی اللہ عنہم أَلْفٌ وَسَبْعُمِائَةٍ، وَقُتِلَ مِنْ أَخْلَاطِ النَّاسِ عَشَرَةُ آلَافٍ سِوَى النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ(165).

---

(164) أخرجه القاضي عياض في إكمال المعلم بفوائد لمسلم، 6/ 260-261.

(165) السهيلي في الروض الأنف، 3/ 408، وذكره الحلبي في إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، 1/ 268.

"واقعہ حرّہ کے روز مہاجر اور انصار مسلمانوں میں سے ایک ہزار سات سو آدمی شہید کیے گئے اور دوسرے عام لوگوں میں سے عورتوں اور بچوں کے سوا دس ہزار انسان شہید کیے گئے۔"

10۔ علامہ ابو الفرج بن الجوزی (م597ھ) کا قول

معروف محدث اور نقاد علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں:

وَأَبَاحَ مُسْلِمٌ الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثًا يَقْتُلُوْنَ النَّاسَ وَيَأْخُذُوْنَ الْأَمْوَالَ(166).

"مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ کو تین دن کے لیے مباح کیے رکھا، (اس کا لشکر) لوگوں کو قتل کرتا اور اُن کے اموال چھین لیتا تھا۔"

11۔ امام ابن الاثیر الجزری (م630ھ) کا قول

معروف محدث اور مؤرخ امام ابن الاثیر الجزری لکھتے ہیں:

وَأَبَاحَ مُسْلِمٌ الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثًا يَقْتُلُوْنَ النَّاسَ، وَيَأْخُذُوْنَ الْمَتَاعَ وَالْأَمْوَالَ، فَأَفْزَعَ ذَلِكَ مَنْ بِهَا مِنَ الصَّحَابَةِ(167).

مسلم بن عقبہ نے تین دن تک مدینہ منورہ کو مباح کیے رکھا۔ اس کا لشکر لوگوں کو قتل کرتا اور اُن کے مال و متاع چھین لیتا تھا۔ اِس واقعہ نے مدینہ منورہ میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شدید خوف و ہراس میں مبتلا کیے رکھا۔

---

(166) ابن الجوزي في المنتظم، 6/ 14.

(167) ابن الأثير في الكامل، ثم دخلت سنة ثلاث وستين، 3/ 459.

12۔ سبط ابن الجوزی الحنفی (م654ھ) کا قول

1۔ علامہ سبط ابن الجوزی الحنفی (م 654 ھ) ''تذکرۃ الخواص'' میں واقعہ حرہ تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

وَلَا خِلَافَ أَنَّ يَزِيْدَ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ، وَسَبَى أَهْلَهَا، وَنَهَبَهَا، وَأَبَاحَهَا، وَتُسَمَّى وَقْعَةُ الْحَرَّةِ، وَسَبَبُهُ مَا رَوَاهُ الْوَاقِدِيُّ وَابْنُ إِسْحَاقَ وَهِشَامُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَنَّ جَمَاعَةً مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَفَدُوْا عَلَى يَزِيْدَ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَسِتِّيْنَ بَعْدَمَا قُتِلَ الْحُسَيْنُ، فَرَأَوْهُ يَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَيَلْعَبُ بِالطَّنَابِيْرِ، وَالْكِلَابِ، وَالْقُرُوْدِ، فَلَمَّا عَادُوْا إِلَى الْمَدِيْنَةِ أَظْهَرُوْا سَبَّهُ، وَخَلَعُوْهُ وَطَرَدُوْا عَامِلَهُ عُثْمَانَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَقَالُوْا: قَدِمْنَا مِنْ عِنْدِ رَجُلٍ لَا دِيْنَ لَهُ، يَسْكَرُ، وَيَدَعُ الصَّلَاةَ، وَبَايَعُوْا عَبْدَ اللهِ بْنَ حَنْظَلَةَ الْغَسِيْلِ، وَكَانَ ابْنُ حَنْظَلَةَ يَقُوْلُ: يَا قَوْمُ، وَاللهِ، مَا خَرَجْنَا عَلَى يَزِيْدَ حَتَّى خِفْنَا أَنْ نُرْمَى بِالْحِجَارَةِ مِنَ السَّمَاءِ، رَجُلٌ يَنْكِحُ الْأُمَّهَاتِ وَالْبَنَاتِ وَالْأَخَوَاتِ، وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَيَدَعُ الصَّلَاةَ، وَيَقْتُلُ أَوْلَادَ النَّبِيِّيْنَ. وَاللهِ، لَوْ يَكُوْنُ عِنْدِي أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ لَأَبْلَى اللهُ فِيْهِ بَلَاءً حَسَنًا، فَبَلَغَ الْخَبَرُ إِلَى يَزِيْدَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مُسْلِمَ بْنَ عُقْبَةَ الْمُرِّيَّ فِي جَيْشٍ كَثِيْفٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، فَأَبَاحَهَا ثَلَاثًا، وَقُتِلَ ابْنُ الْغَسِيْلِ، وَالْأَشْرَافُ، وَأَقَامَ ثَلَاثًا يَنْهَبُ الْأَمْوَالَ، وَيَهْتِكُ الْحَرِيْمَ.

وَذَكَرَ الْمَدَايِنِيُّ فِي كِتَابِ الْحَرَّةِ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانَ الْقَتْلَى يَوْمَ الْحَرَّةِ سَبْعَمِائَةٍ مِنْ وُجُوْهِ النَّاسِ مِنْ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَوُجُوْهِ الْمَوَالِي، وَأَمَّا مَنْ لَمْ يُعْرَفْ مِنْ عَبْدٍ أَوْ حُرٍّ أَوِ امْرَأَةٍ فَعَشَرَةُ آلَافٍ، وَخَاضَ النَّاسُ فِي الدِّمَاءِ حَتَّى وَصَلَتِ الدِّمَاءُ إِلَى قَبْرِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَامْتَلَأَتِ الرَّوْضَةُ وَالْمَسْجِدُ، قَالَ مُجَاهِدٌ: اِلْتَجَأَ النَّاسُ إِلَى حُجْرَةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَمِنْبَرِهِ، وَالسَّيْفُ يَعْمَلُ فِيْهِمْ(168).

”اِس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ یزید نے اَہلِ مدینہ کو ڈرایا دھمکایا، انہیں قیدی بنایا، انہیں لوٹا اور مدینہ منورہ کو (اپنے لشکر کے لیے) مباح قرار دیا، اس واقعہ کو حرہ کہتے ہیں، اور اس کا سبب امام واقدی، ابن اسحاق اور ہشام بن محمد نے یہ بیان کیا کہ علماء اَہلِ مدینہ کی ایک جماعت بصورت وفد یزید کے پاس گئی، یہ سن باسٹھ ہجری امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد کی بات ہے، تو انہوں نے اسے شراب پیتے اور باجوں، کتوں اور بندروں کے ساتھ کھیلتے (دل بہلاتے) ہوئے دیکھا۔ جب وہ مدینہ منورہ لوٹ آئے تو انہوں نے اس کے عیوب بیان کیے، اس کی بیعت توڑ دی اور اس کے گورنر عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو نکال باہر کیا۔ انہوں نے کہا: ہم ایسے شخص سے مل کر آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں ہے، (ہمہ وقت) شراب میں مدہوش (اور

(168) سبط ابن الجوزي، تذكرة الخواص (ص/ 257-262).

ڈھت) رہتا ہے اور نماز بھی نہیں پڑھتا۔ انہوں نے عبد اللہ بن حنظلہ الغسیل کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت ابن حنظلہ فرمایا کرتے تھے: اے لوگو! اللہ کی قسم! ہم نے اس وقت یزید کے خلاف بغاوت کی ہے جب ہمیں یہ خطرہ لاحق ہوگیا کہ (اگر ہم نہ اُٹھے تو) ہم پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے، کیونکہ وہ (بدکردار و بدطینت) ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں (محرم رشتوں) سے بدکاری کا اِرتکاب، شراب پیتا، نماز چھوڑ دیتا اور انبیاء کرام کی اولاد کو قتل کرتا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میرے ساتھ لوگوں میں سے کوئی ایک شخص بھی نہ ہوتا تو بھی میں یزید کے ساتھ جنگ کے دوران ضرور اپنی اعلیٰ ترین صلاحتیں بروئے کار لاتا۔ جب یزید تک یہ خبر پہنچی تو اس نے مسلم بن عقبہ مُرّی کے ساتھ ایک بہت بڑا لشکر بھیجا، جس میں اکثریت اَہلِ شام کی تھی اور اس لشکر کے لیے تین دن کے لیے مدینہ منورہ حلال کر دیا، اس حملے کے نتیجے میں ابن غسیل (عبد اللہ بن حنظلہ) اور دوسرے کئی معزز لوگ شہید کر دیے گئے۔ وہ لشکر تین دن تک وہاں رک کر لوٹ مار کرتا رہا اور حرمِ نبوی کا تقدس پامال کرتا رہا۔"

"امام مدائینی کتاب الحرہ میں امام زہری سے بیان کرتے ہیں کہ واقعہ حرّہ کے دن سات سو بڑے جید، اہم لوگ اور متدیّن اکابر شہید کیے گئے جن میں سے قریش، انصار، مہاجرین کے قبائل کے بڑے بڑے سردار اور ان کے آزاد کردہ غلام تھے، اور جو غیر معروف غلام، آزاد لوگ اور عورتیں شہید کیے گئے ان کی تعداد دس ہزار تھی۔ اہل مدینہ کی اس قدر خون ریزی کی گئی کہ یہ خون حرم روضہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ تک جا پہنچا، اور روضۂ انور اور مسجد نبوی

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خون سے تر ہو گئے، مجاہد کہتے ہیں: لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حجرۂ مبارک اور منبر مبارک کے درمیان پناہ لیتے لیکن وہاں بھی (اس یزیدی لشکر کی) تیغ جفا انہیں ستم کا نشانہ بنانے سے دریغ نہ کرتی۔"

2۔ ایک اور مقام پر سبط ابن الجوزی لکھتے ہیں:

وَلَدَتْ أَلْفُ امْرَأَةٍ بَعْدَ الْحَرَّةِ مِنْ غَيْرِ زَوْجٍ. وَغَيْرُ الْمَدَايِنِيِّ يَقُوْلُ: عَشَرَةُ آلَافِ امْرَأَةٍ.

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: أَلَيْسَ قَدْ رَضِيَ يَزِيْدُ بِذَلِكَ، وَأَمَرَ بِهِ، وَشَكَرَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ عَلَى فِعْلِهِ، ثُمَّ سَارَ مُسْلِمُ بْنُ عُقْبَةَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَمَاتَ فِي الطَّرِيْقِ، فَأَوْصَى إِلَى الْحُصَيْنِ بْنِ نُمَيْرٍ، فَضَرَبَ الْكَعْبَةَ بِالْمَجَانِيْقِ، وَهَدَمَهَا وَأَحْرَقَهَا، وَجَاءَ نَعْيُ يَزِيْدَ -لَعَنَهُ اللهُ- فِي رَبِيْعٍ...(169).

"واقعہ حرہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے بغیر شوہر کے بچے پیدا کیے جب کہ مدائنی کے علاوہ دوسروں نے یہ تعداد دس ہزار بیان کی ہے۔" (العیاذ باللہ)

"شعبی بیان کرتے ہیں کہ کیا یزید کی مرضی اور منشا اس میں شامل نہ تھی اور کیا یزید نے اس قتل و غارت کا حکم نہیں دیا تھا؟ کیا اس نے مروان بن حکم کا (اس غیر انسانی اقدام اور مذموم و لائق نفرت فعل

---

(169) سبط ابن الجوزي، تذكرة الخواص (ص/ 257-262).

پر) شکریہ ادا نہیں کیا تھا؟ پھر مسلم بن عقبہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف چل نکلا اور راستے میں ہی اُس کی موت واقع ہوگئی۔ اس نے حصین بن نمیر کو سالار بنانے کی وصیت کی، اس نے کعبہ پر منجنیقوں سے حملہ کیا اور اسے گرایا اور اسے آگ لگائی۔ پھر ربیع الاول کے مہینے میں یزید کی موت کی خبر آئی۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو۔"

13۔ابن دحیہ کلبی (م633ھ) کا قول

علامہ علی بن ابراہیم الحلبی اپنی معروف کتابِ سیرت میں ابن دحیہ کلبی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے یزیدی افواج کی جانب سے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بے حرمتی کا ذکر یوں کیا ہے:

وَفِي التَّنْوِيْرِ لِابْنِ دِحْيَةَ: وَقُتِلَ مِنْ وُجُوْهِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ أَلْفٌ وَسَبْعُمِائَةٍ، وَمِنْ حَمَلَةِ الْقُرْآنِ سَبْعُمِائَةٍ وَجَالَتِ الْخَيْلُ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، وَرَاثَتْ بَيْنَ الْقَبْرِ الشَّرِيْفِ وَالْمِنبَرِ، وَاخْتَفَتْ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى دَخَلَتِ الْكِلَابُ الْمَسْجِدَ، وَبَالَتْ عَلٰى مِنبَرِهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم.

وَلَمْ يَرْضَ أَمِيْرُ ذٰلِكَ الْجَيْشِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ إِلَّا بِأَنْ يُبَايِعُوْهُ لِيَزِيْدَ عَلٰى أَنَّهُمْ خَوَلٌ أَيْ: عَبِيْدٌ لَهُ، إِنْ شَاءَ بَاعَ وَإِنْ شَاءَ أَعْتَقَ، حَتّٰى قَالَ لَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ: اَلْبَيْعَةُ عَلٰى كِتَابِ اللهِ

وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، فَضَرَبَ عُنُقَهُ(١٧٠).

"ابن دحیہ کی کتاب 'تنویر' میں ہے کہ مہاجرین و انصار میں سے ایک ہزار سات سو (1700) آدمی ہلاک کر دیے گئے اور سات سو (700) قرآن پاک کے حافظ قتل کیے گئے۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے گئے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے روضہ پاک اور منبر شریف کے درمیان لید اور گوبر کیا۔ اہل مدینہ (اپنے گھروں میں) روپوش ہوگئے۔ کتے مسجد نبوی میں داخل ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے منبر پر پیشاب کر جاتے تھے۔"

"اس ناپاک لشکر کا سپہ سالار اس شرط کے سوا کسی بات پر راضی نہیں تھا کہ مدینے والے یزید کی خلافت کے لیے اس طرح بیعت کریں کہ وہ یزید کے غلام ہیں وہ چاہے تو ان کو فروخت کر دے اور چاہے تو آزاد کر دے۔ اس شخص کی اس بیہودہ شرط پر مدینہ کے بعض لوگوں نے کہا کہ بیعت تو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت پر ہی ہوسکتی ہے۔ اِس پر اُس شخص نے ایسا کہنے والے کی گردن اڑا دی۔"

14۔ امام ابو عبد اللہ القرطبی (م671ھ) کا قول

معروف مفسر امام قرطبی کے حوالے سے مؤرّخِ مدینہ علامہ سمہودی لکھتے ہیں:

قَالَ الْقُرْطُبِيُّ: وَوَجَّهَ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ مُسْلِمَ بْنَ عُقْبَةَ الْمُرِّيَّ فِي جَيْشٍ عَظِيْمٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، فَنَزَلَ بِالْمَدِيْنَةِ، فَقَاتَلَ أَهْلَهَا،

---

(١٧٠) الحلبي في إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، 1/ 266-269.

فَهَزَمَهُمْ، وَقَتَلَهُمْ بِحَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ قَتْلًا ذَرِيْعًا، وَاسْتَبَاحَ الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَسُمِّيَتْ وَقْعَةُ الْحَرَّةِ لِذَلِكَ، ... فَقَتَلَ بَقَايَا الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَخِيَارِ التَّابِعِيْنَ، وَهُمْ أَلْفٌ وَسَبْعُمِائَةٍ، وَقَتَلَ مِنْ أَخْلَاطِ النَّاسِ عَشَرَةَ آلَافٍ سِوَى النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ، وَقَتَلَ بِهَا مِنْ حَمَلَةِ الْقُرْآنِ سَبْعَمِائَةِ رَجُلٍ، وَمِنْ قُرَيْشٍ سَبْعَةً، وَتِسْعُوْنَ قُتِلُوْا ظُلْمًا فِي الْحَرْبِ صَبْرًا(١٧١).

"امام قرطبی بیان کرتے ہیں کہ یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ المری کی قیادت میں اہل شام کا ایک عظیم لشکر بھیجا، جس نے مدینہ منورہ پہنچ کر اہل مدینہ سے قتل و غارت گری شروع کر دی۔ انہوں نے مدینہ منورہ کے (مقام) حرہ پر قتلِ عام کیا۔ مدینہ منورہ کو تین دن تک (ہر حرام کام کے لیے) حلال کر دیا۔ یوں اہل مدینہ کو شکست دی۔ بایں وجہ اسے مدینہ کے واقعۂ حرہ کا نام دیا گیا۔ ... اسی لشکرِ یزید نے باقی رہ جانے والے مہاجرین و انصار (صحابہ) اور خیار تابعین کو شہید کر ڈالا جن کی تعداد سترہ سو (1700) تھی۔ عامۃ الناس میں سے بچوں اور عورتوں کے علاوہ دس ہزار مسلمان شہید کیے۔ مدینہ میں قرآن مجید کے سات سو ماہرین شہید کیے اور قریش میں سے سات سو لوگوں کو شہید کیا۔ نوے لوگوں کو جنگ میں محصور کر کے مظلومی اور لاچارگی کی حالت میں شہید کیا گیا۔"

---

(١٧١) السمهودي في وفاء الوفاء بأخبار النبي المصطفى صلى الله عليه وعلى آله وسلم، 1/102.

15۔ علامہ تقی الدین بن تیمیہ (م728ھ) کا قول

1۔ علامہ ابن تیمیہ واقعہ حرہ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

وَأَمَّا مَا فَعَلَهُ بِأَهْلِ الْحَرَّةِ، فَإِنَّهُمْ لَمَّا خَلَعُوْهُ وَأَخْرَجُوْا نُوَّابَهُ وَعَشِيْرَتَهُ، أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ يَطْلُبُ الطَّاعَةَ، فَامْتَنَعُوْا، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ مُسْلِمَ بْنَ عُقْبَةَ الْمُرِّيَّ، وَأَمَرَهُ إِذَا ظَهَرَ عَلَيْهِمْ أَنْ يُبِيْحَ الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ. وَهَذَا هُوَ الَّذِي عَظَّمَ إِنْكَارُ النَّاسِ لَهُ مِنْ فِعْلِ يَزِيْدَ. وَلِهَذَا قِيْلَ لِأَحْمَدَ: أَتَكْتُبُ الْحَدِيْثَ عَنْ يَزِيْدَ؟ قَالَ: لَا، وَلَا كَرَامَةَ. أَوَ لَيْسَ هُوَ الَّذِي فَعَلَ بِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَا فَعَلَ؟(172).

”جو کچھ یزید نے اہل حرہ کے ساتھ کیا تو انہوں نے اس کی بیعت کو توڑ دیا اور اس کے نائبین اور خاندان والوں کو نکال دیا۔ پھر وہ ان سے اپنی اطاعت (بالجبر) لینے کے لیے یکے بعد دیگرے ان کی طرف نمائندے بھیجتا رہا لیکن وہ اس سے باز رہے۔ بالآخر اس نے مسلم بن عقبہ مری کو ان کی طرف روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ اگر وہ ان پر غلبہ پالے تو تین دن کے لیے مدینہ کو مباح کردے۔ یزید کا یہی وہ شنیع عمل ہے جسے لوگوں نے بہت زیادہ ناپسند کیا ہے۔ اسی لیے جب امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا: کیا آپ یزید سے مروی حدیث لکھتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: ہرگز نہیں! اس کے لیے کوئی کرامت اور توقیر نہیں۔ کیا یہ وہی شخص نہیں جس نے اہل مدینہ پر طرح طرح

(172) ابن تيمية في منهاج السنة النبوية، 4/ 575.

﴾ یزید کے حکم سے مسجد نبویؐ، مدینہ طیبہ اور کعبۃ اللہ کی بے حرمتی کے ظلم ڈھائے گئے؟“

2۔ ایک اور مقام پر علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وَأَمَّا الْأَمْرُ الثَّانِي: فَإِنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ النَّبَوِيَّةِ نَقَضُوا بَيْعَتَهُ، وَأَخْرَجُوا نُوَّابَهُ وَأَهْلَهُ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ جَيْشًا، وَأَمَرَهُ إِذَا لَمْ يُطِيعُوهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ أَنْ يَدْخُلَهَا بِالسَّيْفِ وَيُبِيحَهَا ثَلَاثًا، فَصَارَ عَسْكَرُهُ فِي الْمَدِينَةِ النَّبَوِيَّةِ ثَلَاثًا يَقْتُلُونَ وَيَنْهَبُونَ وَيَفْتَضُّونَ الْفُرُوجَ الْمُحَرَّمَةَ، ثُمَّ أَرْسَلَ جَيْشًا إِلَى مَكَّةَ الْمُشَرَّفَةِ، فَحَاصَرُوا مَكَّةَ، وَتُوُفِّيَ يَزِيدُ وَهُمْ مُحَاصِرُونَ مَكَّةَ، وَهَذَا مِنَ الْعُدْوَانِ وَالظُّلْمِ الَّذِي فُعِلَ بِأَمْرِهِ[173].

”رہا دوسرا مسئلہ تو وہ یوں ہے کہ مدینہ منورہ کے لوگوں نے (اس کی سفاکیت اور دین بیزاری کی وجہ سے) اس کی بیعت کو توڑ دیا تھا اور اس کے نائبین اور خاندان والوں کو نکال دیا تھا۔ اس نے ان کی طرف ایک لشکر بھیجا اور اسے حکم دیا کہ اگر وہ لوگ تین دن میں اس کی اطاعت قبول نہ کریں تو وہ تلوار کے زور پر مدینہ میں داخل ہوجائے اور اسے تین دن تک مباح کردے۔ اس کے لشکری مدینہ منورہ میں تین دن تک اس طرح رہے کہ وہ وہاں قتل و غارت گری کرتے رہے، (اہل مدینہ کا) مال و متاع چھینتے رہے اور (ان کی خواتین اور بچیوں کی) عصمت دری کرتے رہے۔ پھر اس نے ایک لشکر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے مکہ کا محاصرہ کرلیا۔ اسی اثناء میں یزید

---

(173) ابن تيمية في مجموع الفتاوى، 3/ 412.

کی موت ہوگئی جب کہ وہ مکہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ یہ وہ سرکشی اور ظلم و درندگی ہے جسے یزید کے حکم سے روا رکھا گیا۔"

16۔ امام شمس الدین الذہبی (م748ھ) کا قول

امام شمس الدین الذہبی لکھتے ہیں:

رُوِيَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قُتِلَ يَوْمَ الْحَرَّةِ مِنْ حَمَلَةِ الْقُرْآنِ سَبْعُمِائَةٍ.

قُلْتُ: وَلَمَّا فَعَلَ يَزِيْدُ بِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَا فَعَلَ، وَقَتَلَ الْحُسَيْنَ وَإِخْوَتَهُ وَآلَهُ، وَشَرِبَ يَزِيْدُ الْخَمْرَ وَارْتَكَبَ أَشْيَاءَ مُنْكَرَةً، بَغَضَهُ النَّاسُ وَخَرَجَ عَلَيْهِ غَيْرُ وَاحِدٍ، وَلَمْ يُبَارِكِ اللهُ فِي عُمْرِهِ(174).

"امام مالک بن انس سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے: حرہ کے روز 700 حاملین قرآن (حفاظِ قرآن) شہید کردیے گئے۔"

"میں کہتا ہوں: یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ جو کیا، سو کیا۔ لیکن اُس (شقی القلب) نے امام حسین علیہ السلام، ان کے بھائیوں اور ان کی آل کو بھی شہید کیا۔ یزید نے شراب نوشی کی اور ممنوعات و محرمات کا ارتکاب کیا تو لوگوں نے اسے ناپسند کیا اور بہت سارے لوگ اس کے خلاف (علمِ بغاوت تھام کر) نکل کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی

(174) الذهبي في تاريخ الإسلام في حوادث سنة 63 هـ، 5/ 30، والكتبي في فوات الوفيات، 2/ 641، والسيوطي في تاريخ الخلفاء/ 209.

یزید کے حکم سے مسجد نبوی، مدینہ طیبہ اور کعبۃ اللہ کی بے حرمتی

عمر سے برکت اٹھالی (اور وہ بہت جلد مر گیا)۔"

17۔ امام ابو محمد الیافعی (م768ھ) کا قول

امام ابو محمد الیافعی لکھتے ہیں:

سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ: فِيْهَا كَانَتْ وَقْعَةُ الْحَرَّةِ: ... فَالْتَقَوْا بِظَاهِرِ الْمَدِيْنَةِ لِثَلَاثٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَقُتِلَ مِنْ أَوْلَادِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ مَا نَيَّفَ عَلَى ثَلَاثِ مِائَةٍ، وَقُتِلَ مِنَ الصَّحَابَةِ: مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ حَنْظَلَةَ ابْنُ الْغَسِيْلِ الْأَنْصَارِيُّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيُّ الَّذِي حَكَى وُضُوْءَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم.

وَمِمَّنْ قُتِلَ يَوْمَئِذٍ مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي كَعْبٍ، وَمُعَاذُ بْنُ الْحَارِثِ أَبُوْ حَلِيْمَةَ الْأَنْصَارِيُّ الَّذِي أَقَامَهُ عُمَرُ يُصَلِّي التَّرَاوِيْحَ بَيْنَ النَّاسِ، وَيَعْقُوْبُ مِنْ نَسْلِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ التَّيْمِيِّ، وَكَثِيْرُ بْنُ أَفْلَحَ أَحَدُ كُتَّابِ الْمَصَاحِفِ الَّذِي أَرْسَلَهَا عُثْمَانُ، وَأَبُوْهُ أَفْلَحُ مَوْلَى أَبِي أَيُّوْبَ(175).

---

(175) أخرجه اليافعي في مرآة الجنان وعبرة اليقظان في معرفة ما يعتبر من حوادث الزمان، السنة/ 63هـ، 1/ 111-112، وابن العماد في شذرات الذهب في أخبار الذهب، سنة ثلاث وستين، 283-285.

"واقعہ حرہ 27 ذی الحجہ 63 ہجری میں پیش آیا، جس میں مہاجرین و انصار کی اولاد میں سے تین سو سے زیادہ افراد شہید کر دیے گئے اور صحابہ کرام میں سے حضرت معقل بن سنان اشجعی، اور غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ کے صاحبزادے عبد اللہ بن حنظلہ انصاری اور حضرت عبد اللہ بن زید بن عاصم المازنی رضی اللہ عنہ - جنہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی وضو مبارک کی روایات بیان کیں - شہید کر دیے گئے۔"

"اس روز قتل کیے جانے والے لوگوں میں محمد بن ثابت بن قیس بن شماس، محمد بن عمرو بن حزم، محمد بن ابی جہم بن حذیفہ، محمد بن ابی بن کعب، معاذ بن حارث ابو حلیمہ انصاری، جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے درمیان تراویح کا امام مقرر فرمایا تھا، اور یعقوب جو حضرت طلحہ بن عبید اللہ التیمی کی نسل سے تھے، اور کثیر بن افلح شامل ہیں، جو کہ قرآن کریم کے ان کاتبین میں سے تھے جنہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کتابتِ قرآن کے لیے تعینات کیا تھا۔ ان کے والد حضرت افلح حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔"

18۔ حافظ عماد الدین بن کثیر (م774ھ) کا قول

حافظ ابن کثیر (م774ھ) 'البدایہ والنہایہ' میں بیان کرتے ہیں:

وَقَدْ أَخْطَأَ يَزِيْدُ خَطَأً فَاحِشًا فِي قَوْلِهِ لِمُسْلِمِ بْنِ عُقْبَةَ أَنْ يُبِيْحَ الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَهَذَا خَطَأٌ كَبِيْرٌ فَاحِشٌ، مَعَ مَا انْضَمَّ إِلَى ذَلِكَ مِنْ قَتْلِ خَلْقٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَأَبْنَائِهِمْ، وَقَدْ تَقَدَّمَ أَنَّهُ قُتِلَ الْحُسَيْنُ وَأَصْحَابُهُ عَلَى يَدَيْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ. وَقَدْ وَقَعَ فِي

هَذِهِ الثَّلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الْمَفَاسِدِ الْعَظِيْمَةِ فِي الْمَدِيْنَةِ النَّبَوِيَّةِ مَا لَا يُحَدُّ وَلَا يُوْصَفُ، مِمَّا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللهُ عَزَّوَجَلَّ.

وَقَدْ أَرَادَ -يَعْنِي يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ- بِإِرْسَالِ مُسْلِمِ بْنِ عُقْبَةَ تَوْطِيْدَ سُلْطَانِهِ وَمُلْكِهِ، وَدَوَامَ أَيَّامِهِ، مِنْ غَيْرِ مُنَازِعٍ، فَعَاقَبَهُ اللهُ بِنَقِيْضِ قَصْدِهِ، وَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهِيْهِ، فَقَصَمَهُ اللهُ قَاصِمَ الْجَبَابِرَةِ، وَأَخَذَهُ أَخْذَ عَزِيْزٍ مُقْتَدِرٍ. ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ ٱلْقُرَىٰ وَهِىَ ظَٰلِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُۥٓ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾ [هود، 11/ 102] (176).

”مسلم بن عقبہ کو یہ حکم دے کر یزید نے بہت بڑی غلطی کی کہ وہ مدینہ منورہ کو تین دن کے لیے مباح کردے۔ یقیناً یہ انتہائی بھیانک غلطی تھی۔ اِس کے ساتھ ساتھ اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کی اولادوں کی ایک کثیر تعداد کو شہید کیا تھا۔ یہ بھی پہلے گزر چکا ہے کہ امام حسین علیہ السلام اور ان کے اَصحاب عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ اِن تین دنوں میں مدینہ منورہ میں بہت بڑے پیمانے پر فسادات رُونما ہوئے جنھیں نہ شمار کیا جاسکتا ہے اور نہ بیان کیا جاسکتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔“

”یزید نے اپنی سلطنت و بادشاہت کو مضبوط کرنے اور اپنے دورِ حکومت کو کسی قسم کی مخالفت کے بغیر دوام بخشنے کے اِرادے سے مسلم بن عقبہ کو (اپنا نائب بنا کر) بھیجا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے مذموم

(176) ابن كثير في البداية والنهاية، سنة ثلاث وستين، 8/ 222.

عزائم کو توڑ کر اسے سزا دی اور اس کے اور اس کی خواہشات کے درمیان حائل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جابروں کے توڑنے کی طرح توڑا اور ایک غالب اور مقتدر ہستی کے طور پر اس کی پکڑ کی (جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے): 'اور اسی طرح آپ کے رب کی پکڑ ہوا کرتی ہے جب وہ بستیوں کی اس حال میں گرفت فرماتا ہے کہ وہ ظالم (بن چکی) ہوتی ہیں۔ بے شک اس کی گرفت دردناک (اور) سخت ہوتی ہےO' (لہٰذا وہ بدبخت مکہ مکرمہ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں ہی مرگیا۔)"

19۔ حافظ ابن حجر العسقلانی (م852ھ) کا قول

1۔ معروف محدث، شارح اور ماہر اَسماء الرجال حافظ ابن حجر العسقلانی 'فتح الباری' میں لکھتے ہیں:

فَجَهَّزَ إِلَيْهِمْ جَيْشًا مَعَ مُسْلِمِ بْنِ عُقْبَةَ الْمُرِّيِّ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْعُوَهُمْ ثَلَاثًا، فَإِنْ رَجَعُوْا وَإِلَّا فَقَاتِلْهُمْ، فَإِذَا ظَهَرْتَ، فَأَبِحْهَا لِلْجَيْشِ ثَلَاثًا، ثُمَّ اكْفُفْ عَنْهُمْ، فَتَوَجَّهَ إِلَيْهِمْ، فَوَصَلَ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ، فَحَارَبُوْهُ وَكَانَ الْأَمِيْرُ عَلَى الْأَنْصَارِ عَبْدَ اللهِ بْنَ حَنْظَلَةَ، وَعَلَى قُرَيْشٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُطِيْعٍ، وَعَلَى غَيْرِهِمْ مِنَ الْقَبَائِلِ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ الْأَشْجَعِيَّ، وَكَانُوْا اتَّخَذُوْا خَنْدَقًا، فَلَمَّا وَقَعَتِ الْوَقْعَةُ انْهَزَمَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ، فَقُتِلَ ابْنُ حَنْظَلَةَ وَفَرَّ ابْنُ مُطِيْعٍ، وَأَبَاحَ مُسْلِمُ بْنُ عُقْبَةَ الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثًا، فَقُتِلَ جَمَاعَةٌ صَبْرًا، مِنْهُمْ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ

أَبِي الْجَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ، وَيَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ، وَبَايَعَ الْبَاقِينَ عَلَى أَنَّهُمْ خَوَلٌ لِيَزِيدَ(177).

جب یزید کو پتہ چلا (کہ اہل مدینہ نے اُس کی بیعت توڑ دی ہے) تو اُس نے مسلم بن عقبہ مُرّی کی معیت میں ایک لشکر اہل مدینہ کی طرف روانہ کیا، اور اسے حکم دیا کہ وہ تین دن تک (انہیں میری اطاعت کی) دعوت دے اگر انہوں نے اپنے مؤقف سے رجوع کر لیا تو فبہا ،وگرنہ ان سے قتال کرو، اور جب تم غالب آ جاؤ تو مدینہ کو تین دن تک لشکر کے لیے مباح کر دو پھر ان سے رک جاؤ۔ پس وہ (مسلم بن عقبہ) ان کی طرف چل پڑا اور ذو الحجہ سن 63 ہجری میں پہنچا۔ اَہل مدینہ نے اس کا مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں انصار کے امیر حضرت عبد اللہ بن حنظلہ الغسیل تھے، قریش کے امیر عبد اللہ بن مطیع تھے اور دیگر قبائل کے امیر حضرت معقل بن یسار الاشجعی تھے۔ انہوں نے خندق کھود رکھی تھی پھر جب واقعہ پیش آیا اہل مدینہ کو شکست ہوئی اور ابن حنظلہ شہید ہوگئے اور ابن مطیع نے فرار ہونے میں عافیت جانی۔ مسلم بن عقبہ نے (یزید کے حکم پر) مدینہ منورہ کو تین دن کے لیے مباح کر دیا۔ اَہل مدینہ کی ایک جماعت انتہائی کسمپرسی کی حالت میں شہید ہوگئی جس میں حضرت معقل بن سنان، محمد بن ابی جہم بن حذیفہ اور یزید بن عبد اللہ بن زمعہ بھی شامل تھے۔ باقی بچ جانے والوں کے ساتھ مسلم بن عقبہ نے اس شرط پر بیعت کر لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں۔"

---

(177) العسقلاني في فتح الباري، 13/ 70-71.

2۔ حافظ ابن حجر العسقلانی 'الاصابہ فی تمیز الصحابہ' میں لکھتے ہیں:

وَقَدْ أَفْحَشَ مُسْلِمٌ الْقَوْلَ وَالْفِعْلَ بِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ، وَأَسْرَفَ فِي قَتْلِ الْكَبِيْرِ وَالصَّغِيْرِ حَتَّى سَمَّوْهُ مُسْرِفًا، وَأَبَاحَ الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لِذَلِكَ، وَالْعَسْكَرُ يَنْهَبُوْنَ وَيَقْتُلُوْنَ وَيَفْجُرُوْنَ، ثُمَّ رُفِعَ الْقَتْلُ، وَبَايَعَ مَنْ بَقِيَ عَلَى أَنَّهُمْ عَبِيْدٌ لِيَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، وَتَوَجَّهَ بِالْعَسْكَرِ إِلَى مَكَّةَ؛ لِيُحَارِبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ لِتَخَلُّفِهِ عَنِ الْبَيْعَةِ لِيَزِيْدَ، فَعُوْجِلَ بِالْمَوْتِ، فَمَاتَ بِالطَّرِيْقِ، وَذَاكَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ، وَاسْتَمَرَّ الْجَيْشُ إِلَى مَكَّةَ، فَحَاصَرُوْا ابْنَ الزُّبَيْرِ، وَنَصَبُوْا الْمَنْجَنِيْقَ عَلَى أَبِي قُبَيْسٍ، فَجَاءَهُمُ الْخَبَرُ بِمَوْتِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، وَانْصَرَفُوْا، وَكَفَى اللهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ(178).

"مسلم (بن عقبہ) نے قول و فعل میں اہلِ مدینہ کے ساتھ نہایت بیہودہ اور قبیح رویہ اِختیار کیا۔ اس نے ہر چھوٹے بڑے شخص کو بے دریغ قتل کیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کا نام (مسلم بن عقبہ کی بجائے) مسرف (بن عقبہ) رکھ دیا۔ اس نے قتلِ عام کے لیے تین دن مدینہ کو مباح قرار دے دیا۔ جب کہ لشکرِ یزید خوب لوٹ مار، قتل وغارت اور بدکاری و زنا کا ارتکاب کرتا رہا، پھر قتل کی ممانعت کر دی گئی، اور باقی لوگوں سے (مجبوراً) اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید بن معاویہ کے غلاموں کی حیثیت سے رہیں گے۔ پھر مسلم بن عقبہ لشکر لیے مکہ کی

(178) العسقلاني في الإصابة، 6/ 294، الرقم/ 8420.

طرف روانہ ہوا، تاکہ وہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس بات کے سبب جنگ کرے کہ انہوں نے یزید کی بیعت سے روگردانی کی تھی۔ اسے جلد ہی موت نے آلیا اور وہ راستے میں ہی مر گیا۔ یہ سن 63ھ کا واقعہ ہے۔ لشکر مکہ کی طرف بڑھتا رہا، انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرلیا، اور جبل ابو قبیس پر منجنیق نصب کرلی۔ پھر انہیں یزید بن معاویہ کی موت کی خبر پہنچی تو لشکر واپس (شام) لوٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ مومنین کو قتال (سے بچانے) کے لیے کافی ہوگیا۔"

3۔ حافظ ابن حجر العسقلانی 'تہذیب التہذیب' میں لکھتے ہیں:

أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ مُسْلِمَ بْنَ عُقْبَةَ الْمُرِّيَّ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَسْتَبِيحَ الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَأَنْ يُبَايِعَهُمْ عَلَى أَنَّهُمْ خَوَلٌ وَعَبِيدٌ لِيَزِيدَ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا نَهَضَ إِلَى مَكَّةَ لِحَرْبِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَفَعَلَ بِهَا مُسْلِمٌ الْأَفَاعِيلَ الْقَبِيحَةَ، وَقَتَلَ بِهَا خَلْقًا مِنَ الصَّحَابَةِ وَأَبْنَائِهِمْ وَخِيَارِ التَّابِعِينَ، وَأَفْحَشَ الْقَضِيَّةَ إِلَى الْغَايَةِ، ثُمَّ تَوَجَّهَ إِلَى مَكَّةَ، فَأَخَذَهُ اللهُ تَعَالَى قَبْلَ وُصُوْلِهِ، وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْجَيْشِ حُصَيْنَ بْنَ نُمَيْرٍ السَّكُوْنِيَّ، فَحَاصَرُوْا ابْنَ الزُّبَيْرِ، وَنَصَبُوْا عَلَى الْكَعْبَةِ الْمَنْجَنِيقَ، فَأَدَّى ذَلِكَ إِلَى وَهْيِ أَرْكَانِهَا وَوَهْيِ بِنَائِهَا ثُمَّ أُحْرِقَتْ، وَفِي أَثْنَاءِ أَفْعَالِهِمُ الْقَبِيحَةِ فُجِئَهُمُ الْخَبَرُ بِهَلَاكِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَرَجَعُوْا. وَكَفَى اللهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ، وَكَانَ هَلَاكُهُ فِي نِصْفِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَسِتِّيْنَ وَلَمْ

يُكْمِلِ الْأَرْبَعِيْنَ(179).

”یزید نے اہلِ مدینہ کی طرف مسلم بن عقبہ مُری کو روانہ کیا۔ اُسے یہ حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ کو تین دن کے لیے مباح کر دے اور اہلِ مدینہ کی بیعت اس شرط پر لے کر وہ یزید کے اَدنیٰ خادم اور غلام ہیں۔ پھر جب وہ اہل مدینہ سے (قتال کرکے) فارغ ہوا تو اہل مکہ کی طرف عازم سفر ہوا تاکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرسکے۔ مسلم بن عقبہ نے مدینہ میں افعال قبیحہ کا ارتکاب کیا، اور وہاں اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ان کے بیٹوں اور برگزیدہ تابعین کا بے دریغ قتل کیا اور اس مسئلہ کو انتہائی بھیانک صورت تک لے گیا۔ اس نے اپنا رُخ مکہ کی طرف کیا لیکن وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی گرفت کر لی تو اس (بد بخت) نے (قبل از مرگ) حصین بن نمیر سکونی کو لشکر کا سپہ سالار بنا دیا۔ انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا اور خانہ کعبہ پر (سنگ زنی کے لیے) منجنیق نصب کر دی۔ اس نے کعبہ کے کونوں اور اس کی عمارت کو کمزور کر دیا۔ پھر کعبہ کو جلا دیا گیا۔ ان کی اِنہی بد اعمالیوں کے دوران انہیں اچانک یزید کی موت کی خبر پہنچی تو وہ واپس شام کی طرف لوٹ گئے۔ یوں اللہ تعالیٰ مومنوں کے قتال کے لیے کافی ہوگیا۔ یزید کی ہلاکت 15 ربیع الاول سن 64 ہجری میں ہوئی۔ وہ اپنی عمر کے چالیس سال بھی مکمل نہ کر سکا۔“

20۔ امام جلال الدین سیوطی (م911ھ) کا قول

اہل مدینہ پر یزیدی افواج کے ظلم و بربریت کی دل خراش تفصیلات امام سیوطی

(179) العسقلاني في تهذيب التهذيب، 11/ 316، الرقم/ 600.

نے اپنی کتاب 'تاریخ الخلفاء' میں بیان کی ہیں:

وَفِي سَنَةِ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ بَلَغَهُ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ خَرَجُوْا عَلَيْهِ وَخَلَعُوْهُ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ جَيْشًا كَثِيْفًا، وَأَمَرَهُمْ بِقِتَالِهِمْ، ثُمَّ الْمَسِيْرِ إِلَى مَكَّةَ لِقِتَالِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَجَاؤُوْا وَكَانَتْ وَقْعَةُ الْحَرَّةِ عَلَى بَابِ طَيْبَةَ، وَمَا أَدْرَاكَ مَا وَقْعَةُ الْحَرَّةِ؟ ذَكَرَهَا الْحَسَنُ مَرَّةً، فَقَالَ: وَاللهِ، مَا كَادَ يَنْجُوْ مِنْهُمْ أَحَدٌ، قُتِلَ فِيْهَا خَلْقٌ مِنَ الصَّحَابَةِ رضي الله عنهم وَمِنْ غَيْرِهِمْ، وَنُهِبَتِ الْمَدِيْنَةُ، وَافْتُضَّ فِيْهَا أَلْفُ عَذْرَاءَ، فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ(١٨٥).

سن 63ھ میں یزید کو اطلاع ملی کہ مدینہ والوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کی بیعت توڑ دی ہے۔ اس اطلاع پر یزید نے ایک بڑی فوج مدینہ پر حملہ کے لیے بھیجی اور انہیں ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کر دینے کے لیے مکہ پر چڑھائی کی۔ چنانچہ (یزید کا) لشکر آن پہنچا۔ بابِ طیبہ پر واقعہ حرہ پیش آیا۔ جانتے ہو جنگ حرہ کیا چیز ہے؟ سنو! اس کی بابت حضرت حسن بصری نے ایک مرتبہ بیان فرمایا تھا: قریب تھا کہ اہل مدینہ میں سے کوئی ایک فرد بھی زندہ نہ بچ پاتا۔ اس معرکے میں صحابہ اور ان کے علاوہ عام مسلمانوں کی بڑی تعداد شہید کر دی گئی۔ شہر رسول کو لوٹا گیا۔ (سفاکیت کی انتہا تھی کہ) ان (قیامت خیز) ایام میں ایک ہزار کنواری بچیوں کی عصمت دری کی گئی۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ

---

(١٨٥) السيوطي في تاريخ الخلفاء/ 209.

رَاجِعُوْنَ۔

21۔ امام احمد بن حجر الہیتمی المکی (م974ھ) کا قول

امام ابن حجر الہیتمی المکی لکھتے ہیں:

وَقَعَ مِنْ ذَلِكَ الْجَيْشِ مِنَ الْقَتْلِ، وَالْفَسَادِ الْعَظِيْمِ، وَالسَّبْيِ، وَإِبَاحَةِ الْمَدِيْنَةِ، مَا هُوَ مَشْهُوْرٌ، حَتَّى فُضَّ نَحْوُ ثَلَاثِمِائَةِ بِكْرٍ، وَقُتِلَ مِنَ الصَّحَابَةِ نَحْوُ ذَلِكَ، وَمِنْ قُرَّاءِ الْقُرْآنِ نَحْوُ سَبْعِ مِائَةِ نَفْسٍ، وَأُبِيْحَتِ الْمَدِيْنَةُ أَيَّامًا، وَبُطِلَتِ الْجَمَاعَةُ مِنَ الْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ أَيَّامًا، وَأُخِيفَتْ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ أَيَّامًا، فَلَمْ يُمْكِنْ أَحَدًا دُخُوْلُ مَسْجِدِهَا، حَتَّى دَخَلَتْهُ الْكِلَابُ وَالذِّئَابُ ... تَصْدِيْقًا لِمَا أَخْبَرَ بِهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم، وَلَمْ يَرْضَ أَمِيْرُ ذَلِكَ الْجَيْشِ، إِلَّا بِأَنْ يُبَايِعُوْهُ لِيَزِيْدَ، عَلَى أَنَّهُمْ خَوَلٌ لَهُ، إِنْ شَاءَ بَاعَ، وَإِنْ شَاءَ أَعْتَقَ. فَذَكَرَ لَهُ بَعْضُهُمُ الْبَيْعَةَ عَلَى كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم، فَضَرَبَ عُنُقَهُ، وَذَلِكَ فِي وَقْعَةِ الْحَرَّةِ السَّابِقَةِ. ثُمَّ سَارَ جَيْشُهُ هَذَا إِلَى قِتَالِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رضي الله عنهما، فَرَمَوا الْكَعْبَةَ بِالْمَنْجَنِيْقِ، وَأَحْرَقُوْهَا بِالنَّارِ. فَأَيُّ شَيْءٍ أَعْظَمُ مِنْ هَذِهِ الْقَبَائِحِ الَّتِي وَقَعَتْ فِي زَمَنِهِ نَاشِئَةً عَنْهُ، وَهِيَ مِصْدَاقُ الْحَدِيْثِ السَّابِقِ: «لَا يَزَالُ أَمْرُ أُمَّتِي قَائِمًا بِالْقِسْطِ، حَتَّى يَثْلِمَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ، يُقَالُ لَهُ

يَزِيْدُ»(181).

"اس لشکرِ (یزید) سے قتل و غارت گری، بہت زیادہ فساد، (اہلِ مدینہ کو) قیدی بنانا اور مدینہ طیبہ (کی حرمت) کا مباح کرنا جیسے قبیح افعال (اور سنگین جرائم) سرزد ہوئے، جو محتاجِ وضاحت نہیں، ظلم کی انتہا تو یہ کہ تین سو عفت مآب کنواری لڑکیوں کے آبگینۂ عفت کو پاش پاش کیا گیا، تین سو کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کیا گیا، سات سو کے قریب قاریوں کو شہید کیا گیا، کئی دن تک مدینہ منورہ کی بے حرمتی روا رکھی گئی۔ اس دوران مسجد نبوی میں با جماعت نماز نہ ہو سکی، اور کئی دن تک اہلِ مدینہ کو اس حد تک خوف زدہ کیا گیا کہ کسی کے لیے مسجد نبوی میں داخل ہونا ممکن نہ رہا۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ کتے اور بھیڑیے مسجد میں داخل ہوئے۔ ... یہ سب کچھ ان احوال کی تصدیق تھی جن کی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خبر دی تھی۔ اس لشکر کا امیر اس بات پر بہ ضد تھا کہ وہ یزید کی بیعت کریں اس بات پر کہ وہ سارے اس کے غلام ہیں، اگر وہ چاہے تو انہیں بیچ دے اور اگر چاہے تو آزاد کر دے۔ پھر اہل مدینہ میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سنت کے مطابق بیعت کا ذکر کیا تو اس نے اس کی گردن اڑا دی، اور یہ سب کچھ گزشتہ حرہ کے واقعہ میں پیش آیا۔ پھر اس کا یہی لشکر حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ قتال کے لیے (مکہ) چلا گیا۔ وہاں انہوں نے کعبہ پر منجنیق کے ذریعے پتھر برسائے اور اسے آگ سے

---

(181) ابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 634-636.

جلا دیا تو ان قبیح ترین گناہوں سے بڑھ کر کون سی چیز ہے جو اس کے زمانے میں اس سے وقوع پذیر ہوتی۔ اور یہ واقعات اس حدیث سابق کے مصداق ہیں: 'میری امت کے دین کا معاملہ عدل پر قائم رہے گا، یہاں تک کہ بنو امیہ کا ایک شخص جسے یزید کہا جائے گا، اس (نظام عدل) میں رخنہ ڈال دے گا۔'''

22۔ علامہ علی بن ابراہیم الحلبی (م1044ھ) کا قول

عالمِ عرب کے معروف محقق اور سیرت نگار علامہ علی بن ابراہیم بن احمد الحلبی نے واقعہ حرہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔

1۔ مدینہ منورہ پر یزید کی لشکر کشی کا منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَكَانَتْ وَقْعَةُ الْحَرَّةِ الْمَشْهُوْرَةُ الَّتِي كَادَتْ تُبِيْدُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ عَنْ آخِرِهِمْ، قُتِلَ فِيْهَا الْجَمُّ الْكَثِيْرُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ. وَقِيْلَ: اَلْمَقْتُوْلُ فِيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ ثَلَاثَةٌ مِنْهُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ حَنْظَلَةَ.

اس کے نتیجے میں مشہور واقعہ حرہ پیش آیا، جس میں ایسا لگتا تھا کہ مدینے کا آخری فرد بھی قتل ہوجائے گا۔ اس لڑائی میں (یزید کے مخالف) صحابہ و تابعین کی بہت بڑی تعداد شہید ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس لڑائی میں (مشہور) شہید ہونے والے صحابہ تین تھے جن میں سے ایک حضرت عبداللہ ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

2۔ دخترانِ مدینہ پر یزیدی افواج کے مظالم کا ذکر یوں کرتے ہیں:

وَنُهِبَتِ الْمَدِيْنَةُ، وَافْتُضَّ فِيْهَا أَلْفُ عَذْرَاءَ.

"اس لڑائی کے بعد یزیدی فوج کی طرف سے شہر مدینہ کو لوٹا گیا۔ ایک ہزار لڑکیوں کا دامنِ عفت چاک کیا گیا۔"

3۔ مسجد نبوی میں اذان و اقامت اور نماز معطل کیے جانے پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

وَلَمْ تَقُمِ الْجَمَاعَةُ وَلَا الْأَذَانُ فِي الْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ مُدَّةَ الْمُقَاتَلَةِ، وَهِيَ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ.

یہ افسوس ناک لڑائی تین روز تک رہی۔ مسجد نبوی میں نہ جماعت ہو سکی اور نہ ہی اذان ہوئی۔

4۔ صحابہ، تابعین اور حفاظ کرام کے قتل عام کا دل خراش سانحہ کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

وَفِي كَلَامِ بَعْضِهِمْ: وَوَقَعَ مِنْ ذَلِكَ الْجَيْشِ الَّذِي وَجَّهَهُ يَزِيْدُ لِلْمَدِيْنَةِ مِنَ الْقَتْلِ وَالْفَسَادِ الْعَظِيْمِ وَالسَّبْيِ وَإِبَاحَةِ الْمَدِيْنَةِ، وَقُتِلَ مِنَ الصَّحَابَةِ رضي الله عنهم وَمِنَ التَّابِعِيْنَ خَلْقٌ كَثِيْرُوْنَ، وَكَانَتْ عِدَّةُ الْمَقْتُوْلِيْنَ مِنْ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ ثَلَثَمِائَةٍ وَسِتَّةَ رِجَالٍ، وَمِنْ قُرَّاءِ الْقُرْآنِ نَحْوَ سَبْعِمِائَةِ نَفْسٍ.

"بعض علماء نے لکھا ہے کہ جس لشکر کو یزید نے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا تھا، اُس نے زبردست فتنہ و فساد اور خوں ریزی کی اور کبار صلحاء، صحابہ اور تابعین کو غلام بنایا۔ صحابہ کرام اور تابعین میں سے ایک بڑی تعداد شہید کی گئی۔ قریش اور انصاریوں میں سے صرف مرد شہیدوں کی تعداد 306 ہے اور ماہرین قرآن جو شہید کیے گئے ان

کی تعداد 700 تک پہنچتی ہے۔"

5۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روا رکھی جانے والی بد سلوکی کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وَأَمَّا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہما، فَخَرَجَ فِي يَوْمٍ مِنْ تِلْكَ الْأَيَّامِ وَهُوَ أَعْمَى يَمْشِي فِي بَعْضِ أَزِقَّةِ الْمَدِيْنَةِ، وَصَارَ يَعْثُرُ فِي الْقَتْلَى وَيَقُوْلُ: تَعِسَ مَنْ أَخَافَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِنَ الْجَيْشِ: مَنْ أَخَافَ رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم يَقُوْلُ: مَنْ أَخَافَ الْمَدِيْنَةَ، فَقَدْ أَخَافَ مَا بَيْنَ جَنْبَيَّ، فَحَمَلَ عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْجَيْشِ لِيَقْتُلُوْهُ، فَأَجَارَهُ مِنْهُمْ مَرْوَانُ، وَأَدْخَلَهُ بَيْتَهُ.

"ان ہی دنوں میں ایک روز حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ جو کہ نابینا ہو چکے تھے، اپنے گھر سے نکلے اور مدینے کی تنگ گلیوں میں پھر نے لگے۔ وہ گلیوں میں پڑی ہوئی لاشوں سے ٹھوکریں کھاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: "وہ شخص برباد ہو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ڈرایا۔ ..." یہ سن کر یزیدی فوج میں سے کسی نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کس نے ڈرایا ہے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: "جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا اس نے مجھے خوف زدہ کیا۔" یہ سن کر ان سپاہیوں میں سے کئی آدمیوں نے ایک دم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے ان پر حملہ کیا مگر مروان نے ان کو پناہ دی اور اپنے گھر میں لے گیا۔"

6۔ معصوم بچوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا تذکرہ کرتے ہوئے ظالموں کے انجام بد کو یوں بیان کرتے ہیں:

فَقَدْ ذُكِرَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ دَخَلَ عَلَيْهَا رَجُلٌ مِنَ الْجَيْشِ، وَهِيَ تُرْضِعُ صَبِيَّهَا، وَقَدْ أَخَذَ مَا وَجَدَ عِنْدَهَا، ثُمَّ قَالَ لَهَا: هَاتِ الذَّهَبَ، وَإِلَّا قَتَلْتُكِ، وَقَتَلْتُ وَلَدَكِ، فَقَالَتْ: وَيْحَكَ إِنْ قَتَلْتَهُ. فَأَبُوْهُ أَبُوْ كَبْشَةَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا مِنَ النِّسْوَةِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَ الصَّبِيَّ مِنْ حِجْرِهَا، وَثَدْيُهَا فِي فَمِهِ، وَضَرَبَ بِهِ الْحَائِطَ حَتَّى انْتَثَرَ دِمَاغُهُ فِي الْأَرْضِ، فَمَا خَرَجَ مِنَ الْبَيْتِ حَتَّى اسْوَدَّ نِصْفُ وَجْهِهِ، وَصَارَ مُثْلَةً فِي النَّاسِ (182).

”کہا جاتا ہے کہ ایک انصاری عورت تھی جو اپنے بچے کو گھر میں بیٹھے دودھ پلا رہی تھی کہ اچانک یزید کا ایک سپاہی گھر میں گھس آیا اور جو کچھ گھر میں ملا وہ سب لوٹ لیا۔ اس کے بعد اس نے اس عورت سے کہا: اپنا سونا نکال کر دے ورنہ میں تجھے اور تیرے بچے کو مار ڈالوں گا، اس عورت نے کہا: ”تیرا برا ہو۔ تو نے اگر اس بچے کو قتل کیا تو سمجھ لے کہ اس کے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے صحابی حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ تھے اور میں خود ان عورتوں میں سے ہوں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی

---

(182) الحلبي في إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، 1/ 266-269.

تھی"۔ (مگر اس بدبخت کو اس عورت اور بچے کے مقام و مرتبے کا یہ جان کر بھی خیال اور اِحساس نہ ہوا اور) اس نے بچے کو جس کے منہ میں ماں کی چھاتی تھی اس کی گود میں سے چھین لیا اور (اِس زور سے) دیوار پر دے پٹکا کہ اس (نازک اور معصوم) کا سر اِس طرح پھٹا کہ زمین پر اس کا بھیجا بہنے لگا۔ اس کے بعد یہ شخص ابھی گھر سے باہر بھی نہیں نکلا تھا کہ اس کا آدھا چہرہ سیاہ ہوگیا اور اس کی عبرت ناک سزا لوگوں میں زبانِ زدِ عام ہوگئی۔"

23۔ علامہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی (م1122ھ) کا قول

حدیث مبارک کی معروف کتاب 'الموطا' اور سیرت کی معروف کتاب 'المواہب اللدنیۃ' کے شارح علامہ محمد عبد الباقی الزرقانی لکھتے ہیں:

(وَيَوْمَ الْحَرَّةِ) بِفَتْحِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالرَّاءِ الْمُشَدَّدَةِ، أَرْضٌ ذَاتُ حِجَارَةٍ سُوْدٍ كَأَنَّهَا أُحْرِقَتْ بِالنَّارِ، بِظَاهِرِ الْمَدِيْنَةِ، كَانَتْ بِهِ الْوَقْعَةُ بَيْنَ أَهْلِهَا وَبَيْنَ عَسْكَرِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، وَهُوَ سَبْعٌ وَعِشْرُوْنَ أَلْفَ فَارِسٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ أَلْفَ رَاجِلٍ، سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ بِسَبَبِ خَلْعِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ يَزِيْدَ، وَوَلَّوْا عَلَى قُرَيْشٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُطِيْعٍ، وَعَلَى الْأَنْصَارِ عَبْدَ اللهِ بْنَ حَنْظَلَةَ، وَأَخْرَجُوا عَامِلَ يَزِيْدَ عُثْمَانَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِهِمْ، فَأَبَاحَ مُسْلِمُ بْنُ عُقْبَةَ أَمِيْرُ جَيْشِ يَزِيْدَ الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ يَقْتُلُوْنَ وَيَأْخُذُوْنَ النَّهْبَ، وَوَقَعُوْا عَلَى النِّسَاءِ حَتَّى قِيْلَ: حَمَلَتْ فِي تِلْكَ الْأَيَّامِ أَلْفُ امْرَأَةٍ مِنْ غَيْرِ زَوْجٍ، وَافْتُضَّ فِيْهَا

أَلْفُ عَذْرَاءَ، وَبَلَغَتِ الْقَتْلَى مِنْ وُجُوْهِ النَّاسِ سَبْعَمِائَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ، وَمِنَ الْمَوَالِي وَغَيْرِهِمْ مِنْ نِسَاءٍ وَصِبْيَانٍ وَعَبِيْدٍ عَشَرَةَ آلَافٍ. وَقِيْلَ: قُتِلَ مِنَ الْقُرَّاءِ سَبْعُمِائَةٍ، ثُمَّ أَخَذَ عُقْبَةُ عَلَيْهِمُ الْبَيْعَةَ لِيَزِيْدَ عَلَى أَنَّهُمْ عَبِيْدُهُ، إِنْ شَاءَ عَتَقَ، وَإِنْ شَاءَ قَتَلَ.

وَفِي الْبُخَارِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ هَذِهِ الْوَقْعَةَ لَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ أَحَدًا، ثُمَّ سَارَ إِلَى قِتَالِ ابْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ فَمَاتَ بِقُدَيْدٍ، وَاسْتُخْلِفَ عَلَى الْجَيْشِ حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ بِعَهْدِ يَزِيْدَ إِلَيْهِ بِذَلِكَ، فَنَزَلَ مَكَّةَ وَحَاصَرَهَا، وَرَمَى الْكَعْبَةَ بِالْمَنْجَنِيقِ، فَجَاءَ الْخَبَرُ بِمَوْتِ يَزِيْدَ فَرَحَلَ بِالْجَيْشِ إِلَى الشَّامِ(183).

''حرہ: مدینہ کے سامنے سیاہ پتھروں والی زمین ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے اسے آگ سے جلایا گیا ہو۔ اس میں اس کے مکینوں اور یزید بن معاویہ کے لشکر کے درمیان معرکہ ہوا تھا۔ یزید لعین کے لشکر میں 27 ہزار گھڑ سوار اور 15 ہزار پیادہ فوج تھی۔ یہ سن 63 ہجری کا واقعہ ہے۔ اس واقعے کے برپا ہونے کی وجہ اہالیانِ مدینہ کا یزید کی بیعت توڑنا تھا۔ اہالیانِ مدینہ نے قریش پر عبد اللہ بن مطیع اور انصار پر عبد اللہ بن حنظلہ کو امیر بنایا تھا۔ یزید کے گورنر عثمان بن محمد بن ابی سفیان

(183) الزرقاني في شرحه على الموطأ، كتاب الفرائض، 3/ 158-159.

کو اپنے بیچ میں سے نکال دیا تھا، تو مسلم بن عقبہ نے جو یزید کے لشکر کا امیر تھا مدینہ کو تین دن کے لیے مباح کر دیا۔ اس کے لشکری قتل کرتے اور مال و متاع چھینتے، عورتوں کی عصمت دری کرتے۔ یہاں تک کہا گیا کہ اس سال ایک ہزار خواتین بغیر شوہروں کے حاملہ ہوئیں۔ ایک ہزار کنواری لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی، سات سو قریشی اور انصاری لوگ شہید کر دیے گئے اسی طرح آزاد کردہ غلاموں اور ان کے علاوہ عورتوں، بچوں اور غلاموں میں سے دس ہزار لوگوں کو شہید کیا گیا۔ یہ بھی کہا گیا کہ سات سو علماء کو شہید کرنے کے بعد مسلم بن عقبہ نے باقیوں سے اس شرط پر یزید کی بیعت لی کہ وہ اس کے غلام ہیں اگر وہ چاہے تو انہیں آزاد کر دے اور اگر چاہے تو انہیں قتل کر دے۔"

"صحیح بخاری میں حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ اس واقعہ نے صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑا، پھر وہ عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ قتال کے لیے مکہ کی طرف روانہ ہوا اور قدید کے مقام پر مرگیا۔ یزید کے حکم کے مطابق لشکر پر حصین بن نمیر کو امیر بنا دیا گیا۔ اس نے مکہ میں پڑاؤ کیا اور اس کا محاصرہ کیا اور کعبہ کو منجنیق کے ساتھ نشانہ بنایا۔ پھر یزید کی موت کی خبر آگئی تو وہ لشکر لے کر شام واپس چلا گیا۔"

خلاصہ کلام

کتب حدیث اور اکابر ائمہ کی توضیحات و تصریحات سے ثابت ہوگیا کہ یزید کی رضا مندی سے اُس کے حکم کی تعمیل میں نہ صرف حرمین شریفین اور مقدس ترین مقامات

کی حُرمت و تقدس کو پامال کیا گیا بلکہ اجل صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم اور ان کی پاکیزہ اولادوں کو تہ تیغ کیا گیا اور عفت مآب خواتین کی بے حرمتی و بے توقیری کی گئی۔ مسجد نبوی اور روضہ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی بے حرمتی کی گئی۔ صرف یہی نہیں بلکہ یزید نے اپنی افواج کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ تین دن تک مدینہ تمہارے لیے مباح اور حلال ہے۔

اس کے بعد یزید نے مکہ مکرمہ پر اپنی اَفواج دوڑائیں اور مکہ معظمہ کو تاخت وتاراج کیا۔ منجنیق کے ذریعے کعبۃ اللہ پر پتھر اور آگ برسائی گئی۔ کعبۃ اللہ کا غلاف جلا اور اس کی دیواریں منہدم ہوگئیں۔ اِدھر کعبہ جلایا جا رہا تھا، اُدھر اِسی اِثناء میں یزید کو تکلیف ہوئی اور اِحراقِ کعبہ کے دوران تڑپ تڑپ کر واصلِ جہنم ہوگیا۔

'صحیح البخاری' اور 'صحیح مسلم' کی اَحادیث صحیحہ کی روشنی میں یہ بات تو واضح ہوگئی تھی کہ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ ظلم کرے بلکہ ظلم و زیادتی اور بُرائی کا صرف ارادہ بھی کرلے تو اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ کی آگ میں پگھلا دیں گے اور قیامت کے دن اُس کے فرائض اور نوافل میں سے کوئی بھی عمل مقبول نہ ہوگا، یعنی اُس کا انجام کفار ومشرکین جیسا ہوگا۔ اب مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ہونے والے فسادات کی تمام تر تفصیلات جان لینے کے بعد بھی ایسے شخص کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ اُسے مسلمان تصور کیا جائے، اُس کے ایمان کی سلامتی کی اُمید رکھی جائے، اُسے لعین نہ سمجھا جائے، اُس کے کفر کی بات نہ کی جائے اور اُس کے بارے میں توبہ یا قبولیتِ توبہ کا احتمال بیان کیاجائے؛ یہ انتہائی افسوس کی بات ہوگی! ایک کلمہ گو مسلمان کے شایانِ شان نہیں کہ یزید کی درندگی اور ظلم و زیادتی کے سارے افعال و اَحوال جان لینے کے بعد بھی اُس کے بارے میں نرم گوشہ رکھے۔ یاد رہے کہ یہ تمام واقعات اُس وقت رونما ہوئے جب یزید اور اُس کا لشکر سن 61 ہجری میں اَہل بیتِ نبوی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ پر مظالم اور درندگی کے پہاڑ توڑ چکا تھا۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے شہزادوں کے

سر نیزوں پر چڑھا چکا تھا۔ لاشوں پر گھوڑے دوڑا چکا تھا۔ کوفہ سے شام اور دربارِ دمشق تک انہیں بے توقیر کر چکا تھا۔ یزید نے صرف اپنا تخت اور سلطنت بچانے کے لیے یہ سب کچھ کیا۔ یزید کے ظلم و بربریت کے حوالے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"(اس امر میں کوئی) شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا، حرمین طیبین وخود کعبہ معظمہ و روضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد کریم میں گھوڑے باندھے، ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے، تین دن مسجد نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ بے اذان و نماز رہی، مکہ ومدینہ و حجاز میں ہزاروں صحابہ و تابعین بے گناہ شہید کیے، کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے۔ غلاف شریف پھاڑا اور جلایا۔ مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے جگر پارے کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام اِستخوان مبارک چور ہوگئے۔ سر انور کہ محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کا بوسہ گاہ تھا، کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا، حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کیے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے(184)۔"

یہ سب پڑھ اور جان لینے کے بعد اس شخص کے سامنے بہت بڑا سوال ہے جس کے قلب میں ناموسِ رسالت کی پاس داری ہے، جس کے دل میں حرمتِ رسول

(184) أحمد رضا خان في العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية، 14/ 592.

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ذرہ بھی ہے، جس کے دل میں رائی برابر بھی محبت و تکریم رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہے، کہ یزید کے سارے اعمال و خرافات جان لینے کے بعد بھی اس کے کفر اور اس پر لعنت کے حوالے سے تأمل کی کوئی گنجائش رہ جاتی ہے؟

باب نمبر: 8

یزید کی سفاکیت اور گھناؤنے کردار کا بیان
(صحابہ و تابعین اور اکابرینِ اُمت کی گواہی)

گزشتہ ابواب میں قرآن و حدیث کے دلائل اور مستند و معتبر ذرائع سے ماخوذ یزیدی مظالم کی خونچکاں تفصیلات پڑھ لینے کے بعد کوئی اِمکان باقی نہیں رہ جاتا کہ یزید کے کردار کے حوالے سے کوئی نرم گوشہ رکھا جائے۔ تاہم صرف اِسی نکتہ پر مرکوز رہتے ہوئے ذیل میں صحابہ و تابعین، سلف صالحین اور اکابرینِ اُمت کے مشاہدات، روایات اور آراء قلم بند کی جارہی ہیں۔ اس سے یہ بات اَز خود متحقق ہو جائے گی کہ یزید اپنے ظلم و جبر، جور و اِستبداد، سفاکیت و بربریت اور بے دینی کی وجہ سے اِس لائق ہی نہیں کہ اُس کے بارے میں کوئی حسنِ ظن رکھاجائے؛ بلکہ اُس کے بارے میں حسنِ ظن رکھنا شہداے کربلا کی قربانیوں کو مشکوک کرنے کے مترادف ہے۔ اس کا تصور کوئی صاحبِ ایمان نہیں کرسکتا۔

1۔ اَہلِ مدینہ کی یزید کے اِسلام دشمن کردار پر گواہی

1۔ ایام حرہ میں اَہلِ مدینہ پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ ڈھائے گئے جس کے تصور سے ہی انسانیت لرز جاتی ہے۔ ظلم و ستم کی اِن اَندوہ ناک داستانوں کا ذکر کرتے ہوئے مختلف مؤرخین نے اَہلِ مدینہ کے اَحوال و واقعات سے اپنی کتب میں تفصیلات درج کی ہیں۔

یزید کی طرف سے مقرر کردہ گورنرِ مدینہ عثمان بن محمد بن سفیان نے معززینِ مدینہ کا ایک وفد یزید کے پاس بھیجا۔ اس وفد میں غسیل الملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ الانصاری، عبد اللہ بن ابی عمرو بن حفص بن مغیرہ المخزومی اور منذر بن زبیر کے علاوہ اَشرافِ مدینہ میں سے بہت سے اَہم اَفراد شامل تھے۔

امام ابن جریر طبری، علامہ ابن الجوزی اور دیگر مؤرخین کے مطابق جب یہ وفد

واپس مدینہ منورہ پہنچا تو شام میں یزید کے حالات و واقعات کو کچھ اِس طرح بیان کیا:

إِنَّا قَدِمْنَا مِنْ عِنْدِ رَجُلٍ لَيْسَ لَهُ دِيْنٌ، يَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَيَعْزِفُ- بِالطَّنَابِيْرِ، وَيُضْرَبُ عِنْدَهُ الْقِيَانُ، وَيَلْعَبُ بِالْكِلَابِ، وَيُسَامِرُ الْخَرَابَ وَالْفِتْيَانَ، وَإِنَّا نُشْهِدُكُمْ أَنَّا قَدْ خَلَعْنَاهُ؛ فَتَابَعَهُمُ النَّاسُ (185).

''ہم ایسے شخص (یزید بن معاویہ) کے پاس سے ہو کر آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں ہے۔ وہ شراب پیتا ہے، طنبورے بجاتا ہے، اُس کے ہاں سازینے بجائے جاتے ہیں، وہ کتوں کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے اور راتیں ویرانوں میں اور نوجوانوں کے ساتھ گپ شپ میں گزار دیتا ہے۔ بے شک ہم تمہیں گواہ بناتے ہیں کہ ہم نے اس کی بیعت توڑ دی ہے، تو لوگوں نے بھی ان کی پیروی میں اس کی بیعت توڑ دی۔''

2۔ علامہ واقدی، ابن اسحاق اور دیگر ائمہ لکھتے ہیں:

أَنَّ جَمَاعَةً مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَفَدُوْا عَلَى يَزِيْدَ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَسِتِّيْنَ بَعْدَمَا قُتِلَ الْحُسَيْنُ، فَرَأَوْهُ يَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَيَلْعَبُ بِالطَّنَابِيْرِ، وَالْكِلَابِ، وَالْقُرُوْدِ، فَلَمَّا عَادُوْا إِلَى الْمَدِيْنَةِ أَظْهَرُوْا سَبَّهُ، وَخَلَعُوْهُ وَطَرَدُوْا عَامِلَهُ عُثْمَانَ بْنَ

---

(185) ذكره الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 3/ 350، وابن الجوزي في المنتظم، 6/ 7، وابن الأثير في الكامل، 3/ 449-450، والبكري في نهاية الأرب في فنون الأدب، 20/ 486، والسمهودي في وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى صلى الله عليه وعلى آله وسلم، 1/ 103.

مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَقَالُوْا: قَدِمْنَا مِنْ عِنْدِ رَجُلٍ لَا دِيْنَ لَهُ، يَسْكَرُ، وَيَدَعُ الصَّلَاةَ(186).

"علماء اَہلِ مدینہ کی ایک جماعت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد سن 62 ہجری میں بصورتِ وفد یزید کے پاس گئی۔ اُنہوں نے اسے شراب پیتے اور باجوں، کتوں اور بندروں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا۔ جب وہ مدینہ منورہ لوٹ آئے تو انہوں نے اس کی برائیوں کو اَہلِ مدینہ کے سامنے طشت اَز بام کیا۔ اَہلِ مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی اور اس کے گورنرِ مدینہ (یزید کے چچا زاد) عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا۔ انہوں نے کہا: ہم ایسے شخص کے پاس سے ہو کر آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں ہے۔ وہ ہمہ وقت شراب کے نشہ میں دھت رہتا ہے اور نماز تک چھوڑ دیتا ہے۔"

2۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (1ھ-73ھ) کی گواہی

1۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ یزید کے کردار کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا بَلَغَ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ أَرَادُوْا ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْبَيْعَةِ، فَأَبَى، وَأَرْسَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهَمَّامَ ابْنَ قَبِيْصَةَ النُّمَيْرِيَّ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ يَدْعُوَانِهِ إِلَى الْبَيْعَةِ لِيَزِيْدَ عَلَى أَنْ يَجْعَلَ لَهُ وِلَايَةَ الْحِجَازِ وَمَا شَاءَ وَمَا أَحَبَّ لِأَهْلِ بَيْتِهِ مِنَ الْوِلَايَةِ، فَقَدِمَا عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَعَرَضَا عَلَيْهِ مَا أَمَرَهُمَا بِهِ

(186) ذكره سبط ابن الجوزي في تذكرة الخواص، ص/ 259.

يَزِيْدُ، فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: أَتَأْمُرَانِي بِبَيْعَةِ رَجُلٍ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَدَعُ الصَّلَاةَ وَيَتْبَعُ الصَّيْدَ؟(187).

"جب یزید بن معاویہ تک یہ بات پہنچی کہ اہل مکہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کرنے کا اِرادہ کرلیا ہے تو اس نے (یہ حقیقت تسلیم کرنے سے) اِنکار کیا اور نعمان بن بشیر انصاری اور ہمام بن قبیصہ نمیری کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ دونوں آپ کو یزید کی بیعت کرنے کی دعوت دیں۔ اِس شرط پر کہ یزید کی (بیعت) کے عوض آپ کو حجاز کی گورنری دے گا اور اس کے علاوہ آپ اپنے اہل بیت کے لیے گورنری میں سے جو چاہیں اور جو پسند کریں (وہ بھی دے گا)۔ وہ دونوں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان کے سامنے وہ کچھ پیش کیا جس کا ان دونوں کو یزید نے حکم دے رکھا تھا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم مجھے اُس آدمی کی بیعت کرنے کا حکم دے رہے ہو جو شراب پیتا، نماز چھوڑتا اور شکار کا رسیا ہے!"

2۔ عبد الملک بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ اُن کے والد نے انہیں بتایا ہے:

لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَام قَامَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي أَهْلِ مَكَّةَ، وَعَظَّمَ مَقْتَلَهُ، وَعَابَ أَهْلَ الْكُوْفَةِ خَاصَّةً، وَلَامَ أَهْلَ الْعِرَاقِ عَامَّةً، فَقَالَ بَعْدَ أَنْ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وعلى آله وسلم: إِنَّ أَهْلَ الْعِرَاقِ غُدُرٌ فُجُرٌ إِلَّا قَلِيْلًا، وَإِنَّ

(187) خليفة بن خياط في تاريخه/ 252.

أَهْلَ الْكُوفَةِ شِرَارُ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَإِنَّهُمْ دَعَوْا حُسَيْنًا لِيَنْصُرُوْهُ وَيُوَلُّوْهُ عَلَيْهِمْ. فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِمْ ثَارُوْا إِلَيْهِ، فَقَالُوا لَهُ: إِمَّا أَنْ تَضَعَ يَدَكَ فِي أَيْدِيْنَا، فَنَبْعَثُ بِكَ إِلَى ابْنِ زِيَادِ ابْنِ سُمَيَّةَ سِلْمًا، فَيُمْضِي فِيكَ حُكْمَهُ، وَإِمَّا أَنْ تُحَارِبَ، فَرَآى وَاللهِ، أَنَّهُ هُوَ وَأَصْحَابُهُ قَلِيْلٌ فِي كَثِيْرٍ، فَإِنْ كَانَ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَمْ يُطْلِعْ عَلَى الْغَيْبِ أَحَدًا أَنَّهُ مَقْتُوْلٌ، وَلَكِنَّهُ اخْتَارَ الْمِيْتَةَ الْكَرِيْمَةَ عَلَى الْحَيَاةِ الذَّمِيْمَةِ، فَرَحِمَ اللهُ حُسَيْنًا وَأَخْزَى قَاتِلَ حُسَيْنٍ.

لَعَمْرِي، لَقَدْ كَانَ مِنْ خِلَافِهِمْ إِيَّاهُ وَعِصْيَانِهِمْ مَا كَانَ فِي مِثْلِهِ وَاعِظٌ وَنَاهٍ عَنْهُمْ، وَلَكِنَّهُ مَا حُمَّ نَازِلٌ، وَإِذَا أَرَادَ اللهُ أَمْرًا لَمْ يُدْفَعْ، أَفَبَعْدَ الْحُسَيْنِ نَطْمَئِنُّ إِلَى هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ، وَنُصَدِّقُ قَوْلَهُمْ، وَنَقْبَلُ لَهُمْ عَهْدًا؟ لَا، وَلَا نَرَاهُمْ لِذَلِكَ أَهْلًا.

أَمَا وَاللهِ، لَقَدْ قَتَلُوهُ طَوِيْلًا بِاللَّيْلِ قِيَامُهُ، كَثِيْرًا فِي النَّهَارِ صِيَامُهُ، أَحَقُّ بِمَا هُمْ فِيْهِ مِنْهُمْ، وَأَوْلَى بِهِ فِي الدِّيْنِ وَالْفَضْلِ. أَمَا وَاللهِ، مَا كَانَ يُبَدِّلُ بِالْقُرْآنِ الْغِنَاءَ، وَلَا بِالْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ الْحُدَاءَ، وَلَا بِالصِّيَامِ شُرْبَ الْحَرَامِ، وَلَا بِالْمَجَالِسِ فِي حِلَقِ الذِّكْرِ الرَّكْضَ فِي تِطْلَابِ الصَّيْدِ، يُعَرِّضُ بِيَزِيْدَ، ﴿فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ [مريم، 19/ 59].(188)

(188) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، ذكر سبب عزل يزيد عمرو بن سعيد عن

"جب امام حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اہل مکہ کے درمیان کھڑے ہوئے اور ان کی شہادت کو ایک عظیم سانحہ قرار دیا، اور اَہلِ کوفہ کو بالخصوص اور اَہلِ عراق کو بالعموم اس کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ انہوں نے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کے بعد فرمایا: عراق میں سوائے چند لوگوں کے سب غدار اور فاجر ہیں، خصوصاً اَہلِ عراق میں اَہلِ کوفہ سب سے زیادہ شریر ہیں۔ انہوں نے امام حسین علیہ السلام کو (اس وعدے کے ساتھ) بلایا کہ وہ ان کی ضرور مدد کریں گے اور ان کو اپنا والی بنائیں گے اور جب امام حسین علیہ السلام ان کے پاس پہنچ گئے تو وہ دشمن کے ساتھ مل کر ان پر ہی حملہ آور ہو گئے اور کہا کہ آپ اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھوں میں دے دیں تو ہم آپ کو اَمان کے ساتھ ابن زیاد بن سمیہ کے پاس بھیج دیں گے، تاکہ آپ کے معاملے میں وہ اپنا حکم جاری کرے یا پھر ہم سے جنگ کریں۔ امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ اور ان کے ساتھی ان کے مقابل تھوڑی تعداد میں ہیں اور وہ کثیر تعداد میں ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اِس اَمر غیب پر مطلع نہیں فرمایا تھا کہ وہ شہید ہونے والے ہیں۔ بایں ہمہ انہوں نے ذلت کی زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دی۔ اللہ تعالیٰ امام حسین علیہ السلام پر رحم فرمائے اور ان کے قاتل کو ذلیل و رُسوا کرے۔"

"مجھے اپنی جان کی قسم! اہل عراق نے جو ان کی نافرمانی کی اور غدار بن

المدينة وتوليته عليها الوليد بن عتبة، 3/ 346-347، وابن الأثير في الكامل، ذكر ولاية الوليد بن عتبة المدينة والحجاز وعزل عمرو بن سعيد، 3/ 446-447، وابن كثير في البداية والنهاية، يزيد بن معاوية وما جرى في أيامه، 8/ 212.

کر مخالفت کی یہ دوسروں کے لیے نصیحت اور اہلِ عراق سے دور رہنے کے لیے کافی ہے، لیکن جو مقدور ہو چکا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی امر کا ارادہ فرما لیتا ہے تو اسے دور نہیں کیا جا سکتا۔ کیا امام حسین علیہ السلام کے واقعہ کے بعد ہم اہلِ عراق سے مطمئن ہو سکتے ہیں اور ان کو سچا سمجھ سکتے ہیں؟ اور ان کے وعدوں پر اعتبار کر سکتے ہیں؟ نہیں، خدا کی قسم! ہم ان کو اس کا اہل نہیں سمجھتے۔"

"(پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے امام حسین علیہ السلام کے زُہد و ورع اور یزید کے فسق و فجور کا تقابل کرتے ہوئے کہا:) اللہ کی قسم! بلاشبہ انہوں نے ایسے شخص (امام حسین علیہ السلام) کو شہید کیا ہے جو رات بھر قیام کرنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے تھے۔ جو اُن سے اِن امور (حکمرانی) کے زیادہ حق دار تھے اور اپنے دین اور فضیلت و بزرگی میں ان سے بہت بہتر تھے۔ اللہ کی قسم! وہ قرآن کے مقابلے میں نغمے الاپنے والے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے گریہ و بکا کو سارنگیوں کے راگ میں بدلنے والے نہ تھے اور نہ ہی روزوں کو حرام مشروب سے بدلا کرتے تھے۔ نہ ان کی مجالس میں ذِکرِ اِلٰہی کے بجائے شکار کی طلب میں دوڑ دھوپ کی جاتی تھی۔ یہ باتیں انہوں نے یزید کو سامنے رکھ کر تعریضاً کہی تھیں (جو اِس آیہ مبارکہ کا مصداق تھا: '(ان کے بعد وہ ناخلف جانشین ہوئے جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور خواہشاتِ نفسانی کے پیرو ہوگئے۔) عنقریب وہ آخرت کے عذاب (دوزخ کی وادیِ غی) سے دوچار ہوں گےo'۔"

3۔ حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ (م63ھ) کی گواہی

عبد الرحمن بن زیاد الاشجعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

كَانَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ رضی اللہ عنہ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، وَحَمَلَ لِوَاءَ قَوْمِهِ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَكَانَ شَابًّا طَرِيْفًا، وَبَقِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَبَعَثَهُ الْوَلِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَكَانَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ بِبَيْعَةِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَقَدِمَ الشَّامَ فِي وَفْدٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ، فَاجْتَمَعَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ وَمُسْلِمُ بْنُ عُقْبَةَ الَّذِي يُعْرَفُ بِمُسْرِفٍ. قَالَ: فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ لِمُسْرِفٍ وَقَدْ كَانَ آنَسَهُ وَحَادَثَهُ إِلَى أَنْ ذَكَرَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ: إِنِّي خَرَجْتُ كَرْهًا بِبَيْعَةِ هٰذَا الرَّجُلِ، وَقَدْ كَانَ مِنَ الْقَضَاءِ وَالْقَدْرِ خُرُوْجِي إِلَيْهِ، رَجُلٌ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَنْكِحُ الْحُرُمَ، ثُمَّ نَالَ مِنْهُ، فَلَمْ يَتْرُكْ(189).

''حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے صحابی اور فتح مکہ کے دن اپنے قبیلے کے علم بردار تھے، اس وقت وہ بھرپور جوان اور ظرافت والے تھے۔ اس کے بعد بھی وہ زندہ رہے۔ گورنر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے یزید بن معاویہ کی بیعت

---

(189) أخرجه الحاكم في المستدرك، 3/ 599، الرقم/ 6220، وابن سعد في الطبقات الكبرى (بهذا اللفظ)، الصحابة الذين أسلموا قبل فتح مكة، ومن بني جمح بن عمرو، 4/ 283، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 59/ 363-364، والذهبي في تاريخ الإسلام، 5/ 252.

کے لیے انہیں (زبردستی بھیج دیا)۔ وہ اہل مدینہ کے وفد کے ساتھ شام پہنچے تو حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ اور مُسرف کے لقب سے معروف مسلم بن عقبہ ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ راوی بیان کرتے ہیں: معقل بن سنان، مُسرف کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور اُس کے ساتھ تبادلہ خیالات کیا یہاں تک کہ معقل بن سنان نے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا ذکر کیا اور کہا: میں اس شخص (یزید) کی بیعت کے لیے (نہ چاہتے ہوئے) مجبوراً گھر سے نکلا ہوں۔ میرے آنے کو قضاء و قدر کے سوا کیا کہا جائے گا؟ جو شخص شراب پیتا ہو اور محرمات کے ساتھ نکاح کرتا ہو (وہ کس طرح سے مستحق بیعت ہو سکتا ہے؟) یوں انہوں نے یزید کی تمام برائیاں بیان کیں اور کسی ایک کو بھی نہ چھوڑا۔"

4۔ حضرت عبد اللہ بن حنظلہ الغسیل (م63ھ) کی گواہی

1۔ امام واقدی نے مختلف طرق سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

إِنْ كَانَ رَجُلًا يَنْكِحُ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ، وَالْبَنَاتِ، وَالْأَخَوَاتِ، وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَيَدَعُ الصَّلَاةَ(١٩٠).

"یزید وہ شخص ہے جو (اپنے والد کی) صاحب اَولاد باندیوں سے، اپنی بیٹیوں اور بہنوں (یعنی محرمات) سے بدکاری کا اِرتکاب کرتا ہے۔ وہ شراب پیتا اور نماز چھوڑ دیتا ہے۔"

(١٩٠) ذكره ابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 634.

2۔ سبط ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ غسیل الملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ، یزید کے دورِ حکومت کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

رَجُلٌ يَنْكِحُ الْأُمَّهَاتِ وَالْبَنَاتِ وَالْأَخَوَاتِ، وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَيَدَعُ الصَّلَاةَ، وَيَقْتُلُ أَوْلَادَ النَّبِيِّيْنَ(191).

"یزید (بدکردار و بدطینت اپنے محرم رشتوں یعنی) ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں سے بدکاری کا اِرتکاب کرتا، شراب پیتا، نماز چھوڑ دیتا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی اولاد کو (ناحق) قتل کرتا ہے۔"

5۔ حضرت منذر بن زبیر بن العوام (م64ھ) کی گواہی

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بھائی حضرت منذر بن زبیر بن العوام فرماتے ہیں:

وَاللهِ، إِنَّهُ لَيَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَإِنَّهُ لَيَسْكَرُ حَتَّى يَدَعَ الصَّلَاةَ. وَعَابَهُ بِمِثْلِ مَا عَابَهُ بِهِ أَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهُ وَأَشَدَّ(192).

"اللہ کی قسم! یزید شراب پیتا اور اس قدر نشہ میں دھت ہو جاتا ہے کہ نماز بھی ترک کر دیتا ہے۔ انہوں نے یزید کے اسی طرح (کے بے شمار) عیب بیان کیے جس طرح آپ کے ان ساتھیوں نے اس کے عیوب بیان کیے بلکہ ان سے بھی شدید(تر عیوب صریح الفاظ میں

(191) سبط ابن الجوزي في تذكرة الخواص، ص/ 259.

(192) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 3/ 350-351، وابن الجوزي في المنتظم، 6/ 7، وابن الأثير في الكامل، 3/ 450، والسمهودي في وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى صلى الله عليه وعلى آله وسلم، 1/ 103.

آشکار کیے)۔"

6۔ حضرت عبد اللہ بن عیاش (م71ھ) کی گواہی

معروف تاریخ نگار امام بلاذری اپنی کتاب 'جمل من انساب الاشراف' میں حضرت عبد اللہ بن عیاش کا قول نقل کرتے ہیں:

خَرَجَ يَزِيْدُ يَتَصَيَّدُ بِحُوَارِيْنِ وَهُوَ سَكْرَانُ، فَرَكِبَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ أَتَانٌ وَحْشِيَّةٌ قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا قِرْدًا وَجَعَلَ يُرَكِّضُ الْأَتَانَ وَيَقُوْلُ:

أَبَا خَلْفٍ احْتَلَّ لِنَفْسِكَ حِيْلَةً
فَلَيْسَ عَلَيْهَا إِنْ هَلَكْتَ ضَمَانُ

فَسَقَطَ فَانْدَقَّتْ عُنُقُهُ(193).

"یزید نشے کی حالت میں دو اونٹ کے بچوں کے ساتھ شکار پر نکلا، وہ سواری پر چڑھا تو اس کے سامنے ایک جنگلی وحشی گدھی تھی جس پر اس نے بندر سوار کر رکھا تھا۔ وہ گدھی کو بھگانے لگا اور کہنے لگا:

"'اے ابو خلف! خود کو بچانے کی کوئی تدبیر کرلے۔

"'اگر تو مر جائے تو اِس (گدھی) پر کوئی تاوان نہیں ہوگا۔'

"اِسی دوران یزید اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔"

(193) البلاذري في جمل من أنساب الأشراف، 5/ 287، الرقم/ 770.

7۔ حضرت اَحنف بن قیس البصری (م72ھ) کی گواہی

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو ولی عہد بنانے کا فیصلہ کیا تو مختلف شہروں سے لوگوں کو بلایا۔ انہوں نے یزید کو ولی عہد بنانے کے متعلق اپنی اپنی آراء بیان کیں۔ لیکن اہل بصرہ کے وفد کے سربراہ حضرت احنف بن قیس تاحال خاموش تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابو بحر! یزید کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا:

نَخَافُكُمْ إِنْ صَدَقْنَا، وَنَخَافُ اللهَ إِنْ كَذَبْنَا، وَأَنْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَعْلَمُ بِيَزِيْدَ فِي لَيْلِهِ وَنَهَارِهِ، وَسِرِّهِ وَعَلَانِيَتِهِ، وَمَدْخَلِهِ وَمَخْرَجِهِ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُهُ لِلَّهِ تَعَالَى وَلِلْأُمَّةِ رِضًى فَلَا تُشَاوِرِ [النَّاسَ] فِيْهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيْهِ غَيْرَ ذَٰلِكَ فَلَا تُزَوِّدْهُ، وَأَنْتَ صَائِرٌ إِلَى الْآخِرَةِ(194).

"اگر ہم سچ کہیں تو آپ لوگوں کا ڈر ہے اور اگر جھوٹ کہیں تو اللہ کا خوف ہے۔ اے امیر المؤمنین! آپ یزید کے شب و روز (کی سیاہ کاریوں) اور ظاہر و باطن اور خانگی و بیرونی مشاغل سے خوب واقف ہیں۔ اگر آپ واقعی اسے اللہ تعالیٰ اور امت کے لیے پسندیدہ و بہتر خیال کرتے ہیں تو اس کے لیے کسی سے مشورہ لینے کی ضرورت نہیں ہے، اور اگر آپ اس کے متعلق دوسرا خیال رکھتے ہیں (جو کہ مبنی بر حقیقت بھی ہے) تو زندگی کے آخری لمحات میں اس معاملہ کو توشۂ دنیا

(194) ابن الأثير في الكامل، ثم دخلت سنة ست وخمسين، ذكر البيعة ليزيد بولاية العهد، 3/ 352.

بنا کر اس کے حوالے نہ کیجیے۔"

اس طرح احنف بن قیس نے بڑے حکیمانہ طریقے سے یزید کا امارت کے لیے نااہل ہونا ثابت کیا۔

8۔ حضرت عمر بن عبد العزیز (م101ھ) کی گواہی

حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنی مجلس میں یزید کی تعریف کرنے والے کو کوڑوں کی سزا دی۔ نوفل بن ابی فرات بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَذَكَرَ رَجُلٌ يَزِيْدَ، فَقَالَ: قَالَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: تَقُوْلُ: أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَأَمَرَ بِهِ، فَضُرِبَ عِشْرِيْنَ سَوْطًا(195).

"میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس تھا کہ وہاں ایک آدمی نے یزید کا ذکر چھیڑا اور کہا: امیر المومنین یزید بن معاویہ نے (یوں) کہا تھا۔ انہوں نے فرمایا: تو اس (یزید) کو امیر المومنین کہتا ہے! انہوں نے اس شخص کے متعلق حکم صادر فرمایا تو اسے بیس کوڑے مارے گئے۔"

9۔ امام حسن البصری (م110ھ) کی گواہی

معروف تابعی امام حسن البصری فرماتے ہیں:

وَاسْتِخْلَافُهُ بَعْدَهُ ابْنَهُ سِكِّيْرًا خِمِّيْرًا، يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ وَيَضْرِبُ بِالطَّنَابِيْرِ(196).

(195) ابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 633-634..

(196) ابن الأثير في الكامل، ثم دخلت سنة إحدى وخمسين، ذكر مقتل حجر بن

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد اپنے بیٹے کو جانشین مقرر کیا جو حد درجہ نشہ کرنے والا، شرابی، ریشمی کپڑے پہننے والا اور طنبورے بجانے والا تھا۔''

10۔ حضرت محمد بن عمرو بن حزم (م120ھ) کی گواہی

محمد بن عمرو بن حزم اہل مدینہ کے وفد کے سربراہ تھے، انہوں نے یزید کے بارے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی رائے یوں بیان کی:

إِنَّ كُلَّ رَاعٍ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَانْظُرْ مَنْ تُوَلِّي أَمْرَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم، فَأَخَذَ مُعَاوِيَةَ بُهْرٌ حَتَّى جعَلَ يَتَنَفَّسُ فِي يَوْمٍ شَاتٍ(197).

''بے شک ہر حاکم سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا، لہٰذا آپ دیکھ لیں کہ آپ امتِ محمدیہ کے امور کا والی کسے بنا رہے ہیں؟ یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سانس اٹکنے لگی یہاں تک کہ وہ شدید سرد موسم میں بھی بہ مشکل سانس لے رہے تھے۔''

11۔ امام ابو بکر احمد بن یحییٰ البلاذری (م279ھ) کی گواہی

امام ابو بکر احمد بن یحییٰ بن جابر بن داود البلاذری روایت کرتے ہیں:

كَانَ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ أَوَّلَ مَنْ أَظْهَرَ شُرْبَ الشَّرَابِ، وَالْاسْتِهْتَارَ بِالْغِنَاءِ وَالصَّيْدِ، وَاتِّخَاذَ الْقِيَانِ وَالْغِلْمَانِ،

عدي وعمرو بن الحمق وأصحابهما، 3/ 337.

(197) ابن الأثير في الكامل، ثم دخلت سنة ست وخمسين، ذكر البيعة ليزيد بولاية العهد، 3/ 352.

وَالتَّفَكُّهَ بِمَا يَضْحَكُ مِنْهُ الْمُتْرَفُوْنَ مِنَ الْقُرُوْدِ وَالْمُعَاقَرَةِ بِالْكِلَابِ وَالدِّيْكَةِ، ثُمَّ جَرَى عَلَى يَدِهِ قَتْلُ الْحُسَيْنِ وَقَتْلُ أَهْلِ الْحَرَّةِ، وَرَمْيُ الْبَيْتِ وَإِحْرَاقُهُ، وَكَانَ مَعَ هَذَا صَحِيْحَ الْعُقْدَةِ فِيْمَا يَرَى، مَاضِيَ الْعَزِيْمَةِ لَا يَهُمُّ بِشَيْءٍ إِلَّا رَكِبَهُ(198).

"یزید بن معاویہ (اسلامی ریاست کا) پہلا بادشاہ تھا جس نے شراب نوشی کو رواج دیا اور راگ گانے بجانے اور شکار کرنے کو ہلکا جانا۔ وہ گلوکاراؤں اور لونڈوں کو اپنے ساتھ رکھنے، اور فضول کام جن سے خوش حال لوگ ہنستے (اور محظوظ ہوتے) ہیں جیسے بندروں، کتوں اور مرغوں کا باہم مقابلہ کروانے (کی شرعی کراہت) کو ہلکا جانا۔ پھر اسی کے ہاتھوں حسین (علیہ السلام) کا قتل ہوا اور اہلِ حرہ (اہالیانِ مدینہ) کا قتل ہوا۔ مستزاد یہ کہ بیت اللہ پر سنگ باری اور اسے جلا ڈالنے کا شنیع فعل بھی اسی سے صادر ہوا۔ ان سب (قباحتوں) کے ساتھ وہ جو رائے رکھتا، اپنی رائے کو درست جانتے ہوئے اس پر ڈھٹائی سے کاربند رہتا۔ اپنے مذموم عزائم کو عملی جامہ پہناتا اور جس کام کو اپنے تئیں اہم گردانتا، وہ کر گزرتا۔"

12۔ امام علی بن حسین المسعودی (م346ھ) کی گواہی

1۔ امام علی بن حسین المسعودی ساکنینِ مدینہ اور یزیدی افواج کے معاملات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(198) البلاذري في جمل من أنساب الأشراف، 5/ 286، الرقم/ 765.

وَلَمَّا شَمَلَ النَّاسَ جَوْرُ يَزِيْدَ وَعُمَّالِهِ، وَعَمَّهُمْ ظُلْمُهُ، وَمَا ظَهَرَ مِنْ فِسْقِهِ مِنْ قَتْلِهِ ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَأَنْصَارِهِ، وَمَا أَظْهَرَ مِنْ شُرْبِ الْخُمُوْرِ، وَسَيْرِهِ سِيْرَةَ فِرْعَوْنَ، بَلْ كَانَ فِرْعَوْنُ أَعْدَلَ مِنْهُ فِي رَعِيَّتِهِ، وَأَنْصَفَ مِنْهُ لِخَاصَّتِهِ وَعَامَّتِهِ: أَخْرَجَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ عَامِلَهُ عَلَيْهِمْ -وَهُوَ عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ(199).

”جب یزید اور اس کے کارندوں کا ظلم و ستم لوگوں میں پھیل گیا اور اس کا ظلم ان پر عام ہوا اور اس کی نافرمانیوں (جرائم اور گستاخیوں) میں سے جو اُمور ظاہر ہوئے، ان میں سے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صاحبزادی (سیدہ فاطمہ علیہا السلام) کے لختِ جگر اور ان کا ساتھ دینے والوں کو شہید کرنا ہے۔ علاوہ ازیں اُس کے کئی عیوب عیاں ہوئے، جیسے شراب نوشی اور (ظلم و ستم روا رکھنے میں) فرعون کی ڈگر پر چلنا، بلکہ (وہ فرعون سے بھی بدتر تھا،) فرعون تو (پھر بھی) اپنی رعایا کے لیے یزید سے زیادہ عادل اور اپنے خاص اور عام لوگوں کے لیے اس سے زیادہ انصاف پسند تھا۔ (جب اس کا فسق و فجور لوگوں پر ظاہر ہوگیا) تو اہل مدینہ نے یزید کے نامزد گورنر کو نکال باہر کیا۔ وہ (عامل) حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا پوتا عثمان بن محمد تھا۔“

2۔ مؤرّخ مسعودی یزید اور ان کے مصاحبین کی خرافات اور بدکرداری کا ذکر یوں کرتے ہیں:

---

(199) المسعودي في مروج الذهب ومعادن الجوهر، 1/ 378.

وَلِيَزِيْدَ وَغَيْرِهِ أَخْبَارٌ عَجِيْبَةٌ، وَمَثَالِبُ كَثِيْرَةٌ: مِنْ شُرْبِ الْخَمْرِ، وَقَتْلِ ابْنِ بِنْتِ الرَّسُوْلِ، وَلَعْنِ الْوَصِيِّ، وَهَدْمِ الْبَيْتِ وَإِحْرَاقِهِ، وَسَفْكِ الدِّمَاءِ، وَالْفِسْقِ وَالْفُجُوْرِ، وَغَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا قَدْ وَرَدَ فِيْهِ الْوَعِيْدُ بِالْيَأْسِ مِنْ غُفْرَانِهِ، كَوُرُوْدِهِ فِيْمَنْ جَحَدَ تَوْحِيْدَهُ وَخَالَفَ رُسُلَهُ(200).

”یزید اور اس کے دوسرے ساتھیوں کے عجیب و غریب واقعات اور بہت سارے عیوب ہیں جیسا کہ شراب نوشی، رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو شہید کرنا، حضرت علی کو برا بھلا کہنا، خانہ کعبہ کو گرانا اور جلانا، خونریزی کرنا، فسق و فجور وغیرہ۔ اس کے علاوہ دوسرے اُمور بھی ہیں جن میں اس کی مغفرت کی اُمید رکھنے کے بارے میں وعید وارد ہوئی ہے، جیسا کہ اُس کا ان لوگوں کے حق میں وارد ہونا جنہوں نے توحید کا انکار اور رُسل عظام کی مخالفت کی۔“

3۔ آپ مزید لکھتے ہیں:

وَكَانَ يَزِيْدُ صَاحِبَ طَرْبٍ وَجَوَارِحَ وَكِلَابٍ وَقُرُوْدٍ وَفُهُوْدٍ وَمُنَادَمَةٍ عَلَى الشَّرَابِ، وَجَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى شَرَابِهِ، وَعَنْ يَمِيْنِهِ ابْنُ زِيَادٍ، وَذَلِكَ بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ، فَأَقْبَلَ عَلَى سَاقِيْهِ فَقَالَ:

اِسْقِنِي شَرْبَةً تَرْوِي مُشَاشِي

---

(200) المسعودي في مُرُوج الذهب ومعادن الجوهر، 1/ 379.

ثُمَّ مَلِّ فَاسْقِ مِثْلَهَا ابْنَ زِيَادِ

صَاحِبَ السِّرِّ وَالْأَمَانَةِ عِنْدِي

وَلِتَسْدِيدِ مَغْنَمِي وَجِهَادِي

"یزید رقص و سرور کی مجالس آراستہ کرنے والا؛ شکاری جانور، کتے، بندر اور چیتے پالنے والا اور بر سر مجلس سب کے ساتھ اِعلانیہ شراب نوشی کرنے والا تھا۔ شہادتِ حسین علیہ السلام کے بعد ایک دن اس نے شراب کی مجلس سجائی تو اس کے دائیں طرف ابن زیاد تھا۔ یزید اپنے ساقی کی طرف بڑھا اور یہ اشعار کہے:

"مجھے ایسا جام پلا، جو میری طبیعت کو سیراب کر دے، پھر ویسا ہی جام بھر اور ابن زیاد کو پلا، جو میرے نزدیک میرا راز دار اور امین ہے، تاکہ (ابن زیاد) میرے مالِ غنیمت اور جہاد کو احسن انداز سے نبھا سکے۔"

پھر یزید نے گانے والوں کو مذکورہ اشعار گنگنانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد علامہ مسعودی لکھتے ہیں:

وَغَلَبَ عَلَى أَصْحَابِ يَزِيْدَ وَعُمَّالِهِ مَا كَانَ يَفْعَلُهُ مِنَ الْفُسُوْقِ، وَفِي أَيَّامِهِ ظَهَرَ الْغِنَاءُ بِمَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ، وَاسْتُعْمِلَتِ الْمَلَاهِي، وَأَظْهَرَ النَّاسُ شُرْبَ الشَّرَابِ(۲۰۱).

"جو فسق و فجور یزید کیا کرتا تھا، اُس کے ساتھیوں اور کارندوں پر بھی

(۲۰۱) المسعودي في مروج الذهب، 3/ 67.

وہی (اعمال) غالب آ گئے۔ اس کے زمانے میں مکہ و مدینہ میں گانا بجانا عام ہو گیا تھا، (اجتماعی سطح پر محافلِ موسیقی کا اہتمام کیا جاتا) اور لہو و لعب کی مجالس سجائی جاتی تھیں۔ لوگ کھلے عام شراب نوشی کیا کرتے تھے۔"

13۔ صاحبِ 'الصحیح' امام ابن حبان (م354ھ) کی گواہی

صاحبِ 'الصحیح' امام ابن حبان یزید کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

وَقَدْ قِيلَ: إِنَّ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ سَكِرَ لَيْلَةً وَقَامَ يَرْقُصُ (202).

"یہ بھی کہا گیا ہے کہ یزید بن معاویہ رات بھر نشے میں دھت ہو کر مسلسل ناچتا رہتا تھا۔"

14۔ عبد اللہ بن ابی عمرو المخزومی اور دیگر اَفراد کی گواہی

ابو الحسن المدائنی نے اپنے شیوخ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت توڑنے کے لیے کھڑے ہوئے تو لوگوں کی اکثریت نے ان کی حمایت کی۔ چنانچہ عبد اللہ بن مطیع، عبد اللہ بن حنظلہ اور اہل مدینہ ان کے پاس مسجد میں داخل ہوئے اور (ایک ایک کر کے) منبر پر آئے اور یزید کی بیعت توڑنے کا اعلان کرتے گئے۔ اِس پر عبد اللہ بن ابی عمرو بن حفص المغیرہ المخزومی نے کہا:

خَلَعْتُ يَزِيْدَ كَمَا خَلَعْتُ عَمَامَتِي.

"میں خود کو یزید کی بیعت سے اس طرح الگ کرتا ہوں جس طرح اپنا یہ عمامہ اپنے سر سے الگ کرتا ہوں۔"

---

(202) ابن حبان في الثقات، 2/ 314.

یہ کہہ کر عبد اللہ بن ابی عمرو المخزومی نے اپنا عمامہ سر سے اُتارا اور کہا:

إِنِّي لَأَقُوْلُ هَذَا وَقَدْ وَصَلَنِي وَأَحْسَنَ جَائِزَتِي وَلَكِنْ عَدُوُّ اللهِ سِكِّيْرٌ خِمِّيْرٌ.

’’تحقیق میں یہ کہتا ہوں کہ اگرچہ اُس نے مجھے صلہ و انعام دیا ہے، تاہم حقیقت یہ ہے کہ وہ دشمنِ خدا نشہ میں بدمست شرابی ہے۔‘‘

عبد اللہ بن ابی عمرو المغیرہ المخزومی کے بعد مزید افراد نے یزید کی بیعت توڑنے کا اعلان کیا:

وَقَالَ آخَرُ: خَلَعْتُهُ كَمَا خَلَعْتُ نَعْلِي. وَقَالَ آخَرُ: خَلَعْتُهُ كَمَا خَلَعْتُ ثَوْبِي. وَقَالَ آخَرُ: قَدْ خَلَعْتُهُ كَمَا خَلَعْتُ خُفِّي حَتَّى كَثُرَتِ الْعَمَائِمُ وَالنِّعَالُ وَالْخِفَافُ، وَأَظْهَرُوْا الْبَرَاءَةَ مِنْهُ وَأَجْمَعُوْا عَلَى ذَلِكَ(203).

’’ایک اور شخص نے کہا: میں اس کو منصبِ اِمارت سے اس طرح اتارتا ہوں جس طرح میں نے اپنے جوتے اتارے۔ پھر ایک اور شخص منبر پر آیا اور اعلان کیا، کہا: میں اسے امارت سے اس طرح اتارتا ہوں جیسے میں اپنے کپڑے اتارتا ہوں۔ پھر ایک اور شخص کہنے لگا: میں اُسے اِمارت سے ایسے اُتارتا ہوں جیسے میں نے اپنے موزے اتارے۔ یہاں

(203) أبو الفرج الأصفهاني في الأغاني، 1/ 28، وابن الجوزي في المنتظم ثم دخلت سنة ثلاث وستين، 6/ 12، وابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 218، والسخاوي في التحفة اللطيفة في تاريخ المدينة الشريفة، 2/ 64، الرقم/ 2173، والسمهودي في وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى صلى الله عليه وعلى آله وسلم، 1/ 104.

تک کہ عماموں، جوتوں اور موزوں کا ڈھیر لگ گیا۔ ان سب لوگوں نے متفقہ طور پر اس سے براءت کا اظہار کیا۔"

15۔ علامہ تقی الدین بن تیمیہ (م728ھ) کی گواہی

علامہ ابن تیمیہ 'مجموع الفتاوی' میں بیان کرتے ہیں:

وَأَمَّا تَرْكُ مَحَبَّتِهِ فَلِأَنَّ الْمَحَبَّةَ الْخَاصَّةَ إِنَّمَا تَكُوْنُ لِلنَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ؛ وَلَيْسَ وَاحِدًا مِنْهُمْ.

وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. وَمَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ لَا يَخْتَارُ أَنْ يَكُوْنَ مَعَ يَزِيْدَ(204).

"جہاں تک یزید کی محبت کو ترک کرنے کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ خاص محبت صرف انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے لیے ہے۔یزید کا تعلق ان میں سے کسی سے بھی نہیں ہے۔"

"حضور نبی اکرم صلى الله عليه وعلى آله وسلم نے فرمایا ہے: بندہ اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہوگا۔ جو شخص خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ (آخرت میں) یزید کے ساتھ رہنا ہرگز پسند نہیں کرے گا۔"

16۔ امام شمس الدین الذہبی (م748ھ) کی گواہی

1۔ امام ذہبی نے یزید کے کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے:

كَانَ نَاصِبِيًّا، فَظًّا، غَلِيْظًا، جِلْفًا، يَتَنَاوَلُ الْمُسْكِرَ، وَيَفْعَلُ

---

(204) ابن تيمية في مجموع الفتاوى، 4/ 484.

الْمُنْكَرَ. اِفْتَتَحَ دَوْلَتَهُ بِمَقْتَلِ الشَّهِيْدِ الْحُسَيْنِ، وَاخْتَتَمَهَا بِوَاقِعَةِ الْحَرَّةِ، فَمَقَتَهُ النَّاسُ، وَلَمْ يُبَارَكْ فِي عُمُرِهِ(205).

"(یزید بن معاویہ) ناصبی (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بغض و عناد رکھنے والا)، ترش رو، سنگ دل اور ظالم و اُجڈ تھا۔ شراب پیتا تھا اور برے افعال سرانجام دیتا تھا۔ اس نے اپنی حکومت کا آغاز امام حسین علیہ السلام کے قتل سے کیا اور اختتام واقعۂ حرہ پر کیا۔ لہٰذا لوگوں نے اس سے نفرت کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر میں برکت نہیں ڈالی (اور وہ بہت جلد واصلِ جہنم ہوگیا)۔"

2۔ امام ذہبی نے یزید کے کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے محمد بن احمد بن مسمع کے طریق سے روایت کیا ہے:

سَكِرَ يَزِيْدُ، فَقَامَ يَرْقُصُ، فَسَقَطَ عَلَى رَأْسِهِ، فَانْشَقَّ، وَبَدَا دِمَاغُهُ(206).

"یزید نشہ کی حالت میں رقص کرنے لگا تو سر کے بل گرا۔ اُس کا سر پھٹ گیا اور اُس کا بھیجا باہر نکل آیا۔ (یوں اُس بدبخت کی موت واقع ہوئی۔)"

(205) الذهبي في سير أعلام النبلاء، 4/ 37-38، وأيضًا في تاريخ الإسلام في حوادث سنة 63هـ 5/ 30، والكتبي في فوات الوفيات، 2/ 641، والسيوطي في تاريخ الخلفاء، ص/ 209، وابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 634-635.

(206) الذهبي في سير أعلام النبلاء، 4/ 37.

17۔ حافظ عماد الدین بن کثیر (م774ھ) کی گواہی

1۔ معروف محدّث، سیرت نگار اور مؤرخ حافظ ابن کثیر، یزید کے کردار کے بارے میں لکھتے ہیں:

وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ يَزِيْدَ كَانَ قَدِ اشْتَهَرَ بِالْمَعَازِفِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَالْغِنَا وَالصَّيْدِ وَاتِّخَاذِ الْغِلْمَانِ وَالْقِيَانِ وَالْكِلَابِ. وَالنِّطَاحِ بَيْنَ الْكِبَاشِ وَالدِّبَابِ وَالْقُرُوْدِ، وَمَا مِنْ يَوْمٍ إِلَّا يُصْبِحُ فِيْهِ مَخْمُوْرًا، وَكَانَ يَشُدُّ الْقِرْدَ عَلَى فَرَسٍ مُسْرَجَةٍ بِحِبَالٍ وَيَسُوْقُ بِهِ، وَيُلْبِسُ الْقِرْدَ قَلَانِسَ الذَّهَبِ، وَكَذَلِكَ الْغِلْمَانَ، وَكَانَ يُسَابِقُ بَيْنَ الْخَيْلِ، وَكَانَ إِذَا مَاتَ الْقِرْدُ حَزِنَ عَلَيْهِ. وَقِيْلَ: إِنَّ سَبَبَ مَوْتِهِ أَنَّهُ حَمَلَ قِرْدَةً وَجَعَلَ يُنَقِّزُهَا فَعَضَّتْهُ(207).

”روایت ہے کہ یزید گانے بجانے کے آلات، شراب نوشی، راگ الاپنے، شکار کرنے، غلام اور لونڈیاں بنانے، کتے پالنے، مینڈھوں، ریچھوں اور بندروں کے لڑانے میں مشہور تھا۔ وہ ہر صبح مخمور (شراب کے نشے میں دُھت) ہوتا تھا۔ وہ زین دار گھوڑی پر بندر کو رسیوں سے باندھ دیتا اور اسے چلاتا۔ اِسی طرح بندر اور لونڈوں کو سونے کی ٹوپیاں پہناتا تھا۔ وہ گھڑ دوڑ کراتا اور جب کوئی بندر مرجاتا تو اس پر غم کرتا۔ (یہ بھی) کہا جاتا ہے کہ اس کی موت کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ایک بندر کو اٹھایا اور اسے کچوکے لگانے لگا تو اس نے اسے کاٹ لیا۔“

(207) ابن كثير في البداية والنهاية، ترجمة يزيد بن معاوية، 8/ 235-236.

2۔ حافظ ابن کثیر مزید لکھتے ہیں:

وَقَالَ الطَّبَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْغَلَّابِيُّ، ... قَالَ: كَانَ يَزِيْدُ فِي حَدَاثَتِهِ صَاحِبَ شَرَابٍ يَأْخُذُ مَأْخَذَ الْأَحْدَاثِ، فَأَحَسَّ مُعَاوِيَةُ بِذَلِكَ، فَأَحَبَّ أَنْ يَعِظَهُ فِي رِفْقٍ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ، مَا أَقْدَرَكَ عَلَى أَنْ تَصِلَ إِلَى حَاجَتِكَ مِنْ غَيْرِ تَهَتُّكٍ يَذْهَبُ بِمُرُوْءَتِكَ وَقَدْرِكَ، وَيُشَمِّتُ بِكَ عَدُوُّكَ وَيُسِيءُ بِكَ صَدِيْقُكَ(208).

”طبرانی نے کہا ہے: ہمیں محمد بن زکریا غلابی نے اپنے طریق سے روایت کیا ہے: یزید کم عمری میں شرابیوں اور نو عمروں والی حرکات کرتا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بات کو محسوس کر کے نرمی کے ساتھ اسے نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے میرے بیٹے! تو ذلت و رسوائی کے بغیر اپنے مقصد کے حصول کی کتنی ہی قدرت رکھتا ہے، یہ ذلت و رسوائی تیری جواں مردی اور قدر و منزلت کو تباہ کردے گی، تیرا دشمن تیری مصیبت پر خوش ہوگا جب کہ تیرا دوست تیرے ساتھ برا سلوک کرے گا۔“

18۔ امام ابو المحاسن الاتابکی (م874ھ) کی گواہی

امام ابو المحاسن الاتابکی کہتے ہیں:

وَكَانَ يَزِيْدُ فَاسِقًا، قَلِيْلَ الدِّيْنِ، مُتَهَتِّكًا، غَيْرَ أَهْلٍ لِلْخِلَافَةِ،

---

(208) ابن كثير في البداية والنهاية، ترجمة يزيد بن معاوية، 8/ 228.

وَهُوَ أَحَدُ فُحُوْلِ شُعَرَاءِ قُرَيْشٍ فِي الْإِسْلَامِ، وَشِعْرُهُ مَشْهُوْرٌ، وَأَكْثَرُهُ فِي الْخَمْرِيَّاتِ(209).

یزید ایک فاسق، کم دیندار، (شرعی حرمتوں کو) توڑنے والا، منصب خلافت کے لیے نا اہل تھا، وہ عصر اِسلام میں اَجل شعرائے قریش میں سے تھا۔ اس کی شاعری مشہور ہے اور اس کی (واہیات) شاعری کا بیشتر حصہ شراب اور اس کے متعلقات کے بارے میں ہے۔

19۔ امام جلال الدین السیوطی (م911ھ) کی گواہی

نویں اور دسویں صدی ہجری کے عظیم مفسّر، محدّث، مؤرّخ اور سیرت نگار امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

وَكَانَ سَبَبُ خَلْعِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَهُ أَنَّ يَزِيْدَ أَسْرَفَ فِي الْمَعَاصِي، وَأَخْرَجَ الْوَاقِدُ مِنْ طُرُقٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ حَنْظَلَةَ، ابْنَ الْغَسِيْلِ قَالَ: وَاللهِ، مَا خَرَجْنَا عَلَى يَزِيْدَ حَتَّى خِفْنَا أَنْ نُرْمَى بِالْحِجَارَةِ مِنَ السَّمَاءِ، إِنَّهُ رَجُلٌ يَنْكِحُ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ، وَالْبَنَاتِ، وَالْأَخَوَاتِ، وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَدَعُ الصَّلَاةَ(210).

''اہلِ مدینہ کی طرف سے یزید کی بیعت توڑنے کا سبب اُس کا گناہوں اور نافرمانیوں میں ہر حد سے گزر جانا تھا۔ واقدی نے کئی طرق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن حنظلہ نے فرمایا: یزید کے خلاف ہم نے اُس تک وقت قیام نہ کیا یہاں تک کہ ہمیں خوف آنے لگا کہ

(209) الأتابکي في مورد اللطافة فيمن ولي السلطنة والخلافة، 1/ 66.

(210) السيوطي في تاريخ الخلفاء، ص/ 209.

اگر ہم (اس کے خلاف اب بھی نہ اٹھے تو) ہم پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔ وہ ایسا بدکردار شخص تھا جو اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں سے بدکاری کرتا تھا۔ وہ خوب شراب پیتا تھا اور تارک نماز تھا۔"

20۔ علامہ علی بن ابراہیم الحلبی (م1044ھ) کی گواہی

محقق اور سیرت نگار علامہ الحلبی نے یزید کے گھناؤنے کردار پر یوں اپنا موقف بیان کیا ہے:

وَسَبَبُ بِنَاءِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ لِلْكَعْبَةِ أَنَّ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لَمَّا وَجَّهَ الْجَيْشَ، عِشْرِيْنَ أَلْفَ فَارِسٍ وَسَبْعَةَ آلَافِ رَاجِلٍ، وَأَمِيْرُهُمْ مُسْلِمَ بْنَ عُقْبَةَ؛ لِقِتَالِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لِمَا عَلِمَ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا عَنْ طَاعَتِهِ أَيْ: وَأَظْهَرُوْا شَتْمَهُ وَأَعْلَنُوْا بِأَنَّهُ لَيْسَ لَهُ دِيْنٌ لِأَنَّهُ اشْتَهَرَ عَنْهُ نِكَاحُ الْمَحَارِمِ، وَإِدْمَانُ شُرْبِ الْخَمْرِ وَتَرْكُ الصَّلَاةِ وَأَنَّهُ يَلْعَبُ بِالْكِلَابِ، أَيْ فَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُ ثِقَاتِ الْمُؤَرِّخِيْنَ أَنَّهُ كَانَ لَهُ قِرْدٌ يُحْضِرُهُ مَجْلِسَ شَرَابِهِ، وَيَطْرَحُ لَهُ وِسَادَةً، وَيَسْقِيْهِ فَضْلَةَ كَأْسِهِ، وَاتَّخَذَ لَهُ أَتَانًا وَحْشِيَّةً قَدْ رَبَضَتْ لَهُ، وَصَنَعَ لَهَا سَرْجًا مِنْ ذَهَبٍ يَرْكَبُ عَلَيْهَا، وَيُسَابِقُ بِهَا الْخَيْلَ فِي بَعْضِ الْأَيَّامِ، وَكَانَ يَلْبَسُ عَلَيْهِ قُبَاءً وَقَلَنْسُوَةً مِنَ الْحَرِيْرِ الْأَحْمَرِ، ... وَهُوَ اللَّاعِبُ بِالنَّرْدِ، وَالْمُتَصَيِّدُ

بِالْفُهُوْدِ، وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَشِعْرُهُ فِي الْخَمْرِ مَعْلُوْمٌ(211).

"حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے کعبہ کی تعمیر نو کا سبب یہ تھا کہ یزید بن معاویہ نے مسلم (بن عقبہ) کی قیادت میں بیس ہزار گھڑ سوار، سات ہزار پیادوں پر مشتمل لشکر اہل مدینہ سے قتال کے لیے بھیجا، جب اسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ اس کی اطاعت سے نکل گئے ہیں۔ انہوں نے یزید کی برائی (پر مبنی صفات) کو ظاہر کیا اور یہ اعلان کر دیا کہ اس کا کوئی دین نہیں ہے، کیوں کہ اس کے ہاں محارم (جن سے شرعاً نکاح نہیں ہو سکتا) سے نکاح کرنا مشہور ہے۔ وہ بکثرت شراب نوشی کرتا ہے۔ تارکِ نماز ہے۔ وہ کتوں سے کھیلتا ہے۔ جیسا کہ بعض ثقہ مورخین نے بیان کیا کہ یزید کے پاس ایک بندر تھا، جسے وہ اپنی شراب کی مجلس میں لے آتا، اس کے لیے (اس مجلس میں بیٹھنے کے لیے) تکیہ لگاتا اور اپنے شراب کے جام سے بچی کھچی شراب اسے پلاتا تھا۔ یوں ہی اس نے ایک جنگلی گدھی سدھا رکھی تھی۔ وہ اُس کے لیے گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتی تھی۔ اُس نے اس کے لیے سونے کی زین تیار کی تھی۔ وہ اس پر سوار ہوتا۔ کبھی کبھی اسے گھوڑوں کے ساتھ دوڑایا کرتا۔ وہ سرخ ریشم کی قبا اور ٹوپی بھی پہنتا تھا (حالاں کہ اسلام میں مردوں کے لیے ریشم حرام ہے)۔ یزید جواری تھا اور چیتوں کے ذریعے شکار کیا کرتا تھا۔ وہ ہمیشہ شراب کے نشہ میں دُھت رہتا تھا۔ شراب کے سلسلہ میں کہے گئے اُس کے اَشعار بھی کافی مشہور ہوئے ہیں۔"

(211) الحلبي في إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، 1/ 266-267.

21۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م1052ھ) کی گواہی

شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا شمار اکابر ائمہ میں ہوتا ہے۔ ان کے اقوال کو تمام مکاتبِ فکر معتبر سمجھتے ہیں۔ آپ اپنی کتاب ''تکمیل الایمان'' میں یزید کے بارے میں لکھتے ہیں:

و اذلال و اہانت او مر ایشاں را بدرجۂ تواتر معنوی رسیدہ است وانکار آں تکلف و مکابرہ است۔ ... وبالجملہ وے مبغوض ترین مردم است نزدما، وکار ہا کہ ایں بد بخت وبے سعادت دریں امت کردہ ہیچ کس نہ کردہ۔بعد از قتل امام حسین عَلَیْهِ السَّلَام واہانت اہل بیت لشکر بتخریب مدینہ مطہرہ وقتل اہل آنجا فرستادہ و بقیہ از صحابہ وتابعین را مر بقتل کردہ وبعد از تخریب مدینہ امر بانہدام مکہ معظمہ وقتل عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کردہ وہم دراثنائے ایں حالت از دنیا بجہنم شتافتہ۔دیگر احتمال توبہ ورجوع اُو را خداداند۔حق تعالی دل ہائے مارا وتمام مسلمانان را از محبت وموالات وے واعوان و انصار وے وہر کہ با اہل بیت نبوی بدبودہ وبد اندیشہ و حق ایشاں را پائمال کردہ۔ وبایشاں براہِ محبت و صدق عقیدت نیست ونبودہ نگاہدارد ومارا، ومحبان مارا در زمرۂ محباں ایشاں محشور گرداند۔و در دنیا آخرت بر دین وکیش ایشاں دارد۔ بحرمة النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وآله الأمجاد بمنه وكرمه وهو قريب مجيب آمین(212).

''یزید کی اہل بیت سے عداوت اور اہل بیت کی توہین و تذلیل کے واقعات کا تواتر کے ساتھ سرزد ہونا ثابت ہے۔ اِن تمام واقعات سے

---

(212) عبد الحق محدث دهلوي، تكميل الإيمان/ 172-173.

اِنکار کرنا اَز راہِ تکلف و رعونت ہے۔ ... الغرض یزید ہمارے نزدیک مبغوض ترین اِنسان ہے۔ جو کام اُس بدبخت اور منحوس نے اِس امت میں کیے ہیں، وہ کسی اور نے نہیں کیے۔ امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو قتل کرنے اور اَہلِ بیتِ اَطہار عَلَیْہِمُ السَّلَام کی اِہانت کے بعد اُس نے مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے اور اَہلِ مدینہ کو قتل کرنے کے لیے اپنا لشکر بھیجا۔ جو صحابہ کرام رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ اور تابعین وہاں باقی رہ گئے تھے، اُنہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ مدینہ طیبہ کو برباد کرنے کے بعد مکہ معظمہ کو منہدم کرنے اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اسی اثناء میں جب کہ مکہ معظمہ محاصرہ کی حالت میں تھا وہ دنیا سے جہنم میں چلا گیا۔ باقی رہا یہ احتمال کہ شاید اس نے توبہ اور رجوع کر لیا ہو یہ خدا جانے۔ حق تعالیٰ ہمارے اور سب مسلمانوں کے دلوں کو اس کی اور اس کے اعوان و انصار کی محبت اور دوستی سے، بلکہ ہر اس شخص کی محبت اور دوستی سے کہ جس کا اَہلِ بیتِ نبوی سے بُرا برتاؤ رہا، یا جس نے بھی اُن کے حق میں بُرا سوچا اور ان کے حق کو پامال کیا، نیز جس کو بھی اُن کے ساتھ محبت اور صدق عقیدت نہیں ہے، یا نہیں تھی، اُن سب کی محبت و دوستی سے محفوظ رکھے۔ ہمارا اور ہم سے محبت رکھنے والوں کا ان (اَہلِ بیت) حضرات کے محبین میں حشر فرمائے اور دنیا اور آخرت میں ان ہی حضرات کے دین و مذہب پر رکھے۔ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ اور آپ کی اولاد امجاد کے طفیل اپنے فضل و کرم سے ہماری یہ دعا قبول فرمائے۔ بیشک اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے (آمین۔)"

22۔ شیخ عبد العزیز محدث دہلوی (م1239ھ) کی گواہی

تیرھویں صدی ہجری میں ہندوستان کے مشہور عالم اور خاندانِ ولی اللہی کی نام ور علمی شخصیت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (م1239 ھ) فرماتے ہیں:

وَكَتَبَ إِلَى عَامِلِهِ بِالْمَدِيْنَةِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ أَنْ يَأْخُذَ الْبَيْعَةَ مِنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَامْتَنَعَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ بَيْعَتِهِ؛ لِأَنَّهُ كَانَ فَاسِقًا مُدْمِنًا لِلْخَمْرِ ظَالِمًا(213).

”یزید نے مدینہ منورہ میں اپنے گورنر ولید بن عقبہ کو لکھا کہ وہ امام حسین علیہ السلام سے (اس کی) بیعت لے، تو امام حسین علیہ السلام نے اس کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا کیوں کہ وہ فاسق، شرابی اور ظالم تھا۔“

23۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م 1225ھ) کی گواہی

1۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نہایت بلند پایہ مفسر و محدث، اَعلیٰ منزلت فقیہ اور عارفِ ربانی تھے۔ انہوں نے یزید کے سوءِ کردار پر اپنی تفسیر میں یوں تبصرہ کیا ہے:

بَعَثَ جَيْشًا عَلَى مَدِيْنَةِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم، وَفَعَلَ مَا فَعَلَ فِي وَقْعَةِ الْحَرَّةِ بِالْمَدِيْنَةِ وَبِالْمَسْجِدِ الَّذِي ﴿أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ﴾ [التوبة، 9/ 108]، وَهُوَ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَنَصَبَ الْمَجَانِيْقَ عَلَى بَيْتِ اللهِ تَعَالَى، وَقَتَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ ابْنَ بِنْتِ خَلِيْفَةِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم، وَفَعَلَ

(213) الشاه عبد العزيز الدهلوي في سر الشهادتين/ 12.

مَا فَعَلَ حَتَّى كَفَرَ بِدِيْنِ اللهِ، وَأَبَاحَ الْخَمْرَ(214).

”یزید نے مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے لیے لشکر بھیجا اور واقعہ حرہ میں مدینہ طیبہ میں، اسی طرح مسجد نبوی میں جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی اور وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، جو پیش آیا سو پیش آیا۔ بیت اللہ شریف پر (سنگ زنی کے لیے) منجنیقیں نصب کیں، اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جو کہ خلیفۂ رسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی (حضرت اسماء رضی اللہ عنہا) کے صاحبزادے تھے، کو قتل کیا۔ وہ کون سا جرم تھا جو اُس بدبخت نے نہیں کیا؟ حتیٰ کہ اس نے اللہ کے دین کا بھی انکار کیا اور شراب کو مباح قرار دیا۔“

2۔ ایک اور مقام پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یزید شراب کو حلال قرار دیتے ہوئے فخریہ کہا کرتا تھا:

مُدَامُ كَنْزٍ فِي إِنَاءٍ كَفِضَّةٍ
وَسَاقٌ كَبِدٍ مَعَ مُدَامٍ كَأَنْجَمِ
وَشَمْسُهُ كَرَمٌ بُرْجُهَا قَعْرُهَا
وَمَشْرِقُهَا السَّاقِي وَمَغْرِبُهَا فَمِي
فَإِنْ حُرِمَتْ يَوْمًا عَلَى دِيْنِ أَحْمَدَ

(214) القاضي ثناء الله في التفسير المظهري، سورة النور (آية/ 55)، 6/ 554.

فَخُذْهَا عَلَى دِيْنِ الْمَسِيْحِ بْنِ مَرْيَمِ[215].

”شراب کا خزانہ ایسے برتن میں ہے جو چاندی کی طرح ہے اور انگوروں کی شاخ انگوروں سے لدی ہوئی ہے جو ستاروں کی مثل ہیں۔ انگور کی بیل کی گہرائی آفتاب کے برج کے قائم مقام ہے۔ اس آفتاب کا مشرق ساقی کا ہاتھ ہے اور اس کا مغرب میرا منہ ہے۔ اگر شراب کسی روز دینِ محمدی میں حرام ہوگئی ہے (تو کیا ہوا؟) تم مسیح ابن مریم کے دین میں اسے پیو۔ (یعنی نصرانی بن جاؤ اور خوب پیو۔)“

یزید کی یہ خرافات و لغویات کذب و اِفترٰی کا پلندہ ہیں، شراب دین مسیحی میں بھی حرام ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ یزید شراب کا رسیا اور عادی تھا۔ شراب کی اباحت اور جواز کے لیے دینِ محمدی کو چھوڑ کر دینِ عیسوی اِختیار کرنے پر بھی راضی تھا۔ حالاں کہ اَمر واقع یہ ہے کہ شراب شریعتِ عیسوی میں بھی حرام تھی، لیکن اُس بدبخت کو جب شریعتِ محمدی کا پاس نہیں تھا، تو شریعتِ عیسوی کا پاس کہاں ہونا تھا؟

یزید کے بارے میں اُس کی اولاد اور مصاحب کی گواہی

کسی بھی فرد کے بارے میں معتبر گواہی اُس کے گھر والوں اور مصاحبین کی ہوتی ہے۔ گزشتہ صفحات میں ہم نے یزید کے قبیح کردار کے بارے میں صحابہ و تابعین اور اکابرین اُمت کے تفصیلی اَقوال پیش کیے ہیں۔ ذیل میں ہم یزید کے بُرے کردار کے حوالے سے اُس کے بیٹے اور اُس کے مصاحب خاص کی ایک ایک گواہی بطور ثبوت پیش کریں گے۔

---

(215) القاضي ثناء الله في التفسير المظهري، 5/ 271.

24۔ یزید کے بیٹے معاویہ بن یزید بن معاویہ کی گواہی

امام ابن حجر ہیتمی المکی بیان کرتے ہیں کہ معاویہ بن یزید بن معاویہ جب تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے پہلے خطبہ میں بھرے دربار میں اپنے باپ یزید کی بدکرداری اور ظلم و بربریت کا تذکرہ کیا۔ اس نے کہا:

ثُمَّ قُلِّدَ أَبِي الْأَمْرَ، وَكَانَ غَيْرَ أَهْلٍ لَهُ، وَنَازَعَ ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، فَقَصَفَ عُمْرُهُ وَانْبَتَرَ عَقِبُهُ، وَصَارَ فِي قَبْرِهِ رَهِينًا بِذُنُوْبِهِ، ثُمَّ بَكَى، وَقَالَ: إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْأُمُوْرِ عَلَيْنَا عِلْمَنَا بِسُوْءِ مَصْرَعِهِ وَبِئْسِ مُنْقَلَبِهِ، وَقَدْ قَتَلَ عِتْرَةَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، وَأَبَاحَ الْحَرَمَ، وَخَرَّبَ الْكَعْبَةَ، وَلَمْ أَذُقْ حَلَاوَةَ الْخِلَافَةِ، فَلَا أَتَقَلَّدُ مَرَارَتَهَا، فَشَأْنُكُمْ أَمْرُكُمْ، وَاللهِ، لَئِنْ كَانَتِ الدُّنْيَا خَيْرًا، فَقَدْ نِلْنَا مِنْهَا حَظًّا، وَلَئِنْ كَانَتْ شَرًّا، فَكَفَى ذُرِّيَّةَ أَبِي سُفْيَانَ مَا أَصَابُوْا مِنْهَا، ثُمَّ تَغَيَّبَ فِي مَنْزِلِهِ حَتَّى مَاتَ بَعْدَ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا(216).

”امارت میرے باپ کے سپرد کی گئی حالاں کہ وہ ہرگز اس کا اہل نہیں تھا۔ اس نے دختر رسول صلى الله عليه وآله وسلم کے بیٹے سے جھگڑا کیا۔ اس کی عمر لہو و لعب میں گزری اور اس کی اپنی اولاد بھی تباہ ہوگئی۔

(216) ابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 641-642، واليعقوبي في تاريخه، 2/ 254، وأبو المحاسن الأتابكي في النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة، 1/ 164، وأيضا في مورد اللطافة في من ولي السلطنة والخلافة، 1/ 70-71.

اب وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کا قیدی ہوگیا ہے۔ پھر معاویہ بن یزید رو پڑا اور کہنے لگا: جو بات ہم پر سب سے زیادہ گراں ہے وہ یہ کہ ہمیں اس کے برے انجام کا علم ہے۔ اس نے عترتِ رسول عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو قتل کیا، حرمِ نبوی کو مباح قرار دیا اور کعبۃ اللہ کو ویران کیا۔ میں نے خلافت کا مزہ نہیں چکھا تو میں اس کی تلخیوں کو گلے کا ہار کیوں بناؤں؟ اپنے معاملات تم خود حل کرو۔ خدا کی قسم! اگر دنیا کوئی اچھی چیز ہے تو ہم نے اس سے اپنا حصہ لے لیا ہے اور اگر بری چیز ہے تو ابوسفیان کی اولاد کے لیے وہی کافی ہے جو وہ لے چکی ہے۔ پھر معاویہ بن یزید اپنے گھر میں محصور ہو کر رہ گیا اور چالیس روز بعد فوت ہوگیا۔''

25۔ یزید کے نمائندہ خاص اور محرمِ راز عبید اللہ بن زیاد کی گواہی

جب یزید لعین کو یہ معلوم ہوا کہ اس کے سیاہ کارناموں اور بدکاریوں کی وجہ سے اہلِ مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی ہے اور اس کے گورنر عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ منورہ سے نکال دیا ہے تو یزید نے کوفہ کے گورنر عبید اللہ بن زیاد کو مدینہ منورہ پر لشکر کشی اور مکہ مکرمہ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کا محاصرہ کرنے کا حکم بھیجا۔ ابن زیاد نے یزید کو یوں جواب دیا:

وَاللهِ، لَا جَمَعْتُهُمَا لِلْفَاسِقِ، قَتْلَ ابْنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَغَزْوَ الْكَعْبَةِ. ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ يَعْتَذِرُ(217).

''خدا کی قسم! میں اس فاسق (یزید) کے لیے رسول اللہ

(217) ابن الأثير في الكامل، ثم دخلت سنة ثلاث وستين، 3/ 212.

صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے بیٹے کو قتل کرنے (جو پہلے کر چکا ہوں) اور کعبہ میں لڑائی دونوں کو (اپنے توشۂ جہنم بننے کے لیے) جمع نہیں کروں گا۔ پھر اس نے یزید کی طرف معذرت نامہ بھیج دیا۔"

مذکورہ بالا مستند و معتبر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اِس اَمر میں کوئی دوسری رائے یا اِختلاف نہیں کہ یزید بد طینت اور بدکردار شخص تھا۔ ... ہر وقت شراب کے نشہ میں مست رہتا۔ ... اس میں دینی حمیت یا ایمانی غیرت نام کی کوئی شے نہ تھی۔ ... شعائرِ اِسلام کا مذاق اُڑاتا اور ان کی توہین کا مرتکب ہوتا۔ ... اِس کی گواہی اس کے اپنے رُفقاء و مصاحبین نے بھی دی ہے، بلکہ یزید کے بیٹے معاویہ نے تو اپنے باپ کی بد کرداری کا ذکر کرتے ہوئے اُس سے اپنی براءت کا اِظہار کیا تھا۔ ... لہٰذا ایسے شخص کے ایمان کی تاویلات کرنا چہ معنٰی دارد؟ توبہ کے اِحتمالات پر بات کرنا اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالنے والی بات ہے۔

باب نمبر: 9

یزید پر لعنت کے جواز میں ائمہ کرام کی تصریحات

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر کفار و مشرکین اور منافقین و معاندین کے مختلف طبقات پر لعنت کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعض لوگوں پر کفر و شرک پر مصر رہنے کے سبب، بعض لوگوں پر ہدایت خداوندی کی عدم تصدیق کے سبب، بعض لوگوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اذیت پہنچانے کے سبب حتیٰ کے مسلمانوں پر ظلم و ستم اور تہمت لگانے کے باعث بھی اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ لعنت ایک سزا ہے جس کا آغاز دنیا میں ہی ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے قرآن مجید میں درجنوں آیات وارد ہوئی ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہے:

1۔ مسلمانوں کو ناحق قتل کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہے:

﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ خَـٰلِدًا فِيهَا وَغَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُۥ وَأَعَدَّ لَهُۥ عَذَابًا عَظِيمًا﴾

[النساء، 4/ 93]

"اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے کہ مدتوں اس میں رہے گا اور اس پر اللہ غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے○"

2۔ فساد فی الارض کرنے والوں پر مالک کائنات کی طرف سے لعنت ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مِيثَـٰقِهِۦ وَيَقْطَعُونَ مَآ أَمَرَ ٱللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ أُو۟لَـٰٓئِكَ لَهُمُ

ٱللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوٓءُ ٱلدَّارِ﴾ [الرعد، 13/ 25]

"اور جو لوگ اللہ کا عہد اس کے مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور ان تمام (رشتوں اور حقوق) کو قطع کر دیتے ہیں جن کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے اور زمین میں فساد انگیزی کرتے ہیں انہی لوگوں کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر ہےO"

3۔ فسادیوں پر لعنت کے ضمن میں ایک اور جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوٓا۟ أَرْحَامَكُمْ ۝ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰٓ أَبْصَٰرَهُمْ ۝﴾ [محمد، 47/ 22-23]

"پس (اے منافقو!) تم سے توقع یہی ہے کہ اگر تم (قتال سے گریز کر کے بچ نکلو اور) حکومت حاصل کر لو تو تم زمین میں فساد ہی برپا کرو گے اور اپنے (ان) قرابتی رشتوں کو توڑ ڈالو گے (جن کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ نے مواصلت اور مَودّت کا حکم دیا ہے)O یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ان (کے کانوں) کو بہرا کر دیا ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہےO"

4۔ عفت مآب اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَرْمُونَ ٱلْمُحْصَنَٰتِ ٱلْغَٰفِلَٰتِ ٱلْمُؤْمِنَٰتِ لُعِنُوا۟ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [النور، 24/ 23]

”بے شک جو لوگ ان پارسا مومن عورتوں پر جو (برائی کے تصور سے بھی) بے خبر اور ناآشنا ہیں (ایسی) تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت (دونوں جہانوں) میں ملعون ہیں اور ان کے لیے زبردست عذاب ہےo“

5۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کو اذیت دینے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فِي ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ [الأحزاب، 33/ 57]

”بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ) کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اُس نے ان کے لیے ذِلّت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہےo“

6۔ رسول اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ سے بُغض اور گستاخی کی بناء پر منافقوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کی گئی ہے:

﴿ٱلْمُنَٰفِقُونَ وَٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَٱلْمُرْجِفُونَ فِي ٱلْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَآ إِلَّا قَلِيلًا ۝ مَّلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوٓاْ أُخِذُواْ وَقُتِّلُواْ تَقْتِيلًا﴾ [الأحزاب، 33/ 60-61]

”اگر منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ سے بُغض اور گستاخی کی) بیماری ہے، اور (اسی طرح) مدینہ میں جھوٹی افواہیں پھیلانے والے لوگ (رسول

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ایذاء رسانی سے) باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان پر ضرور مسلّط کر دیں گے، پھر وہ مدینہ میں آپ کے پڑوس میں نہ ٹھہر سکیں گے مگر تھوڑے (دن)O (یہ) لعنت کیے ہوئے (جنگ جُو، دہشت گرد، فسادی اور ریاست کے خلاف باغیانہ سازشوں میں ملوث) لوگ جہاں کہیں پائے جائیں، گرفتار کر لیے جائیں اور ایک ایک کو (نشانِ عبرت بناتے ہوئے ان کی باغیانہ کارروائیوں کی سزا کے طور پر) قتل کر دیا جائے (تاکہ امن کو لاحق خطرات کا صفایا ہو جائے)O"

7۔ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اِطاعت سے رُوگردانی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَعَنَ ٱلْكَـٰفِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝٦٤ خَـٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝٦٥ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِى ٱلنَّارِ يَقُولُونَ يَـٰلَيْتَنَآ أَطَعْنَا ٱللَّهَ وَأَطَعْنَا ٱلرَّسُولَا۠﴾

[الأحزاب، 33/ 64-66]

"بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی ہے اور اُن کے لیے (دوزخ کی) بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہےO جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ نہ وہ کوئی حمایتی پائیں گے اور نہ مددگارO جس دن ان کے منہ آتشِ دوزخ میں (بار بار) الٹائے جائیں گے (تو) وہ کہیں گے: اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) کی اطاعت کی ہوتیO"

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی مختلف اشخاص پر لعنت کیے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ موضوع کی مناسبت سے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحاح

ت کی ایک حدیث بیان کریں گے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا فرمان اقدس ہے:

سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ، لَعَنَهُمُ اللهُ، وَكُلُّ نَبِيٍّ كَانَ: اَلزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللهِ، وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللهِ، وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ، لِيُعِزَّ بِذٰلِكَ مَنْ أَذَلَّ اللهُ، وَيُذِلَّ مَنْ أَعَزَّ اللهُ، وَالْمُسْتَحِلُّ لِحُرُمِ اللهِ، وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي مَا حَرَّمَ اللهُ، وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي (218).

”چھ بندوں پر میں لعنت کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور ہر سابقہ نبی بھی ان پر لعنت کرتا رہا ہے۔ (وہ چھ بندے یہ ہیں): (1) جو کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا ہو، (2) اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا ہو، (3) ظلم و جبر کے ساتھ تسلط حاصل کرنے والا ہو تاکہ اس کے ذریعے اسے عزت دِلا سکے جسے اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے، اور اسے ذلیل کر سکے جسے اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے، (4) اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے والا ہو، (5) میری عترت یعنی اہلِ بیت کی حرمت کو حلال (پامال) کرنے والا ہو، اور (6) میری سنت کا تارک ہو۔“

مذکورہ بالا حدیث مبارک کی رُو سے یزید مستحقِ لعنت ہونے کی کئی شرائط پر پورا اُترتا ہے۔ اُس نے بے پناہ ظلم و جبر کیا، معزز ترین ہستیوں کو ایذائیں دیں اور سر بازار

(218) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب القدر، باب منه، (17)، 4/ 457، الرقم/ 2154، وابن حبان في الصحيح، 13/ 60، الرقم/ 5749، والحاكم في المستدرك، 2/ 572، الرقم/ 3941، والبيهقي في شعب الإيمان، 3/ 443، الرقم/ 4010.

رُسوا کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ اُمور کو عملاً حلال قرار دیا۔ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ترک کیا حتیٰ کہ عترتِ رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کو انتہائی اذیت ناک تکالیف پہنچائیں اور انہیں شہید کیا۔

قرآن مجید اور حدیث مبارک سے بیان کردہ انہی متون اور نصوص سے استدلال کرتے ہوئے ائمہ کرام نے صریح الفاظ میں یزید پر لعنت بھیجنے کو جائز قرار دیا ہے۔ ذیل میں ہم صدرِ اوّل سے لے کر دورِ اواخر تک کے معتبر و مؤقر اہل علم کی آراء پیش کریں گے جن سے متحقق ہو جائے گا کہ یزید پر بالتعیین لعنت کرنا بالکل جائز امر ہے۔

1۔ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول

حضرت شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے۔ جب ان کے پاس حضرت حسین بن علی علیہما السلام کی شہادت کی خبر آئی تو انہوں نے قاتلینِ حسین کو بددعا دی اور اُن پر لعنت کرتے ہوئے کہا:

قَتَلُوْهُ، قَتَلَهُمُ اللهُ، غَرُّوْهُ وَذَلُّوْهُ، لَعَنَهُمُ اللهُ (219).

"انہوں نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا، اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے۔ انہوں نے آپ کو دھوکہ دیا اور آپ کی بے توقیری کی، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔"

---

(219) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 6/ 298، الرقم/ 26592، وأيضًا في فضائل الصحابة، 2/ 685، 782، الرقم/ 1170، 1392، والطحاوي في شرح مشكل الآثار، 2/ 242، والطبراني في المعجم الكبير، 3/ 108، الرقم/ 2818، وأيضًا في، 23/ 338، الرقم/ 786، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 142.

2۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما (1ھ-64ھ) کا قول

امام مقدسی اپنی کتاب 'البدء والتاریخ' میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ:

وَأَمَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَامْتَنَعَ بِمَكَّةَ وَلَاذَ بِالْكَعْبَةِ، وَدَعَا النَّاسَ إِلَى الشُّوْرَى، وَجَعَلَ يَلْعَنُ يَزِيْدَ، وَسَمَّاهُ الْفَاسِقَ الْمُتَكَبِّرَ(220).

رہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تو وہ مکہ میں محصور ہو کر رہ گئے تھے۔ انہوں نے کعبۃ اللہ میں پناہ لے رکھی تھی۔ انہوں نے لوگوں کو (یزیدی حکومت کے خلاف) صلاح مشورہ کے لیے بلایا۔ (اس مجلس مشاورت میں) یزید پر لعن طعن کیا اور اسے فاسق اور متکبر کا نام دیا۔

3۔ یزید پر جوازِ لعنت کے مسئلہ پر ائمہ اربعہ کے حوالے سے امام ابو الحسن علی بن محمد الطبری البغدادی (المعروف بہ امام الکیا الہراسی) [450ھ-504ھ] کی تحقیق

امام عماد الدین ابو الحسن علی بن محمد بن علی الطبری البغدادی الکیا الہراسی سے یزید بن معاویہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ:

هَلْ هُوَ مِنَ الصَّحَابَةِ؟ وَهَلْ يَجُوْزُ لَعْنُهُ؟

"کیا وہ صحابی تھا اور کیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے؟"

امام الکیا الہراسی نے جواب دیا:

(220) ابن طاهر المقدسي في البدء والتاريخ، 6/ 13.

إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ مِنَ الصَّحَابَةِ لِأَنَّهُ وُلِدَ فِي أَيَّامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه، وَأَمَّا قَوْلُ السَّلَفِ فَفِيهِ لِأَحْمَدَ قَوْلَانِ: تَلْوِيحٌ وَتَصْرِيحٌ، وَلِمَالِكٍ قَوْلَانِ: تَلْوِيحٌ وَتَصْرِيحٌ، وَلِأَبِي حَنِيفَةَ قَوْلَانِ: تَلْوِيحٌ وَتَصْرِيحٌ. وَلَنَا قَوْلٌ وَاحِدٌ: اَلتَّصْرِيحُ دُوْنَ التَّلْوِيحِ. وَكَيْفَ لَا يَكُوْنُ كَذَلِكَ، وَهُوَ اللَّاعِبُ بِالنَّرْدِ، وَالْمُتَصَيِّدُ بِالْفُهُوْدِ، وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَشِعْرُهُ فِي الْخَمْرِ مَعْلُوْمٌ.

أَقُوْلُ لِصَحْبٍ ضَمَّتِ الْكَأْسُ شَمْلَهُمْ
وَدَاعِي صَبَابَاتِ الْهَوَى يَتَرَنَّمُ
خُذُوْا بِنَصِيْبٍ مِنْ نَعِيْمٍ وَلَذَّةٍ
فَكُلٌّ وَإِنْ طَالَ الْمَدَى يَتَصَرَّمُ
وَلَا تَتْرُكُوْا يَوْمَ السُّرُوْرِ إِلَى غَدٍ
فَرُبَّ غَدٍ يَأْتِي بِمَا لَيْسَ يُعْلَمُ(221)

(221) ذكره ابن خلكان في وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، 3/ 287، والكتبي في فوات الوفيات، 2/ 641، وابن الوزير في العواصم والقواصم في الذب عن سنة أبي القاسم صلى الله عليه وعلى آله وسلم، 8/ 39-40، وأيضا في الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم صلى الله عليه وعلى آله وسلم، 2/ 398-399، والحلبي في إنسان العيون في سيرة النبي المأمون صلى الله عليه وعلى آله وسلم، 1/ 266-267، وابن العماد في شذرات الذهب، 4/ 8-9.

"وہ صحابہ میں سے نہیں تھا کیوں کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں پیدا ہوا۔ رہی بات اُس (پر لعن) کے بارے میں اسلاف کے اَقوال کی تو اس حوالے سے امام احمد بن حنبل کے دو قول ہیں: ایک قول کے مطابق یزید پر اِشارتاً لعنت بھیجنا جائز ہے اور آپ ہی کے دوسرے قول کے مطابق یزید پر صراحتاً یعنی اُس کا نام لے کر لعنت بھیجنا جائز ہے۔ اس حوالے سے امام مالک کے بھی دو قول ہیں: ایک قول میں یزید پر اِشارتاً لعنت اور دوسرے قول کے مطابق یزید پر صراحتاً یعنی تعییناً اُس کا نام لے کر لعنت بھیجنا بھی جائز ہے۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ کے بھی لعن بر یزید کے مسئلہ پر دو قول ہیں: ایک قول کے مطابق یزید پر اِشارتاً لعنت بھیجنا جائز ہے اور آپ ہی کے دوسرے قول کے مطابق صراحتاً یعنی بالتعیین یزید کا نام لے کر اُس پر لعنت بھیجنا جائز ہے۔ لیکن اس موضوع پر ہمارا (یعنی شوافع کا) ایک ہی قول ہے اور وہ یہ کہ "یزید پر صراحتاً (یعنی بالتعیین نام لے کر) لعنت کی جائے گی نہ کہ اِشارتاً" (گویا امام شافعی کے ہاں اُس پر اشارتاً لعنت بھیجنے سے اُس کی ملعونیت کو بیان کرنے کا حق ادا نہیں ہوتا، کمی رہ جاتی ہے)۔ ایسا کیوں نہ ہو جب کہ وہ شطرنج کھیلنے والا، چیتوں کے ساتھ شکار کرنے میں مشغول رہنے والا اور عادی شرابی تھا۔ شراب کے بارے میں اس کی (خرافاتی) شاعری بہت معروف ہے، جسے لاتعداد ائمہ سِیَر و تاریخ نے تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے:

"میں نے اپنے دوستوں سے کہا: جنہیں جامِ شراب نے اکٹھا کیا ہوا تھا کہ آج ہوائے نفس کا شوق گنگنا رہا ہے۔ سو شراب کی نعمتوں، لذتوں اور خرمستیوں سے اپنا اپنا حصہ لے لو۔ چوں کہ ہر شخص کی عمر خواہ

کتنی طویل ہو، بالآخر ختم ہونے والی ہے۔ ہاں! آج کے دن کا سرور کل پہ نہ چھوڑو کیونکہ زندگی میں بہت سے کل ایسے آئیں گے جو اپنے ساتھ کئی ایسے اُمور اور حالات لائیں گے جن کے بارے میں آج کچھ معلوم نہیں ہے:۔سو جو لذتِ شراب آج لینی ہے، اُسے کل پر مؤخر نہ کرو۔"

تصریحاً سے کیا مراد ہے: تصریحا سے مراد یہ ہے کہ یزید کا بالتعیین نام لے کر اُس پر صراحتاً لعنت کی جائے، یہ جائز ہے۔

تلویحاً سے کیا مراد ہے: تلویحاً سے مراد یہ ہے کہ یزید کا نام لیے بغیر اُس کے کرتوتوں کا ذکر کرکے اِشارتاً اُسی پر لعنت کی جائے یعنی اِس طرح کہا جائے کہ جس جس بدبخت نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کروایا یا اُن کے قتل سے راضی ہوا یا اُن کے قتل میں معاونت کی، ان سب لوگوں پر لعنت ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم: ان تینوں ائمہ کرام سے یزید پر لعنت کے مسئلہ پر دو دو اَقوال مروی ہیں۔ ایک قول میں یزید پر تلویحاً لعنت بھیجنا جائز ہے اور ایک قول میں واضح طور پر یزید پر تصریحاً لعنت بھیجنا جائز ہے۔ فقہاء اور متکلمین کا طریقہ یہ ہے کہ جب ان کے امام سے دو اقوال مروی ہوں تو بعض علماء ایک قول کو اختیار کرلیتے ہیں اور بعض دوسرے قول کو۔جیسا کہ مذہب شافعی میں احکام فقہ کے اندر یہ اُسلوب بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔بہت سے مسائل پر آپ کے دو قول مروی ہیں، قولِ قدیم اور قولِ جدید۔ آج تک علماء شافعیہ کے ہاں یہی طریق ہے۔ کچھ آپ کا قولِ قدیم اختیار کرتے ہیں اور کچھ قولِ جدید۔ یہی حنابلہ میں ہے اور یہی صورت حال حنفیہ کے ہاں بھی ثابت ہے۔ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ سے چونکہ یزید پر لعنت کے باب میں دو قول ثابت اور مروی ہیں۔ سو دونوں طریق سے یزید پر لعنت بھیجنا جائز ہوگا۔ جو عالم اشارۃً اور تلویحاً اس پر لعنت کرنے کے طریق کو اختیار کرنا

چاہے وہ بھی جائز ہے اور جو تصریحاً یزید کا نام لے کر اُس پر لعنت کرنا چاہے تو وہ بھی جائز ہے، دونوں امام اعظم کے ہی موقف ہیں۔ رہ گئے امام شافعی تو اُنہوں نے اشارتاً اور کنایتاً اس پر لعنت بھیجنے کے رویے کو نرم سمجھتے ہوئے اس کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی اور ایک ہی قول صادر فرمایا ہے اور وہ ہے لعنِ صریح کا۔ یزید پر جب بھی کوئی لعنت بھیجنا چاہے اُس بدبخت، مردود اور ملعون پر نام لے کر لعنت کرے، تب ہی اُس یزید کی ملعونیت کے اِظہار کا حق ادا ہو گا۔

اب ہم قارئین کی آسانی کے لیے ہر ایک جلیل القدر امام کے حوالے سے امام ابو الحسن علی الطبری الکیا الهراسی (450ھ-504ھ) کی عبارت کے متعلقہ حصے الگ الگ نقل کرتے ہیں:

(1) اِمامِ اَعظم ابو حنیفہ کا یزید پر جوازِ لعنت کا قول

امام الکیا الهراسی نے بیان کیا ہے:

وَلِأَبِي حَنِيْفَةَ قَوْلَانِ: تَلْوِيْحٌ وَتَصْرِيْحٌ.

”(یزید پر لعن کے جواز میں) امام ابو حنیفہ کے دو قول ہیں: ایک قول کے مطابق یزید پر اِشارتاً لعنت بھیجنا جائز ہے اور آپ ہی کے دوسرے قول کے مطابق یزید کا نام لے کر صراحتاً اُس پر لعنت بھیجنا جائز ہے۔“

سو حنفیہ کے لیے جائز ہے کہ دونوں اقوال میں سے جسے چاہیں اپنا لیں۔ کوئی حنفی عالم چاہے تو امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق یزید پر اشارتاً لعنت بھیجنے کو جائز سمجھے، درست ہو گا۔ کوئی چاہے تو امام اعظم ہی کے مذہب کے مطابق یزید پر تصریحاً نام لے کر لعنت بھیجنا جائز سمجھے، یہ بھی درست ہو گا۔ دونوں صورتوں میں وہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب پر ہی عمل کر رہا ہو گا۔ دونوں صورتیں امام اعظم سے ثابت ہیں اور باقی دو صورتیں دور دور تک امام اعظم سے کہیں ثابت نہیں۔ نہ کہیں نقل ہوئیں، نہ

کہیں مروی ہیں، یعنی یزید پر لعنت سے منع کیا جائے یا یزید پر لعنت کے باب میں سکوت اختیار کیا جائے۔ گویا نہ امام اعظم سے یزید پر لعنت کے باب میں کہیں منع ثابت ہے، اور نہ یزید پر لعنت کے باب میں امام اعظم سے سکوت ثابت ہے۔ آخری دو چیزوں میں سے اگر کوئی امر بھی اُن کی طرف منسوب کیا جائے گا تو یہ غیر ثابت، غیر مسلم، ناجائز اور غلط ہو گا۔

(2) امام مالک کا یزید پر جوازِ لعنت کا قول

امام الکیا الہراسی نے بیان کیا ہے:

وَلِمَالِكٍ قَوْلَانِ: تَلْوِيْحٌ وَتَصْرِيْحٌ.

"(یزید پر لعن کے جواز میں) امام مالک کے دو قول ہیں: ایک قول کے مطابق یزید پر اِشارتاً لعنت بھیجنا جائز ہے اور آپ ہی کے دوسرے قول کے مطابق یزید کا نام لے کر صراحتاً اُس پر لعنت بھیجنا جائز ہے۔"

(3) امام شافعی کا یزید پر جوازِ لعنت کا قول

امام الکیا الہراسی نے بیان کیا ہے:

وَلَنَا قَوْلٌ وَاحِدٌ: اَلتَّصْرِيْحُ دُوْنَ التَّلْوِيْحِ.

"(یزید پر لعنت کے جواز میں) ہمارا (یعنی شوافع کا) ایک ہی قول ہے، اور وہ یہ کہ اُس پر صراحتاً لعنت کی جائے نہ کہ کنایتاً (یعنی بالتعیین اُس کا نام لے کر لعنت کی جائے۔ کیوں کہ وہ اسی کا مستحق ہے۔ اگر اس پر اشارتاً لعنت کی جائے تو گویا اس کی ملعونیت کے اظہار کا حق ادا نہیں ہو گا)۔"

(4) امام احمد بن حنبل کا یزید پر جوازِ لعنت کا قول

امام الکیا الہراسی نے بیان کیا ہے:

لِأَحْمَدَ قَوْلَانِ: تَلْوِيحٌ وَتَصْرِيحٌ.

”(یزید پر لعن کے جواز کے حوالے سے) امام احمد بن حنبل کے دو قول ہیں: ایک قول کے مطابق اُس پر اِشارتاً لعنت کرنا جائز ہے اور دوسرے قول کے مطابق صراحتاً یعنی بالتعیین یزید کا نام لے کر اُس پر لعنت کرنا جائز ہے۔“

(5) یزید پر بالتعیین نام لے کر صراحتاً لعنت کرنے کے جواز پر ائمہ کا اِجماع ہے

مذکورہ بالا عبارات اور تصریحات سے ثابت ہو گیا کہ ائمہ اربعہ (یعنی چاروں ائمۂ فقہ) کا یزید پر لعنت کے جواز پر اِجماع ہے۔ صرف یہ کہ تین ائمہ سے دو دو قول مروی ہیں، بلا واسطہ لعنت اور بالواسطہ لعنت۔ جبکہ امام شافعی سے صرف ایک قول بلا واسطہ صراحتاً نام لے کر لعنت کرنے کا قول ہے۔

مگر ایک بات بالتحقیق ثابت ہو گئی کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام سے یزید پر لعنت کے مسئلہ پر سکوت ثابت نہیں ہے اور نہ ہی منع ثابت ہے۔ کسی ایک امام کا نہ منع کا قول ہے اور نہ ہی سکوت کا۔

اب چاروں اقوال کا اگر تجزیہ کیا جائے تو اُس کا خلاصہ یوں بنتا ہے: ائمہ اربعہ سے یزید پر لعنت کے مسئلہ پر کل سات اقوال مروی ہیں۔ امام ابو حنیفہ سے دو، امام مالک سے دو، امام احمد بن حنبل سے دو اور امام شافعی سے فقط ایک۔ کل سات اقوال مروی ہیں۔ ائمہ اربعہ کے سات اقوال میں سے چار اقوال میں یزید کا نام لے کر بالصراحت اُس پر لعنت کرنے کا فتویٰ ہے۔ سات میں سے تین اقوال کے مطابق اس

کے کرتوتوں کا ذکر کرتے ہوئے اشارتاً اور کنایتاً اُس پر لعنت بھیجنے کے جواز کا فتویٰ ہے۔ اس تجزیے سے یہ اَمر اَظہر من الشمس ہوگیا کہ قولِ سکوت کی کہیں گنجائش اور جگہ ہی نہیں، نہ کسی کتاب میں ان ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک سے مروی ہے، نہ کسی نے نقل کیا ہے، اور نہ کسی نے اُن کی طرف منسوب کیا ہے۔ گویا اَئمہ اَربعہ کا یزید پر لعنت کے مسئلہ پر اجماع ہے۔

اِسی اجماع کو مصری فقیہ اور محدث علامہ سلیمان بن محمد بن عمر البجیرمی (م1221ھ) اپنی کتاب 'تحفۃ الحبیب علی شرح الخطیب' میں، جو کہ فقہ کے متن کے طور پر عالم عرب میں سبقاً پڑھائی جاتی ہے، میں بیان کرتے ہیں:

أَنَّ لِلْإِمَامِ أَحْمَدَ قَوْلًا بِلَعْنِ يَزِيْدَ تَلْوِيْحًا وَتَصْرِيْحًا وَكَذَا لِلْإِمَامِ مَالِكٍ وَكَذَا لِأَبِي حَنِيفَةَ، وَلَنَا قَوْلٌ بِذَلِكَ فِي مَذْهَبِ إِمَامِنَا الشَّافِعِيِّ (222).

امام احمد کے یزید پر لعنت کے حوالے سے دو اقوال ہیں: ایک قول یزید پر اِشارتاً لعنت کے جواز کا اور دوسرا قول یزید پر صراحتاً لعنت کے جواز کا۔ اسی طرح امام مالک سے بھی دونوں قول ثابت ہیں اور امام ابو حنیفہ سے بھی دونوں ہی قول ثابت ہیں۔ ایک اشارتاً یزید پر لعنت بھیجنے کا جواز اور دوسرا صراحتاً یعنی بالتعیین نام لے کر یزید پر لعنت بھیجنے کا جواز ہے۔ ہمارا اپنے امام شافعی کے مذہب کے مطابق ایک ہی قول ہے اور وہ یزید کا نام لے کر تصریحاً اُس پر لعنت بھیجنے کا جواز ہے۔

---

(222) ذكره البُجَيْرَمي في حاشيته على الخطيب (تحفة الحبيب على شرح الخطيب)، كتاب الحدود، فصل في قتال البغاة، 4/ 228.

(6) حافظ ابن حجر العسقلانی نے امام الہراسی کی تحقیق کی توثیق کی ہے

حافظ ابن حجر العسقلانی نے بھی امام الہراسی کی تحقیق کی توثیق کی ہے۔ حافظ عسقلانی کی کتاب 'الإمتاع بالأربعین المتباینة السماع' کے آخری حصے میں آپ سے بعض سوالات کے جوابات دیے گئے ہیں۔ ایک سوال میں حافظ ابن حجر العسقلانی سے لعن بر یزید کے بارے میں استفسار کیا گیا، جس کا جواب آپ نے درج ذیل الفاظ میں دیا ہے:

> سُئِلَ شَيْخُنَا عَنْ لَعْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، وَمَاذَا يَتَرَتَّبُ عَلَى مَنْ يُحِبُّهُ وَيَرْفَعُ مِنْ شَأْنِهِ؟ فَأَجَابَ: أَمَّا اللَّعْنُ، فَنَقَلَ فِيْهِ الطَّبَرِيُّ الْمَعْرُوْفُ بِـ: الْكِيَا الْهَرَّاسِيِّ الْخِلَافَ فِي الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ فِي الْجَوَازِ وَعَدَمِهِ فَاخْتَارَ الْجَوَازَ (223).

> "سوال میں یہ پوچھا جا رہا ہے: یزید بن معاویہ پر لعنت بھیجنے کا کیا حکم ہے؟ نیز جو شخص اُس سے محبت کرے اور اُس کی قدر و منزلت بیان کرے اُس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس پر حافظ ابن حجر العسقلانی جواب دیتے ہیں: جہاں تک یزید پر لعنت بھیجنے کا تعلق ہے، سو اِس مسئلے پر امام الطبری، جو الکیا الہراسی کے نام سے معروف ہیں، نے مذاہب اربعہ کے اندر اس مسئلے پر جواز یا عدم جواز کے حوالے سے جتنے اقوال ہیں یا اُن میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اُس کو نقل فرما دیا ہے اور خود یزید پر لعنت بھیجنے کے جواز کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔"

---

(223) العسقلاني في الإمتاع بالأربعين المتباينة السماع/ 96.

حافظ عسقلانی کے جواب سے یہ امر بغیر کسی شک و شبہ کے ثابت ہوگیا کہ امام الکیا الہراسی نے جو اَقوال درج فرمائے ہیں وہ ثابت ہیں، محقق ہیں، مسلّم ہیں۔ حافظ عسقلانی نے بھی اس امر کی نفی نہیں کی کہ امام الہراسی کی طرف منسوب قول یا اُنہوں نے جو اَقوال ائمہ اَربعہ کی طرف منسوب کیے ہیں، اُن میں سے کوئی قول غلط ہے، یعنی اُس انتساب کے بارے میں نفی یا غلط ہونے کے امکان کو حافظ ابن حجر العسقلانی نے مسترد کردیا ہے اور جو قول اُوپر ہم نقل کرکے آئے ہیں، جس پر اس باب میں گفتگو ہورہی ہے وہ واقعتاً امام ابو الحسن علی بن محمد الطبری البغدادی الکیا الہراسی کا ہے۔ لہٰذا حافظ ابن حجر العسقلانی نے اس امر پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔

(7) امام ابو الحسن علی بن محمد بن علی الطبری البغدادی (المعروف بہ امام الکیاالہراسی) کون ہیں؟

آپ کا مکمل نام عماد الدین ابو الحسن علی بن محمد بن علی الطبری البغدادی ہے، آپ الکیاالہراسی کے نام سے مشہور ہیں۔ 'الکیا' طبری زبان کا لفظ ہے جس کا معنیٰ ہے: کبیر القدر، عظیم الشان۔ طبرستان کے علماء میں جس شخصیت کا علمی مقام ومرتبہ، فہم و فراست اور تقویٰ اپنے زمانے میں سب سے نمایاں اور بلند ہو، اُسے اُن کی اُس تبحر علمی کی وجہ سے 'الکیا' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا(224)۔

امام الہراسی کا سن ولادت 450 ہجری اور سن وفات 504 ہجری ہے۔ آپ نے حصولِ علم کے لیے نیشاپور سمیت دیگر بلادِ اسلام کے سفر کیے اور اُس وقت کے عظیم امام،امام الحرمین الجوینی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ امام الحرمین الجوینی آپ کے شیوخ میں سب سے اہم اور اجل شیخ ہیں جن سے آپ نے سب سے زیادہ اِستفادہ کیا۔ آپ

---

(224) الصفدي في الوافي بالوفيات، 22/ 54، وابن قاضي شهبة في طبقات الشافعية، 1/ 288.

امام غزالی کے ہم مکتب، ہم عصر اور ہم مرتبہ ہیں۔ دونوں ہی امام الحرمین الجوینی کے سب سے عظیم شاگرد ہیں۔ امام الحرمین آپ کو غزالی ثانی کا لقب دیتے تھے۔

امام الحرمین الجوینی سے تکمیلِ علم کے بعد آپ بغداد تشریف لے آئے اور مدرسہ نظامیہ بغداد، جس کے پہلے رئیس الجامعہ امام غزالی تھے، امام الہراسی اسی مسند پر 493 ہجری میں فائز ہوگئے اور تادمِ وفات یعنی 504 ہجری تک مدرسہ نظامیہ بغداد کے رئیس الجامعہ کے منصب پر فائز رہے(225)۔

آپ کی وفات کے بعد علمائے حنفیہ اور علمائے شافعیہ کی جلیل القدر ہستیاں آپ کی عظمتِ علمی اور آپ کی خدمات کو ہمیشہ خراجِ تحسین پیش کرتی تھیں اور آپ کے علمی مقام و مرتبہ اور ثقاہت کا آج تک اعتراف کرتی ہیں۔

(8) علم العقائد کے باب میں امام الکیا الہراسی کے قول کو جمیع مذاہب میں سند اور حجت مانا جاتا ہے

امام الکیاالہراسی، امام ابو بکر الجصاص اور ابن العربی المالکی علم، تحقیق اور حجیت میں ایک ہی درجہ کے علماء تصور کیے جاتے ہیں۔

امام ذہبی نے 'سیر أعلام النبلاء' میں لکھا ہے کہ امام غزالی اور الہراسی ایک ہی وقت میں ایک ہی شیخ کے شاگرد ہیں اور ایک ہی زمانے میں ہوئے ہیں۔ آپ کے دور کے علماء آپ (امام الہراسی) کو 'شمس الاسلام' کا لقب دیتے تھے۔ آپ نے اپنے دور کے جلیل القدر ائمہ سے حدیث روایت کی ہے(226)۔

---

(225) ابن خلكان في وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، 3/ 286-287، وابن العماد في شذرات الذهب، 4/ 8، وابن عساكر في تبيين كذب المفتري/ 288-289، وابن قاضي شهبة في طبقات الشافعية، 1/ 288.

(226) الذهبي في سير أعلام النبلاء، 19/ 350-351.

آپ کے جلیل القدر تلامذہ میں امام محمد الطاہر الشافعی بھی شامل ہیں جو اپنے وقت کے عظیم محدّث، امام اور صحیح البخاری کو بلادِ عرب میں آگے روایت کرنے والے تھے(227)۔ آپ کے دیگر تلامذہ میں امام عبد اللہ بن احمد الطوسی البغدادی الموصلی(228)، امام سعد الخیر(229)، امام عبد اللہ بن محمد الغالب(230)، امام ابو منصور بن الرزاز الشافعی(231)، امام ابو طاہر محمد الکرخی(232)، امام ابو العباس الاربلی(233)، امام ابو الفضل الازدی(234)، امام ابو عبد اللہ الجیلی الشافعی(235)، امام عبد اللہ بن علی بن سعید القیسرانی(236)، امام ابو القاسم الجیلی(237)، امام محمد بن عبد اللہ بن تومرت المغربی(238)، امام بغداد محمد بن عبد اللہ البسطامی(239)، امام ابو القاسم الرازی(240)

---

(227) الذهبي في سير أعلام النبلاء، 21/ 15-12، والصفدي في الوافي بالوفيات، 7/ 230.

(228) الذهبي في سير أعلام النبلاء، 21/ 87-88.

(229) الذهبي في سير أعلام النبلاء، 19/ 351.

(230) الذهبي في سير أعلام النبلاء، 19/ 351.

(231) الذهبي في سير أعلام النبلاء، 20/ 169، وأيضا في العبر في خبر من غبر، 4/ 107.

(232) الذهبي في سير أعلام النبلاء، 20/ 390.

(233) الصفدي في الوافي بالوفيات، 13/ 208-209.

(234) الصفدي في الوافي بالوفيات، 13/ 285.

(235) الصفدي في الوافي بالوفيات، 16/ 44.

(236) الصفدي في الوافي بالوفيات، 17/ 181.

(237) الصفدي في الوافي بالوفيات، 18/ 263.

(238) السبكي في طبقات الشافعية الكبرى، 6/ 109.

(239) السبكي في طبقات الشافعية الكبرى، 6/ 122.

اور امام ابو المعالی عبد الملک الطبری ابن الکیا الہراسی(241) شامل ہیں۔ اس طرح آپ کے اجل تلامذہ کی تعداد سیکڑوں میں ہے جو علم میں مرتبہ امامت تک پہنچے۔

آپ کی اہم تصنیفات درج ذیل ہیں:

1۔ أحكام القرآن (یہ تفسیر آیات الاحکام ہے۔)

2۔ التعليق في أصول الفقه

3۔ تلويح مدارك الأحكام

4۔ مطالع الأحكام

5۔ شفاء المسترشدين في مباحث المجتهدين

6۔ لوامع الدّلائل في زوايا المسائل

7۔ نقد مفردات الإمام أحمد(242)

آپ کا شمار حدیث کے عظیم ائمہ میں ہوتا ہے اور آپ فقہاء شافعیہ سے مروی الأحاديث المسلسلة کے رواۃ میں سے ہیں۔ اسے حدیث المسلسل بالفقهاء الشافعية کا عنوان دیا گیا ہے(243)۔

علم کے باب میں آپ مذاہب اربعہ کے ہاں یکساں طور پر سند ہیں۔ آپ علم الکلام اور علم العقائد کے بڑے معتبر ائمہ میں سے ہیں۔ عقائد اور فقہ کے باب میں مصادرِ اصلیہ کے طور پر پڑھائی جانے والی کتب میں سے کوئی کتاب آپ کے حوالہ کے بغیر

---

(240) ابن قاضي شهبة في طبقات الشافعية، 1/ 306.

(241) الصفدي في الوافي بالوفيات، 19/ 123.

(242) حاجي خليفة في هدية العارفين أسماء المؤلفين وآثار المؤلفين، 5/ 694.

(243) السيوطي في تدريب الراوي، 2/ 406-407، وياسين الفاداني في العجالة في الأحاديث المسلسلة، ص/ 39-40.

نہیں ہے اور ائمہ فقہ و کلام استناد و استدلال کے لیے ہمیشہ آپ کی آراء اور تحقیقات کو اپنی کتب میں نقل کرتے رہے ہیں۔ جیسے:

1۔ امام نووی نے المجموع میں امام الہراسی کی کتب سے مسائل کو نقل کیا ہے(244)۔

2۔ علامہ ابن تیمیہ نے اپنی کتب میں آپ کی تصانیف کے حوالے دیے ہیں(245)۔

3۔ امام ابن مفلح نے اپنی کتاب المقصد الارشد(246) اور النکت والفوائد السنیۃ(247) میں امام الہراسی کے اقوال نقل کیے ہیں۔

4۔ حافظ ابن حجر العسقلانی نے الامتاع(248)، فتح الباری(249) اور النکت علی ابن الصلاح(250) میں امام الہراسی کے اقوال سے استدلال کیا ہے۔

5۔ امام الصنعانی نے توضیح الافکار(251) میں امام الہراسی کے اقوال نقل کیے ہیں۔

6۔ امام ابن حجر الہیتمی المکی نے الفتاوی الفقہیہ الکبری میں امام الہراسی کے

---

(244) النووي في المجموع، 1/ 321، وفي 3/ 134.

(245) ابن تيمية في مجموع الفتاوى، 20/ 230، وفي كتب ورسائل وفتاوى ابن تيمية في الفقه، 20/ 230، وفي الفتاوى الكبرى، 2/ 236.

(246) ابن مفلح في المقصد الأرشد، 2/ 248.

(247) ابن مفلح في النكت والفوائد السنية على مشكل المحرر، 1/ 34.

(248) العسقلاني في الإمتاع بأربعين المتباينة السماع/ 96.

(249) العسقلاني في فتح الباري، 6/ 366.

(250) العسقلاني في النكت على ابن الصلاح، 2/ 573.

( ) الصنعاني في توضيح الأفكار، 1/ 62، 326.

حوالے سے مسائل کو نقل کیا ہے(252)۔

7۔ اسی طرح امام زرکشی نے 'البحر المحیط' میں متعدد مقامات پر آپ کی آراء کو شامل کتاب کیا ہے(253)۔

(9) بارہ (12) سو سال کی علمی تاریخ میں ائمہ متقدمین سے ائمہ متاخرین تک کسی ایک عالم اور فقیہ نے بھی امام اعظم سے اِس سے مختلف کوئی اور رائے یا قول نقل نہیں کیا اور نہ ہی کسی نے آپ کی طرف سکوت کا قول منسوب کیا ہے

امام اعظم ابو حنیفہ (80ھ-150ھ) کے بارے میں موجودہ دور میں ذہنوں میں ایک مغالطہ داخل کر دیا گیا ہے کہ امام اعظم نے یزید کے مسئلہ پر سکوت اختیار فرمایا تھا۔ حالاں کہ بارہ سو سال کی پوری تاریخ علم میں کسی نے امام اعظم کی طرف سکوت کا قول منسوب نہیں کیا اور کسی ایک کتاب میں بھی منقول نہیں ہے کہ امام اعظم نے یزید کے باب میں سکوت اختیار کرنے کا قول صادر فرمایا ہو۔ ... **لہٰذا امام اعظم ابو حنیفہ سے یزید پر منع لعن کا قول بعید تو کیا، اَبعد عن القیاس ہے۔** ... جو کچھ ذخیرۂ کتب سے معلوم ہوتا ہے، اُس کے مطابق امام اعظم کے اَصحاب سے لے کر متاخرین تک جتنے بھی ائمہ علم ہوئے، کسی ایک نے بھی آپ کی طرف قولِ منع یا قولِ سکوت منسوب نہیں کیا۔ نہ ہی کوئی ایسی بات امام اعظم کے رسائل میں منقول ہے۔ نہ فقہ حنفی کے معتبر ترین مصادر 'کتبِ ظاہر الروایہ'(254) میں ایسا کوئی قول درج ہے، نہ امام ابو یوسف

(252) ابن حجر الهيتمي في الفتاوى الفقهية الكبرى، 4/ 180، 186.

(253) الزركشي، البحر المحيط في أصول الفقه، 1/ 126، 169، 219، 231، 263، 334، 559، 586، 2/ 55، 112، 123، 206، 3/ 188، 194، 210.

(254) اِن کا اِطلاق اَحناف کی درج ذیل چھ کتب پر ہوتا ہے:

سے ایسا کوئی قول مروی ہے، نہ امام محمد بن حسن الشیبانی سے اس طرح کا کوئی قول منقول ہے اور نہ ہی آپ کے دیگر تلامذہ میں سے کسی نے ایسا کوئی قول نقل کیا ہے۔ اسی طرح نہ بعد کی صدیوں کے ائمہ علم میں سے کسی نے آپ کی طرف منع یا سکوت کا قول منسوب کیا ہے۔

امام اعظم کی لعن بر یزید کے مسئلہ پر سکوت کا قول تو تب منسوب تصور کیا جائے اگر آپ نے کسی اِستفتاء یا کسی کے سوال کے جواب میں خاموش رہنے کا ارشاد فرمایا ہو، یا اس مسئلہ پر سکوت اختیار کرنے کو بہتر قرار دیا ہو۔ مستزاد یہ کہ سکوت کا قول اختیار کرنے کے لیے بھی سکوت کی روایت کا موجود ہونا لازمی ہے۔ جب سکوت کے حوالے سے سرے سے کوئی روایت یا کوئی حوالہ ہی موجود نہیں، تو امام اعظم کی طرف سکوت کا قول کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ آپ نے سکوت اختیار فرمایا۔ سو یزید کے باب میں امام اعظم کی طرف سکوت کا قول منسوب کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔

اِس کتاب کی تصنیف کے دوران راقم نے مصادرِ اصلیہ اور ثانویہ، جمیع رسائلِ امام اعظم اور مذہب حنفی کے ائمہ متقدمین سے متاخرین تک کی ممکنہ حد تک دست یاب کتب کو کھنگالا، لیکن کسی ایک کتاب میں بھی آپ کا قولِ سکوت نہیں مل سکا۔ راقم کو حیرت ہے کہ امام اعظم کی نسبت قولِ سکوت نے کہاں سے جنم لیا؟ ... کہاں سے داخل ہوا؟ ... کیوں داخل ہوا؟ ... اور آج اس قولِ سکوت کے اَمر ناجائز کو کیوں پذیرائی دی جارہی ہے؟ ... ہاں! آج اس قول کو پذیرائی دینے کے اسباب تو سمجھ میں آتے ہیں مگر اس سے قبل کے سوالات کا جواب نہیں معلوم۔

---

(1) المبسوط، (2) الجامع الصغیر، (3) الجامع الکبیر، (4) الزیادات، (5) السیر الصغیر، (6) السیر الکبیر.

یہ امر میں پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ گزشتہ سات، آٹھ صدیوں میں امام الکیا الہراسی کی تحقیق کو یا یزید کے حق میں امام اعظم کے جوازِ لعن کے قول کے منسوب ہونے کو حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ یا حنابلہ کے کسی عالم یا فقیہ نے رد نہیں کیا۔

راقم بارِ دگر نہایت حیرت اور استعجاب کے ساتھ لکھ رہا ہے کہ بغیر کسی سند کے یہ خیال ہمارے درمیان کیسے در آیا ہے؟! ... کیسے داخل ہوا؟! ... اس کا سبب کیا ہے؟! ... یہ مغالطہ کیسے ہوا؟! ... کہاں پر ہوا؟! ... کس وجہ سے ہوا؟! ... اِس کا جواب تو میرے پاس نہیں ہے۔ البتہ اتنی بات نہایت اعتماد اور وثوق سے عرض کرتا ہوں کہ متقدمین سے متاخرین تک 12 سو سال میں آج تک کسی ایک عالم، فقیہ اور محقق نے سکوت کا قول امام اعظم کی طرف منسوب نہیں کیا۔ ہاں! تحقیق کی روش میں یہی طریقہ درست ہے کہ اگر کسی عالم اور محقق کو پوری تلاش کے باوجود امام اعظم کی طرف منسوب کوئی قول کسی کتاب میں اُس کی نظر سے نہ گزرا ہو تو فاضل مصنف کا فرض ہے کہ یوں کہے: 'مجھے کسی کتاب میں امام اعظم کا قول نہیں ملا۔' لیکن اِس اَمر کو امام اعظم کی طرف منسوب کردینا کہ انہوں نے سکوت اختیار فرمایا ہے، یا اُن سے سکوت کا قول صادر ہے، یہ کسی لحاظ سے جائز نہیں۔

اب رہ گیا امام الکیا الہراسی کے قول کی تحقیق کا معاملہ: اگر کوئی شخص یہ کہنا چاہے کہ ان کی طرف یہ قول غلط طور پر منسوب کر دیا گیا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے۔ سو اس انتساب کو غلط کہنے کے لیے بھی کوئی سند اور ثبوت چاہیے کہ بشمول امام اعظم ابو حنیفہ ائمہ اربعہ کے بارے میں امام الہراسی کی اس تحقیق کو بیان ہوتے ہوئے بھی سات آٹھ سو سال گزر چکے ہیں۔ یہ تحقیق امام اعظم کے بارے میں نہیں بلکہ چاروں ائمہ فقہ کے بارے میں ہے۔ اگر امام الہراسی کی یہ تحقیق غلط ہوتی یا ان کا ائمہ اربعہ کی طرف ان اقوال کا منسوب کرنا غلط ہوتا تو آخر آٹھ سو سال میں

چاروں مذاہب سے تعلق رکھنےوالے درجنوں علماء اس قول کے انتساب کو رد کر چکے ہوتے۔ اِس امر کی ذمہ داری احناف پر بھی تھی، مالکیہ پر بھی تھی، حنابلہ پر بھی تھی اور شوافع پر بھی تھی؛ کیوں کہ انہوں نے مذاہبِ اَربعہ کے چاروں ائمہ کے یزید پر لعنت کے اجماع کو بیان کیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ آٹھ سو سال تک حنفی فقہاء اور علماء بھی خاموش رہے، کسی نے علَمِ حق بلند نہیں کیا۔ کوئی بھی حنفی فقیہ میدانِ تحقیق میں نہیں اترا۔ یہ ثابت کرنے کے لیے کہ امام اعظم نے لعن بر یزید پر سکوت اختیار فرمایا تھا، امام الکیا الھراسی کی طرف سے آپ سے منسوب یہ قول غلط ہے۔ مالکیہ کی طرف سے بھی کوئی امام یا فقیہ میدان میں نہیں آیا کہ وہ امام الھراسی کے اس قول کی نفی کرے، اس کے انتساب کی نفی کرے، کیونکہ ان کے امام کا مذہب بیان کیا جا رہا تھا، سو اسی طرح شافعیہ کی طرف سے بھی کوئی میدان میں نہیں اترا اور حنابلہ کی طرف سے بھی کوئی نہیں آیا۔

نہ صرف یہ کہ کسی نے نفی نہیں کی بلکہ جس نے بھی لعن بر یزید کے باب میں ائمہ اربعہ کے موقف پر قلم اُٹھایا اُس نے اس کی توثیق کی کہ امام الکیا الھراسی نے ائمہ اربعہ کی طرف سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کسی ایک نے بھی امام الکیا الھراسی کے قول کی نفی نہیں کی کہ اُنہوں نے یہ قول غلط منسوب کیا ہے۔ پچھلے آٹھ سو سال میں ایک جلیل القدر امام اپنی تحقیق پیش کرتا ہے اور اِن سے ایک قول روایت ہوتا ہے، بعد ازاں ائمہ و فقہاء ان کا یہ قول روایت کرتے ہیں، کوئی ایک امام اور عالم نہ اُس کی نفی کرتا اور نہ اُسے مسترد کرتا ہے بلکہ جو بھی قلم اٹھاتا ہے، امام الکیا الھراسی کی طرف اس تحقیق کو منسوب کرنے کی تصدیق کرتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کی تحقیق اسی امر کی تائید کرتی ہے۔ بڑی حیرت ہے کہ یکایک سات آٹھ سو سال کے بعد اچانک ہماری صفوں میں خارجیت اور ناصبیت ایک غیر محسوس طریقے سے داخل ہوگئی۔ رفتہ رفتہ مختلف روپوں اور بہروپوں میں ظہور

پذیر ہونے لگی۔ لہٰذا علماء کرام اور محققین عظام کی ذمہ داری ہے کہ اس امر کو بڑی وضاحت، صراحت اور جراءت کے ساتھ بیان کریں اور اس باب میں ملفوف گفت گو نہ کریں اور نہ ہی بات کو گھما پھرا کر کریں۔ عقیدے کے باب میں فصل الخطاب (واضح اور صاف بات) ضروری ہے۔ جو بات کریں، کھری کریں، پختہ کریں، نکھری ہوئی کریں، بغیر اشتباہ کے کریں۔ خاص طور پر جہاں عترتِ مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی تکریم کا معاملہ آجائے، کیوں کہ عترتِ مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی تکریم اور اہل بیت کی تعظیم عینِ ایمان ہے۔ جب مسئلہ تعظیم و تکریم مصطفیٰ علیہ السلام کا ہو تو اللہ رب العزت نے واضح حکم دے دیا تھا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقُولُواْ رَٰعِنَا وَقُولُواْ ٱنظُرۡنَا وَٱسۡمَعُواْۗ وَلِلۡكَٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [البقرة، 2/ 104]

"اے ایمان والو! (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے) رَاعِنَا مت کہا کرو بلکہ (ادب سے) اُنْظُرْنَا (ہماری طرف نظر کرم فرمائیے) کہا کرو اور (ان کا ارشاد) بغور سنتے رہا کرو، اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہےo"

گول مول لفظ نہ بولو جس سے دشمن کوئی اور معنی نکال سکے، یا جس سے اہانتِ نبوت کی راہ نکلتی ہو۔ اگر یزید لعین کے مسئلہ پر گول مول بات کی جائے گی تو یہ سیدھا سیدھا یا بالواسطہ اس کا دفاع تصور کیا جائے گا۔ اہل ایمان کے دلوں میں اس امر میں کوئی شک نہیں رہنا چاہیے کہ دفاع یا تو حسین کا ہوگا یا یزید کا ہوگا۔ دونوں کا دفاع بیک وقت نہیں ہوسکتا۔ آپ جملوں اور لفظوں کا سہارا لے کر اور فقیہانہ طور طریقے اپنا کر جتنا چاہیں، گفت گو کو غیر واضح اور مبہم کرتے رہیں۔ مگر آپ کی اس انداز کی گفت گو کا ایک ایک لفظ اس حقیقت پر گواہ ہوگا کہ آپ دل میں یزید کے لیے نرم گوشہ

رکھتے ہیں۔ کیوں؟ ... یہ مجھے معلوم نہیں۔ .... ایسی بدبختی آپ کے نصیب میں کیوں آئی؟ یہ معلوم نہیں۔ ... آپ کا گول مول ہر لفظ اس بات پر دلالت کرے گا کہ آپ دل میں بغضِ اہلِ بیت رکھتے ہیں۔ اللہ کا ایسا غضب آپ پر کیوں ہوا؟ معلوم نہیں۔ ... یہ شقاوتِ قلبی آپ کا حصہ کیوں بنی؟ معلوم نہیں۔ ... اہلِ سنت کی علمی روایت میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ سو راقم کی درخواست ہے کہ اہلِ علم اپنے علم کو خدا کے لیے بدبخت یزیدِ لعین کے دفاع میں نہ تو بالواسطہ استعمال کریں نہ بلا واسطہ۔ اگر ایسا کریں گے تو آپ اس فرمانِ نبوی کو رد کر رہے ہوں گے، جس میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے تین بار فرمایا تھا:

أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي(255).

”میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے معاملے میں خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں،
میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے معاملے میں خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں،
میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے معاملے میں خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں۔“

مطلب یہ ہے کہ میری اہل بیت کے معاملے میں بے حیا اور خوفِ خدا سے عاری نہ ہو جانا۔ اس سے آپ دشمنانِ اہلِ بیت کی صفوں میں شمار ہوں گے اور دشمنانِ اہلِ بیت کی صفوں میں کھڑا ہوا ہر شخص دشمنانِ رسول کے لشکر کا فرد ہے اور دشمنانِ رسول میں سے ہر فرد براہ راست دشمنِ خدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس بدبختی

---

(255) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب، 3/ 1873، الرقم/ 2408، وأحمد بن حنبل في المسند، 4/ 366، الرقم/ 19285، واللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، 1/ 79، الرقم/ 88، والبيهقي في السنن الكبرى، 2/ 148، الرقم/ 2679.

سے محفوظ رکھے۔

اس ضروری وضاحت کے بعد اب ہم قولِ سکوت کے بارے میں کچھ اصولی بحث کرتے ہیں تاکہ نفسِ مسئلہ مزید نکھر جائے۔

(10) کسی مسئلہ پر سکوت کا قول کس طرح ثابت ہوتا ہے؟

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کسی بھی مسئلہ پر کسی امام کی نسبت قولِ سکوت کو ثابت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی طرف سے سکوت کا قول مروی ہو۔ یعنی کسی نے اس امام سے کسی مسئلہ پر سوال کیا اور انہوں نے اس پر سکوت اختیار کیا یا سکوت اختیار کرنے کا کہا ہو، اگر یہ امر ثابت ہو جائے تو اِسے قولِ سکوت کہا جائے گا۔

1۔ امام جرجانی نے سکوت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

اَلسُّكُوْتُ: هُوَ تَرْكُ التَّكَلُّمِ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهِ(256).

”کلام پر قادر ہونے کے باوجود کسی مسئلہ میں کلام کو ترک کر دینا سکوت کہلاتا ہے۔“

2۔ علامہ عبد الرؤوف المناوی نے سکوت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

اَلسُّكُوْتُ مُخْتَصٌّ بِتَرْكِ التَّكَلُّمِ مَعَ الْقُدْرَةِ(257).

”سکوت کلام پر قادر ہونے کے باوجود کسی مسئلہ میں ترکِ کلام کے ساتھ مختص ہے۔“

اگر کسی امام کی نسبت قولِ سکوت کو تسلیم کرنا ہو تو لازم ہے کہ اُس امام سے یہ منقول ہو: فَسَكَتَ (سو وہ امام اس معاملے میں خاموش رہا)

---

(256) الجرجاني في التعريفات/ 159.

(257) المناوي في التعاريف/ 410.

یا یہ منقول ہو: سَکَتَ فِیْهِ (اُس امام نے اس مسئلہ میں سکوت اختیار کیا)

یا یہ منقول ہو: وَالْأَحْوَطُ فِیْهِ السُّکُوْتُ، (اس مسئلہ میں سکوت اختیار کرنے میں زیادہ احتیاط ہے)

یا یوں منقول ہو: اَلسُّکُوْتُ فِیْهِ أَحْسَنُ (اس مسئلہ میں سکوت اختیار کرنا بہتر ہے)۔ گویا ان جیسے الفاظ سے سکوت کی روایت اُس امام کی طرف ثابت ہونی چاہیے۔

3۔ جیسا کہ امام احمد بن حنبل کے بارے میں ایک مسئلہ کے جواب میں مروی ہے:

وَقَدْ سُئِلَ: کَیْفَ تَرْفَعُ الْمَرْأَةُ یَدَیْهَا فِي الصَّلَاةِ؟ فَسَکَتَ، کَأَنَّهُ لَمْ یُحِبَّ أَنْ یُجِیْبَ فِیْهَا(258).

"امام احمد سے سوال کیا گیا کہ عورت نماز میں تکبیر کے لیے اپنے ہاتھ کیسے اُٹھائے؟ آپ اس پر خاموش رہے۔ گویا آپ نے اِس مسئلہ میں جواب دینا (حکمتاً) پسند نہ فرمایا (یعنی سکوت اختیار فرمایا)۔"

4۔ امام شافعی سے بھی اِس طرح کے اَقوال مروی ہیں:

سُئِلَ الشَّافِعِيُّ عَنْ مَسْأَلَةٍ، فَسَکَتَ. فَقِیْلَ: أَلَا تُجِیْبُ؟ فَقَالَ: حَتّٰی أَدْرِيَ الْفَضْلَ فِي سُکُوْتِي أَوْ فِي الْجَوَابِ(259).

"امام شافعی سے ایک مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو وہ خاموش رہے۔ اُن سے عرض کیا گیا: کیا آپ اِس کا جواب نہیں دیں گے؟

---

(258) خالد الرباط وسید عزت عید في الجامع لعلوم الإمام أحمد، 21/ 140، والحرب الکرماني في مسائل الإمام أحمد/ 372.

(259) ابن حمدان الحراني في صفة الفتوی/ 10.

آپ نے فرمایا: (ہاں، جواب نہیں دوں گا) جب تک کہ میں یہ جان لوں کہ بہتری میرے سکوت میں ہے یا جواب دینے میں ہے۔"

مجھے اس حوالے سے ہمیشہ ایک قلق رہتا تھا کہ ائمہ اربعہ جو اَہل بیتِ نبوی کے علوم کے وارث تھے، اِس اہم مسئلہ پر سکوت کا فتویٰ کیسے دے سکتے ہیں!اس حوالے سے دورانِ مطالعہ امام الہراسی کے قول تک جا پہنچا۔ دل کو اطمینان نصیب ہوا کہ امام اعظم کی طرف قولِ سکوت منسوب کرنا یقیناً کسی غلط فہمی کے سبب ہوا۔

(11) امام اعظم ابو حنیفہ محبِ اَہل بیت تھے

امام اعظم، اَہل بیتِ اَطہار عَلَیۡهِمُ السَّلَام سے اِس قدر محبت و عقیدت اور نیاز مندی کا تعلق رکھتے تھے اور ان کی تعظیم و تکریم میں اس قدر فنا تھے کہ یزید کے مسئلہ پر سکوت امام اعظم کی طبیعت اور مشرب کا حصہ ہی نہیں۔ اَہل بیتِ اَطہار عَلَیۡهِمُ السَّلَام کے ساتھ آپ کی خصوصی محبت اور ارادت کے تعلق کو سمجھنے کے لیے درج ذیل روایات کو ذہن نشین کرنا بہت ضروری ہے:

پہلی گواہی: امام اعظم ابو حنیفہ، امام عبداللہ بن حسن المثنیٰ کے صاحبزادے امام محمد بن عبداللہ النفس الزکیۃ سے بیعت تھے

امام ابو الفتح الشہرستانی (م 548ھ) 'الملل والنحل' میں بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَلَى بَيْعَتِهِ (يَعْنِي الْإِمَامَ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ (الْمُثَنَّى) بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبِ النَّفْسِ الزَّكِيَّةِ) ... حَتَّى رُفِعَ الْأَمْرُ إِلَى الْمَنْصُوْرِ، فَحَبَسَهُ حَبْسَ الْأَبَدِ، حَتَّى مَاتَ فِي الْحَبْسِ. وَقِيْلَ: إِنَّهُ إِنَّمَا بَايَعَ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْإِمَامَ فِي أَيَّامِ الْمَنْصُوْرِ. وَلَمَّا قُتِلَ مُحَمَّدٌ بِالْمَدِيْنَةِ

بَقِيَ الْإِمَامُ أَبُوْحَنِيفَةَ عَلَى تِلْكَ الْبَيْعَةِ، يَعْتَقِدُ مُوَالَاةَ أَهْلِ الْبَيْتِ(260).

"امام اعظم ابو حنیفہ نے امام محمد بن عبد اللہ بن حسن (المثنیٰ) بن حسن المجتبیٰ بن علی بن ابی طالب عَلَيْهِمُ السَّلَام، جو کہ نفس زکیہ کے لقب سے معروف تھے، سے بیعت کی ہوئی تھی۔ ... جب اس معاملے کی خبر دوسرے عباسی خلیفہ ابو جعفر المنصور کو پہنچی تو اس نے امام اعظم ابو حنیفہ کو اِس (مودتِ اہلِ بیت) کی پاداش میں عمر قید کی سزا دی، اور اسی قید کے دوران امام اعظم ابو حنیفہ کا وصال ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے خلیفہ ابو جعفر المنصور کے دورِ حکومت میں ہی امام محمد بن عبد اللہ (نفس زکیہ) کے دستِ اقدس سے بیعت کی تھی۔ جب امام محمد نفس زکیہ کی مدینہ منورہ میں شہادت ہوگئی تو اُس کے بعد بھی امام ابو حنیفہ اُسی بیعت پر قائم رہے۔ سو آپ اہلِ بیت کی مودت و موالات کے اِس حد تک قائل تھے۔"

امام اعظم ابوحنیفہ کومعلوم تھا کہ عباسی خلفاء اہلِ بیت نبوی کے ساتھ اس قدر محبت و مودت اور عقیدت کو برداشت نہیں کرسکتے، اِس کے باوجود بنو عباس کے اِبتدائی دورِ خلافت میں اگر کوئی عالم ائمہ اہلِ بیت میں سے کسی امام کے ہاتھ پر بیعت ہوجائے تو یہ اُس کی وفا اور خود سپردگی کی علامت ہے۔ان میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہوئے کہ ائمہ اہلِ بیتِ نبوی کے شہزادوں کے نام پر اپنے بچوں کا نام رکھنے سے ڈرتے تھے۔ امام اعظم کو یہ بھی معلوم تھا کہ ائمہ اہلِ بیت میں جس نے بھی اُمرائے بنو اُمیہ یا

(260) ذكره الشهرستاني في الملل والنحل، (الفصل السادس: الشيعة، الجارودية)، 1/ 158.

اُمرائے بنو عباس کے خلاف علم حق بلند کیا، اُن کا سر قلم کر دیا گیا، یا انہیں زہر دے دیا گیا، یا انہیں عمر بھر کے لیے قید کر دیا گیا۔ اس کے باوجود امام اعظم خلیفہ ابو جعفر المنصور کے زمانہ میں امام نفس زکیہ سے بیعت کریں، اس کا معنیٰ کیا ہے؟ اس قدر جرات کی مثال شاید اُس زمانہ میں کسی کے پاس نہ تھی۔ امام مالک 24 سال تک اپنے گھر میں نظر بند رہے۔ امرائے وقت سبب کوئی اور ظاہر کرتے تھے، مگر اصل سزا مودتِ اہل بیت پر ہوتی تھی۔ امام شافعی کو پابہ زنجیر کر کے یمن سے بغداد بلایا گیا اور جیل میں رکھا گیا، امام احمد بن حنبل کو کوڑے لگائے گئے۔ ان سب اقدامات کے عنوانات الگ الگ تھے، بتانے اور دکھانے کے لیے اسباب الگ تھے۔ مگر حقیقت میں ہر ایک کو سزا محبت و مودتِ اہل بیت پر دی جاتی تھی۔ یہ سارے معاملات ایک طرف، مگر امام اعظم ابو حنیفہ کا، خلافت عباسیہ کے ہوتے ہوئے، سب سے بڑے طاقت ور خلیفہ ابو جعفر المنصور کی زندگی میں حضرت امام محمد نفس زکیہ کی بیعت کرنا، ہر ذی شعور اندازہ کر سکتا ہے کہ کتنی بڑی جرات کا کام تھا۔ اس پر آپ نے ہر سزا قبول کی حتیٰ کہ عمر قید گوارا کرلی، آپ کا جنازہ بھی جیل سے اٹھا۔ ایسا عظیم امام اُمت جس کی زندگی اور موت مودتِ اہل بیت پر قربان ہوئی وہ یزید ملعون کے مسئلہ پر سکوت اختیار کرے۔ ایسا امام اعظم ابو حنیفہ کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

الحمد للہ! اللہ کا شکر ہے کہ جس نے وسیع ذخیرۂ کتب کی ورق گردانی کے دوران امام اعظم کا یہ واضح قول میری نظر سے گزار دیا اور آج میں اس اعتقادی و ایمانی مسئلہ پر اُن کی وکالت کر رہا ہوں۔

دوسری گواہی: امام اعظم نے تکریم اہل بیت کو عین تکریم محمدی قرار دیا

اَمیر المؤمنین فی الحدیث امام عبد اللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں، امام اعظم ابو حنیفہ کی سیدنا امام محمد الباقر سے مدینہ طیبہ میں ملاقات ہوئی۔

اِس موقع پر امام اعظم ابو حنیفہ نے سیدنا امام محمد الباقر سے عرض کیا:

فَإِنَّ لَكَ عِنْدِي حُرْمَةً كَحُرْمَةِ جَدِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ فِي حَيَاتِهِ عَلَى أَصْحَابِهِ (261).

"آپ کی عزت و حرمت ہم پر ایسے ہی واجب ہے جیسے آپ کے جدِ امجد حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی حرمت اُن کی ظاہری حیات میں اُن کے صحابہ پر واجب تھی۔"

امام محمد الباقر عَلَيْهِ السَّلَامُ سیدنا امام حسین عَلَيْهِ السَّلَامُ کے پوتے (محمد بن علی بن حسین بن علی عَلَيْهِمُ السَّلَامُ) ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ اُن کی تعظیم و تکریم کی نسبت یہ فرما رہے ہیں کہ امام باقر کی تعظیم ہمارے اوپر اسی طرح واجب اور لازم ہے جیسے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ حضور کی تعظیم و توقیر کیا کرتے تھے۔

جب امام اعظم ابو حنیفہ، امام حسین کے پوتے کی تعظیم کو اس درجہ واجب سمجھتے ہیں تو ان کے نزدیک خود سیدنا امام حسین عَلَيْهِ السَّلَامُ، سیدہ زینب اور دیگر شہزادگانِ خانوادۂ نبوت اور شہزادیوں عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی تعظیم و تکریم کا عالم کیا ہو گا، جنہیں یزید نے بے دردی سے کربلا میں قتل کروایا اور قیدی بنا کر اپنے دربار میں پیش کروایا۔

اگر امام اعظم کی تعظیم و تکریم کے باب میں دی گئی یہ تمثیل درست ہے تو اگر کوئی حضور کی عزت و حرمت اور آپ کی جان مبارک پر اس طرح ہاتھ اٹھاتا اور آپ کو آپ کی حیات ظاہری میں اس طرح اذیت دیتا اور براہ راست آپ کی اہانت کرتا تو آج کوئی ایسا عالم ہے جو اس شخص پر لعنت بھیجنے سے منع کرے، یا سکوت اختیار کرے، یا متذبذب ہو جائے یا گو مگوں میں ہو یا حیلوں بہانوں سے اس کا دفاع کرے۔

---

(261) ذكره موفق في مناقب الإمام الأعظم، 1/ 168، وابن حجر الهيتمي المكي في الخيرات الحسان/ 76.

جب آقا علیہ السلام کی بے حرمتی کرنے والے شخص پر لعنت کرنے میں کسی کو تامل نہیں ہے، تو اسی طرح کربلا میں حضور علیہ السلام کے لختِ جگر امام حسین علیہ السلام اور حضور کے شہزادگان اور شہزادیوں کی بے حرمتی کرنے والے پر لعنت کرنے میں بھی کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے۔

تیسری گواہی: امام اعظم نے بنو اُمیہ کے خلاف امام زید بن علی کی جنگ کو غزوۂ بدر کی مانند قرار دیا

امام اعظم کا اَہلِ بیتِ نبوت کے ساتھ غیر معمولی عقیدت و اِرادت اور نیاز مندی کا تعلق نہایت واضح تھا۔ اِس مسئلہ پر آپ کے مسلک و مشرب میں بھی کوئی اشتباہ نہیں تھا، اسی وجہ سے بنو اُمیہ کے جبر و تسلط کے خلاف جو بھی تحریک اُٹھی امام اعظم نے اُس کی حمایت و نصرت کی۔ ہر چند کے امام اعظم نے بنو اُمیہ اور بنو عباس دونوں کے ادوارِ حکومت پائے، لیکن ہمیشہ اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کے ساتھ آپ کی مودت اور حمایت غیر متزلزل اور غیر مشروط طریق سے قائم و دائم رہی۔ آپ نے کبھی بنو اُمیہ یا بنو عباس کے مظالم کی بالواسطہ یا بلا واسطہ حمایت نہ کی۔ ان دونوں ادوار میں آپ پر بے انتہا مظالم روا رکھے گئے، آپ کو بہت سی مشکلات سے گزرنا پڑا۔ آپ کو کئی سال اپنے وطن مالوف سے نقل مکانی کر کے حرمین شریفین میں رہنا پڑا۔ محبتِ اَہلِ بیت کے سبب ہی آپ کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ حتی کہ آپ کا انتقال بھی جیل میں ہوا، لیکن آپ نے اَہلِ بیت نبوی کی محبت کا دامن کبھی نہ چھوڑا۔

امام ابن ابی الوفاء القرشی الحنفی (م: 775ھ) لکھتے ہیں:

أَرْسَلَ زَيْدٌ إِلَيْهِ يَدْعُوْهُ إِلَى الْبَيْعَةِ، فَقَالَ: لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ النَّاسَ لَا يَخْذُلُوْنَهُ كَمَا خَذَلُوْا أَبَاهُ لَجَاهَدْتُ مَعَهُ، لِأَنَّهُ إِمَامٌ حَقٌّ، وَلَكِنِّي أُعِيْنُهُ بِمَالِي، فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِعَشَرَةِ آلافِ دِرْهَمٍ. وَقَالَ

لِلرَّسُوْلِ: أُبْسُطْ عُذْرِي عِنْدَهُ. وَفِي رِوَايَةٍ: اِعْتَذَرَ إِلَيْهِ بِمَرَضٍ يَعْتَرِيْهِ، وَلَا مَنْعَ مِنَ الْجَمْعِ. وَسُئِلَ عَنْ خُرُوْجِهِ فَقَالَ: ضَاهَى خُرُوْجَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ(262).

”(جب امام زید بن علی کلمۂ حق بلند کرتے ہوئے بنوامیہ کے حکمران ہشام بن عبدالملک کے مقابلے میں معرکہ آراء ہوئے تو) امام زید نے امام اعظم ابو حنیفہ کی طرف (بنو اُمیہ کے خلاف عملی جہاد کی) بیعت کا پیغام بھیجا۔ امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ لوگ انہیں اُس طرح دھوکا نہیں دیں گے جس طرح اُنہوں نے ان کے والد (مراد اِن کے دادا حضرت امام حسین علیہ السلام) کو دھوکا دیا تھا تو میں یقیناً ان کے ساتھ جد و جہد میں شامل ہوتا، کیونکہ وہ امام برحق ہیں۔ لیکن میں ان کی مالی مدد ضرور کروں گا۔ پھر آپ نے ان کی طرف دس ہزار درہم بھیجے۔ قاصد کو کہا: اُن کے سامنے میرا عذر تفصیلاً بیان کر دینا۔ ایک روایت میں ہے: آپ نے اُن سے ایسے مرض کا عذر پیش کیا جو انہیں ان دنوں لاحق تھا، ان دونوں باتوں میں تطبیق ممکن ہے۔ پھر آپ سے امام زید کے بنو اُمیہ کے خلاف قیام کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا: امام زید کا ہشام سے جنگ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے غزوۂ بدر میں (مشرکین مکہ کے خلاف) جنگ کرنے کی مانند ہے۔“

(262) ذكره ابن أبي الوفاء القرشي في الجواهر المضية في طبقات الحنفية، 1/ 496، والكردري في مناقب الإمام الأعظم، 1/ 255، وأبو زهرة المصري في أبو حنيفة: حياته وعصره آراؤه وفقهه، ص/ 36-37.

ابن حجر الہیتمی المکی نے امام اعظم کی جانب سے بارہ ہزار درہم بھیجنے کی روایت بیان کی ہے(263)۔

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے امام اعظم ابو حنیفہ نے بنوامیہ کے بادشاہ ہشام بن عبدالملک سے امام زید کی جنگ کو کفر اور اِسلام کی جنگ قرار دیا۔ سو لا محالہ یزید کو تو وہ اس سے بھی بدتر سمجھتے ہوں گے جس نے نواسۂ مصطفی کے ساتھ جبر و سفاکیت کی تھی، ہشام بن عبدالملک جتنا بھی ظالم ہو مگر وہ ظلم و سفاکیت میں یزید سے بڑھ کر تو نہیں تھا۔

اگر امام زید بن علی کی جنگ غزوۂ بدر کا درجہ رکھتی ہے، اور ہشام بن ملک اور اس کی سلطنت اُن کے مقابلہ میں کفار و مشرکین مکہ کی مانند ہیں تو امام حسین کے سامنے معرکہ کربلا میں یزید اور اس کے حواری کس مقام پر ہوں گے؟ امام اعظم کا یہ فتویٰ ببانگ دہل اس حقیقت کا اعلان کر رہا ہے۔

علامہ ابو زہرہ المصری لکھتے ہیں:

> ”جب بنوامیہ کی حکومت کو عباسیوں نے بزورِ شمشیر ختم کیا تو امام ابو حنیفہ نے پہلے عباسی حکمران ابو العباس السفاح کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ظالموں کی حکومت ختم ہو گئی(264)۔“

امام اعظم ابو حنیفہ کے اس ارشاد سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ صرف یزید ہی کو نہیں بلکہ بنواُمیہ کے بیشتر حکمرانوں کو ظالم سمجھتے تھے۔ انہی مظالم سے تنگ آ کر آپ بنو اُمیہ کے دور میں کوفہ چھوڑ کر مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے اور تقریباً سات سال تک وہیں مقیم رہے۔

---

(263) ابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 524.

(264) ذكره أبو زهرة المصري في أبو حنيفة: حياته وعصره آراؤه وفقهه، ص/ 41.

جب بنو عباس نے بھی ائمہ اہل بیت پر مظالم ڈھانے شروع کیے اور انہیں قتل کرنا شروع کر دیا تو امام اعظم نے علی الاعلان ائمہ اہل بیت کی حمایت کی اور بنو عباس کی مخالفت کی۔ بنو اُمیہ اور بنو عباس کے انہی مظالم کی وجہ سے ہی آپ نے متعدد بار اُن کی طرف سے قاضی القضاۃ کے عہدے کی پیش کش کو مسترد کر دیا۔ جس کی وجہ سے آپ نے جیل کی سزا پائی اور جیل میں ہی آپ کو زہر دیا گیا جس کی بنا پر آپ نے شہادت پائی۔

علامہ ابو زہرہ نے اپنی کتاب میں یہ تمام واقعات تفصیل سے بیان کیے ہیں جن کا اجمالی ذکر یہاں کر دیا گیا ہے(265)۔

اس تمام تفصیل کے بعد امام اعظم کی طرف یہ منسوب کرنا کہ یزید کے امر پر آپ نے سکوت اختیار کیا نہ صرف اُصولِ تحقیق کے خلاف ہے، بلکہ امام اعظم کے طبع و مزاج، مذہب و مسلک اور پوری روشِ حیات کے بھی خلاف ہے۔

4۔ امام احمد بن حنبل (م241ھ) کی تصریح

گزشتہ صفحات میں ائمہ اَربعہ کے یزید پر لعن کے جواز کا مسئلہ امام الکیا الہراسی کی تحقیق کے ساتھ تفصیلاً بیان ہوچکا ہے۔ اِسی ضمن میں امام احمد بن حنبل کا موقف بھی بیان کر دیا گیا تھا۔ تاہم ذیل میں الگ سے امام احمد بن حنبل کا یزید پر لعن کے جواز کا موقف دیگر ائمہ کی تحقیق کے ساتھ تفصیلاً پیش کیا جارہا ہے۔

1۔ علامہ ابن الجوزی اور سبط ابن الجوزی بیان کرتے ہیں: قاضی ابو یعلیٰ الفراء سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب 'المعتمد في الأصول' میں اپنی سند کے ساتھ صالح بن احمد بن حنبل تک متصل سند سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

---

(265) ذكره أبو زهرة المصري في أبو حنيفة: حياته وعصره آراؤه وفقهه، ص/ 44-60.

قُلْتُ لِأَبِي: إِنَّ قَوْمًا يَنْسُبُوْنَنَا إِلَى تَوَالِي يَزِيْدَ. فَقَالَ: يَا بُنَيَّ، وَهَلْ يَتَوَالَى يَزِيْدَ أَحَدٌ يُؤْمِنُ بِاللهِ؟ فَقُلْتُ: فَلِمَ لَا تَلْعَنُهُ؟ فَقَالَ: وَمَتَى رَأَيْتَنِي أَلْعَنُ شَيْئًا، وَلِمَ لَا يُلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ اللهُ فِي كِتَابِهِ؟ فَقُلْتُ: وَأَيْنَ لَعَنَ اللهُ يَزِيْدَ فِي كِتَابِهِ؟ فَقَالَ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوٓا۟ أَرْحَامَكُمْ ۝٢٢ أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰٓ أَبْصَـٰرَهُمْ﴾ [محمد، 47/ 22-23]، فَهَلْ يَكُوْنُ فَسَادٌ أَعْظَمَ مِنَ الْقَتْلِ؟(266).

”میں نے اپنے والد (امام احمد بن حنبل) سے کہا: بے شک کچھ لوگ ہمیں یزید کے ساتھ محبت رکھنے کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: کیا کوئی ایک بھی شخص جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے وہ یزید کے ساتھ محبت رکھے گا؟ (ہرگز نہیں!) میں نے عرض کیا: پھر آپ اُس پر لعنت کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے فرمایا: تم نے مجھے کب کسی پر لعنت کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ اُس شخص پر لعنت کیوں نہ کی جائے، جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہو؟ میں نے پوچھا: یزید پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کہاں لعنت کی ہے؟ انہوں نے بیان

(266) ذكره ابن الجوزي في الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد، ص/ 40-41، وسبط ابن الجوزي في تذكرة الخواص، ص/ 257-268، والقاضي ثناء الله الباني بتي في التفسير المظهري، سورة محمد، (آية/ 23)، 6/ 343-344.

کیا: اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں فرمایا: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾﴾ [محمد، 22/47-23]، (پس (اے منافقو!) تم سے توقع یہی ہے کہ اگر تم (قتال سے گریز کر کے بچ نکلو اور) حکومت حاصل کر لو تو تم زمین میں فساد ہی برپا کرو گے اور اپنے (ان) قرابتی رشتوں کو توڑ ڈالو گے (جن کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے مواصلت اور مودّت کا حکم دیا ہے)o یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ان (کے کانوں) کو بہرا کر دیا ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہےo)۔ (امام احمد بن حنبل نے فرمایا: اب بتاؤ کہ) کیا قتل سے بڑھ کر بھی کوئی فساد ہو سکتا ہے؟‘‘

علامہ آلوسی نے امام احمد بن حنبل کا یہ قول برزنجی اور ابن حجر ہیتمی سے بھی نقل کیا ہے۔ اُس میں ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

أَيُّ فَسَادٍ وَقَطِيْعَةٍ أَشَدُّ مِمَّا فَعَلَهُ يَزِيْدُ؟(267)

’’یزید نے جو (ظلم و ستم) کیا، اس سے بڑھ کر فساد اور قطع رحمی کیا ہو گی؟‘‘

2۔ علامہ سبط ابن الجوزی الحنفی (م 654ھ) ’’تذکرۃ الخواص‘‘ میں لکھتے ہیں:

ذَكَرَ جَدِّي أَبُو الْفَرَجِ فِي كِتَابِ الرَّدِّ عَلَى الْمُتَعَصِّبِ الْعَنِيْدِ

---

(267) ذكره الألوسي في روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، 26/ 72.

الْمَانِعِ مِنْ ذَمِّ يَزِيْدَ، وَقَالَ: سَأَلَنِي سَائِلٌ فَقَالَ: مَا تَقُوْلُ فِي يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ؟ فَقُلْتُ لَهُ: يَكْفِيْهِ مَا بِهِ، فَقَالَ: أَتُجَوِّزُ لَعْنَهُ؟ فَقُلْتُ: قَدْ أَجَازَ الْعُلَمَاءُ الْوَرِعُوْنَ، مِنْهُمْ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، فَإِنَّهُ ذَكَرَ فِي حَقِّ يَزِيْدَ مَا يَزِيْدُ عَلَى اللَّعْنَةِ.

قَالَ جَدِّي أَبُو الْفَرَجِ بِسَنَدِهِ عَنْ مُهَنَّا بْنِ يَحْيَى، قَالَ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ. فَقَالَ: هُوَ الَّذِي فَعَلَ مَا فَعَلَ. قُلْتُ: مَا فَعَلَ؟ قَالَ: نَهَبَ الْمَدِيْنَةَ، قُلْتُ: فَنَذْكُرُ عَنْهُ الْحَدِيْثَ؟ قَالَ: لَا، وَلَا كَرَامَةَ، لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَكْتُبَ عَنْهُ الْحَدِيْثَ(268).

”میرے دادا امام ابو الفرج ابن الجوزی اپنی کتاب ”الرد علی التعصب العنید المانع من ذم یزید“ میں ذکر کرتے ہیں کہ مجھ سے ایک پوچھنے والے نے یزید بن معاویہ کے بارے میں سوال کیا کہ آپ اس کے بارے کیا کہتے ہیں؟ میں نے اس سے کہا: اس کے لیے وہی ”سیاہ کاری اور معصیت“ کافی ہے جس کا وہ مرتکب ہوا۔ اس نے کہا: کیا آپ اس پر لعنت کرنا جائز سمجھتے ہیں؟ میں نے کہا: تقویٰ کے پیکر علماء عظام، جن میں امام احمد بن حنبل بھی شامل ہیں، نے اسے جائز قرار دیا ہے بلکہ انہوں نے یزید کے بارے میں جو کچھ فرما دیا ہے وہ لعنت سے کئی گنا زیادہ ہے۔“

(268) سبط ابن الجوزي، تذكرة الخواص، ص/ 257-262.

"میرے دادا ابو الفرج اپنی سند سے مُہنّا بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے امام احمد بن حنبل سے یزید بن معاویہ کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: اس نے جو کیا سو کیا۔ میں نے پوچھا: اس نے کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا: (سب جانتے ہیں کہ) اس نے اَہلِ مدینہ کو لوٹا۔ میں نے عرض کیا: کیا ہم یزید سے حدیث بیان کر سکتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: (ہرگز) نہیں! اس بدبخت کے لیے کوئی اِحترام و اِکرام نہیں۔ کسی کے لیے بھی یہ امر جائز نہیں ہے کہ وہ یزید سے حدیث بیان کرے۔"

3۔ امام ابو عبد اللہ بن مفلح المقدسی (م 763ھ) فرماتے ہیں:

ذَكَرَ -يَعْنِي الْقَاضِيَ- مَا نَقَلَهُ مِنْ خَطِّ أَبِي حَفْصٍ الْعُكْبَرِيِّ، أَسْنَدَهُ إِلَى صَالِحِ بْنِ أَحْمَدَ، قُلْتُ لِأَبِي: إِنَّ قَوْمًا يَنْسُبُوْنَ إِلَيَّ تَوَلِّيَ يَزِيْدَ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ، وَهَلْ يَتَوَلَّى يَزِيْدَ أَحَدٌ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ؟ فَقُلْتُ: وَلِمَ لَا تَلْعَنُهُ؟ فَقَالَ: وَمَتَى رَأَيْتَنِي أَلْعَنُ شَيْئًا؟ لِمَ لَا نَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ؟ فَقُلْتُ: وَأَيْنَ لَعَنَ اللهُ يَزِيْدَ فِي كِتَابِهِ؟ فَقَرَأَ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ﴾ [محمد: 22-23]. فَهَلْ يَكُوْنُ فِي قَطْعِ الرَّحِمِ أَعْظَمُ مِنَ الْقَتْلِ؟ قَالَ الْقَاضِي: وَهَذِهِ الرِّوَايَةُ إِنْ صَحَّتْ، فَهِيَ صَرِيْحَةٌ فِي مَعْنَى لَعْنِ يَزِيْدَ. قَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّيْنِ (ابْنُ تَيْمِيَّةَ): اَلدَّلَالَةُ مَبْنِيَّةٌ

عَلَى اسْتِلْزَامِ الْمُطْلَقِ لِلْمُعَيَّنِ(269).

"(علامہ ابن تیمیہ نے) قاضی (ابو یعلی) کی ابو حفص عکبری کے خط سے نقل کردہ روایت ذکر کی ہے، جسے انہوں نے (امام احمد بن حنبل کے بیٹے) حضرت صالح کی سند سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد (امام احمد بن حنبل) سے عرض کیا: کچھ لوگ میری طرف یزید کی تائید و نصرت کی نسبت کرتے ہیں۔ فرمایا: اے میرے بیٹے! کیا کوئی بھی شخص جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے یزید کی تائید و نصرت کو قبول کرے گا؟ میں نے ان سے عرض کی: پھر آپ اسے لعن کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: تم نے مجھے (عام معمول میں) کبھی کسی شے پر لعن کرتے دیکھا ہے؟ (اب جہاں تک یزید کا مسئلہ ہے تو) ہم ایسے شخص پر لعن کیوں نہ کریں جس پر خود اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں لعنت بھیجی ہے؟ میں نے پوچھا: اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں یزید پر لعنت کہاں بھیجی ہے؟ آپ نے یہ آیہ مبارکہ پڑھی: 'پس (اے منافقو!) تم سے توقع یہی ہے کہ اگر تم (قتال سے گریز کر کے بچ نکلو اور) حکومت حاصل کر لو تو تم زمین میں فساد ہی برپا کرو گے اور اپنے (ان) قرابتی رشتوں کو توڑ ڈالو گے (جن کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے مواصلت اور مودّت کا حکم دیا ہے)۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ان (کے کانوں) کو بہرا کر دیا ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے'۔ کیا قتل سے بڑھ کر بھی کوئی قطع رحمی ہو گی؟ قاضی (ابو یعلی) فرماتے ہیں: اگر یہ

(269) المقدسي في الآداب الشرعية، 1/ 290.

روایت صحت سے ثابت ہے تو یہ لعن یزید کے جواز پر صریح نص ہے۔
علامہ تقی الدین (بن تیمیہ) کہتے ہیں: یہ دلیل مطلق کے معین (مقید) پر اِنطباق پر مبنی ہے (یعنی آیہ مبارکہ میں امر لعن مطلق ہے، اور امام احمد نے اس مطلق کا انطباق معین یزید پر کیا ہے)۔"

5۔ امام ابو بکر الخلال (م 311ھ) کی تصریح

تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے معروف متکلم امام ابو بکر الخلال نے اپنی کتاب 'السنۃ' میں لکھا ہے:

قَدْ ذُكِرَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ وَغَيْرِهِ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ: ﴿أَلَا لَعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ [هود، 11/ 18]، إِذَا ذُكِرَ لَهُمْ مِثْلُ الْحَجَّاجِ وَضَرْبِهِ.

"جب کبھی امام ابن سیرین اور دیگر ائمہ کے سامنے حجاج اور اس جیسے دیگر سفاک و ظالم حکمرانوں کا ذکر کیا جاتا تو وہ اِشارتاً کہا کرتے تھے: 'جان لو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے'۔"

اس کے بعد امام ابو بکر الخلال (م 311ھ) کبار تابعین امام حسن البصری (م 110ھ) اور امام محمد بن سیرین (م 110ھ) کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَنَحْنُ نَتَّبِعُ مَا قَالَ الْحَسَنُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ، فَهُمَا الْإِمَامَانِ الْعَدْلَانِ فِي زَمَانِهِمَا، الْوَرِعَانِ الْفَقِيْهَانِ، وَمِنْ أَفَاضِلِ التَّابِعِيْنَ، وَمِنْ أَعْلَمِهِمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، وَأَمْرِ الدِّيْنِ.

"ہم اِن دونوں ہستیوں امام حسن بصری اور امام ابن سیرین کے فرامین کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ دونوں اپنے زمانے میں عادل، تقوی و ورع

کے پیکر اور اَجل فقیہ تھے۔ وہ کبار تابعین میں سے تھے، بلکہ ان سب میں سے زیادہ حلال و حرام کے اُمور سے آگاہ اور دین کا علم رکھنے والے تھے۔"

امام ابو بکر الخلال یہ کہہ رہے ہیں کہ اِس پائے کے اَہلِ علم بھی یزید جیسے ظالم اور سفاک حکمرانوں پر لعنت بھیجنے کے جواز کے قائل تھے۔ جو کچھ امام حسن بصری اور امام ابن سیرین نے کہا ہے، ہم بھی اُس کی پیروی اور تتبع میں کہیں گے:

لَعَنَ اللهُ مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَام(270).

"اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے امام حسین بن علی علیہما السلام کو قتل کیا۔"

6۔ امام ابو بکر الآجری (م360ھ) کی تصریح

امام ابو بکر محمد بن الحسین الآجُرّی البغدادی نے اپنی کتاب 'الشریعہ' میں یزید پر بالتعیین لعن کرنے کے حوالے سے اپنا صریح موقف یوں بیان کیا ہے:

عَلَى مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَعْنَةُ اللهِ، وَلَعْنَةُ اللَّاعِنِيْنَ، وَعَلَى مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِهِ، وَعَلَى مَنْ سَبَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَسَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ، أَوْ آذَى فَاطِمَةَ فِي وَلَدِهَا، أَوْ آذَى أَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَغَضَبُهُ، لَا أَقَامَ اللهُ الْكَرِيْمُ لَهُ وَزْنًا، وَلَا نَالَتْهُ شَفَاعَةُ

(270) الخلال في السنة، 3/ 522.

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ (271).

”(امام حسین بن علی عَلَیْہِمَا السَّلَام کے) قاتل پر اللہ کی لعنت ہو اور سب لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو۔ جس جس نے ان کے قتل میں معاونت کی، جس نے علی بن ابی طالب، امام حسن اور امام حسین عَلَیْہِمُ السَّلَام پر زبان درازی کی، جس نے سیدہ فاطمۃ الزہراء عَلَیْہَا السَّلَام کو ان کی اولاد کے معاملے میں اذیت پہنچائی، یا جس نے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی اہل بیت کو اذیت پہنچائی؛ ہر ایسے شخص پر اللہ کی لعنت اور اس کا غضب نازل ہو۔ اللہ (اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی) اس کی کوئی اوقات نہ چھوڑے، (اُسے ذلیل ورسوا کرے،) اور نہ ہی اسے حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی شفاعت نصیب ہو۔“

7۔ امام الکیا الہراسی (م504ھ) کی تصریح

امام عماد الدین ابو الحسن علی بن محمد بن علی الطبری البغدادی الکیا الہراسی (م 504ھ) کبار ائمہ فقہ و تفسیر میں سے ہیں۔ اُن کا تفصیلی تعارف گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ ان سے یزید بن معاویہ پر لعنت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

وَكَيْفَ لَا، وَهُوَ اللَّاعِبُ بِالنَّرْدِ، الْمُتَصَيِّدُ بِالْفَهْدِ، وَالتَّارِكُ لِلصَّلَوَاتِ؛ وَالْمُدْمِنُ الْخَمْرِ؛ والقَاتِلُ لِأَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ (272).

---

(271) الآجري في الشريعة، 5/ 2183-2184، الرقم/ 1677.

(272) ذكره الباعوني في جواهر المطالب في فضائل الإمام علي بن أبي طالب عَلَيْهِ السَّلَام، 2/ 302.

"کیسے اس پر لعنت نہ کی جائے جب کہ وہ شطرنج کھیلنے والا، چیتے کے ساتھ شکار کرنے والا، نمازوں کا تارک اور عادی شرابی تھا، اور حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کے اہل بیت کا قاتل تھا۔"

8۔ قاضی محمد بن ابو یعلی بن الفراء الحنبلی (م526ھ) کی تصریح

قاضی ابو یعلی بن الفراء الحنبلی (م458ھ) کے بیٹے قاضی ابو الحسین محمد (م 526ھ) کے بارے میں علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں:

صَنَّفَ الْقَاضِي أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْلَى بْنِ الْفَرَّاءِ كِتَابًا، ذَكَرَ فِيْهِ بَيَانَ مَنْ يَسْتَحِقُّ اللَّعْنَ، وَذَكَرَ فِيْهِمْ يَزِيْدَ، وَقَالَ: الْمُمْتَنِعُ مِنْ ذَلِكَ إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ غَيْرَ عَالِمٍ بِجَوَازِ ذَلِكَ، أَوْ مُنَافِقًا يُرِيْدُ أَنْ يُوْهِمَ بِذَلِكَ. وَرُبَّمَا اسْتَفَزَّ الْجُهَّالَ بِقَوْلِهِ: اَلْمُؤْمِنُ لَا يَكُوْنُ لَعَّانًا. قَالَ: وَهَذَا مَحْمُوْلٌ عَلَى مَنْ لَا يَسْتَحِقُّ اللَّعْنَ(273).

"قاضی ابو الحسین محمد بن ابو یعلی بن الفراء نے ایک کتاب تصنیف کی۔ جس میں ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جو لعنت کے مستحق ہیں اور ان میں یزید کا بھی ذکر ہے، اور کہا ہے: اس پر لعنت سے روکنے والا یا تو اس پر لعنت کے جائز ہونے سے واقف نہیں یا پھر وہ منافق ہے، جو اس صریح لعنت میں شک پیدا کرنا چاہتا ہے، اور شاید وہ جاہل لوگوں کو

(273) ذكره ابن الجوزي في الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد، ص/ 42، وسبط ابن الجوزي في تذكرة الخواص، ص/ 258.

حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ کے اس فرمان، 'مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا'، سے بیوقوف لوگوں کو اِشتعال دلاتا ہے۔ بے شک یہ حدیث اُس شخص پر محمول ہے جو صحیح معنوں میں لعنت کا حق دار نہ ہو۔"

یہ بیان کرنے کے بعد علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں: یہ عبارت قاضی ابو الحسین کی تحریر ہے اور ان کی تصنیف میں سے لی گئی ہے۔

9۔ قوام الدین الصفاری (م534ھ) کی تصریح

قوام الدین الصفاری کا موقف ہے:

لَا بَأْسَ بِلَعْنِ يَزِيْدَ(274).

"یزید پر لعنت بھیجنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔"

10۔ علامہ ابو الفرج بن الجوزی (م597ھ) کی تصریح

1۔ علامہ ابن الجوزی کے نواسے اپنے نانا کے بارے میں اپنی کتاب 'تذکرۃ الخواص' میں لکھتے ہیں:

حَكَى بَعْضُ أَشْيَاخِنَا عَنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ: أَنَّ جَمَاعَةً سَأَلُوْا جَدِّي عَنْ يَزِيْدَ فَقَالَ: مَا تَقُوْلُوْنَ فِي رَجُلٍ وَلِيَ ثَلَاثَ سِنِيْنَ: فِي السَّنَةِ الْأُوْلَى قَتَلَ الْحُسَيْنَ، وَفِي الثَّانِيَةِ أَخَافَ الْمَدِيْنَةَ وَأَبَاحَهَا، وَفِي الثَّالِثَةِ رَمَى الْكَعْبَةَ بِالْمَجَانِيْقِ وَهَدَمَهَا،

---

(274) المناوي في فيض القدير، 1/ 205.

فَقَالُوْا: نَلْعَنُ. فَقَال: فَالْعَنُوْهُ(275).

”ہمارے بعض مشائخ نے اس یوم (حرہ) کے بارے میں بیان کیا ہے: علماء کی ایک جماعت نے میرے دادا (ابن الجوزی) سے یزید کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: تم بتاؤ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو، جو تین سال حکمران رہا، پہلے سال اس نے امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو شہید کیا، دوسرے سال اس نے اہل مدینہ کو ڈرایا دھمکایا اور اسے (اپنی فوج کے لیے) مباح کیا، اور تیسرے سال اس نے کعبہ پر منجنیق سے پتھر مارے اور اسے گرایا؟ ان سب نے یک زبان ہو کر کہا: ہم (تو ایسے شخص پر) لعنت ہی کریں گے۔ انہوں نے کہا: (پھر دیر کس بات کی؟) اس پر (ابھی) لعنت کرو۔“

2۔ علامہ سلیمان بن محمد البجیرمی علامہ ابن الجوزی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ: أَجَازَ الْعُلَمَاءُ الْوَرِعُوْنَ لَعْنَ يَزِيْدَ، وَصَنَّفَ فِي إِبَاحَةِ لَعْنِهِ مُصَنَّفًا(276).

”علامہ ابن الجوزی نے کہا ہے کہ نیک علماء نے یزید پر لعنت کرنے کی اجازت دی ہے۔ بلکہ علامہ ابن الجوزی نے تو یزید پر لعن کے جواز پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔“

(275) سبط ابن الجوزي، تذكرة الخواص، ص/ 257-262.

(276) البجيرمي في تحفة الحبيب على شرح الخطيب - حاشية البجيرمي على الخطيب، 4/ 228.

11۔ علامہ تقی الدین بن تیمیہ (م728ھ) کی تصریح

علامہ ابن تیمیہ قاتلین حسین پر لعن کے جواز کے بارے میں لکھتے ہیں:

وَأَمَّا مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ أَوْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِهِ أَوْ رَضِيَ بِذَلِكَ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا(277).

"جس نے امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو شہید کیا یا جس نے ان کے قتل میں ساتھ دیا یا جو اس قتل پر راضی بھی ہوا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی بھی لعنت ہو۔ ایسے شخص کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا نہ ہی کوئی نفل۔"

12۔ حافظ ابن کثیر (م774ھ) کی تصریح

حافظ ابن کثیر (م774ھ) 'البدایہ والنہایہ' میں واقعاتِ کربلا کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہیں اور آخر میں یزید کی طرف سے کہے گئے فخریہ اشعار درج کرنے کے بعد اُس پر لعن کرنے کا جواز یوں بیان کرتے ہیں:

فَهَذَا، إِنْ قَالَهُ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَلَعْنَةُ اللَّاعِنِيْنَ(278).

"یہ سب کچھ اگر یزید بن معاویہ نے (کیا اور) کہا ہے تو اُس پر اللہ کی

---

(277) ابن تيمية في مجموع الفتاوى، 4/ 487.

(278) ابن كثير في البداية والنهاية، ثم دخلت سنة ثلاث وستين (وقعة الحرة)، 8/ 224.

لعنت ہے اور تمام لعنت کرنے والوں کی بھی لعنت ہو۔"

13۔ علامہ سعد الدین تفتازانی (م793ھ) کی تصریح

علم الکلام اور عقیدے کے معروف امام سعد الدین التفتازانی "شرح المقاصد" میں فرماتے ہیں:

وَأَمَّا مَا جَرَى بَعْدَهُمْ مِنَ الظُّلْمِ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ فَمِنَ الظُّهُوْرِ بِحَيْثُ لَا مَجَالَ لِلْإِخْفَاءِ، وَمِنَ الشَّنَاعَةِ بِحَيْثُ لَا اشْتِبَاهَ عَلَى الْآرَاءِ، إِذْ تَكَادُ تَشْهَدُ بِهِ الْجَمَادُ وَالْعَجْمَاءُ، وَيَبْكِي لَهُ مَنْ فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ، وَتَنْهَدُّ مِنْهُ الْجِبَالُ، وَتَنْشَقُّ الصُّخُوْرُ، وَيَبْقَى سُوْءُ عَمَلِهِ عَلَى كَرِّ الشُّهُوْرِ وَمَرِّ الدُّهُوْرِ، فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى مَنْ بَاشَرَ أَوْ رَضِيَ، أَوْ سَعَى، وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَى(279).

"جہاں تک ان کے زمانے کے بعد حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے اہلِ بیتِ اَطہار عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر ہونے والے مظالم کا تعلق ہے وہ ظاہر و باہر ہیں اور کسی بھی طور پردۂ اخفاء میں نہیں رکھے جاسکتے۔ اِس ظلم کے (نہایت بھیانک، سنگین اور) شنیع ہونے کے بارے میں بھی آراء واضح ہیں کیوں کہ اس کی گواہی تو جمادات اور گونگی بہری چیزوں نے بھی دی ہے۔ اہلِ بیتِ اَطہار عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر ڈھائے جانے والے مظالم پر اہلِ زمین و آسمان نے آنسو بہائے، پہاڑ لرز اٹھے، چٹانیں پھٹ گئیں

(279) التفتازاني في شرح المقاصد في علم الكلام (المقصد السادس: السمعيات، الفصل الرابع: الإمامة، المبحث السابع: وجوب تعظيم الصحابة)، 3/ 536.

اور یزید کا ظلم و جبر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زمین کا سینہ داغ دار کر گیا۔ سو اُن سب پر اللہ کی لعنت ہو جو (اہل بیت اطہار عَلَيهِمُ السَّلَام پر ہونے والے) اس ظلم میں شامل ہوئے یا اس پر راضی ہوئے یا اس کے لیے کسی بھی طرح کی کاوش اور معاونت میں شریک ہوئے۔ ان کے لیے آخرت کا عذاب نہایت سخت اور باقی رہنے والا ہے۔

14۔ حافظ ابن حجر العسقلانی (م852ھ) کی تصریح

حافظ ابن حجر العسقلانی کی کتاب 'الإمتاع بالأربعين المتباينة السماع' کے آخری حصے میں حافظ عسقلانی نے بعض سوالات کے جوابات دیے ہیں۔ ایک سوال میں حافظ ابن حجر العسقلانی سے لعن بر یزید کے بارے میں استفسار کیا گیا۔ آپ نے اس سوال کا یہ جواب دیا:

سُئِلَ شَيْخُنَا عَنْ لَعْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، وَمَاذَا يَتَرَتَّبُ عَلَى مَنْ يُحِبُّهُ وَيَرْفَعُ مِنْ شَأْنِهِ؟ فَأَجَابَ: أَمَّا اللَّعْنُ، فَنَقَلَ فِيْهِ الطَّبَرِيُّ الْمَعْرُوْفُ بِـ: الْكِيَا الْهَرَّاسِيِّ الْخِلَافَ فِي الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ فِي الْجَوَازِ وَعَدَمِهِ فَاخْتَارَ الْجَوَازَ. ...

وَأَمَّا الْمَحَبَّةُ فِيْهِ وَالرَّفْعُ مِنْ شَأْنِهِ فَلَا تَقَعُ إِلَّا مِنْ مُبْتَدِعٍ فَاسِدِ الْاِعْتِقَادِ، فَإِنَّهُ كَانَ فِيْهِ مِنَ الصِّفَاتِ مَا يَقْتَضِي سَلْبَ الْإِيْمَانِ عَمَّنْ يُحِبُّهُ؛ لِأَنَّ الْحُبَّ فِي اللهِ وَالْبُغْضَ فِي اللهِ مِنَ الْإِيْمَانِ(280).

(280) العسقلاني في الإمتاع بالأربعين المتباينة السماع/ 96.

"سوال میں یہ پوچھا جا رہا ہے: یزید بن معاویہ پر لعنت بھیجنے کا کیا حکم ہے، نیز جو شخص اُس سے محبت کرے اور اُس کی قدر و منزلت بیان کرے اُس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس پر حافظ ابن حجر العسقلانی جواب دیتے ہیں: جہاں تک یزید پر لعنت بھیجنے کا تعلق ہے، سو اِس مسئلے پر امام الطبری، جو الکیا الہراسی کے نام سے معروف ہیں، نے مذاہب اربعہ کے اندر اس مسئلے پر جواز یا عدمِ جواز کے حوالے سے جتنے اقوال ہیں یا اُن میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اُس کو نقل فرما دیا ہے اور (امام الکیاالہراسی نے) خود یزید پر لعنت بھیجنے کے جواز کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔

(اِس کے بعد حافظ ابن حجر العسقلانی یزید سے محبت کرنے والے کے بارے میں حکم صادر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:) جو یزید سے محبت (یا اس کے بارے میں دل میں نرم گوشہ رکھے) یا اُس کی قدر و منزلت کو کسی بھی حوالے سے بلند کرے، ایسا بدبختی کا کام سوائے کسی فاسد الاعتقاد بدعتی کے کسی اور سے صادر نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ یزید میں واضح طور پر ایسی صفات موجود تھیں جس سے ہر اُس شخص سے ایمان کا سلب ہوجانا اور اُس شخص کا ایمان سے خارج ہوجانا لازمی قرار پاتا ہے جو یزید کے ساتھ محبت کرتا ہے یا اُس کے حوالے سے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھتا ہے۔ کیونکہ الحب فی اللہ اور البغض فی اللہ کا قاعدہ اصلاً ایمان میں سے ہے۔(سو جس نے یزید کے ساتھ دلی رغبت رکھی اُس نے اللہ کے ساتھ بغض رکھا اور جس نے یزید بدبخت کے ساتھ بغض رکھا اُس نے اللہ کے ساتھ محبت رکھی)۔"

حافظ ابن حجر العسقلانی بیان کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے دل میں یزید کی طرف

رغبت رکھے، اس کے دفاع کا خیال رکھے، اُس سے محبت رکھے، اُس کے لیے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھے اور اُس کی قدر و منزلت کو بیان کرنے کی بالواسطہ یا بلاواسطہ دل میں خواہش رکھے، وہ شخص خود خارج از ایمان اور مسلوب الایمان ہے۔ کیونکہ یزید کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھنا براہ راست اللہ کے لیے بغض رکھنے کے مترادف ہے۔ اس قول کی بنا پر ابن حجر العسقلانی نے بھی دراصل لعنت بر یزید کے موقف کی تائید کر دی ہے۔

15۔ امام ابو البرکات الباعونی الشافعی (م871ھ) کی تصریح

امام ابو البرکات الباعونی الشافعی نے یزید کے بارے میں اپنی کتاب 'جواہر المطالب' میں لکھا ہے:

يَزِيْدُ لَعَنَهُ اللهُ(281).

"یزید — اُس پر اللہ کی لعنت ہو۔"

16۔ امام ابو المحاسن یوسف الاتابکی (م874ھ) کی تصریح

امام ابو المحاسن جمال الدین یوسف بن الامیر سیف الدین تغری الاتابکی نے 'مورد اللطافہ' میں لکھا ہے:

قَدْ أَجَازَ أَصْحَابُنَا -يَعْنِي السَّادَةَ الشَّافِعِيَّةَ- اللَّعْنَ عَلَى مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ أَوْ أَمَرَ بِقَتْلِهِ أَوْ أَجَازَهُ أَوْ رَضِيَ بِهِ(282).

"ہمارے اصحاب یعنی نامور شافعی علماء نے ہر اُس شخص پر

---

(281) شمس الدين أبو البركات الدمشقي الباعوني في جواهر المطالب في مناقب الإمام علي بن أبي طالب عليه السلام، 2/ 272.

(282) الأتابكي في مورد اللطافة فيمن ولي السلطنة والخلافة، 1/ 66.

(تصریحاً)لعنت بھیجنے کی اجازت دی ہے جس نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا یا ان کے قتل کا حکم دیا یا اس کی اجازت دی یا اس (سفاکانہ و بہیمانہ قتل) پر راضی رہا۔"

17۔ امام جلال الدین سیوطی (م911ھ) کی تصریح

امام جلال الدین سیوطی اپنی کتاب 'تاریخ الخلفاء' میں یزید پر لعن کے جواز میں لکھتے ہیں:

فَقُتِلَ، وَجِيءَ بِرَأْسِهِ فِي طَسْتٍ حَتَّى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ زِيَادٍ، لَعَنَ اللهُ قَاتِلَهُ، وَابْنَ زِيَادٍ مَعَهُ وَيَزِيْدَ أَيْضًا(283).

"امام حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا اور آپ کا سر انور ایک طشت میں رکھ کر لایا گیا اور ملعون ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے قاتل، اس کے ساتھ ابن زیاد اور یزید پر بھی لعنت فرمائے۔"

18۔ علامہ شمس الدین بن کمال پاشا (م944ھ) کی تصریح

ترکی کے معروف عالم و محقق احمد بن سلیمان بن کمال پاشا کا موقف ہے:

وَالْحَقُّ أَنَّ لَعْنَ يَزِيْدَ عَلَى اشْتِهَارِ كُفْرِهِ وَتَوَاتُرِ فَظَاعَتِهِ وَشَرِّهِ عَلَى مَا عُرِفَ بِتَفَاصِيْلِهِ جَائِزٌ(284).

"حق بات یہ ہے کہ یزید پر اس کے کفر کے مشہور ہونے اور اس کے قبیح و بھیانک ظلم اور (فتنہ و فساد انگیز) شر کے متواتر ہونے کے سبب،

(283) السيوطي في تاريخ الخلفاء/ 207.

(284) المناوي في فيض القدير، 1/ 205.

جس کی تمام تفصیلات معروف ہیں، لعن جائز ہے۔''

19۔ ملا علی قاری الحنفی (م1014ھ) کی تصریح

ملا علی القاری الحنفی 'شرح الشفا' میں لکھتے ہیں:

فَلَا يَجُوْزُ أَصْلًا بِخِلَافِ يَزِيْدَ وَابْنِ زِيَادٍ وَأَمْثَالِهِمَا، فَإِنَّ بَعْضَ الْعُلَمَاءِ جَوَّزُوْا لَعْنَهُمَا بَلِ الْإِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ بِكُفْرِ يَزِيْدَ(285).

(حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنا) ہرگز جائز نہیں ہے۔ البتہ یزید، ابن زیاد اور انہی کی مثل دوسرے لوگوں پر (لعنت کرنا) جائز ہے، کیوں کہ بعض علماء کرام نے ان دونوں پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے بلکہ امام احمد بن حنبل تو یزید کے کفر کے قائل ہیں۔

20۔ علامہ عبد الرؤف المناوی (م1031ھ) کی تصریح

علامہ عبد الرؤف المناوی 'فیض القدیر' میں لکھتے ہیں:

وَتَفْصِيْلُ قِصَّةِ قَتْلِهِ تُمَزِّقُ الْأَكْبَادَ وَتُذِيْبُ الْأَجْسَادَ، فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ أَوْ رَضِيَ أَوْ أَمَرَ، وَبُعْدًا لَهُ كَمَا بُعِّدَتْ عَادٌ(286).

''(امام حسین علیہ السلام) کی شہادت کی تفصیل کلیجے پھاڑ دیتی اور جسموں کو گلا دیتی ہے۔ اُس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے انہیں قتل کیا، یا اس

(285) الملا علي القاري في شرح الشفا، 2/ 552.

(286) المناوي، فيض القدير، 1/ 205.

پر راضی ہوا، یا اس کا حکم دیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یوں دور ہو جیسے قومِ عاد کو اُس کی رحمت سے دور کر دیا گیا تھا۔"

21۔ علامہ علی بن ابراہیم الحلبی (م1044ھ) کی تصریح

علامہ علی بن ابراہیم الحلبی اپنی معروف کتابِ سیرت 'إنسان العیون' میں لکھتے ہیں:

وَكَانَ عَلَى مَا أَفْتَى بِهِ إِلْكِيَا الْهَرَّاسِيُّ مِنْ جَوَازِ التَّصْرِيْحِ بِلَعْنِهِ، أُسْتَاذُنَا الْأَعْظَمُ الشَّيْخُ مُحَمَّدٌ الْبَكْرِيُّ، تَبَعًا لِوَالِدِهِ الْأُسْتَاذِ الشَّيْخِ أَبِي الْحَسَنِ. وَقَدْ رَأَيْتُ فِي كَلَامِ بَعْضِ أَتْبَاعِ أُسْتَاذِنَا الْمَذْكُوْرِ فِي حَقِّ يَزِيْدَ مَا لَفْظُهُ: زَادَهُ اللهُ خِزْيًا وَفِي أَسْفَلِ سِجِّيْنٍ وَضَعَهُ(287).

"علامہ الکیا ہراسی نے یزید پر صراحتاً (بالتعیین) لعن کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔ اسے ہمارے استاد شیخ محمد البکری اپنے والد علامہ شیخ ابو الحسن کی اقتداء میں مانتے تھے۔ میں نے بھی اپنے انہی استاد کے بعض پیروکاروں کے کلام میں یزید کے حق میں ان کے یہ الفاظ بھی دیکھے ہیں کہ" اللہ تعالیٰ اس کی رسوائی میں اضافہ کرے اور اس کو دوزخ کی بدترین جگہ سجین کی پست ترین جگہ پر رکھے۔"

22۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م1052ھ) کی تصریح

شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م 0521 م) نے اپنی کتاب 'تکمیل الایمان' میں یزید پر لعن کرنے کا موقف بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

---

(287) الحلبي في إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، 1/ 267.

بعضی دیگر گویند کہ قتلِ امام حسین گناہ کبیرہ است چہ قتل نفس مومنہ بنا حق کبیرہ است نہ کفر ولعنت مخصوص بکافران است و لیت شعری کہ ارباب ایں اقاویل باحادیث نبوی کہ ناطق اند بآنکہ بغض و عداوت و ایذا و اہانتِ فاطمہ و اولاد او موجب بغض و ایذا واہانتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم است چہ میگویند۔ وآں سببِ کفر و موجب لعن و خلود نارِ جہنم است بلاشک بموجب آیہ ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْـَٔاخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا۝﴾ (الاحزاب، 33/57)(288)۔

"ایک طبقہ کی رائے ہے کہ قتلِ حسین علیہ السلام دراصل گناہِ کبیرہ ہے۔ مؤمن کا ناحق قتل گناہِ کبیرہ کے زُمرے میں آتا ہے، کفر کے زمرے میں نہیں آتا۔ جب کہ لعنت تو کافروں کے لیے مخصوص ہے۔ ایسی رائے کا اظہار کرنے والوں پر افسوس ہے۔ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فرمانِ اقدس سے بھی بے خبر ہیں، کیوں کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام اور ان کی اولادِ اطہار سے بغض و عداوت رکھنا، انہیں تکلیف دینا اور ان کی توہین کرنا باعثِ ایذاءِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہے۔ کیا اہانتِ رسول اور عداوتِ رسول اللہ، کفر و لعنت کا سبب نہیں ہے؟ کیا یہ بات جہنم کی آگ میں پہنچانے کے لیے کافی نہیں ہے؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اُس نے ان کے لیے ذِلّت انگیز عذاب

(288) عبد الحق محدث دہلوی، تکمیل الایمان/172-173.

تیار کر رکھا ہےO"

23۔ شیخ محمد بن علی الصبان (م1206ھ) کی تصریح

تیرھویں صدی ہجری کے معروف مصری عالم محمد بن علی الصبان 'إسعاف الراغبین' میں یزید پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَأَمَّا فِسْقُهُ فَقَدْ أَجْمَعُوْا عَلَيْهِ، وَأَجَازَ قَوْمٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ لَعْنَهُ بِخُصُوْصِ اسْمِهِ، وَرُوِيَ ذٰلِكَ عَنِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ. قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ: صَنَّفَ الْقَاضِي أَبُوْ يَعْلَى كِتَابًا فِيْمَنْ يَسْتَحِقُّ اللَّعْنَةَ وَذَكَرَ مِنْهُمْ يَزِيْدَ(289).

"رہا یزید کا فاسق ہونا تو بلاشبہ اس پر علماء کا اجماع ہے۔ علماء کی ایک کثیر تعداد نے یزید کا نام لے کر اس پر لعنت کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ امام احمد سے بھی یہی مروی ہے۔ علامہ ابن الجوزی نے کہا ہے کہ قاضی ابو یعلیٰ نے مستحقینِ لعنت کے بارے میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور ان میں یزید کو بھی شامل کیا ہے۔"

24۔ شیخ ابن عمر البجیرمی الشافعی (م1221ھ) کی تصریح

تیرھویں صدی ہجری کے معروف مصری فقیہ اور محدث علامہ سلیمان بن محمد بن عمر البجیرمی الشافعی فرماتے ہیں:

وَلَنَا قَوْلٌ بِذٰلِكَ فِي مَذْهَبِ إِمَامِنَا الشَّافِعِيِّ، وَكَانَ يَقُوْلُ

(289) محمد الصبان في إسعاف الراغبين في سيرة المصطفى صلى الله عليه وعلى آله وسلم وفضائل أهل بيته الطاهرين، ص/ 559-560.

بِذَلِكَ الْأُسْتَاذُ الْبَكْرِيُّ. وَمِنْ كَلَامِ بَعْضِ أَتْبَاعِهِ فِي حَقِّ يَزِيْدَ مَا لَفْظُهُ: زَادَهُ اللهُ خِزْيًا، وَمَنَعَهُ، وَفِي أَسْفَلِ سِجِّيْنٍ وَضَعَهُ، وَفِي شَرْحِ عَقَائِدِ السَّعْدِ يَجُوْزُ لَعْنُ يَزِيْدَ(290).

"ہمارا بھی اپنے امام شافعی کے مذہب کے مطابق (یزید پر تصریحاً لعن کرنے کا) ایک ہی قول ہے۔ استاد بکری بھی یہی فرمایا کرتے تھے۔ ان کے پیروکاروں میں سے ایک آدمی کا کلام یزید کے بارے میں اِن الفاظ کے ساتھ ہے: اللہ تعالیٰ اس کی رسوائی میں اضافہ کرے اور اپنے انعامات سے اسے ہمیشہ محروم رکھے، جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں اس کا ٹھکانہ بنائے۔ نیز 'شرح عقائد سعد' میں ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے۔"

25۔ علامہ عبد العزیز پرہاروی (م1241ھ) کی تصریح

شارحِ 'شرح العقائد' صاحبِ نبراس علامہ عبد العزیز پرہاروی فرماتے ہیں:

وَبَعْضُهُمْ أَطْلَقَ اللَّعْنَ عَلَيْهِ مِنْهُمُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ الْمُحَدِّثُ، وَصَنَّفَ كِتَابًا سَمَّاهُ: الرَّدُّ عَلَى الْمُتَعَصِّبِ الْعَنِيْدِ الْمَانِعِ عَنْ ذَمِّ يَزِيْدَ، وَمِنْهُمُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ... وَمِنْهُمُ الْقَاضِي أَبُوْ يَعْلَى(291).

"بعض علماء نے یزید پر لعنت کا اِطلاق کیا ہے۔ انہی میں سے محدث

---

(290) ذكره البُجَيْرَمي في حاشيته على الخطيب (تحفة الحبيب على شرح الخطيب، كتاب الحدود، فصل في قتال البغاة، 4/ 228.

(291) عبد العزيز البرهاروي في النبراس شرح شرح العقائد، ص/ 553.

ابن الجوزی ہیں جنہوں نے اس مسئلہ پر ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کا نام انہوں نے اَلرَّدُّ عَلَی الْمُتَعَصِّبِ الْعَنِيْدِ الْمَانِعِ عَنْ ذَمِّ يَزِيْدَ رکھا ہے۔ اِنہی ائمہ میں سے امام احمد بن حنبل ... اور قاضی ابو یعلیٰ بھی ہیں۔"

26۔ علامہ سید محمود الآلوسی (م1270ھ) کی تصریح

1۔ معروف مفسرِ قرآن علامہ سید محمود آلوسی 'تفسیر روح المعانی' لکھتے ہیں:

لَا تَوَقُّفَ فِي لَعْنِ يَزِيْدَ لِكَثْرَةِ أَوْصَافِهِ الْخَبِيْثَةِ وَارْتِكَابِهِ الْكَبَائِرَ فِي جَمِيْعِ أَيَّامِ تَكْلِيْفِهِ، وَيَكْفِي مَا فَعَلَهُ أَيَّامَ اسْتِيْلَائِهِ بِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَكَّةَ(292)....

وَالطَّامَّةُ الْكُبْرَى مَا فَعَلَهُ بِأَهْلِ الْبَيْتِ، وَرِضَاهُ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ عَلَى جَدِّهِ وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَاسْتِبْشَارُهُ بِذٰلِكَ، وَإِهَانَتُهُ لِأَهْلِ بَيْتِهِ مِمَّا تَوَاتَرَ مَعْنَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ تَفَاصِيْلُهُ آحَادًا، وَفِي الْحَدِيْثِ: سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ. وَفِي رِوَايَةٍ: لَعَنَهُمُ اللهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ مُجَابِ الدَّعْوَةِ: الْمُحَرِّفُ لِكِتَابِ اللهِ، وَفِي رِوَايَةٍ:

---

(292) أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، 4/ 53، الرقم/ 3589، وأيضا في المعجم الكبير، 7/ 144، الرقم/ 6636، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 58/ 111، والمنذري في الترغيب والترهيب، 2/ 152، الرقم/ 1891، والديلمي في مسند الفردوس، 1/ 505، الرقم/ 2067، وذكره الهيثمي في مجمع الزائد، 3/ 306، الرقم/ 5823، وَقَالَ الْمُنْذِرِيُّ وَالْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَالْكَبِيْرِ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

اَلزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللهِ، وَالْمُكَذِّبُ بِقَدْرِ اللهِ، وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ، لِيُعِزَّ مَنْ أَذَلَّ اللهُ وَيُذِلَّ مَنْ أَعَزَّ اللهُ، وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي، وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي»(293). وَقَدْ جَزَمَ بِكُفْرِهِ وَصَرَّحَ بِلَعْنِهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ(294).

''یزید پر لعنت کرنے میں کوئی توقف نہیں کیا جائے گا، اُس کے بے شمار رذائل اور گناہِ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے جو اس نے اپنے مکلف ہونے کے زمانے میں سرانجام دیے، اور اس پر لعنت کرنے کے لیے تو وہی سب کچھ کافی ہے جو اس نے اپنے دورِ اِقتدار میں مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں کیا۔'' ...

''اس نے اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کے ساتھ جو کیا وہ قیامتِ کبریٰ کے مترادف ہے۔ اس کا امام حسین علیہ السلام کے قتل پر راضی اور خوش ہونا اور اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کی توہین کرنا تواتر معنوی سے ثابت ہے۔ اس کے ملعون ہونے کے ناقابلِ تردید شواہد ہیں جن کی تفاصیل اخبارِ احاد میں موجود ہیں۔ ایک حدیث مبارک میں ہے: 'چھ قسم کے لوگ ایسے ہیں جن پر میں نے لعنت کی ہے۔' ایک روایت میں ہے کہ ان پر اللہ نے اور تمام مستجاب الدعوات نبیوں نے لعنت کی ہے۔ (ان میں سے ایک:) کتاب اللہ میں تحریف کرنے والا ہے۔ ایک روایت میں ہے: اللہ کی کتاب میں اضافہ کرنے والا، اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا، طاقت کے ذریعہ غلبہ حاصل کرنے والا تاکہ اس کے

(293) الترمذي في السنن، كتاب القدر، باب (7)، 4/ 457، الرقم/ 2154.

(294) الألوسي في روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، 26/ 72.

ذریعے وہ اسے عزت دے سکے جسے اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے، اور اسے ذلیل و رسوا کر سکے جسے اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے، میرے اہلِ بیت کی حرمت کو حلال سمجھنے والا، اور میری سنت کو ترک کرنے والا۔ بے شک علماء کی ایک کثیر تعداد نے اُس کے کفر اور اُس پر (بالتعیین) لعنت کی صراحت کا پختہ قول کیا ہے۔

2۔ اکابر ائمہ کے ہاں یزید کو ملعون کہنے میں کسی تامل کی گنجائش نہیں ہے۔ علامہ سید محمود آلوسی جوازِ لعنت پر ایمانی جذبے کے ساتھ فرماتے ہیں:

وَأَنَا أَذْهَبُ إِلَى جَوَازِ لَعْنِ مِثْلِهِ عَلَى التَّعْيِيْنِ، وَلَوْ لَمْ يُتَصَوَّرْ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ مِثْلٌ مِنَ الْفَاسِقِيْنَ، وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ لَمْ يَتُبْ، وَاحْتِمَالُ تَوْبَتِهِ أَضْعَفُ مِنْ إِيْمَانِهِ، وَيُلْحَقُ بِهِ ابْنُ زِيَادٍ وَابْنُ سَعْدٍ وَجَمَاعَةٌ، فَلَعْنَةُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ، وَعَلَى أَنْصَارِهِمْ وَأَعْوَانِهِمْ وَشِيْعَتِهِمْ، وَمَنْ مَالَ إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الدِّيْنِ مَا دَمَعَتْ عَيْنٌ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ.(295)

''میں برملا اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ یزید جیسے لوگوں پر بالتعیین نام لے کر لعنت کرنا جائز ہے۔ اگرچہ یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ دوسرے فاسقوں میں سے کوئی اس کی مثل ہوگا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اُس نے اپنی حرکتوں سے توبہ بھی نہیں کی۔ (چمنستانِ نبوت کے پھولوں اور کلیوں کی پامالی، بنات اہلِ بیتِ اطہار کی اہانت، مدینہ منورہ

(295) الآلوسي في روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، 26/ 73.

میں قتل وغارت، ریاض الجنۃ میں خوں ریزی، مکۃ المکرمہ میں کعبہ کی مسماری ایسے گناہ ہیں جن سے توبہ کی توفیق بھی اس بدبخت کو نصیب نہیں ہوئی۔) یزید کے مومن ہونے کا اِحتمال جتنا کمزور (اور بے جان) ہے، اُس سے زیادہ اُس کی توبہ کرلینے کا اِحتمال کمزور (اور بے جان) ہے۔ یزید کے ساتھ لعنت میں ابن زیاد، ابن سعد اور اس کی پوری جماعت بھی شامل ہے۔ ان سب پر اللہ کی لعنت ہو، ان کے حامیوں اور مددگاروں پر بھی، ان کی جماعت پر بھی اور جن جن لوگوں کا اُن ملعونوں کی طرف میلان ہے (ان سب پر بھی)۔ ہاں! قیامت تک ان سب پر اللہ کی لعنت ہو جب تک امام حسین علیہ السلام پر آنسو بہانے والی ایک بھی آنکھ باقی ہے۔"

3۔ اس کے بعد علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے زمانے کے عظیم شاعر عبد الباقی الآفندی عمری موصلی کا یہ شعر بہت پسند ہے کہ جب اُس سے یزید لعین پر لعنت کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو اُس نے بصورتِ شعر یہ جواب دیا:

يَزِيْدُ عَلَى لَعْنِي عَرِيْضُ جَنَابِهِ

فَأَغْدُو بِهِ طُوْلَ الْمَدَى أَلْعَنُ اللَّعْنَا(296)

"لعنت کے باب میں یزید کا صحن اتنا وسیع ہے کہ جتنی لعنت بھیجو، سب کو وہاں جگہ مل جائے گی۔ لہٰذا میں عمر بھر اُس پر لعنت بھیجتا ہوں۔"

4۔ علامہ سید محمود آلوسی مزید فرماتے ہیں:

---

(296) الآلوسي في روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، 26/ 73.

وَمَنْ كَانَ يَخْشَى الْقَالَ وَالْقِيلَ مِنَ التَّصْرِيْحِ بِلَعْنِ ذٰلِكَ الضِّلِّيْلِ فَلْيَقُلْ: لَعَنَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ رَضِيَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ، وَمَنْ آذَى عِتْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَمَنْ غَصَبَهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّهُ يَكُوْنُ لَاعِنًا لَهُ لِدُخُوْلِهِ تَحْتَ الْعُمُوْمِ دُخُوْلًا أَوَّلِيًّا فِي نَفْسِ الْأَمْرِ، وَلَا يُخَالِفُ أَحَدٌ فِي جَوَازِ اللَّعْنِ بِهٰذِهِ الْأَلْفَاظِ وَنَحْوِهَا(297).

"اگر کوئی اس گمراہ فاسق شخص پر صراحت کے ساتھ لعنت کرنے سے ڈرتے ہوئے اس میں پس و پیش کرے تو اسے چاہیے کہ یوں کہے: ان سب لوگوں پر اللہ عز وجل کی لعنت ہو جو امام حسین علیہ السلام کے قتل پر راضی ہوئے، جنہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عترت کو ناحق اذیت پہنچائی اور ان کا حق غصب کیا۔ اِسی طرح یقیناً وہ یزید پر لعنت کرنے والا ہوگا کیوں کہ اِس عمومی لعنت کے تحت بھی وہ نفس الامر میں سب سے پہلے داخل ہے۔ اِن الفاظ اور اس طرح کے دیگر الفاظ سے لعنت کرنے میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔

5۔ علامہ سید محمود آلوسی مزید فرماتے ہیں:

فَقَدْ أَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا كُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِيْنَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَأَخْرَجَ هُوَ وَابْنُ

(297) الآلوسي في روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، 26/ 73-74.

عَسَاكِرَ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا يُؤَيِّدُهُ، وَعِنْدِي أَنَّ بُغْضَهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ أَقْوَى عَلَامَاتِ النِّفَاقِ، فَإِنْ آمَنْتَ بِذَلِكَ، فَيَالَيْتَ شِعْرِي، مَاذَا تَقُوْلُ فِي يَزِيْدَ الطَّرِيْدِ أَكَانَ يُحِبُّ عَلِيًّا - كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ- أَمْ كَانَ يُبْغِضُهُ وَلَا أَظُنُّكَ فِي مِرْيَةٍ مِنْ أَنَّهُ -عَلَيْهِ اللَّعْنَةُ- كَانَ يُبْغِضُهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَشَدَّ الْبُغْضِ وَكَذَا يُبْغِضُ وَلَدَيْهِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَى جَدِّهِمَا وَأَبَوَيْهِمَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَمَا تَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ الْآثَارُ الْمُتَوَاتِرَةُ مَعْنًى، وَحِيْنَئِذٍ لَا مَجَالَ لَكَ مِنَ الْقَوْلِ بِأَنَّ اللَّعِيْنَ كَانَ مُنَافِقًا(298).

”امام ابن مردویہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں ہم منافقین کو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بُغض سے پہچانا کرتے تھے، اور اسی کی تائید میں انہوں (ابن مردویہ) اور ابن عساکر نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔ میرے نزدیک یقیناً ان (مولا علی علیہ السلام) کا بُغض منافقین کی نہایت پکی نشانی ہے، سو اگر تم اس بات کو تسلیم کرتے ہو تو یزید مردود کے بارے میں کیا کہو گے! کیا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے محبت رکھتا تھا یا بُغض؟ مجھے یقین ہے کہ تم اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کرو گے کہ وہ یزید - اس پر لعنت ہو - حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ

(298) الألوسي في روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، 26/ 78.

سخت بغض و عداوت رکھتا تھا۔ اسی طرح ان کے دونوں صاحبزادوں حسن اور حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ کے ساتھ بھی بغض و عداوت رکھتا تھا جیسا کہ معنوی طور پر متواتر روایات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ ان کے نانا جان (رسول اللہ)، ان کے والدین اور اِن دونوں (حسنین کریمین) پر درود و سلام ہو۔ اب تمہارے لیے یہ کہے بغیر کوئی چارہ نہ ہوگا کہ وہ لعنتی منافق تھا۔“

27۔ علامہ رشید احمد گنگوہی (م1323ھ) کی تصریح

دیوبند مکتبِ فکر کے معروف عالم رشید احمد گنگوہی (م1323ھ) یزید کے متعلق اپنا موقف یوں بیان کرتے ہیں:

”لہٰذا یزید کے وہ افعالِ ناشائستہ ہر چند موجب لعن کے ہیں۔ مگر جس کو محقق اخبار سے اور قرائن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی و خوش تھا اور ان کو مستحسن اور جائز جانتا تھا اور بغیر توبہ کے مر گیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مسئلہ یوں ہی ہے“(299)۔

28۔ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی (م1356ھ) کی تصریح

1۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی یزید پر لعنت کیے جانے کے جواز پر اپنا موقف واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”بعد سلام آنکہ آیۃ ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فِي ٱلدُّنْيَا وَٱلْآخِرَةِ﴾(300) اور نیز آیت: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن

(299) گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ (کامل)، ص/192۔

(300) بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ) کو اذیت دیتے ہیں اللہ

تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُواْ فِي ٱلْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوٓاْ أَرْحَامَكُمْ ۝ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰٓ أَبْصَٰرَهُمْ﴾(301) اور متفق علیہ حدیث: ﴿فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي﴾ میرا ٹکڑہ ﴿يُؤْذِيْنِي مَا آذَاهَا﴾(302) اور نیز حدیث ﴿مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي﴾(303)اور نیز حدیث: ﴿حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا﴾(304) اور نیز حدیث: ﴿إِنَّ ابْنِي هَذَا -يَعْنِي الْحُسَيْنَ- يُقْتَلُ بِأَرْضٍ مِنَ أَرْضِ الْعِرَاقِ، يُقَالُ لَهَا: كَرْبَلَاءُ فَمَنْ شَهِدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَنْصُرْهُ(305)﴾(306) سب آیات و احادیثِ صحیحہ

ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے۔

(301) پس (اے منافقو!) تم سے توقع یہی ہے کہ اگر تم حکومت حاصل کر لو تو تم زمین میں فساد ہی برپا کرو گے اور اپنے (ان) قرابتی رشتوں کو توڑ ڈالو گے (جن کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے مواصلت اور مودّت کا حکم دیا ہے)○ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ان (کے کانوں) کو بہرا کر دیا ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے○

(302) فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔جو چیز اسے تکلیف دیتی ہے مجھے بھی تکلیف دیتی ہے۔

(303) جس نے حسن اور حسین سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی۔ جس نے ان سے دشمنی کی اس نے میرے ساتھ دشمنی کی۔

(304) حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے۔

(305) الأزدي في المخزون في علم الحديث/ 48، الرقم/ 18، والهندي في كنز العمال، 12/ 58، الرقم/ 34314، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 224، وابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 199، والعسقلاني في الإصابة،

یزید شقی اور اس کے تابعان کے مستحقِ لعنت ہونے پر شاہد ہیں۔ کوئی اہلِ ایمان اِس گروہِ اشقیاء کی غیر ملعونیت کا قائل نہیں۔ جن لوگوں نے لعنِ یزید سے منع کیا ہے، یزید کو اچھا سمجھ کر نہیں کیا بلکہ اس خیال سے کہ بجائے اِس کے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَحَسَنٍ وَحُسَیْنٍ وَفَاطِمَۃَ پڑھنا بہتر ہے۔ شیطان کو اگر کوئی رات دن لعن کرے بجائے اس کے تلاوت، ذِکر اور درود پڑھنا مفید ہے(307)۔"

2۔ 'ملفوظاتِ مہریہ' میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کا لعن بر یزید کا موقف یوں بیان ہوا ہے:

"ایک شخص نے عرض کیا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ لعن بر یزید کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ فرمایا کہ شیخ مُو بہ مُو سفتۂ محبتِ بنو فاطمہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ پس اُن کو ایذا پہنچانے والے کے حق میں پورے طور پر مجوزِ لعنت ہیں۔ لیکن بعض اَہلِ علم نے اِس میں تامّل کیا ہے اور کہا ہے کہ آخرت کا حال معلوم نہیں۔ ممکن ہے یزید نے توبہ کی ہو۔ علامہ تفتازانی نے اِس کے ردّ میں خوب فرمایا ہے کہ قتل ذریت طیبہ اور اُن کی اہانت بطور یقین اور اَمر مشہود ہے اور توبہ اَمر محتمل۔ پس احتمال و ظن، یقین سے کیا نسبت رکھتے ہیں۔ اور بہت سے دیگر محققین

1/ 121، الرقم/ 266، والسيوطي في الخصائص الكبرى، 2/ 213، والعاصمي في سمط النجوم العوالي، 3/ 194.

(306) میرا یہ بیٹا حسین عراق کی سرزمین پر شہید کر دیا جائے گا اس جگہ کا نام کربلا ہوگا، جو اس موقع کو پائے اس کی مدد کرے۔

(307) فیض احمد، سوانح حیات مہر علی شاہ، مہر منیر، ص/463۔

بھی لعن کا جواز ثابت کرتے ہیں(308)۔"

29۔ قاری محمد طیب (م1983ء) کی تصریح

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب (1897ء-1983ء) نے "شہید کربلا اور یزید" میں امام سعد الدین تفتازانی اور امام شہاب الدین قسطلانی کی عبارات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "ایک محدث (امام قسطلانی) اور ایک متکلم (امام تفتازانی) کے اتفاق سے یزید کی رضا بقتل الحسین اور اس کا فسق ثابت ہوتا ہے۔ پھر جب کہ تفتازانی فسقِ یزید کو، جو جوازِ لعن سے واضح ہے، متفق علیہ اور اس واقعۂ رضا بالقتل کو معنًا متواتر بھی فرما رہے ہیں تو ان دونوں ائمہ حدیث و کلام کے نزدیک یہ بطور ایک متواتر عقیدۂ وچیز کے واجب التسلیم ثابت ہوتا ہے، جو دو کا مسئلہ نہ رہا بلکہ اجماعی بات ہوگئی۔"(309)

قاری محمد طیب نے اِس عبارت میں یزید پر لعن کے جواز کو چند ائمہ کا موقف نہیں بتایا بلکہ ثابت کیا ہے یزید پر لعنت کرنے کے جواز پر ائمہ کرام کا اِجماع ہوچکا ہے۔

آیاتِ قرآنیہ اور صحابہ و تابعین اور اکابرینِ اُمت کے اَقوال کی روشنی میں یزید پر لعنت کا جواز متحقق ہوچکا ہے۔ اُس نے اِقتدار پر تسلط جمانے کے لیے نہ صرف زمین میں فساد بپا کیا بلکہ قطع رحمی بھی کی، لہٰذا وہ مستحقِ لعنت ٹھہرا۔ وہ شقی القلب اور بدبخت تھا۔ اُس کی ظلم و بربریت، بد اَعمالیوں اور بد کرداریوں کے باعث اُس کے لیے

---

(308) ملفوظات مہریہ، ملفوظ نمبر/164، ص/124۔

(309) محمد طیب، شہید کربلا اور یزید، ص/127۔

کوئی نرم گوشہ نہیں رکھنا چاہیے کہ آلِ رسول عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ پر اور شہر رسول عَلَیْہِ السَّلَامُ اور مکہ معظمہ میں ڈھائے گئے مظالم اور جبر و بربریت کا تصور کرنا بھی ایک صاحبِ ایمان کے لیے محال ہے، چہ جائیکہ عملاً اِس کا اِرتکاب کیا جائے اور پھر اُس پر فخر و مباہات کا اِظہار کیا جائے۔

باب نمبر: 10

اِثباتِ کُفرِ یزید میں
آئمہ عظام اور علماء کرام کی تصریحات

زیرِ نظر باب میں یزید کے کُفر کے اِثبات میں اکابرینِ اُمت، ائمہ عظام اور علماء کرام کی تصریحات پیش کی جائیں گی تاکہ یہ حقیقت مزید نکھر کر سامنے آجائے کہ حرمین شریفین کی حرمت کو پامال کرنے والا، اَہلِ بیتِ اَطہار عَلَیْهِمُ السَّلَام، صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُم اور تابعین عظام کو شہید کرنے والا اور نواسۂ رسول عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام پر ظلم و ستم کی ناقابلِ بیان خونچکاں داستان رقم کرنے والا کوئی صاحب ایمان نہیں ہوسکتا، بلکہ یقینی و حتمی طور پر فاسق و فاجر، گمراہ، سرکش، باغی، ملعون اور کافر ہی ہوسکتا ہے۔

1۔ حضرت عبد الرحمان بن سعید بن زید التابعی کی تصریح

عشرہ مبشرہ میں شامل صحابیِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهِ وَسَلَّم حضرت سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ کے صاحبزادے حضرت عبد الرحمان التابعی نے واقعہ حرہ کے دل خراش سانحے پر یہ اَشعار کہے تھے:

فَإِنْ تَقْتُلُوْنَا يَوْمَ حَرَّةِ وَاقِمِ

فَنَحْنُ عَلَى الْإِسْلَامِ أَوَّلُ مَنْ قَتَلَ

وَنَحْنُ تَرَكْنَاكُمْ بِبَدْرٍ أَذِلَّةً

وَأُبْنَا بِأَسْلَابٍ لَنَا مِنْكُمْ نَفَلُ

فَإِنْ يَنْجُ مِنْهَا عَائِذُ الْبَيْتِ سَالِمًا

فَكُلُّ الَّذِي قَدْ نَابَنَا مِنْكُمْ جَلَلُ(310)

---

(310) ذكره السمهودي في وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهِ وَسَلَّم،

”اگر تم ہمیں حرہ واقم کے روز قتل کرو گے تو (یہ بھی جان لو کہ) ہم وہ اوّلین لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے نام پر قتال کیا تھا۔ ہم نے عددی قلت کے باوجود تمہیں (یعنی تمہارے مشرک اَجداد کو) مقامِ بدر میں قتل کیا اور تم سے مالِ غنیمت لے کر واپس لوٹے۔ اگر بیت اللہ میں پناہ لینے والے (عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) تمہارے ظلم و ستم سے محفوظ و مامون رہے تو ہر وہ مصیبت جو ہمیں تم سے ملے گی، حقیر ہو گی۔“

اِن اَشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبد الرحمان بن سعید بن زید التابعی کا موقف یزید کے صریح کُفر کا تھا۔ میدانِ بدر میں مسلمانوں کا مقابلہ کفار و مشرکین سے تھا۔ حضرت عبد الرحمان بن سعید نے مسلمانوں کی فتح کا وہی منظر یاد کراتے ہوئے اپنے مد مقابل یزید اور اُس کی اَفواج کو کافر قرار دیا۔

2۔ امام احمد بن حنبل (م241ھ) کی تصریح

1۔ امام احمد بن حجر الہیتمی المکی نے امام احمد بن حنبل کے بارے میں بیان کیا ہے:

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ بِكُفْرِهِ، وَنَاهِيْكَ بِهِ وَرَعًا وَعِلْمًا يَقْضِيَانِ بِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ ذَلِكَ إِلَّا لِقَضَايَا وَقَعَتْ مِنْهُ صَرِيْحَةً فِي ذَلِكَ، ثَبَتَتْ عِنْدَهُ(311).

”امام احمد بن حنبل نے یزید کے کفر کا قول اِختیار کیا ہے۔ تمہارے

.137/1

(311) ابن حجر الهيتمي في المنح المكية بشرح الهمزية/ 519.

لیے (ان پر اِعتماد و تیقن کے لیے) اُن کا علم و ورع ہی کافی ہیں۔ یہ دونوں (یعنی اُن کا علم و ورع) اس بات کے متقاضی ہیں کہ انہوں نے یزید کے کفر کا فتویٰ اُسی وقت دیا ہوگا جب اس (یزید) کی طرف سے ایسے واقعات رُونما ہوئے ہوں گے جو کُفر میں صریح اور آپ کے ہاں (اِثباتِ کُفر کے لیے) کافی ہوں گے۔“

2۔ امام احمد بن حنبل کے موقف کی صراحت کرتے ہوئے ملا علی القاری الحنفی لکھتے ہیں:

فَلَا يَجُوْزُ أَصْلًا بِخِلَافِ يَزِيْدَ وَابْنِ زِيَادٍ وَأَمْثَالِهِمَا، فَإِنَّ بَعْضَ الْعُلَمَاءِ جَوَّزُوْا لَعْنَهُمَا بَلِ الْإِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ بِكُفْرِ يَزِيْدَ(312).

” (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنا) جائز نہیں ہے۔ البتہ یزید، ابن زیاد اور انہی کی مثل دوسرے لوگوں پر (صراحتاً لعنت کرنا) جائز ہے، کیوں کہ بعض علماء کرام نے ان دونوں پر (صراحتاً) لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے بلکہ امام احمد بن حنبل تو یزید کے کفر کے قائل ہیں۔“

3۔ اس ضمن میں شیخ محمد بن علی الصبان لکھتے ہیں:

وَقَدْ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ بِكُفْرِهِ، وَنَاهِيْكَ بِهِ وَرَعًا وَعِلْمًا يَقْتَضِيَانِ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ ذٰلِكَ إِلَّا لَمَّا ثَبَتَ عِنْدَهُ مِنْ أُمُوْرٍ صَرِيْحَةٍ وَقَعَتْ مِنْهُ تُوْجِبُ ذٰلِكَ، وَوَافَقَهُ عَلَى ذٰلِكَ جَمَاعَةٌ كَابْنِ

(312) الملا علي القاري في شرح الشفا، 2/ 552.

الْجَوْزِيِّ وَغَيْرِهِ(313).

''بے شک امام احمد (بن حنبل) یزید کے کفر کے قائل ہیں۔ تمہارے لیے اُن کا علم و ورع ہی کافی ہے۔ یہ دونوں (یعنی اُن کا علم و ورع) اس بات کے متقاضی ہیں کہ انہوں نے یزید کے کفر کا فتویٰ اُسی وقت دیا ہوگا جب اس (یزید) کی طرف سے ایسے واقعات رُونما ہوئے ہوں گے جو کُفر میں صریح اور آپ کے ہاں (اِثباتِ کُفر کے لیے) کافی ہوں گے۔ کفر یزید کے قول پر علماء کی ایک جماعت نے ان کی موافقت کی ہے جیسے ابن الجوزی وغیرہ۔''

4۔ یزید کے بارے میں امام احمد بن حنبل کا فتویٰ کفر اَعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے بھی اپنے 'فتاویٰ' میں نقل کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

''امام احمد بن حنبل او ر ان کے اَتباع و موافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں اور اس آیہ کریمہ سے اس پر سند لاتے ہیں:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ﴾ [محمد، 47/ 22-23]

''کیا قریب ہے کہ اگر والی ملک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسبی رشتہ کاٹ دو، یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انہیں بہرا

(313) محمد الصبان في إسعاف الراغبين في سيرة المصطفى صلى الله عليه وعلى آله وسلم وفضائل أهل بيته الطاهرين/ 557-559.

کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔"(314)

3۔ علامہ ابو عثمان الجاحظ (م255ھ) کی تصریح

ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ نے اپنے 'رسائل' میں لکھا ہے:

اَلْمُنْكَرَاتُ الَّتِي اقْتَرَفَهَا يَزِيْدُ مِنْ قَتْلِ الْحُسَيْنِ وَحَمْلِهِ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ سَبَايَا، وَقَرْعِهِ ثَنَايَا الْحُسَيْنِ بِالْعُوْدِ، وَإِخَافَتِهِ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ، وَهَدْمِ الْكَعْبَةِ، تَدُلُّ عَلَى الْقَسْوَةِ وَالْغِلْظَةِ، وَالنَّصْبِ، وَسُوْءِ الرَّأْيِ، وَالْحِقْدِ وَالْبَغْضَاءِ، وَالنِّفَاقِ، وَالْخُرُوْجِ عَنِ الْإِيْمَانِ، فَالْفَاسِقُ مَلْعُوْنٌ، وَمَنْ نَهَى عَنْ شَتْمِ الْمَلْعُوْنِ فَمَلْعُوْنٌ(315).

"جو منکرات (و فواحش اور ممنوعات و محرمات) یزید نے انجام دیے یعنی قتل حسین علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شہزادیوں کو قیدی بنا کر کجاووں پر سوار کرنا، امام حسین علیہ السلام کے سامنے والے دانتوں پر چھڑی مارنا، اس کا مدینہ منورہ کے لوگوں کو خوف زدہ کرنا اور کعبہ معظمہ کو منہدم کرنا اُس کی قساوتِ قلبی، سخت گیری، دھوکہ دہی، فسادِ رائے، حسد و عناد، نفاق اور خارج از ایمان (یعنی اُس کے کافر) ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ وہ فاسق اور معلون ہے۔ جو کوئی بھی ملعون انسان پر لعنت کرنے سے روکے وہ خود ملعون ہوتا ہے۔"

---

(314) أحمد رضا خان في العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية، 14/ 591.

(315) انظر: رسائل الجاحظ، الرسالة الحادية عشر، 2/ 12-14.

4۔ امام ابو الحسن علی بن محمد الطبری البغدادی (المعروف بہ امام الکیا الہراسی) (م504ھ) کی تصریح

امام عماد الدین ابو الحسن علی بن محمد بن علی الطبری البغدادی الکیا الہراسی (م504ھ) یزید کے کفر کی تصریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَالْمُصَرِّحُ فِي شِعْرِهِ بِالْكُفْرِ الصَّرِيْحِ(316).

"(یزید خود) اپنے اَشعار میں (لَيْتَ أَشْيَاخِي بِبَدْرٍ) میں اپنے کُفر کی صراحت کرنے والا ہے (یعنی اُس کے اَشعار ہی اُس کے کفرِ صریح کا بیّن ثبوت ہیں)۔"

5۔ امام ابن عساکر (م571ھ) کی تصریح

معروف مؤرّخ امام ابن عساکر الدمشقی بیان کرتے ہیں کہ یزید کی طرف ایک قصیدہ منسوب ہے، جس کے چند اَشعار درج ذیل ہیں:

لَيْتَ أَشْيَاخِي بِبَدْرٍ شَهِدُوْا
جَزَعَ الْخَزْرَجِ مِنْ وَقْعِ الْأَسَلْ
لَعِبَتْ هَاشِمُ بِالْمُلْكِ بِلَا
مَلَكٍ جَاءَ وَلَا وَحْيٍ نَزَلَ

"کاش! میرے بدر والے آباء و اجداد نیزوں کی ضرب کی وجہ سے خزرج کی جزع اور چیخ وپکار دیکھتے۔ بنو ہاشم نے کسی فرشتے اور نازل شدہ وحی

(316) ذكره الباعوني في جواهر المطالب في فضائل الإمام علي بن أبي طالب عَلَيْهِ السَّلَام، 2/ 302.

کے بغیر حکومت کے ساتھ کھلواڑ کیا۔"

ان اشعار میں یزید ملائکہ اور وحی کے نزول کا صریح اِنکار کر رہا ہے۔ یہ اَشعار بیان کرنے کے بعد امام ابن عساکر نے کہا ہے:

فَإِنْ صَحَّتْ عَنْهُ فَهُوَ كَافِرٌ بِلَا رَيْبٍ(317).

"اگر یہ (رُباعی) صحت کے ساتھ اُس سے منسوب ہے تو بلا شک و شبہ وہ کافر ہے۔"

یوں ابن عساکر نے صراحتاً فتویٰ دیا کہ اِن اَشعار میں پائے جانے والے عقیدے کا حامل شخص یزید بلا شک و شبہ کافر ہے۔

6۔ علامہ سبط ابن الجوزی الحنفی (م654ھ) کی تصریح

علامہ سبط ابن الجوزی الحنفی اپنی کتاب 'تذکرۃ الخواص' میں لکھتے ہیں:

اِسْتَدْعَى ابْنَ زِيَادٍ إِلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ أَمْوَالًا عَظِيْمَةً، وَتُحَفًا كَثِيْرَةً، وَقَرَّبَ مَجْلِسَهُ، وَرَفَعَ مَنْزِلَتَهُ، وَأَدْخَلَهُ عَلَى نِسَائِهِ، وَجَعَلَهُ نَدِيْمَهُ، وَسَكِرَ لَيْلَةً، فَقَالَ لِلْمُغَنِّي: غَنِّ. ثُمَّ قَالَ يَزِيْدُ بَدِيْهًا:

اِسْقِنِي شَرْبَةً تَرْوِي فُؤَادِي
ثُمَّ مَلِّ فَاسْقِ مِثْلَهَا ابْنَ زِيَادِ
صَاحِبَ السِّرِّ وَالْأَمَانَةِ عِنْدِي
وَلِتَسْدِيْدِ مَغْنَمِي وَجِهَادِي

(317) ذکره ابن العماد الحنبلي في شذرات الذهب، 1/ 278.

قَاتَلَ الْخَارِجِيّ أَعْنِي حُسَيْنًا
وَمُبِيْدَ الْأَعْدَاءِ وَالْحُسَّادِ

وَقَالَ ابْنُ عَقِيْلٍ: وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى كُفْرِهِ وَزَنْدَقَتِهِ، فَضْلًا عَنْ سَبِّهِ وَلَعْنَتِهِ، أَشْعَارُهُ الَّتِي أَفْصَحَ فِيْهَا بِالْإِلْحَادِ، وَأَبَانَ عَنْ خُبْثِ الضَّمِيْرِ، وَسُوْءِ الْاِعْتِقَادِ.

’’(واقعہ کربلا بپا کرنے اور دمشق کے دربار میں امام حسین علیہ السلام کے سر انور اور اہلِ بیتِ نبوی علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی توہین کرنے کے بعد یزید نے) ابن زیاد کو اپنے پاس بلایا، اُسے کثیر اَموال اور بیش قیمت تحائف سے نوازا، اُسے اپنی صحبتِ خاص میں بٹھایا، اُس کا درجہ (rank) بڑھایا اور اسے (اپنے حرم میں) اپنی عورتوں کے پاس جانے دیا، اُسے اپنا محرمِ راز بنایا اور رات بھر اس کے ساتھ مل کر شراب نوشی کی۔ پھر اس نے گانے والے سے کہا: گاؤ۔ پھر یزید نے فی البدیہہ یہ اَشعار کہے:

’’’مجھے ایسا جام پلا، جو میرے دل کو سیراب کر دے، پھر ویسا ہی جام بھر اور ابن زیاد کو پلا، جو میرا راز دار اور امین ہے۔ (اس نے) میرے مالِ غنیمت اور جہاد کو درست سمت میں رکھنے کے لیے باغی یعنی حسین (علیہ السلام) سے قتال کیا اور وہ دشمنوں اور حاسدوں کو مٹانے والا ہے۔‘‘‘

’’ابن عقیل نے کہا ہے: یزید کو برا بھلا کہنے اور اس پر لعنت کرنے سے بڑھ کر اُس کے کفر اور زندیق ہونے پر دلالت کرنے کے لیے اس کے

یہ اشعار ہی کافی ہیں، جن میں اُس نے اپنی لادینیت کو صراحتاً بیان کیا ہے اور اپنے خبثِ باطن اور بداِعتقادی کو ظاہر کیا ہے۔"

قصیدے کے بعض اشعار سے یزید کی خرافات کا اظہار یوں ہوتا ہے:

أَلَا هَاتِ فَاسْقِيْنِي عَلَى ذَاكَ قَهْوَةً
تَخَيَّرَهَا الْعَنْسِيُّ كَرْمًا شَامِيَا

إِذَا مَا نَظَرْنَا فِي أُمُوْرٍ قَدِيْمَةٍ
وَجَدْنَا حَلَالًا شُرْبَهَا مُتَوَالِيَا

وَإِنْ مُتُّ يَا أُمَّ الْأُحَيْمَرِ انْكِحِيْ
وَلَا تَأَمَّلِي بَعْدَ الْفِرَاقِ تَلَاقِيَا

فَإِنَّ الَّذِي حُدِّثْتِ عَنْ يَوْمِ بَعْثِنَا
أَحَادِيْثُ طسم تَجْعَلُ الْقَلْبَ سَاهِيَا

وَلَا بُدَّ لِي مِنْ أَنْ أَزُوْرَ مُحَمَّدًا
بِمَشْمُوْلَةٍ صَفْرَاءَ تَرْوِي عِظَامِيَا

"سنو! لاؤ مجھے اِس بات پر ملکِ شام کی وہ شراب پلاؤ جس سے (جھوٹا مدعی نبوت) عنسی بھی لطف اندوز ہوا تھا۔ جب ہم اُمورِ قدیمہ میں غور و فکر کرتے ہیں تو ہم اِس شراب نوشی کو مسلسل حلال پاتے ہیں۔"

"اے ام اُحیمرا اگر میں مر گیا تو تم دوسری شادی کر لینا اور میری فرقت کے بعد مجھ سے دوبارہ ملاقات کی امید نہ رکھنا۔"

"پس طسٓمٓ (یعنی قرآن کی) وہ باتیں جو ہمارے دوبارہ جی اٹھنے کے بعد کی زندگی کے بارے میں بیان کی گئی ہیں، وہ تاریکی کی باتیں ہیں جو دل کو غافل کر دیتی ہیں۔ (یہ بعث بعد الموت اور عقیدۂ آخرت کا انکار ہے۔)"

"مجھے یہ پسند ہے کہ میں محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ) کی زیارت کروں درآنحالیکہ پیلے رنگ کی قدیم شراب میری ہڈیوں کو سیراب کر رہی ہو۔"

ابن عقیل کہتے ہیں کہ یزید کے اشعار میں سے یہ بھی ہے:

وَلَوْ لَمْ يَمَسَّ الْأَرْضَ فَاضِلُ بُرْدِهَا
لَمَا كَانَ عِنْدِي فُسْحَةٌ فِي التَّيَمُّمِ

"اگر میری محبوب حسینہ کی چادر کا پلّو زمین کو نہ چھوا ہوتا تو میرے لیے مٹی سے تیمم کے جواز کی کوئی گنجائش ہی نہ ہوتی۔"

درج ذیل اشعار بھی یزید کے ہیں:

مَعْشَرَ النُّدْمَانِ قُوْمُوْا
وَاسْمَعُوْا صَوْتَ الْأَغَانِي
وَاشْرَبُوْا كَأْسَ الْمُدَامِ
وَاتْرُكُوْا ذِكْرَ الْمَغَانِي
أَشْغَلَتْنِي نَغْمَةُ الْعِيْدَانِ
عَنْ صَوْتِ الْأَذَانِ

وَتَعَوَّضْتُ عَنِ الْحُوْرِ
عُجُوْزًا فِي الدِّنَانِ

إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا نُقِلَتْ مِنْ دِيْوَانِهِ، وَلِهَذَا تَطَرَّقَ الْعَارُ إِلَى الْأُمَّةِ الْعَارُ بِوِلَايَتِهِ عَلَيْهَا، حَتَّى قَالَ أَبُو الْعَلَاءِ الْمَعَرِّيُّ يُشِيْرُ بِالشَّنَارِ إِلَيْهَا:

أَرَى الْأَيَّامَ تَفْعَلُ كُلَّ نُكْرٍ
فَمَا أَنَا مِنَ الْعَجَائِبِ مُسْتَزِيْدُ
أَلَيْسَ قُرَيْشُكُمْ قَتَلَتْ حُسَيْنًا
وَكَانَ عَلَى خِلَافَتِكُمْ يَزِيْدُ(318)

"اے ہم پیالہ ساتھوں کی جماعت! کھڑے ہو جاؤ، نغموں کی آواز سنو، مے کے جام نوش کرو اور مال و اَسباب کا ذکر چھوڑ دو۔ مجھے موسیقی کے نغمے نے اذان کی آواز سے غافل کر دیا ہے۔ میں نے حورانِ بہشت کے بدلے مٹکے میں موجود قدیم شراب کو پسند کیا ہے۔"

"علاوہ ازیں اس قسم کے دیگر اشعار بھی یزید کے دیوان سے نقل کیے گئے ہیں۔ ان اشعار کے سبب عار نے امت میں راہ پائی، یعنی امت کے لیے اس کی حکومت عیب و عار کے مترادف قرار پائی یہاں تک کہ ابو العلاء المعری نے امت کے اس مشہور عیب کو ان اشعار میں بیان کیا

(318) سبط ابن الجوزي، تذكرة الخواص، ص/ 257-262.

ہے:

"میں زمانے کی گردش کو دیکھتا ہوں کہ لوگ کھلے عام ہر برائی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ میں مزید کسی عجوبے کا طالب نہیں ہوں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ تمہارے قریش نے حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو قتل کیا جب کہ تمہارے تختِ خلافت (اِمارت) پر یزید براجمان تھا؟"

مذکورہ بالا اشعار میں یزید نے اپنا عقیدہ صراحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ ان سے اس کا فکر و نظریہ اور باطن واضح ہوجاتا ہے۔ بنا بریں اُس کے کفر میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا اور نہ اس کی کوئی تاویل کی جاسکتی ہے۔

7۔ امام ابو محمد الیافعی (م768ھ) کی تصریح

امام ابو محمد عبداللہ بن سلیمان الیافعی نے یزید کی کفر کی تصریح کرتے ہوئے کہا ہے:

وَأَمَّا حُكْمُ مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَام، أَوْ أَمَرَ بِقَتْلِهِ، مِمَّنِ اسْتَحَلَّ ذَلِكَ فَهُوَ كَافِرٌ(319).

"جس شخص نے بھی اِمام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو شہید کیا یا انہیں شہید کرنے کا حکم دیا، وہ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اس (قتلِ ناحق) کو حلال جانا۔ پس ایسا شخص کافر ہے۔"

8۔ امام سعد الدین تفتازانی (م793ھ) کی تصریح

امام تفتازانی 'شرح عقائد نسفیہ' میں فرماتے ہیں:

(319) ابن العماد الحنبلي في شذرات الذهب، 1/ 279.

قَدِ اخْتَلَفُوْا فِي جَوَازِ لَعْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، وَبَعْضُهُمْ أَطْلَقَ اللَّعْنَ عَلَيْهِ؛ لِمَا أَنَّهُ كَفَرَ حِيْنَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاتَّفَقُوْا عَلَى جَوَازِ اللَّعْنِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَمَرَ بِهِ أَوْ أَجَازَهُ وَرَضِيَ بِهِ، وَالْحَقُّ أَنَّ رِضَا يَزِيْدَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ وَاسْتِبْشَارَهُ بِذَلِكَ، وَإِهَانَةَ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، مِمَّا تَوَاتَرَ مَعْنَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ تَفَاصِيْلُهُ آحَادًا فَنَحْنُ لَا نَتَوَقَّفُ فِي شَأْنِهِ، بَلْ فِي إِيْمَانِهِ، لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَعَلَى أَنْصَارِهِ وَأَعْوَانِهِ(320).

”یزید بن معاویہ پر لعنت کرنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض ائمہ نے یزید پر مطلقاً لعنت کے جواز کا قول اِختیار کیا ہے۔ اس لیے کہ جب اس نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا تو اُسی لمحے (اذیتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور اہانتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مرتکب ہونے کے سبب) کافر ہوگیا۔ ہر اُس شخص پر لعنت کرنے کے جواز پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے جس نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا، یا جس نے اس کا حکم دیا یا اجازت دی اور اس پر راضی ہوا۔ حق بات یہی ہے کہ یزید کا قتلِ حسین علیہ السلام پر راضی ہونا اور (آپ کے قتل کے بعد) اس کا اظہارِ مسرت کرنا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اہل بیت کی توہین کرنا اُن اُمور میں سے ہیں جو معناً تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔ اگرچہ اس بارے میں تفصیلات اخبار احاد ہیں (مگر اِس کے باوجود) ہم یزید کے معاملہ میں

(320) التفتازاني في شرح العقيدة النسفية/ 124.

کوئی توقف نہیں کرتے، بلکہ ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ وہ صاحبِ ایمان ہی نہ تھا۔ لعنت ہو اس پر اور اس کے تمام اَعوان و اَنصار پر۔

1۔ امام زین الدین العراقی نے 'شرح عقائد نسفی' کی اِس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وَقَوْلُهُ: بَلْ فِي إِيْمَانِهِ، أَيْ: بَلْ لَا يُتَوَقَّفُ فِي عَدَمِ إِيْمَانِهِ بِقَرِيْنَةِ مَا قَبْلَهُ وَمَا بَعْدَهُ[321].

''ان (امام تفتازانی) کے قول، بلکہ اس کے ایمان میں توقف ہے'، سے مراد یہ ہے کہ یعنی اس کے عدمِ ایمان میں کوئی تامل نہیں ہے۔ ان کے کلام کے سیاق و سباق کے قرینے سے یہی ثابت ہوتا ہے۔''

2۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے 'شرح عقائد نسفی' کی اِس عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے حاشیہ میں تحریر کیا ہے:

قَدْ تَوَاتَرَ أَنَّ يَزِيْدَ أَرْسَلَ الْجُنْدَ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَتَلُوْهُ، وَأَهَانُوْا أَهْلَ بَيْتِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَيَكُوْنُ الْأَمِيْرُ آمِرًا وَرَاضِيًا بِمَا فَعَلَهُ جُنْدُهُ بِخَصْمِهِ، وَهُوَ جَلِيٌّ عِنْدَ الْعَقْلِ[322].

''یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ یزید نے امام حسین علیہ السلام کی طرف لشکر روانہ کیا تھا۔ انہوں نے آپ علیہ السلام کو شہید کر دیا اور اہلِ بیت

---

(321) المناوي في فيض القدير، 3/ 84.

(322) الشاه عبد العزيز في حاشيته على شرح العقيدة النسفية، ص/ 162.

نبوت کی توہین کی۔ لہٰذا جو کچھ (یزیدی) لشکر نے اپنے حریف کے ساتھ کیا اس کا حکم دینے والا اور اس پر خوش ہونے والا امیر (یزید) ہی ہوگا۔ یہ اَمر اتنا صریح ہے کہ عقل اِس کو واضح طور پر سمجھتی ہے، (اس میں نہ کوئی اِخفا ہے اور نہ کوئی اِبہام ہے)۔"

شرح عقائد نسفی میں علامہ تفتازانی کا قول اور اس کے حاشیہ میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی وضاحت بالتصریح یزید کے کفر کی دلیل ہے۔ اُن کا موقف ہے کہ یزید اس لیے کافر ہوا کہ اس نے اِمام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کے قتل کا حکم دیا اور اِس سے راضی ہوا تھا۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے اِس اَمر کی تصریح فرما دی اور یہ اَمر تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ یزید نے سیدنا امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف اپنا لشکر بھیجا اور اس لشکر نے آپ کو شہید کیا اور اَہلِ بیتِ نبوت کی اہانت کی۔ لہٰذا امیر یعنی سربراہِ مملکت جب اپنا لشکر کسی کی طرف بھیجے اور وہ اسے قتل کر دے، اُس کی اِہانت کرے تو گویا لشکر کا فعل اُسے بھیجنے والے کا فعل قرار پاتا ہے اور اُسے اُس فعلِ ناحق پر راضی سمجھا جائے گا۔ گویا حاکم کو اپنے نمائندہ لشکر کے تمام اَفعال کا حکم دینے والا اور ذمہ دار تصور کیا جائے گا۔ لہٰذا جو کچھ قتلِ حسین عَلَیْہِ السَّلَام اور اِہانت اَہلِ بیت نبوی کے باب میں کیا گیا، یزید اُس سے مکمل طور پر راضی متصور ہوگا۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

9۔ امام کمال الدین بن الہمام الحنفی (م861ھ) کی تصریح

فقہ حنفی کے نامور اِمام ابن الہمام السیواسی الحنفی کی کُفرِ یزید پر تصریح کو ملا علی القاری الحنفی نے 'شرح الفقہ الاکبر' میں یوں بیان کیا ہے:

قَالَ ابْنُ الْهُمَام: وَاخْتُلِفَ فِي إِكْفَارِ يَزِيْدَ. قِيْلَ: نَعَمْ، لِمَا رُوِيَ عَنْهُ مَا يَدُلُّ عَلَى كُفْرِهِ مِنْ تَحْلِيْلِ الْخَمْرِ وَمِنْ تَفَوُّهِهِ

بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ: إِنِّي جَازَيْتُهُمْ بِمَا فَعَلُوْا بِأَشْيَاخِ وَصَنَادِيْدِهِمْ فِي بَدْرٍ، وَأَمْثَالِ ذَلِكَ. وَلَعَلَّهُ وَجْهُ مَا قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ بِتَكْفِيْرِهِ لِمَا ثَبَتَ عِنْدَهُ نَقْلُ تَقْرِيْرِهِ(323).

''امام ابنِ ہمام فرماتے ہیں کہ یزید کو کافر قرار دینے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ ہاں اُسے (کافر قرار دیا جائے گا) کیوں کہ اُس کے بارے میں ایسے اُمور متحقق ہوئے ہیں جو اس کے کفر پر دلالت کرتے ہیں، مثلاً شراب کو حلال قرار دینا، اور امام حسین علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے بعد یہ کہنا کہ میں نے انہیں (آج) اُس کام کا بدلہ دیا ہے جو انہوں نے بدر کے موقع پر میرے بزرگوں اور عرب کے سرداروں کے ساتھ کیا تھا۔ اِسی طرح کی دیگر باتیں (کہی تھیں، جو اُس کے کُفر پر صراحتاً دلالت کرتی ہیں)۔ شاید اِسی وجہ سے امام احمد بن حنبل نے اس کی تکفیر کی ہے کیوں کہ اُن کے نزدیک اس کی بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔''

10۔ امام ابو البرکات الباعونی الشافعی (م871ھ) کی تصریح

نویں صدی ہجری کے امام ابو البرکات محمد بن احمد الباعونی الشافعی نے اپنی کتاب 'جواہر المطالب' میں امام الکیا الہراسی کی تصریح بر کُفرِ یزید نقل کی ہے اور اُس سے اِستشہاد کرتے ہوئے اِثباتِ کُفرِ یزید کا اپنا موقف واضح کیا ہے(324)۔

---

(323) الملا علي القاري في شرح فقه الأكبر/ 88.

(324) الباعوني في جواهر المطالب في فضائل الإمام علي بن أبي طالب عليه السلام، 2/ 302.

11۔ امام شہاب الدین القسطلانی (م923ھ) کی تصریح

دسویں صدی ہجری میں امام سیوطی کے بعد سب سے بڑے محدث اور شارحِ 'صحیح البخاری' امام شہاب الدین القسطلانی نے 'ارشاد الساری' میں اِثباتِ کُفرِ یزید پر امام سعد الدین التفتازانی کا قول بطور دلیل پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

وَقَدْ أَطْلَقَ بَعْضُهُمْ فِيمَا نَقَلَهُ الْمَوْلَى سَعْدُ الدِّيْنِ اللَّعْنَ عَلَى يَزِيْدَ، ... إِلَى قَوْلِهِ: وَالْحَقُّ أَنَّ رِضَا يَزِيْدَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ وَاسْتِبْشَارَهُ بِذَلِكَ، وَإِهَانَتَهُ أَهْلَ بَيْتِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم، مِمَّا تَوَاتَرَ مَعْنَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ تَفَاصِيْلُها آحَادًا فَنَحْنُ لَا نَتَوَقَّفُ فِي شَأْنِهِ، بَلْ فِي إِيْمَانِهِ، لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَعَلَى أَنْصَارِهِ وَأَعْوَانِهِ(325).

"بعض ائمہ کرام نے یزید پر لعنت کا اِطلاق کیا ہے، جیسا کہ امام سعد الدین التفتازانی نے نقل کیا ہے۔ ... حق بات یہی ہے کہ یزید کا قتلِ حسین علیہ السلام پر راضی ہونا اور (آپ کے قتل کے بعد) اس کا اظہارِ مسرت کرنا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی توہین کرنا تواترِ معنوی سے ثابت ہے۔ اگرچہ اس بارے میں تفصیلات اخبار احاد میں ہیں، تاہم ہم یزید کے معاملہ میں کوئی توقف نہیں کرتے، بلکہ ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ وہ صاحبِ ایمان ہی نہ تھا۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر اور اس کے تمام اَعوان و اَنصار پر۔"

دار العلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب (1897ء-1983ء) نے اپنی کتاب

(325) القسطلاني في إرشاد الساري، 5/ 104-105.

"شہید کربلا اور یزید" میں امام قسطلانی کے مذکورہ بالا قول کی توضیح کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ امام قسطلانی کا عقیدہ یزید کے صریح کفر کا تھا۔

"قسطلانی کا بلا نکیر تفتازانی سے یہ عقیدہ اور واقعہ نقل کرنا اس عقیدہ اور واقعہ سے خود ان کی موافقت کی کھلی دلیل ہے کیوں کہ نہ انہوں نے اس قول کی تردید کی نہ اس پر نکیر کی بلکہ اسے بطور استشہاد پیش کیا ہے(326)۔"

12۔ علامہ شمس الدین بن کمال پاشا (م944ھ) کی تصریح

علامہ احمد بن سلیمان بن کمال پاشا کا موقف ہے:

وَالْحَقُّ أَنَّ لَعْنَ يَزِيْدَ عَلَى اشْتِهَارِ كُفْرِهِ وَتَوَاتُرِ فَظَاعَتِهِ وَشَرِّهِ، عَلَى مَا عُرِفَ بِتَفَاصِيْلِهِ جَائِزٌ(327).

حق یہی ہے کہ یزید پر لعنت کرنا اس کے کفر کے مشہور ہونے، اس کی وحشت انگیزیوں اور شر انگیزیوں کے تواتر کے ساتھ ثابت ہونے کے سبب بالکل جائز ہے، جیسا کہ اس کی تفصیلات معروف ہیں۔"

13۔ شیخ نور الدین الأجہوری المالکی (م960ھ) کی تصریح

شیخ نور الدین الأجہوری المالکی فرماتے ہیں:

وَقَدِ اخْتَارَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ عَرَفَةَ (ت: 803ھ)، وَالْمُحَقِّقُوْنَ مِنْ أَتْبَاعِهِ كُفْرَ الْحَجَّاجِ، وَلَا شَكَّ أَنَّ جَرِيْمَتَهُ كَجَرِيْمَةِ يَزِيْدَ،

---

(326) محمد طیب، شہید کربلا اور یزید، ص/126-127۔

(327) المناوي في فيض القدير، 1/ 205.

بَلْ دُوْنَهَا(328).

"امام محمد بن عرفہ اور ان کے پیروکاروں میں سے محققین نے حجاج کے کفر کا قول اختیار کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حجاج کا جرم یزید کے جرم جیسا ہے، بلکہ یزید کے جرم سے کم ہی ہے۔ (بنا بریں یزید بدرجۂ اولیٰ کافر قرار پائے گا۔)"

14۔ امام ابن حجر الہیتمی المکی (م974ھ) کی تصریح

امام احمد بن حجر الہیتمی المکی (م 974 ھ) نے کہا ہے:

إِنَّهُ كَافِرٌ لِقَوْلِ سِبْطِ ابْنِ الْجَوْزِيِّ وَغَيْرِهِ الْمَشْهُوْرِ: أَنَّهُ لَمَّا جَاءَهُ رَأْسُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَمَعَ أَهْلَ الشَّامِ، وَجَعَلَ يَنْكُتُ رَأْسَهُ بِالْخَيْزَرَانِ، وَيُنْشِدُ أَبْيَاتَ ابْنِ الزِّبَعْرَى: «لَيْتَ أَشْيَاخِي بِبَدْرٍ شَهِدُوْا» الْأَبْيَاتَ الْمَعْرُوْفَةَ، وَزَادَ فِيهَا بَيْتَيْنِ مُشْتَمِلَيْنِ عَلَى صَرِيْحِ الْكُفْرِ(329).

"بے شک سبط ابن الجوزی اور دیگر ائمہ کے مشہور قول کے مطابق یزید کافر ہے، کیونکہ جب امام حسین علیہ السلام کا سر انور اس کے پاس آیا تو اس نے اہلِ شام کو جمع کیا اور بانس کی چھڑی کے ساتھ آپ کے سر انور میں کچوکے لگانے لگا اور ابن زبعری کے مشہور اَشعار -لیت أشیاخي ببدر شهدوا- پڑھنے لگا۔ اس نے ان اشعار میں دو ایسے اشعار کا اضافہ کیا جو صریح کفر پر مشتمل ہیں۔"

(328) ابن عامر الشبراوي في الإتحاف بحب الأشراف/ 22.

(329) ابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 630-631.

امام احمد بن حجر الہیتمی المکی مزید لکھتے ہیں:

وَلَا عَجَبَ؛ فَإِنَّ يَزِيْدَ بَلَغَ مِنْ قَبَائِحِ الْفِسْقِ وَالْانْحِلَالِ عَنِ التَّقْوَى مَبْلَغًا لَا تُسْتَكْثَرُ عَلَيْهِ صُدُوْرُ تِلْكَ الْقَبَائِحِ مِنْهُ(330).

''اس میں کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ بے شک یزید فسق و فجور میں مبتلا ہوکر تقویٰ و ورع (کے بندھنوں) سے آزاد ہوکر قبائح کی آخری حدوں کو چھو چکا تھا کہ اِن سے زیادہ بھیانک قبیح گناہوں کا صدور اُس سے ممکن ہی نہ تھا۔''

15۔ ملا علی القاری الحنفی (م1014ھ) کی تصریح

ملا علی القاری الحنفی بیان کرتے ہیں:

وَبَعْضُهُمْ أَطْلَقَ اللَّعْنَ عَلَيْهِ أَيْ: عَلَى يَزِيْدَ لِمَا أَنَّهُ كَفَرَ حِيْنَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ(331).

بعض اَہل علم نے یزید پر لعن کا اطلاق اس بنیاد پر کیا ہے کہ جونہی اُس نے امام حسین کے قتل کا حکم دیا، اُسی لمحے اُس نے کفر صریح کا اِرتکاب کر دیا اور مرتد ہوگیا۔

16۔ علامہ عبد الرؤف المناوی (م1031ھ) کی تصریح

علامہ عبد الرؤف المناوی نے فیض القدیر میں یزید کے کُفر کی وجہ سے اُس پر لعنت کے جواز میں کئی ائمہ کرام کے اقوال نقل کیے ہیں۔ انہوں نے امام سعد الدین

---

(330) ابن حجر الهيتمي في المنح المكية بشرح الهمزية/ 519.

(331) الملا علي القاري في شرح فقه الأكبر/ 87.

تفتازانی اور ابن کمال پاشا کی عبارت کو نقل کرتے ہوئے کفرِ یزید پر اپنا موقف واضح کیا ہے(332)۔

17۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م1052ھ) کی تصریح

شیخ عبد الحق محدث دہلوی کفرِ یزید کی صراحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعضی گویند کہ قتلِ امام حسین گناہ کبیرہ است چہ قتل نفس مومنہ بنا حق کبیرہ است نہ کفر ولعنت مخصوص بکافران است و لیت شعری کہ ارباب ایں اقاویل باحادیث نبوی کہ ناطق اند بآنکہ بغض و عداوت و ایذا و اہانتِ فاطمہ و اولاد او موجب بغض و ایذا واہانتِ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ است چہ میگویند۔ وآں سببِ کفر و موجب لعن و خلود نارِ جہنم است بلاشک بموجب آیہ ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ (الأحزاب، 33/57)(333)۔

”جب کہ ایک طبقہ کی رائے یہ ہے کہ قتل حسین عَلَيْهِ السَّلَام دراصل گناہِ کبیرہ ہے۔ کیوں کہ مؤمن کا ناحق قتل کرنا گناہِ کبیرہ میں آتا ہے، کفر کے زمرے میں نہیں آتا۔ جب کہ لعنت تو کافروں کے لیے مخصوص ہے۔ ایسی رائے کا اظہار کرنے والوں پر افسوس ہے، وہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے فرمانِ اقدس سے بھی بے خبر ہیں، کیوں کہ سیدہ فاطمہ عَلَيْهَا السَّلَام اور ان کی اولادِ اطہار سے بغض و عداوت رکھنا، انہیں تکلیف دینا اور ان کی توہین کرنا ایذاءِ رسول

---

(332) المناوي في فيض القدير، 1/ 265-266؛ و3/ 84.

(333)عبد الحق محدث دہلوی، تکمیل الایمان/171-173.

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا باعث ہے۔ کیا اہانتِ رسول اور عداوتِ رسول اللہ، کفر و لعنت کا سبب نہیں ہے؟ اور یہ بات جہنم کی آگ میں پہنچانے کے لیے کافی نہیں ہے! ارشادِ باری تعالیٰ ہے: 'بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ) کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اُس نے ان کے لیے ذِلّت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہےo''

18۔ امام ابن العماد الحنبلی (م1089ھ) کی تصریح

امام ابو الفلاح عبد الحی بن العماد الحنبلی نے اپنی کتاب 'شذرات الذهب' میں یزید پر لعنت کے جواز اور اس کے کفر پر بحث کرتے ہوئے مختلف اَقوال بیان کیے ہیں۔ بحث کے آخر میں نتیجہ بیان کرتے ہوئے وہ اپنا موقف یوں بیان کرتے ہیں:

اَلْحَاصِلُ مِنْ ذَلِكَ: أَنَّ يَزِيْدَ إِنْ صَحَّ عَنْهُ مَا جَرَى مِنْهُ عَلَى الْحُسَيْنِ وَآلِهِ مِنَ الْمُثْلَةِ وَتَقْلِيْبِ الرَّأْسِ الْكَرِيْمِ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَإِنْشَادِهِ الشَّعْرَ فِي ذَلِكَ مُفْتَخِرًا، فَذَلِكَ دَلِيْلُ الزَّنْدَقَةِ وَالْانْحِلَالِ مِنَ الدِّيْنِ، فَإِنَّ مِثْلَ هَذَا لَا يَصْدُرُ مِنْ قَلْبٍ سَلِيْمٍ. وَقَدْ كَفَّرَهُ بَعْضُ الْمُحَدِّثِيْنَ وَذَلِكَ مَوْقُوْفٌ عَلَى اسْتِحْلَالِهِ لِذَلِكَ(334).

''ہماری بیان کردہ تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ یزید سے جو کچھ امام حسین علیہ السلام اور آپ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی آل کے متعلق سرزد ہوا جیسے مُثلہ کرنا، امام حسین علیہ السلام کے سر انور کو اپنے سامنے الٹ

(334) ابن العماد في شذرات الذهب، 4/ 9.

پلٹ کرنا اور اس بارے میں فخریہ انداز میں اشعار پڑھنا، یہ سب بلکہ زنادقہ اور دین (کی پابندیوں) سے آزاد ہونے کے دلائل ہیں۔ بے شک ایسے جملہ اعمال کا صدور قلبِ سلیم (رکھنے والے شخص) سے سرزد نہیں ہوتا۔ بے شک بعض محدثین نے اس کی تکفیر کی ہے اور یہ اُس کی جانب سے اِن سب قبیح اَعمال کو حلال جاننے پر موقوف ہے۔''

19۔ شیخ عبد اللہ الشبراوی الشافعی (م 1172ھ) کی تصریح

بارہویں صدی ہجری کے شیخ عبداللہ شبراوی الشافعی نے اپنی کتاب 'الاتحاف بحب الاشراف' میں یزید پر لعنت اور اُس کے کُفر کے جواز میں امام ابن حجر الہیتمی المکی کا قول تفصیلاً نقل کیا ہے اور اِقتباس کا اِختتام اِس عبارت پر کیا ہے:

أَخْزَاهُ اللهُ فِي هَذِهِ الْأَبْيَاتِ، إِنْ كَانَتْ صَحِيْحَةً فَقَدْ كَفَرَ فِيْهَا بِإِنْكَارِ الرِّسَالَةِ[335].

''اللہ اُسے اِن اَشعار کے سبب ذلیل و رُسوا کرے (جو غزوۂ بدر کے بارے میں اُس نے کہے تھے)۔ اگر یہ صحیح ہیں تو انکارِ رسالت کی وجہ سے وہ کافر ہوگیا۔''

اس کے بعد شیخ شبراوی اپنا موقف یوں بیان کرتے ہیں:

وَلَا رَيْبَ أَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى قَضَى عَلَى يَزِيْدَ بِالشَّقَاءِ، فَقَدْ تَعَرَّضَ لِآلِ الْبَيْتِ الشَّرِيْفِ عَلَيهِمُ السَّلَامُ بِالْأَذَى[336].

''اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ رب العزت نے یزید کے لیے شقاوت

(335) الشبراوي في الاتحاف بحب الأشراف/ 18.

(336) الشبراوي في الاتحاف بحب الأشراف/ 18.

اور بد بختی مقدر کردی تھی۔ اُس نے آلِ بیتِ نبوی علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کو اذیت سے دو چار کیا تھا۔“

اِس قول سے شیخ شبراوی یہ واضح کر رہے ہیں کہ یزید شقی القلب تھا اور آلِ بیتِ نبوی علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کو اذیت دینے کے سبب اَذیتِ رسول کا مرتکب ٹھہرا اور بایں وجہ وہ کفر و اِرتداد کا حق دار قرار پایا۔

20۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م1225ھ) کی تصریح

1۔ برصغیر کے معروف مفسرِ قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے قرآن مجید کی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یزید کافر ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

أَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما إِنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، هٰذِهِ الْآيَةُ:﴿الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللهِ كُفْرًا﴾ [إبراهيم، 14/ 28] قَالَ: هُمُ الْأَفْجَرَانِ مِنْ قُرَيْشٍ بَنُو الْمُغِيْرَةِ وَبَنُو أُمَيَّةَ، - أَمَّا بَنُوْ مُغِيْرَةَ فَكَفَيْتُمُوْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ، وَأَمَّا بَنُوْ أُمَيَّةَ فَمُتِّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ، وَكَذَا ذَكَرَ الْبَغَوِيُّ قَوْلَ عُمَرَ رضي الله عنه، وَأَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه مُذَكَّرٌ مِثْلَهُ، قُلْتُ: أَمَّا بَنُوْ أُمَيَّةَ فَمُتِّعُوْا بِالْكُفْرِ حَتّٰى أَسْلَمَ أَبُو سُفْيَانَ وَمُعَاوِيَةُ وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَغَيْرُهُمْ، ثُمَّ كَفَرَ يَزِيْدُ وَمَنْ مَعَهُ بِمَا أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ، وَانْتَصَبُوْا لِعَدَاوَةِ آلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم وَقَتَلُوْا حُسَيْنًا رضي الله عنه ظُلْمًا، وَكَفَرَ يَزِيْدُ بِدِيْنِ مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَنْشَدَ أَبْيَاتًا حِيْنَ قَتَلَ حُسَيْنًا عَلَيْهِ السَّلَامُ - مَضْمُوْنُهَا: أَيْنَ أَشْيَاخِي يَنْظُرُوْنَ انْتِقَامِي بِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَبَنِي هَاشِمٍ. وَآخِرُ الْأَبْيَاتِ:

وَلَسْتُ مِنْ جُنْدُبٍ إِنْ لَمْ أَنْتَقِمْ

مِنْ بَنِي أَحْمَدَ مَا كَانَ فَعَلَ(337)

”ابن مردویہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے کہا: اے امیر المؤمنین! ﴿الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللهِ كُفْرًا﴾ [إبراهيم، 14/ 28] ”جنہوں نے اللہ کی نعمتِ (ایمان) کو کفر سے بدل ڈالا۔“ سے کون لوگ مراد ہیں؟ انہوں نے فرمایا: قریش کے دو فاجر قبیلے یعنی بنو مغیرہ اور بنو امیہ، لیکن بنو مغیرہ کا بدر کے دن تم نے کام تمام کر دیا تھا۔ جہاں تک بنو امیہ کا تعلق ہے، وہ کچھ عرصہ تک فائدہ لیتے رہے۔ امام بغوی نے بھی حضرت عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کا قول اسی طرح ذکر کیا ہے، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، حاکم اور ابن مردویہ نے اپنے طریق سے حضرت علی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے اسی کی مثل قول روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: بنو امیہ کفر پر رہے، حتی کہ ابو سفیان، معاویہ، عمرو بن العاص وغیرہم اسلام لائے، پھر یزید اور اس کے حواریوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ انہوں نے آل نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ سے عداوت رکھی اور امام حسین عَلَيْهِ السَّلَامُ کو ظلماً قتل کیا۔ علاوہ ازیں

(337) القاضي ثناء الله في التفسير المظهري، سورة إبراهيم، 5/ 271.

یزید نے دینِ محمدی کا بھی انکار کیا۔ حتیٰ کہ جب اس نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا تو اس نے یہ اشعار کہے تھے جن کا مفہوم تھا کہ میرے بڑے کہاں ہیں! وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ آج میں نے آلِ محمد اور بنو ہاشم سے اُن کا انتقام لے لیا ہے۔ اس قصیدے کا آخری شعر یہ تھا:

''احمد نے (بدر میں ہمارے بڑوں کے ساتھ) جو کیا ہے، اگر آلِ احمد سے میں نے اُس کا بدلہ نہ لیا تو میں جندب (سردارانِ عرب) کی نسل سے نہیں۔''

اسی طرح یزید نے شراب کو حلال قرار دیا تھا، کہتا ہے:

مُدَامُ كَنْزٍ فِي إِنَاءٍ كَفِضَّةٍ
وَسَاقُ كَبِيدٍ مَعَ مُدَامٍ كَأَنْجَمٍ
وَشَمْسُهُ كَرَمٌ بُرْجُهَا قَعْرُهَا
وَمَشْرِقُهَا السَّاقِي وَمَغْرِبُهَا فَمِي
فَإِنْ حُرِمَتْ يَوْمًا عَلَى دِيْنِ أَحْمَدَ
فَخُذْهَا عَلَى دِيْنِ الْمَسِيْحِ بْنِ مَرْيَمِ(338)

''شراب کا خزانہ ایسے برتن میں ہے جو چاندی کی طرح ہے اور انگوروں کی شاخ انگوروں سے لدی ہوئی ہے جو ستاروں کی مثل ہیں۔ انگور کی بیل کی گہرائی آفتاب کے برج کے قائم مقام ہے۔ اس آفتاب کا مشرق

---

(338) القاضي ثناء الله في التفسير المظهري، سورة إبراهيم، 5/ 271.

ساقی کا ہاتھ ہے اور اس کا مغرب میرا منہ ہے۔ اگر شراب کسی روز دینِ محمدی میں حرام ہوگئی ہے (تو کیا ہوا؟!) تم مسیح ابن مریم کے دین پر (حلال سمجھ کر) پی لے (یعنی نصرانی بن جاؤ اور خوب پیو۔)"

2۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر میں کفرِ یزید کی تصریح کرتے ہوئے ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ﴾ إِشَارَةٌ إِلَى يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ حَيْثُ قَتَلَ ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم وَمَنْ مَعَهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النُّبُوَّةِ، وَأَهَانَ عِتْرَتَهُ وَافْتَخَرَ بِهِ وَقَالَ: هٰذَا يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ.

وَبَعَثَ جَيْشًا عَلَى مَدِيْنَةِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم، وَفَعَلَ مَا فَعَلَ فِي وَقْعَةِ الْحَرَّةِ بِالْمَدِيْنَةِ وَبِالْمَسْجِدِ الَّذِي ﴿أُسِّسَ عَلَى ٱلتَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ﴾ [التوبة، 9/ 108]، وَهُوَ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَنَصَبَ الْمَجَانِيْقَ عَلَى بَيْتِ اللهِ تَعَالَى، وَقَتَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ ابْنَ بِنْتِ خَلِيْفَةِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم، وَفَعَلَ مَا فَعَلَ حَتَّى كَفَرَ بِدِيْنِ اللهِ وَأَبَاحَ الْخَمْرَ(339).

"﴿وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ﴾ کے ارشادِ الٰہی کا اشارہ یزید بن معاویہ کی طرف ہے، کیوں کہ اس نے رسول اللہ صلى الله عليه وعلى آله وسلم کے نواسے حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھ دیگر اہلِ بیتِ نبوت کو

(339) القاضي ثناء الله في التفسير المظهري، سورة النور (آية/ 55)، 6/ 554.

شہید کیا، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی اولاد کی اہانت کی اور پھر اس فعل قبیح پر اس نے فخر و مباہات کا اظہار بھی کیا۔ کہنے لگا کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔

”یزید نے مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے لیے لشکر بھیجا اور واقعہ حرہ میں مدینہ طیبہ میں، اسی طرح مسجد نبوی میں جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی تھی اور وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اُس نے جو کچھ کیا وہ ظاہر و باہر ہے۔ بیت اللہ شریف پر (سنگ زنی کے لیے) منجنیقیں نصب کیں، اور خلیفۂ رسول حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی بیٹی (حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ عَنْهَا) کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کو شہید کیا۔ وہ کون سا جرم تھا جو اس بدبخت نے نہیں کیا؟ حتیٰ کہ اس نے اللہ کے دین کا بھی انکار کیا اور شراب کو بھی مباح قرار دیا۔“

3۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنے مکتوبات میں یزید کے کُفر کی صراحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

غرضکہ کفر بر یزید از روایاتِ معتبرۂ ثابت میشود پس او مستحق لعن است اگرچہ در لعن گفتن فائدہ نیست لیکن الحب فی اللہ والبغض فی اللہ مقتضی آنست واللہ اعلم(340)۔

”الغرض یزید کا کفر معتبر روایت سے ثابت ہے۔ وہ مستحق لعنت ہے، تاہم لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن اَلْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ اسی کا متقاضی ہے۔ واللہ اعلم۔“

---

(340) قاضی ثناء اللہ پانی پتی، مکتوباتِ قاضی (کلماتِ طیبات)، ص/153۔

21۔ علامہ سید محمود الآلوسی (م1270ھ) کی تصریح

1۔ تیرھویں صدی ہجری کے معروف مفسر قرآن علامہ سید محمود آلوسی اپنی عدیم المثال 'تفسیر روح المعانی' میں کفر یزید کی صراحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَقَدْ جَزَمَ بِكُفْرِهِ، وَصَرَّحَ بِلَعْنِهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ. مِنْهُمْ: الْحَافِظُ نَاصِرُ السُّنَّةِ ابْنُ الْجَوْزِيِّ، وَسَبَقَهُ الْقَاضِي أَبُو يَعْلَى، وَقَالَ الْعَلَّامَةُ التَّفْتَازَانِيُّ: لَا نَتَوَقَّفُ فِي شَأْنِهِ بَلْ فِي إِيْمَانِهِ - لَعْنَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى أَنْصَارِهِ وَأَعْوَانِهِ- وَمِمَّنْ صَرَّحَ بِلَعْنِهِ الْجَلَالُ السُّيُوْطِيُّ.

وَفِي ((تَارِيْخِ ابْنِ الْوَرْدِيِّ))، وَكِتَابِ ((الْوَافِي بِالْوَفِيَاتِ)): أَنَّ السَّبْيَ لَمَّا وَرَدَ مِنَ الْعِرَاقِ عَلَى يَزِيْدَ، خَرَجَ، فَلَقِيَ الْأَطْفَالَ وَالنِّسَاءَ مِنْ ذُرِّيَّةِ عَلِيٍّ وَالْحُسَيْنِ عليهما السلام، وَالرُّؤُوْسُ عَلَى أَطْرَافِ الرِّمَاحِ، وَقَدْ أَشْرَفُوْا عَلَى ثَنِيَّةِ جَيْرُوْنَ فَلَمَّا رَآهُمْ نَعَبَ غُرَابٌ فَأَنْشَأَ يَقُوْلُ:

لَمَّا بَدَتْ تِلْكَ الْحُمُوْلُ وَأَشْرَفَتْ
تِلْكَ الرُّؤُوْسُ عَلَى شَفَا جَيْرُوْنَ
نَعَبَ الْغُرَابُ فَقُلْتُ قُلْ أَوْ لَا تَقُلْ
فَقَدِ اقْتَضَيْتُ مِنَ الرَّسُوْلِ دُيُوْنِي

يَعْنِي أَنَّهُ قَتَلَ بِمَنْ قَتَلَهُ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم يَوْمَ بَدْرٍ

كَجَدِّهِ عُتْبَةَ وَخَالِهِ وَلَدِ عُتْبَةَ وَغَيْرِهِمَا، وَهٰذَا كُفْرٌ صَرِيْحٌ، فَإِذَا صَحَّ عَنْهُ فَقَدْ كُفِّرَ بِهِ. وَمِثْلُهُ تَمَثُّلُهُ بِقَوْلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزِّبَعْرٰى قَبْلَ إِسْلَامِهِ:

لَيْتَ أَشْيَاخِي بِبَدْرٍ شَهِدُوا
جَزَعَ الْخَزْرَجِ مِنْ وَقْعِ الْأَسَلْ

"علماء کرام کی ایک جماعت نے واشگاف الفاظ میں یزید کو کافر قرار دیا ہے اور صراحتاً اس پر لعنت کی ہے۔ ان میں سے حافظ ناصر السنہ علامہ ابن الجوزی اور ان سے بھی قبل قاضی ابو یعلیٰ ہیں، اور علامہ تفتازانی نے فرمایا ہے کہ ہم یزید کے معاملہ میں کوئی توقف نہیں کرتے، بلکہ ہمیں یہ کہنے میں کوئی تأمل نہیں کہ وہ صاحبِ ایمان ہی نہ تھا۔ یزید پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت، اس کے تمام مددگاروں اور معاونین پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ امام جلال الدین سیوطی نے بھی صراحت کے ساتھ یزید پر لعنت بھیجی ہے۔"

"تاریخ ابن الوردی' اور کتاب 'الوافی بالوفیات' میں ہے: جب (اہل بیت اطہار کے) قیدی عراق سے یزید کے پاس آئے تو وہ باہر نکلا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذریت اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے بچوں اور عورتوں سے ملا، جب کہ سر نیزوں کی انیوں پر تھے۔ یزید انہیں دیکھنے کے لیے کوہِ جیرون کی گھاٹی تک پہنچا۔ یزید نے یہ دیکھا ہی تھا کہ ایک کوا بولنے لگا۔ اس پر یزید نے یہ اشعار پڑھے:

"جب کوہِ جیرون کے کنارے پر (اسیرانِ کربلا کی) سواریاں نظر آئیں

اور مقتولین کے سر نظر آئے تو کوا بولا، اس پر میں نے کہا: بول یا نہ بول، میں نے رسول سے اپنا قرض چکا لیا ہے۔"

"(یزید کا مطلب یہ تھا کہ) رسول (مکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) نے غزوۂ بدر میں یزید کے نانا عتبہ اور اُس کے ماموں خالد بن عتبہ وغیرہ کو جو قتل کرایا ہے، اُس کے بدلے میں رسول (مکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی اولاد کو اُس نے قتل کرایا۔ اور رسول (مکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) سے پورا بدلہ لے لیا۔ (ظاہر ہے کہ) یہ صریح کفر ہے۔ جب یہ صحیح روایت ہے تو یزید اپنی اِس (یاوہ گوئی) سے کافر ہوگیا۔ اِسی طرح یہ اشعار پڑھ کر بھی وہ کافر ہوگیا جو عبد اللہ بن زبعری نے قبولِ اسلام سے پہلے کہے تھے۔ (ان میں سے ایک یہ شعر یزید نے پڑھا تھا):

"کاش! میرے بدر والے آباء و اجداد نیزوں کی ضرب کی وجہ سے خزرج کی جزع اور چیخ و پکار دیکھ لیتے۔"

یزید نے یہ اشعار شہداے کربلا کے مقدس سروں کو دیکھ کر نہایت سرور و انبساط کے عالم میں کہے تھے۔ وہ بڑا فرحاں و شاداں تھا کہ اَولادِ رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کو قتل کرکے اُس نے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) سے بدلہ لے لیا ہے۔

2۔ علامہ آلوسی اس کے بعد یزید کے بارے میں مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ: إِنَّهُ لَمْ يَعْصِ بِذٰلِكَ، وَلَا يَجُوْزُ لَعْنُهُ، وَقَائِلُ هٰذَا يَنْبَغِي أَنْ يُنْظَمَ فِي سِلْسِلَةِ أَنْصَارِ يَزِيْدَ.

"ان میں سے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس نے یہ قبیح افعال سرانجام دے کر کوئی نافرمانی نہیں کی اور نہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔ ایسا کہنے والے کے لیے مناسب ہے کہ اسے یزید کے مددگاروں کی فہرست میں شامل کر دیا جائے۔"

3۔ اس کے بعد علامہ آلوسی اپنا موقف مزید واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَأَنَا أَقُوْلُ: الَّذِي يَغْلِبُ عَلَى ظَنِّي أَنَّ الْخَبِيْثَ لَمْ يَكُنْ مُصَدِّقًا بِرِسَالَةِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وعلی آله وسلم، وَأَنَّ مَجْمُوْعَ مَا فَعَلَ مَعَ أَهْلِ حَرَمِ اللهِ تَعَالَى، وَأَهْلِ حَرَمِ نَبِيِّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَعِتْرَتِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ وَمَا صَدَرَ مِنْهُ مِنَ الْمَخَازِي لَيْسَ بِأَضْعَفَ دَلَالَةً عَلَى عَدَمِ تَصْدِيْقِهِ مِنْ إِلْقَاءِ وَرَقَةٍ مِنَ الْمُصْحَفِ الشَّرِيْفِ فِي قَذَرٍ (341).

"میں کہتا ہوں: میرا غالب گمان یہی ہے کہ وہ (یزید) خبیث یقیناً حضور نبی اکرم صلی الله علیه وعلی آله وسلم کی رسالت کی تصدیق کرنے والا تھا ہی نہیں۔ مجموعی طور پر جو کچھ اس نے حرم مکہ والوں کے ساتھ جو کیا، حرم مدینہ والوں کے ساتھ جو کیا، نیز حضور صلی الله علیه وعلی آله وسلم کی ذریت طیبہ و مطہرہ کے ساتھ اُن کی زندگی میں اور ان کے ارتحال کے بعد جو کچھ کیا ہے، اور اُس سے اور بھی قبیح و شنیع حرکات صادر

---

(341) الآلوسي في روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، 26/ 71-74.

ہوئی ہیں، وہ سب ثبوت اور دلیل ہیں کہ یزید صاحب ایمان ہی نہیں تھا۔ یہ سب باتیں اُس کے عدمِ ایمان اور تصدیق نہ ہونے کا ایسا ہی ثبوت ہیں، جیسے کوئی خبیث قرآن مجید کا ورق گندگی میں ڈال دے، (جیسے اس شخص کے عدمِ ایمان کا نہایت قوی ثبوت ہے، اُسی طرح یزید کے سب مکروہ اور گھناؤنے کام یزید کے عدمِ ایمان کے قوی ثبوت ہیں)۔"

22۔ علامہ عبد الحی لکھنوی (م1304ھ) کی تصریح

برصغیر پاک و ہند کے معروف عالم اور محقق علامہ عبد الحی لکھنوی (م1304ھ) یزید کے کفر کا قول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و بعضے گویند کہ وے امر بقتل امام حسین علیہ السلام نکردہ و نہ بدان راضی بود و نہ بعد از قتلِ وے و اہل بیتِ وے مستبشر شد و ایں سخن نیز باطل ست۔ قَالَ الْعَلَّامَةُ التَّفْتَازَانِيُّ فِي ((شَرْحِ الْعَقَائِدِ النَّسْفِيَّةِ)): وَالْحَقُّ أَنَّ رِضَا يَزِيْدَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ، وَاسْتِبْشَارَهُ بِذٰلِكَ، وَإِهَانَةَ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، مِمَّا تَوَاتَرَ مَعْنَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ تَفَاصِيْلُهُ آحَادًا۔ انتہی۔ وبعضے دیگر گویند کہ قتل امام حسین علیہ السلام گناہ کبیرہ است و نہ کہ کفر و لعنت مخصوص بکفار است و نازم برفطانت ایشاں ندانستند کہ کفر یک طرف خود ایذائے رسول الثقلین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ چہ ثمرہ می دارد۔

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ [الأحزاب، 33/ 57]

وبعضے دیگر گویند کہ حالِ خاتمہٗ وے معلوم نیست شاید کہ وے بعد از ارتکاب این کفر و معصیت توبہ کردہ باشد و نفس اخیر وے بر توبہ رفتہ باشد۔ ... و مخفی باد کہ احتمال توبہ و رجوع از معاصی احتمالے ست و الا آں بی سعادت آنچہ درین امت کردہ ہیچکس نکردہ باشد بعد از قتل امام حسین علیہ السلام و اہانت اہل بیت لشکر بتخریب مدینہ مطہرہ و قتل اہل آں فرستاد و در واقعہٗ حرہ تا سہ روز مسجد نبوی بے اذان و نماز ماند و من بعد لشکر کشی بحرم مکہٗ معظمہ کرد ... و ہمچو مشاغل شغلے میداشت کہ مرد و این جہان را پاک کرد و پسرش معاویہ بر سر منبر زشتیٗ حالِ پدرِ خود بیان کرد(342)۔

”بعض علماء کہتے ہیں کہ اس (یزید) نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی اس سے راضی تھا اور نہ وہ آپ کے اور آپ کے اہل بیت کے قتل کے بعد خوش ہوا۔ یہ قول بھی باطل ہے۔ علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفیہ میں فرماتے ہیں: حق بات یہی ہے کہ یزید کا قتل حسین علیہ السلام پر راضی ہونا اور (آپ کے قتل کے بعد) اس کا اظہارِ مسرت کرنا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اہل بیت کی توہین کرنا تواتر معنوی سے ثابت ہے۔ اگرچہ اس بارے میں تفصیل اخبار احاد ہیں۔“

”بعض کا یہ بھی کہنا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا قتل گناہ کبیرہ ہے، کفر نہیں۔ لعنت کافروں کے لیے مخصوص ہے، ایسے لوگوں کی سوچ پر افسوس ہے، انہیں یہ نہیں معلوم کہ کفر تو دوسری چیز ہے خود ایذاے

(342) عبد الحی لکھنوی، مجموعہ فتاوے، 3/8-9۔

رسول الثقلین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کا کیا نتیجہ و ثمرہ نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: 'بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ) کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اُس نے ان کے لیے ذِلّت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے○"

"بعض کہتے ہیں کہ اس (پلید) کے خاتمے کا حال معلوم نہیں۔ شاید اس نے کفر و معصیت کے ارتکاب سے توبہ کر لی ہواور اس کی آخری سانس توبہ پر نکلی ہو۔ ... اور مخفی نہ رہے کہ معاصی سے توبہ اور رجوع کا صرف احتمال ہی احتمال ہے ورنہ اس بدبخت نے اس امت میں جو کچھ کیا ہے وہ کسی نے نہ کیا ہوگا۔ امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کے قتل کے بعد اہل بیت اطہار عَلَيْهِمُ السَّلَام کی اہانت اور مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے اور وہاں کے رہنے والوں کو قتل کرنے کے لیے لشکر بھیجنا اور اس واقعۂ حرہ میں تین دن تک مسجد نبوی میں اذان و نماز نہیں ہو سکی، اور اس کے بعد لشکر نے حرم مکہ پر چڑھائی کی۔ ... (یزید) اسی قسم کے مشاغل میں مصروف تھا کہ مر گیااور اس جہان کو (اپنے ناپاک وجود سے) پاک کر گیا، اس کے بیٹے معاویہ (اصغر) نے برسر منبر اس کے برے احوال بیان کیے۔"

23۔ علامہ صدیق حسن خان قنوجی (م1307ھ) کی تصریح

اہل حدیث مکتب فکر کے نام ور محقق اور عالم دین علامہ صدیق حسن خان قنوجی کُفرِ یزید اور لعن بر یزید سے متعلق اپنا موقف صراحتاً بیان کرتے ہیں:

بعضے بروی اطلاق لعن کردہ مثل امام احمد و امثال ایشان، و ابن جوزی

لعن وی از سلف نقل نمودہ زیرا کہ وی وقت امر بقتل حسین (علیہ السلام) کافر شد۔ وکسیکہ قتل وی کرد یا امر بدان نمود بر جواز لعن وے اتفاق کردہ اند۔ تفتازانی گفتہ: حق آنست کہ رضای وی بقتل حسین علیہ السلام و استبشاروی بدان و اہانت نمودن اہل بیت (علیہم السلام) متواتر المعنی ست اگرچہ تفاصیلش آحاد باشد۔ فنحن لا نتوقف في شأنه، بل في إيمانه. لعنة الله عليه وعلى أنصاره وأعوانه۔ انتہی۔ وبالجملہ وے مبغوض ترین مردم است نزد اکثر مردم و کارہائے کہ آن بے سعادت درین امت کردہ از دست ہیچ کس ہرگز نیاید۔ بعد قتل امام حسین علیہ السلام لشکر بتخریب مدینہ منورہ فرستاد و بقیہ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین را امر بقتل کرد وبالحاد در حرم مکہ و قتل عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اِشارت نمود۔ وہمدریں حالت ناپسندیدہ از دنیا رفتہ دیگر احتمالِ توبہ و رجوعِ او کجاست(343)۔

"بعض ائمہ نے یزید پر (صراحتاً) لعنت کا اِطلاق کیا ہے، مثلاً امام احمد بن حنبل اور ان کی طرح (دیگر ائمہ نے)۔ علامہ ابن الجوزی نے یزید پر لعنت کا قول اَسلاف سے نقل کیا ہے۔ اِس لیے کہ یزید نے جس وقت امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا وہ اُسی لمحے کافر ہوگیا۔ جس نے امام حسین علیہ السلام سے جنگ کی یا جنگ کرنے کا حکم دیا، اس پر لعنت کے جواز پر سب ائمہ کا اتفاق ہے۔ علامہ تفتازانی نے (شرح مقاصد میں) فرمایا ہے: حق یہ ہے اس (یزید) کا قتل حسین علیہ السلام پر راضی ہونا اور اس کی "خوش خبری" سننا اور اہل بیت

(343) صديق حسن القنوجي في بغية الرائد في شرح العقائد، ص/ 97-98.

علیہم السلام کی توہین کرنا متواتر المعنیٰ ہے، اگرچہ اس کی تفصیل آحاد میں سے ہے۔ ہم اس کے بارے میں بلکہ اس کے ایمان کے متعلق خاموش نہیں رہ سکتے۔ (یقیناً اِن تمام بداعمالیوں اور گستاخیوں کے سبب وہ کافر اور جہنمی ہے۔) اُس (یزید) پر اور اُس کے حامیوں اور مددگاروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک وہ (یزید) تمام لوگوں میں مبغوض ترین ہے۔ جو کام اُس بد بخت نے اِس امت میں کیے، کبھی کسی کے ہاتھوں نہیں ہوسکتے۔ اُس نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کے بعد مدینہ منورہ کی تباہ کاری کے لیے لشکر بھیجا اور باقی ماندہ صحابہ و تابعین کو قتل کرنے کا حکم دیا، حرم مکہ میں بے دینی کی کارروائیاں کیں اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کا حکم دیا اور اِسی بدترین حالت میں دنیا سے گیا۔ دوسرا اُس کی توبہ اور رجوع کا اِحتمال (جو اُس کے حامی نکالتے ہیں)، وہ کہاں رہا؟"

24۔ علامہ نواب وحید الزمان (م 1338ھ) کی تصریح

برصغیر پاک و ہند کے معروف غیر مقلد شارحِ بخاری علامہ نواب وحید الزمان، یزید کے کُفر کی تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یزید اور اُس کی اَفواج کی جانب سے آلِ رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے قتل اور حرمین شریفین کی اہانت اور شرم ناک توہین کی صورت میں کی گئی:

"اِن گندگیوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے؟ قسطلانی نے کہا: یزید، امام حسین علیہ السلام کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی۔ اور یہ امر متواتر ہے۔ اسی لیے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ ان کے ایمان میں بھی ہم کو

کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اُس پر اور اس کے مدد گاروں پر۔"(344)

یوں علامہ وحید الزمان کیرانوی نے امام قسطلانی کی عبارت، جو کہ اَصلاً امام سعد الدین تفتازانی کی عبارت ہے، کو نقل کر کے کُفرِ یزید پر اپنے رُجحان کا اِظہار کیا ہے۔

25۔ سید مہر علی شاہ گولڑوی (م1356ھ) کی تصریح

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی یزید کے کُفر کے اِثبات کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"آیۃ استخلاف ﴿وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ... وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾(345) اور نیز یزید شقی کا بعد شہادت سید الشہداء علیہ السلام کے کمال خوشی میں آکر یہ کہنا کہ آج ہم نے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے روزِ بدر کا انتقام اور بدلہ لے لیا۔ کَمَا قَالَ:

وَلَسْتُ مِنْ جُنْدُبٍ إِنْ لَمْ أَنْتَقِمْ
مِنْ بَنِي أَحْمَدَ مَا كَانَ فَعَلَ(346)

یزید کے کفر پر دال ہے کما صرح بہ القاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ الغرض

---

(344) وحید الزمان، تیسیر الباری ترجمہ و شرح صحیح البخاری، 4/126۔

(345) اللہ نے ایسے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے (جس کا ایفا اور تعمیل امت پر لازم ہے) جو تم میں سے ایمان لائے۔۔۔آیت کا آخری حصہ۔۔۔ اور جس نے اس کے بعد ناشکری (یعنی میرے انعام سے انحراف و انکار) کو اختیار کیا تو وہی لوگ فاسق (و نافرمان) ہوں گے۔ (النور، 24/55)

(346) اگر میں آلِ نبی سے انتقام نہ لوں تو میں سردارانِ عرب کی اولاد سے نہ ہوں۔

یزید لعین کے مستحقِ لعن ہونے میں بہ تصریح ثقات کوئی شک نہیں اگرچہ بے سود امر ہے۔ مگر اہلِ ایمان بمقتضائے (الحب في الله والبغض في الله من الإيمان) اِن گروہِ اشقیاء پر لعنت بھیجنے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ بفضلہٖ ہم بوجہِ اِعتقادِ حقّیتِ خلافتِ خلفائے اربعہ علیہم الرضوان و محبتِ اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَام روافض یا خوارج سے علیحدہ ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِنْهُ بَاطِنًا عَلَيْهِ وَظَاهِرًا وَآلِهِ وَصَحْبِهِ(347)۔"

مذکورہ بالا تفاصیل سے یزید کے کفر کا معاملہ واضح اور متحقق ہوجاتا ہے۔ شہادت امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو عام مسلمانوں کے قتل کی طرح گناہِ کبیرہ کے زمرے میں ڈال کر یزید کو محض فاسق و فاجر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یزید درحقیقت اہانتِ رسول اور اذیت رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کا مرتکب ہو کر ذلت آمیز عذاب کا مستحق ٹھہرا ہے۔ لہٰذا اُس کا کفر متحقق ہے اور یہی رائے تاریخِ اِسلام میں ائمہ و اکابرینِ اُمت کی رہی ہے، جیسا کہ آپ نے سابقہ صفحات میں بالتفصیل یہ پڑھ لیا ہے۔

(347) فیض احمد، سوانح حیات مہر علی شاہ، مہر منیر، ص/463۔

باب نمبر: 11

اِثباتِ کُفرِ یزید کے دیگر شرعی دلائل

گزشتہ باب میں اثباتِ کفرِ یزید میں مختلف ائمہ اور علماء کی تصریحات کے تفصیلی بیان کے بعد ہم زیرِ نظر باب میں یزید کے کفر پر چند دیگر شرعی دلائل پیش کریں گے تاکہ نفسِ مسئلہ میں کسی قسم کا بھی ابہام نہ رہے۔

1۔ شرعی حرام کا اِستحلال کفر ہے

کسی حرام امر شرعی کا اِستحلال یعنی شریعت کے حرام کردہ امر کو حلال سمجھ کر اس پر عمل کرنا کفر ہے۔ اگرچہ حرام کا مرتکب فاسق ہے، تاہم حرام کو حلال قرار دینے والا کافر ہے۔ اس پر دلیل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا درج ذیل فرمان ہے:

مَا آمَنَ بِالْقُرْآنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهُ(348).

"ایسا شخص قرآن پر ایمان رکھنے والا نہیں ہے جس نے قرآن کی حرام کردہ چیزوں کو حلال جانا۔"

1۔ عقیدے کے معروف امام ابو حفص النسفی (م 735ھ) اس حوالے سے شرح العقائد النسفیة میں لکھتے ہیں:

اِسْتِحْلَالُ الْمَعْصِيَةِ، صَغِيْرَةً كَانَتْ أَوْ كَبِيْرَةً، كُفْرٌ إِذَا ثَبَتَ

(348) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب فضائل القرآن، باب منه، 5/ 180، الرقم/ 2918، وابن أبي شيبة في المصنف، 6/ 146، الرقم/ 30200، والبزار في المسند، 6/ 9، الرقم/ 2084، والطبراني في المعجم الأوسط، 4/ 337، الرقم/ 4366.

كَوْنُهَا مَعْصِيَةً بِدَلِيْلٍ قَطْعِيٍّ(349).

”جس امر کا گناہ اور حرام ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہو، چاہے چھوٹا گناہ ہو یا بڑا، اُسے حلال اور جائز سمجھنا صریح کفر ہے۔“

2۔ علامہ علاء الدین بن العطار (م 724ھ) تحریر کرتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى تَكْفِيْرِ كُلِّ مَنِ اسْتَحَلَّ الْقَتْلَ، أَوْ شُرْبَ الْخَمْرِ، أَوِ الزِّنَى مِمَّا حَرَّمَ اللهُ بَعْدَ عِلْمِهِ بِتَحْرِيْمِهِ(350).

”مسلمانوں کا ہر اس شخص کے کفر پر اجماع ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کردہ اُمور جیسے قتل، شراب نوشی یا بدکاری کی حرمت کا حکم جانتے ہوئے بھی انہیں حلال قرار دے۔“

3۔ امام سعد الدین تفتازانی لکھتے ہیں:

أَمَّا اسْتِحْلَالُ الْمَعْصِيَةِ بِمَعْنَى اعْتِقَادِ حِلِّهَا، فَكُفْرٌ صَغِيْرَةً كَانَتْ أَوْ كَبِيْرَةً(351).

”کسی گناہ کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھتے ہوئے اسے جائز سمجھنا کفر ہے، چاہے وہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔

---

(349) النسفي في شرح العقائد النسفية، ص/ 167.

(350) علاء الدين ابن العطار في الاعتقاد الخالص من الشك والانتقاد، ص/ 380.

(351) التفتازاني في شرح المقاصد في علم الكلام، (المقصد السادس: السمعيات، الفصل الثالث: في الأسماء والأحكام، المبحث الثامن: حكم المؤمن والكافر والفاسق)، 3/ 464.

4۔ نام ور حنفی فقیہ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

وَبَعْضُهُمْ لَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ الْحَرَامِ لِعَيْنِهِ وَلِغَيْرِهِ، وَقَالَ: مَنِ اسْتَحَلَّ حَرَامًا قَدْ عُلِمَ فِي دِيْنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ تَحْرِيْمُهُ كَنِكَاحِ الْمَحَارِمِ، فَكَافِرٌ (352).

"بعض علماء نے حرام لعینہٖ اور حرام لغیرہٖ میں فرق نہیں کیا۔ ان کا موقف ہے: جس نے اُس حرام کو حلال جانا جس کی حرمت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دین میں معلوم ہے، جیسا کہ محارم سے نکاح کرنا، ایسا (عقیدہ رکھنے والا) شخص صریح کافر قرار پائے گا۔"

مذکورہ بالا نصوص کی روشنی میں دیکھا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی جانب سے حرم قرار دیے گئے مدینہ منورہ کو یزید کا اپنی فوج کے لیے تین دن تک مباح کرنے کا حکم دینا کفر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس شہر کے باشندگان کو تکلیف پہنچانے کو حرام قرار دیا تھا۔ لہٰذا وہ حرام کو حلال قرار دینے کی پاداش میں کافر ٹھہرا۔

2۔ یزید نے حرمِ مدینہ میں حرام اَفعال کو اپنی فوج کے لیے تین دن تک مباح ہونے کا حکم دیا

یزید نے شامی لشکر کو یہ نہیں کہا کہ "جو تم سے ٹکرائے یا مزاحمت کرے تو اسے مار دو"۔ بلکہ یزید نے اپنی افواج کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ غلبہ پا لینے کی صورت میں مدینہ کو تین دن کے لیے حلال کر دینا۔ اِس صورت میں وہاں کی ہر شے تمہارے لیے حلال ہو جائے گی۔

(352) ابن عابدين الشامي في رد المحتار على الدر المختار (حاشية ابن عابدين)، 2/292.

1۔ کتبِ تاریخ میں عبد الملک بن نوفل سے مروی ہے کہ یزید نے مسلم بن عقبہ کی سربراہی میں مدینہ منورہ کی جانب پیش قدمی کرنے والے لشکر کو روانگی کے موقع پر یہ واضح حکم دیا تھا:

أُدْعُ الْقَوْمَ ثَلَاثًا، فَإِنْ هُمْ أَجَابُوْكَ وَإِلَّا فَقَاتِلْهُمْ. فَإِذَا أُظْهِرْتَ عَلَيْهِمْ، فَأَبِحْهَا ثَلَاثًا، -وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْأَثِيرِ فِي الْكَامِلِ: فَانْهَبْهَا ثَلَاثًا-، فَمَا فِيْهَا مِنْ مَالٍ أَوْ رِقَّةٍ أَوْ سِلَاحٍ أَوْ طَعَامٍ فَهُوَ لِلْجُنْدِ(353).

"لوگوں کو تین دن (میری بیعت کی) دعوت دینا۔ اگر انہوں نے تمہاری دعوت قبول کر لی تو فبہا، وگرنہ ان سے قتال کرنا۔ اگر تمہیں ان پر غلبہ حاصل ہوگیا تو مدینہ منورہ کو تین دن کے لیے مباح کر دینا۔ -ابن الاثیر کی 'الکامل' میں بیان کردہ روایت میں ہے: اُسے (یعنی شہر رسول کو) تین دن تک لوٹتے رہنا- اِس شہر میں جو مال، غلام، اسلحہ اور اَشیاءِ خورد و نوش ہاتھ آئیں وہ سب اہلِ لشکر کے لیے حلال ہوں گی۔"

2۔ حافظ ابن کثیر نے یہ روایت یوں بیان کی ہے:

أُدْعُ الْقَوْمَ ثَلَاثًا، فَإِنْ رَاجَعُوْا إِلَى الطَّاعَةِ، فَاقْبَلْ مِنْهُمْ، وَكُفَّ عَنْهُمْ، وَإِلَّا فَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَقَاتِلْهُمْ، وَإِذَا ظَهَرْتَ عَلَيْهِمْ، فَأَبِحِ

---

(353) ذكره الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 3/ 353، وابن الجوزي في المنتظم، 6/ 13، وابن الأثير في الكامل في التاريخ، 3/ 456، وابن حجر العسقلاني في فتح الباري، كتاب الفتن، قوله: باب إذا قال عند قوم شيئا ثم خرج، 13/ 70.

الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثًا(354).

"لوگوں کو تین دن تک (میری بیعت کی) دعوت دینا۔ اگر وہ (میری) اطاعت کی طرف لوٹ آئیں تو اسے ان کی طرف سے قبول کرلینا اور اُن کے ساتھ قتال کرنے سے رُک جانا۔ بصورتِ دیگر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا اور اُن سے قتال کرنا۔ جب تمہیں ان پر غلبہ حاصل ہو جائے تو شہر مدینہ کو تین دن کے لیے مباح کردینا۔"

چوں کہ یہ ایک انتظامی حکم (administrative order) تھا، اِس لیے یہ واضح مفہوم رکھتا ہے کہ "میں تم پر مباح کرتا ہوں"۔

اِس جملے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس کے لشکر کا مدینہ کے اندر تین دن تک لوگوں کو بے دریغ قتل کرنا، خواتین کو بے آبرو کرنا، مسجد نبوی اور روضہ رسول ﷺ کی بے حرمتی کرنا، اذان اور نماز معطل کرنا ایسے تمام اُمور اُس نے اپنی فوج کے لیے جائز قرار دے دیے تھے۔ حالانکہ مدینہ منورہ کی حرمت اسی طرح ہے جس طرح مکہ مکرمہ اور کعبہ معظمہ کی حرمت ہے۔ اِس صریح حکم کی بنا پر یزید اپنے لشکر کے ہر ہر فعل کا براہِ راست ذمہ دار ہے۔

اُس نے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ اُمور کو اپنے اِختیار اور حکم سے حلال قرار دیا جو صریح کفر ہے۔ اس میں نہ کسی تاویل کی گنجائش ہے اور نہ کسی دوسرے معنی کا احتمال ہے۔

---

(354) ذكره ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 219.

3۔ اِنسانی جان کو ناحق قتل کرنا حرام ہے، مگر اُسے حلال قرار دینا کفر ہے

انسانی جان کو قتل کرنا حرام ہے، لیکن قتلِ نفس کا اِستحلال یعنی نفسِ اِنسانی کے قتل کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقۡتُلُواْ ٱلنَّفۡسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلۡحَقِّ﴾ [الأنعام، 6/151]

"اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے (قتل کرنا) اللہ نے حرام کیا ہے بجز حق (شرعی) کے۔"

1۔ عقائد میں اہل سنت کے اِمام ابو منصور ماتریدی (م 332ھ) آیت مبارکہ - مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ- کے ذیل میں انسانی قتل کو حلال سمجھنے کو کفریہ فعل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

مَنِ اسْتَحَلَّ قَتْلَ نَفْسٍ حَرَّمَ اللهُ قَتْلَهَا بِغَيْرِ حَقٍّ، فَكَأَنَّمَا اسْتَحَلَّ قَتْلَ النَّاسِ جَمِيْعًا؛ لِأَنَّهُ يَكْفُرُ بِاسْتِحْلَالِ قَتْلِ نَفْسٍ مُحَرَّمٍ قَتْلُهَا، فَكَانَ كَاسْتِحْلَالِ قَتْلِ النَّاسِ جَمِيْعًا؛ لِأَنَّ مَنْ يَكْفُرُ بِآيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ يَصِيرُ كَافِرًا بِالْكُلِّ. ...

وَتَحْتَمِلُ الْآيَةُ وَجْهًا آخَرَ، وَهُوَ مَا قِيْلَ: إِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ مِنَ الْقَتْلِ مِثْلَ مَا أَنَّهُ لَوْ قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا(355).

"جس نے کسی ایسی جان کا قتل حلال جانا جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے

(355) أبو منصور الماتريدي في تأويلات أهل السنة، 3/ 501.

حرام کر رکھا ہے، تو گویا اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ ایسی جان جس کا قتل حرام ہے، وہ شخص اس کے قتل کو حلال سمجھ کر کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ جو شخص کتاب اللہ کی ایک آیت کا انکار کرتا ہے وہ پوری کتاب کا انکار کرنے والا ہے۔ ...

یہ آیت ایک اور توجیہ کی بھی حامل ہے۔ وہ یہ کہ کہا گیا ہے کہ کسی جان کے قتل کو حلال جاننے والے پر تمام لوگوں کے قتل کا گناہ لازم آئے گا (کیونکہ عالم انسانیت کے ایک فرد کو قتل کرکے گویا اُس نے پوری انسانیت پر حملہ کیا ہے)۔

2۔ امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل قرار دیتے ہوئے مختلف ائمہ کے اقوال نقل کیے ہیں:

1. قَالَ مُجَاهِدٌ: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُحَرَّمَةً يَصْلَى النَّارَ بِقَتْلِهَا، كَمَا يَصْلَى لَوْ قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا.

2. وَقَالَ قَتَادَةُ: أَعْظَمَ اللهُ أَجْرَهَا وَعَظَّمَ وِزْرَهَا، مَعْنَاهُ: مَنِ اسْتَحَلَّ قَتْلَ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ، فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا.

3. وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿فَكَأَنَّمَا قَتَلَ ٱلنَّاسَ جَمِيعًا﴾، يَعْنِي: أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ مِنَ الْقِصَاصِ بِقَتْلِهَا، مِثْلُ الَّذِي يَجِبُ عَلَيْهِ لَوْ قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا(356).

---

(356) ذكره البغوي في معالم التنزيل، 2/ 31-32.

"1۔ حضرت مجاہد نے فرمایا: جس شخص نے ایک جان کو بھی ناحق قتل کیا تو وہ اس قتل کے سبب دوزخ میں جائے گا، جیسا کہ وہ تب دوزخ میں جاتا اگر وہ ساری انسانیت کو قتل کر دیتا (یعنی اس کا عذاب دوزخ ایسا ہوگا جیسے اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا ہو)۔"

"2۔ حضرت قتادہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا بڑھا دی ہے اور اس (کے گناہ) کا بوجھ زیادہ کر دیا ہے یعنی جو شخص ناحق کسی مسلمان کے قتل کو حلال سمجھتا ہے گویا وہ تمام لوگوں کو قتل کرتا ہے۔"

"3۔ حضرت حسن بصری نے ﴿فَكَأَنَّمَا قَتَلَ ٱلنَّاسَ جَمِيعًا﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ (جس نے ناحق ایک جان کو قتل کیا) اس پر اس کے قتل کا قصاص واجب ہوگا، اس شخص کی مثل جس پر تمام انسانیت کو قتل کرنے کا قصاص واجب ہوگا۔"

کسی ایک مومن کو قصداً قتل کرنے والے کی ذلت آمیز سزا کا اندازہ یہاں سے لگا لیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی آیت میں نہ صرف ایسے قاتل کے لیے دوزخ کی سزا کا ذکر کیا ہے بلکہ خَالِدًا، غَضِبَ، لَعَنَهُ اور عَذَابًا عَظِيمًا جیسے الفاظ فرما کر اس کی شدت میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ خَٰلِدًا فِيهَا وَغَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُۥ وَأَعَدَّ لَهُۥ عَذَابًا عَظِيمًا﴾ [النساء، 4/ 93]

"اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے کہ مدتوں اس میں رہے گا اور اس پر اللہ غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا

ہے۔"

حافظ ابنِ کثیر (م774ھ) سورۃ النساء کی آیت نمبر 93 - ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ - کی تفسیر میں قتلِ عمد کو گناہِ عظیم اور معصیتِ کبریٰ قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے شرک جیسے ظلم عظیم کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

هَذَا تَهْدِيْدٌ شَدِيْدٌ وَوَعِيْدٌ أَكِيْدٌ لِمَنْ تَعَاطَى هَذَا الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ، الَّذِي هُوَ مَقْرُوْنٌ بِالشِّرْكِ بِاللهِ فِي غَيْرِ مَا آيَةٍ فِي كِتَابِ اللهِ، حَيْثُ يَقُوْلُ جَلَّ جَلَالُهُ فِي سُوْرَةِ الْفُرْقَانِ: ﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾ [الفرقان، 25/ 68]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿قُلْ تَعَالَوْاْ أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُواْ بِهِۦ شَيْـًٔا﴾ [الأنعام، 6/ 151] إِلَى أَنْ قَالَ: ﴿وَلَا تَقْتُلُواْ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ ذَٰلِكُمْ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ [الأنعام، 6/ 151][357].

"اس (قتلِ عمد جیسے) گناہ عظیم کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے یہ شدید دھمکی اور مؤکد وعید ہے کہ قتلِ عمد کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ شرک جیسے گناہ کے ساتھ ملا کر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ الفرقان میں ارشاد فرمایا ہے: 'اور یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی پوجا نہیں کرتے اور نہ ہی کسی ایسی جان

[357] ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، 1/ 536.

کو قتل کرتے ہیں جسے بغیر حق مارنا اللہ نے حرام فرمایا ہے اور نہ ہی بدکاری کرتے ہیں۔' اور ارشاد فرمایا: 'فرما دیجیے! آؤ میں وہ چیزیں پڑھ کر سنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (وہ) یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ ... اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے (قتل کرنا) اللہ نے حرام کیا ہے بجز حق (شرعی) کے۔ یہی وہ امور ہیں جن کا اس نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو)۔''

1۔ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے دانستہ طور پر مومن کو قتل کرنے والے کی سزا جہنم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ اشْتَرَكُوْا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكَبَّهُمُ اللهُ فِي النَّارِ(358).

''اگر آسمان والے اور زمین والے سب کسی ایک مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تب بھی یقیناً اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں جھونک دے گا۔''

2۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے مسلمانوں کا خون بہانے، انہیں قتل کرنے اور فتنہ و فساد بپا کرنے کو نہ صرف کفر قرار دیا ہے بلکہ اسے اسلام سے واپس

---

(358) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب الديات، باب الحكم في الدماء، 4/ 17، الرقم/ 1398، والربيع في المسند، 1/ 292، الرقم/ 757، والطبراني في المعجم الصغير، 1/ 340، الرقم/ 565، والديلمي في مسند الفردوس، 3/ 361، الرقم/ 5089.

کفر کی طرف پلٹ جانا قرار دیا ہے۔ اسے اصطلاحِ شرع میں ارتداد کہتے ہیں۔ امام بخاری حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے:

لَا تَرْتَدُّوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ(359).

"تم میرے بعد ایک دوسرے کو قتل کرنے کے سبب کفر کی طرف نہ لوٹ جانا۔"

ایک روایت میں فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا (میرے بعد کفر کی طرف رجوع نہ کرلینا) کے الفاظ بھی آئے ہیں(360)۔

مذکورہ متفق علیہ حدیث مبارک میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے صراحتاً یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ جو لوگ جان بوجھ کر مسلمانوں کا خون بہائیں گے وہ مسلمان نہیں بلکہ کفر کے مرتکب ہیں۔ لہٰذا ہر قسم کی سفاکیت اور جبر و تشدد کو حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے واشگاف الفاظ میں کفر قرار دے دیا ہے۔

---

(359) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم: لا ترجعوا بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض، 6/ 2594، الرقم/ 6668، والطبراني في المعجم الأوسط، 4/ 269، الرقم/ 4166.

(360) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، 2/ 620، الرقم/ 1654، وأيضا في كتاب العلم، باب قول النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم: رب مبلغ أوعى من سامع، 1/ 37، الرقم/ 67، ومسلم في الصحيح، كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال، 3/ 1305-1306، الرقم/ 1679.

4۔ کُفرِ اَصغر اور کُفرِ اَکبر میں فرق

فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا کا ایک معنیٰ یہ بھی ہے کہ میرے بعد ایک دوسرے کی گردن کاٹنے کو اور خون بہانے کو حلال سمجھ کر کافر نہ ہو جانا۔ یہاں ایک بنیادی بات سمجھ لیں کہ کفر کی دو قسمیں ہیں:

(1) کفر اصغر

(2) کفر اکبر

أ) کفر اصغر

کفر اصغر سے مراد یہ ہے کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ کر یا باہمی قتل و غارت گری کرکے کافروں کی طرح نہ ہو جانا۔ یہ اس کا ادنی معنیٰ ہے۔ اس طرح کے کفر کا اطلاق قرآن و حدیث میں کئی افعال پر آتا ہے۔ جیسے:

1۔ ایک حدیث مبارک میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ(361).

"ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان امتیاز نماز ہے۔ جس نے اسے چھوڑ دیا، اُس نے کُفر کیا۔"

2۔ ایک اور مقام پر فرمایا:

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ كَفَرَ(362).

"جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم اُٹھائی تو اُس نے کفر کیا۔"

---

(361) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 5/ 346، الرقم/ 22987.

(362) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب النذور والأيمان، باب ما جاء في كراهية الحلف بغير الله، 4/ 110، الرقم/ 1535.

3۔ اسی طرح شراب پینے والے کے بارے میں فرمایا:

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَقَدْ كَفَرَ(363).

"جس نے شراب پی، اُس نے کفر کیا۔"

ب) کفرِ اکبر

حدیث مبارک کا دوسرا معنی حالتِ کفر کی طرف پلٹ جانا ہے اور یہ کفرِ اکبر ہے، جیسے قبولِ اسلام سے پہلے دورِ جاہلیت میں کفار کے ہاں ایک دوسرے کا خون بہانا اور گردنیں کاٹنا حرام فعل نہیں تھا، بلکہ وہ حلال سمجھ کر ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے۔ اُسی طرح بعد از اسلام حلال سمجھ کر ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جانا کُفر ہے۔ مذکورہ حدیث مبارک سے یہی کفرِ اکبر مراد ہے۔ یہ شبہ کفر یا مثل کفر نہیں بلکہ صریح کفر اور عینِ کفر ہے۔

1۔ شارحِ صحیح البخاری علامہ بدر الدین العینی 'عمدۃ القاری' میں اس حدیث کی شرح میں بیان کرتے ہیں:

قَوْلُهُ صلی الله علیه وعلی آله وسلم: «فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا» ... وَقِيْلَ: أَرَادَ إِذَا فَعَلَهُ كُلُّ وَاحِدٍ مُسْتَحِلًّا لِقَتْلِ صَاحِبِهِ فَهُوَ كَافِرٌ(364).

"حضور نبی اکرم صلی الله علیه وعلی آله وسلم کا فرمان ہے کہ 'میرے بعد کافر نہ ہو جانا'۔ ... کہا گیا ہے کہ اِس سے آپ صلی الله علیه وعلی آله وسلم کی مراد

(363) أخرجه النسائي في السنن، كتاب الأشربة، باب ذكر الرواية المبينة عن صلوات شارب الخمر، 8/ 314، الرقم/ 5665.

(364) العيني في عمدة القاري، 22/ 195.

یہ ہے کہ جب کوئی اپنے مسلمان بھائی کے ناحق قتل کو حلال قرار دے دے تو وہ کافر ہے۔"

2۔ شارحِ 'صحیح مسلم' امام نووی لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ». قِيْلَ فِي مَعْنَاهُ سَبْعَةُ أَقْوَالٍ، أَحَدُهَا: أَنَّ ذَلِكَ كُفْرٌ فِي حَقِّ الْمُسْتَحِلِّ بِغَيْرِ حَقٍّ(365).

"حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے: 'میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔' اِس کے معنی میں سات اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ 'جو ناحق قتل کو حلال قرار دے، اس کا ایسا کرنا اُس کے کفر پر دلالت کرتا ہے'۔"

حدیث مبارک کے الفاظ - فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا - کا قرینہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا اشارہ صریح کفر کی طرف ہے۔ یعنی اگر تم ایک دوسرے کی گردن اڑانے کو حلال سمجھنے لگ جاؤ گے جیسے کفار سمجھتے تھے تو تم کلمہ پڑھنے کے باوجود کافر ٹھہرو گے۔ 'صحیح بخاری' کی روایت میں لَا تَرْتَدُّوا بَعْدِي كُفَّارًا کے الفاظ ہیں۔ یعنی ایسی حالت میں آدمی حرام کو حلال سمجھنے لگ جاتا ہے اور پھر وہ مرتد ہو جاتا ہے۔

یزید نے چونکہ حرام کو حلال قرار دیا اور تین دن احکامِ شریعت کو معطل کرکے حرام کو مباح کر دیا تو وہ صریحاً مرتد ہوا اور کافر ٹھہرا۔

---

(365) النووي في المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، 2/ 55.

باب نمبر: 12

حدیثِ قسطنطنیہ اور ازالۂ اشکال

1۔ پس منظر

حضور نبی اکرم ﷺ نے روم کے بادشاہ قیصر کے شہر پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر کی بخشش و مغفرت کی نوید سنائی تھی۔ بعض لوگ اِس حدیث مبارک سے استدلال کرتے ہوئے یزید کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ قسطنطنیہ (366) پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر میں شریک تھا، لہٰذا فرمانِ رسول ﷺ کے مطابق وہ مغفرت کا مستحق ہے۔

یہ موقف خلافِ حقیقت ہے کیونکہ بشارت پر مبنی حدیث مبارک درجنوں کتب میں وارد ہوئی ہے، مگر کسی حدیث میں قسطنطنیہ کا ذکر نہیں آیا۔ نیز یہ حقیقت بھی اَظہر من الشمس ہے کہ حدیث مبارک میں حضور نبی اکرم ﷺ نے حملہ کرنے والے پہلے لشکر کے بارے میں بشارت دی ہے، جب کہ یزید بن معاویہ جس لشکر میں بلادِ روم گیا وہ آٹھواں لشکر تھا۔ لہٰذا حدیث مبارک سے استدلال کرتے ہوئے مغفرت کی بشارت میں یزید کو شریک مان کر اس کو بخشا ہوا کہنا متعدد وجوہات کی بناء پر خلافِ حقیقت قرار پاتا ہے۔

ذیل میں حدیثِ قسطنطنیہ کی علمی و تحقیقی بحث سپرد قلم کی جاتی ہے۔

1۔ امام بخاری نے 'الصحیح' میں حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ

---

(366) چوتھی صدی عیسوی میں سلطنتِ روم دو خطوں میں (مشرقی اور مغربی روم) میں تقسیم ہوگئی۔ مشرقی حصہ اپنے دار الحکومت بازنطین کی نسبت سے بازنطینی سلطنت کہلایا۔ 330ء میں بازنطینی شہنشاہ قسطنطین نے بازنطین کا نام اپنے نام پر 'قسطنطنیہ' رکھ دیا۔ 1543ء میں سلطان محمد الفاتح نے فتح کے بعد اس کا نام 'اِسلامبول' رکھا۔ بعد ازاں 1930ء میں ترک حکومت نے اس کا نام بدل کر 'استنبول' رکھا۔

حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے:

أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا. قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَا فِيهِمْ؟ قَالَ: أَنْتِ فِيهِمْ. ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ. فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ، يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: لَا.(367)

"میری امت کا جو پہلا لشکر سمندر کے راستے جہاد کرے گا اس نے جنت کو (خود پر) واجب کر لیا۔ حضرت ام حرام رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں ان میں شامل ہوں؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم ان میں شامل ہو۔ حضرت ام حرام رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بیان کرتی ہیں: پھر حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا جو لشکر قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں ان میں بھی شامل ہوں! آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے جواب دیا: نہیں۔"

ذخیرۂ حدیث، کتبِ رجال اور کتبِ تاریخ سے اگر بغیر کسی تعصب و عناد کے تحقیق کی جائے اور ائمہ اُمت کی تشریحات و تصریحات کا مطالعہ کیا جائے تو اِس استدلال کا سقم اور بطلان بالکل واضح ہو جائے گا۔

حدیثِ قسطنطنیہ سے استدلال کرتے ہوئے مغفرت کی بشارت میں یزید کو شریک

---

(367) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب ما قيل في قتال الروم، 3/ 1069، الرقم/ 2766.

مان کر اُسے مغفور کہنا محض پراپیگنڈا اور لا علمی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس حدیث میں مغفرت و بشارت کا ذکر ہے، اُس میں قسطنطنیہ کا نام ہی مذکور نہیں ہے۔ 'صحیح البخاری' تو کیا، کُل کتبِ احادیث میں بشارت والی کوئی حدیث بھی ایسی نہیں ہے جس میں قسطنطنیہ کا نام آیا ہو، البتہ قسطنطنیہ کا ذکر دیگر درجنوں اَحادیث میں آیا ہے۔ مثال کے طور پر جب بھی ائمہ حدیث نے اپنی کتب میں ابواب الفتن کے تحت قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر کیا، وہیں امام مہدی علیہ السلام کے قسطنطنیہ فتح کرنے کا ذکر بھی موجود ہے۔ اِس طرح کی مرویات 'صحیح البخاری' اور 'صحیح مسلم' سمیت احادیث کی متعدد کتب میں موجود ہیں، لیکن ان میں مغفرت یا بشارت کا ذکر نہیں ہے۔

2۔ امام مسلم نے 'الصحیح' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بیان کی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ، مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ، فَإِذَا تَصَافُّوْا، قَالَتِ الرُّوْمُ: خَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ. فَيَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ: لَا، وَاللهِ، لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا. فَيُقَاتِلُوْنَهُمْ، فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوْبُ اللهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا، وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ، أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللهِ، وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ، لَا يُفْتَنُوْنَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُوْنَ قُسْطُنْطِينِيَّةَ ...(368).

(368) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب في فتح قسطنطينية وخروج الدجال ونزول عيسى بن مريم عليهما السلام، 4/ 2221، الرقم/ 2897.

''قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک رومی (شام میں حلب کے قریبی علاقوں) اَعماق یا دابق میں نہ آجائیں۔ اَہلِ مدینہ کا ایک لشکر اُن کے مقابلے کے لیے نکلے گا جس میں اس زمانے کے روئے زمین کے بہترین لوگ شامل ہوں گے۔ جب لڑائی کے لیے صف بندی ہوگی تو رومی یہ کہیں گے: تم لوگ اِن (مسلمان) لوگوں سے الگ ہو جاؤ۔ جنہوں نے ہمارے لوگوں کو گرفتار کیا، ہم ان سے لڑیں گے۔ مسلمان کہیں گے: نہیں! اللہ کی قسم! ہم کبھی تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان سے نہیں ہٹیں گے۔ پھر وہ ان (مسلمانوں) سے قتال کریں گے تو ایک تہائی راہِ فرار اختیار کر لیں گے، اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔ دوسرا تہائی لشکر مارا جائے گا اور وہ اللہ کے ہاں سب شہیدوں سے افضل ہوں گے۔ آخری تہائی لشکر کی فتح ہو گی اور وہ عمر بھر کبھی فتنے اور بلا میں نہ پڑیں گے۔ یوں وہ آخری تہائی لشکر قسطنطنیہ کو فتح کر لے گا (یعنی اس شہر کو کافروں کے قبضہ سے واگزار کروائے گا)۔''...

آگے اس حدیث مبارک میں سیدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے نزول اور دجال کی سرکوبی کا ذکر ہے لیکن اس میں مغفرت اور بشارت کا ذکر نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ 'صحیح البخاری' کی جس حدیث مبارک میں مَغْفُورٌ لَهُمْ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، وہاں حضور نبی اکرم صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ نے قسطنطنیہ کا نام ہی نہیں لیا۔ اِس تناظر میں مغفرت اور بشارت کو فتحِ قسطنطنیہ کے ساتھ جوڑنا ایک فکری مغالطہ ہے۔ اگر ہم بہ نظر غائر جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ احادیث میں کسی بھی جگہ بشارتِ مغفرت میں قسطنطنیہ کا نام نہیں ہے، بلکہ روایات میں مَدِينَةُ قَيْصَر کا نام آیا ہے۔ حضور صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ کے ارشاد مبارک کے الفاظ یہ ہیں:

أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ(369).

"میری امت کا جو پہلا لشکر قیصر روم کے شہر پر حملہ کرے گا، اس کے لیے بخشش و مغفرت کی نوید ہے۔"

مَدِينَةُ قَيْصَر یعنی 'قیصر روم کا شہر' کوئی معین جگہ نہیں بلکہ کوئی بھی شہر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا یہ کیسے دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ قیصر روم کے شہر سے مراد قسطنطنیہ ہے؟

حدیث مبارک کی پہلی توجیہ

اس سلسلہ میں محدثین کرام نے مذکورہ حدیث کی ایک توجیہ یہ بیان کی ہے کہ اس حدیث مبارک میں مَدِينَةُ قَيْصَر سے مراد قسطنطنیہ نہیں بلکہ حمص ہے، جو عہد نبوی میں روم کا دارالحکومت تھا۔ 'قیصر' روم کے بادشاہ کا لقب تھا۔ وہ جس شہر میں رہتا اور جو اس کا دارالخلافہ تھا، وہی مَدِينَةُ قَيْصَر کا مصداق ہوگا۔

1۔ حافظ ابن حجر العسقلانی نے 'فتح الباری' میں مذکورہ حدیث کی شرح کے تحت یہ توجیہ بیان کی ہے:

وَجَوَّزَ بَعْضُهُمْ أَنَّ الْمُرَادَ بِمَدِينَةِ قَيْصَرَ الْمَدِينَةُ الَّتِي كَانَ بِهَا يَوْمَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم تِلْكَ الْمَقَالَةَ، وَهِيَ حِمْصُ، وَكَانَتْ دَارَ مَمْلَكَتِهِ إِذْ ذَاكَ(370).

"بعض شارحین نے جائز قرار دیا ہے کہ مَدِينَةُ قَيْصَر سے مراد وہ شہر ہے جو حضور نبی اکرم صلى الله عليه وعلى آله وسلم کے زمانۂ مبارک میں قیصر کا

(369) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب ما قيل في قتال الروم، 3/ 1069، الرقم/ 2766.

(370) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، 6/ 103، الرقم/ 2766.

شہر تھا اور وہ حمص ہے، اور اس وقت وہی اُس کا دارالحکومت تھا۔"

حدیث مبارک کی شرح کے مطابق وہ شہر حمص ہی ہے۔ سن 15 ہجری میں خلافتِ فاروقی میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی زیرِ قیادت ایک لشکر حمص پر حملہ آور ہوا۔ اہلِ اسلام نے سخت سردی کے موسم میں حمص کا محاصرہ کیا اور موسم سرما کے اختتام تک اسے فتح کر لیا۔ اس معرکہ میں حضرت خالد بن ولید، حضرت بلال، حضرت مقداد اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شریک رہے۔

2۔ امام ابن الاثیر (555ھ-630ھ) نے الکامل فی التاریخ میں سن 15 ہجری کے واقعات میں اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

فَلَمَّا فَرَغَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ مِنْ دِمَشْقَ سَارَ إِلَى حِمْصَ فَسَلَكَ طَرِيْقَ بَعْلَبَكَّ، فَحَاصَرَهَا ... فَنَاهَدَهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ، فَكَبَّرُوْا تَكْبِيْرَةً، فَانْهَدَمَ كَثِيْرٌ مِنْ دُوْرِ حِمْصَ، وَزُلْزِلَتْ حِيْطَانُهُمْ، فَتَصَدَّعَتْ، فَكَبَّرُوْا ثَانِيَةً، فَأَصَابَهُمْ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ ... ثُمَّ اسْتَخْلَفَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ عَلَى حِمْصَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ(371).

"جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ دمشق کی فتح سے فارغ ہوئے تو حمص کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ بعلبک کی طرف بڑھے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ ... مسلمانوں نے ان (اہلِ حمص) پر چڑھائی کی اور نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ (اس نعرہ کی ہیبت سے) اہلِ حمص کے بہت سارے گھر منہدم ہو گئے اور ان کی دیواریں لرزہ بر اندام ہو کر گر پڑیں۔ پھر دوسری دفعہ انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو اہلِ حمص کا اس سے بھی زیادہ نقصان

(371) ابن الأثير في الكامل في التاريخ، ذكر فتح حمص وبعلبك وغيرهما، 2/ 339.

ہوا۔ پھر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو حمص کا خلیفہ مقرر کیا۔"

یہ وہ زمانہ ہے کہ یزید ابھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا، چہ جائیکہ اس غزوہ میں شریک ہوا ہو! یزید کی پیدائش سن 26 ہجری میں ہوئی، جیسا کہ حافظ ابن کثیر (700ھ-774ھ) نے بیان کیا ہے:

وَمَوْلِدُ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فِي سَنَةِ سِتٍّ وَعِشْرِينَ(372).

"یزید بن معاویہ کی پیدائش سن 26 ہجری میں ہوئی۔"

اس توجیہ پر ایک اعتراض یہ بھی وارد ہوتا ہے کہ 'صحیح البخاری' کی مذکورہ حدیث مبارک میں پہلے سمندر کے غزوہ کا ذکر ہے جس میں حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا شریک رہیں، اس کے بعد مَدِينَةُ قَيْصَرَ کے غزوہ کا ذکر ہے۔ اگر مَدِينَةُ قَيْصَرَ سے مراد حمص ہوتا تو اس کا ذکر غزوۃ البحر سے پہلے آتا جب کہ حدیث مبارک میں ایسا نہیں ہے۔

یاد رہے کہ واقعات کی ترتیب کبھی ذکر و بیان کے لحاظ سے ہوتی ہے اور کبھی وقوع پذیر ہونے کے لحاظ سے۔ لہٰذا اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ یہ ترتیب ذکر و بیان کے اعتبار سے ہے، واقعات کے رُونما ہونے کے لحاظ سے نہیں ہے۔

'صحیح بخاری' میں مروی حدیث کے الفاظ أَوَّلُ جَيْشٍ قابلِ غور ہیں۔ یزید ہر گز أَوَّلُ جَيْشٍ میں شامل نہیں ہے۔ تاہم اگر بالفرض اِس سے بحری سفر کر کے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والا پہلا لشکر مراد لیا جائے تب بھی اس کا مصداق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء ہیں جن میں یزید ہر گز شامل نہیں تھا۔

---

(372) ابن كثير في البداية والنهاية، 9/ 62.

3۔ علامہ بدر الدین العینی (762ھ-855ھ) نے 'عمدۃ القاری' میں غزوۂ بحر کا ذکر اس طرح کیا ہے:

كَانَ مُعَاوِيَةُ رضي الله عنه أَخَذَهَا مَعَهُ لَمَّا غَزَا قُبْرُصَ فِي الْبَحْرِ سَنَةَ ثَمَانٍ وَّعِشْرِيْنَ، وَكَانَ مُعَاوِيَةُ رضي الله عنه أَوَّلَ مَنْ رَكِبَ الْبَحْرَ لِلْغَزَاةِ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ رضي الله عنه(373).

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بحری بیڑے کو تب سمندر میں ساتھ لیا جب انہوں نے سن 28 ہجری میں قبرص پر حملہ کیا تھا۔ اِس طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جہاد کے لیے سمندری سفر کیا۔

حدیث مبارک کی دوسری توجیہ

بعض شارحین نے کہا کہ اس حدیث مبارک میں مذکور مَدِينَةُ قَيْصَر سے مراد قسطنطنیہ ہے۔ شارحِ 'صحیح البخاری' علامہ بدر الدین العینی الحنفی (م 855ھ) لکھتے ہیں:

وَفِي قَوْلِهِ: (يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ) لِأَنَّ الْمُرَادَ بِهَا الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةُ، وَالْمَشْهُوْرُ عِنْدَهُمْ أَنَّهَا تُسَمَّى: إِصْطَنْبُوْل(374).

"حدیث مبارک کے الفاظ 'وہ لشکر قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا' سے مراد قسطنطنیہ ہے۔ اب اس شہر کا مشہور نام اِصطنبول (استنبول) ہے۔"

(373) العيني في عمدة القاري، 14/ 165.
(374) العيني في عمدة القاري، 14/ 198.

وَالْأَصَحُّ أَنَّ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ غَزَا الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةَ فِي سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَخَمْسِيْنَ، وَقِيْلَ: سَيَّرَ مُعَاوِيَةُ جَيْشًا كَثِيْفًا مَعَ سُفْيَانَ بْنِ عَوْفٍ إِلَى الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ فَأَوْغَلُوْا فِي بِلَادِ الرُّوْمِ، وَكَانَ فِي ذٰلِكَ الْجَيْشِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَأَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ وَتُوُفِّيَ أَبُو أَيُّوبَ فِي مُدَّةِ الْحِصَارِ. قُلْتُ: اَلْأَظْهَرُ أَنَّ هٰؤُلَاءِ السَّادَاتِ مِنَ الصَّحَابَةِ كَانُوْا مَعَ سُفْيَانَ هٰذَا، وَلَمْ يَكُوْنُوْا مَعَ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ أَهْلًا أَنْ يَكُوْنَ هٰؤُلَاءِ السَّادَاتِ فِي خِدْمَتِهِ(375).

"درست بات یہ ہے کہ یزید بن معاویہ نے سن 52 ہجری میں قسطنطنیہ کی جنگ میں شرکت کی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت ایک لشکرِ جرّار قسطنطنیہ کی طرف بھیجا۔ وہ بلادِ روم میں گھس گئے۔ اس لشکر میں حضرات عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم بھی شریک تھے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ محاصرہ کے دوران ہی وصال فرما گئے۔ میں یہ کہتا ہوں: یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفیان (بن عوف) کے ساتھ تھے، یزید بن معاویہ کے ساتھ ہرگز نہ تھے۔ وہ اس قابل ہی نہ تھا کہ اَجل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُس کی معیت میں ہوتے۔"

---

(375) العيني في عمدة القاري، 14/ 198-199.

حدیث مبارک کی تیسری توجیہ

ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ یہ شہر(376) عہدِ فاروقی میں سن 15 ہجری میں فتح ہوا اور یزید اُس وقت پیدا ابھی نہیں ہوا تھا(377)۔

ان تمام توجیہات کے باوجود یزید ہرگز حدیث مبارک میں دی گئی بشارت کا مستحق قرار نہیں پاتا۔ اس لیے کہ اہل اسلام نے قسطنطنیہ پر متعدد مرتبہ حملہ کیا اور حدیث مبارک میں مغفرت کی بشارت قسطنطنیہ پر صرف پہلی مرتبہ حملہ کرنے والے لشکر کے لیے ہے۔ اب یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں نے قسطنطنیہ پر پہلی بار حملہ کس سن میں کیا تھا اور یہ پہلا لشکر کون سا تھا؟

2۔ بلادِ روم پر مسلمانوں کی لشکر کشی — تاریخی مراحل

قسطنطنیہ پر مسلمانوں کے پہلے حملے کی تعیین کے لیے اس کے تاریخی مراحل کو جاننا ہوگا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسلمانوں نے باقاعدہ سلطنتِ روم کی طرف پیش قدمی کی تھی۔ امام سیوطی کے مطابق پہلا لشکر جو بلادِ روم پر حملہ آور ہوا اور جس نے قیصر روم کے شہروں پر چڑھائی کی، وہ خلافتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے دوران سن 24 ہجری میں تھا اور اس میں یزید نہیں تھا۔ امام سیوطی نے لکھا ہے:

وَفِيْهَا فُتِحَ مِنَ الرُّوْمِ حُصُوْنٌ كَثِيْرَةٌ(378).

اس سال (یعنی 24 ہجری میں) ملک روم کے اکثر قلعے فتح کیے گئے تھے۔

---

(376) یہاں 'حمص' شہر مراد ہے۔

(377) ابن الأثير في الكامل في التاريخ، ذكر فتح حمص وبعلبك وغيرهما، 2/ 339.

(378) السيوطي في تاريخ الخلفاء، ص/ 154.

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ملک شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پیہم اصرار کی وجہ سے امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں غزوۃ البحر کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ابن الاثیر کے مطابق سمندر پار کرکے رومیوں سے جنگ کا آغاز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خود اُن کی اجازت سے 28 ہجری میں کر دیا تھا۔ ابن الاثیر نے لکھا ہے:

فَلَمَّا كَانَ زَمَنُ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ كَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ رضی اللہ عنہ يَسْتَأْذِنُهُ فِي غَزْوِ الْبَحْرِ مِرَارًا، فَأَجَابَهُ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ بِآخِرَةٍ إِلَى ذَلِكَ، وَقَالَ لَهُ: لَا تَنْتَخِبِ النَّاسَ وَلَا تُقْرِعْ بَيْنَهُمْ، خَيِّرْهُمْ فَمَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ طَائِعًا فَاحْمِلْهُ وَأَعِنْهُ(379).

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خط لکھا جس میں انہوں نے سمندری راستے سے قتال کی کئی مرتبہ اجازت طلب کی۔ بالآخر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت مرحمت فرما دی اور یہ بھی ہدایت کی کہ اس غزوہ کے لیے لوگوں کا خود انتخاب نہ کریں اور نہ ہی ان میں قرعہ ڈالیں۔ لوگوں کو اختیار دیں۔ جو اپنی مرضی سے جانا چاہے اسے بحری بیڑے پر سوار کرلیں اور اس کی مدد بھی کریں۔"

پہلا حملہ — 32 ہجری میں ہوا

مؤرخین اسلام نے 32 ہجری کے اہم واقعات کے تحت لکھا ہے کہ 32 ہجری

(379) ابن الأثير في الكامل في التاريخ، 2/ 469.

میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلادِ روم میں جنگ کرتے ہوئے اپنا لشکر قسطنطنیہ کے درّے تک پہنچا دیا تھا۔

1۔ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کرنے والے لشکر سے متعلق امام طبری، ابن الجوزی اور دیگر مؤرخین لکھتے ہیں:

ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثِيْنَ. ذِكْرُ مَا كَانَ فِيْهَا مِنَ الْأَحْدَاثِ الْمَذْكُوْرَةِ: فَمِنْ ذَلِكَ غَزْوَةُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ مَضِيْقَ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ، وَمَعَهُ زَوْجَتُهُ عَاتِكَةُ ابْنَةُ قُرْظَةَ(380).

''پھر سن 32 ہجری کا آغاز ہوا۔ اس سال میں ہونے والے اہم واقعات کا ذکر: ان واقعات میں سے حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا غزوہ بھی ہے۔ انہوں نے قسطنطنیہ کے درّے پر حملہ کیا اور ان کی بیوی عاتکہ بنت قرظہ بھی ان کے ہمراہ تھیں۔''

2۔ امام ابن جریر طبری (224ھ-310ھ) نے سن 32 ہجری کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

فَمِنْ ذَلِكَ غَزْوَةُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ الْمَضِيْقَ، مَضِيْقَ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ(381).

''ان واقعات میں سے ایک واقعہ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان

---

(380) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 2/ 627، وابن الجوزي في المنتظم، 5/ 19، وابن الأثير في الكامل فى التاريخ، 3/ 25، والكلاعي في الاكتفاء، 4/ 421، وابن كثير في البداية والنهاية، 7/ 159.

(381) الطبری في تاريخ الأمم والملوك، 2/ 627.

رضی اللہ عنہما کا قسطنطنیہ کے درّہ پر حملہ کرنا بھی ہے۔"

3۔ علامہ ذہبی (673ھ-748ھ) نے سن 32 ہجری کے ذیل میں لکھا ہے:

فِيهَا كَانَتْ وَقْعَةُ الْمَضِيقِ بِالْقُرْبِ مِنْ قُسْطُنْطِينِيَّةَ، وَأَمِيرُهَا مُعَاوِيَةُ رضی اللہ عنہ(382).

"اس سال میں قسطنطنیہ کے قریب درے کا واقعہ پیش آیا جس کے امیر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔"

4۔ حافظ ابن کثیر (701ھ-774ھ) نے بھی البدایۃ والنہایۃ میں لکھا ہے:

ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ ثِنْتَيْنِ وَثَلَاثِينَ: وَفِيهَا غَزَا مُعَاوِيَةُ رضی اللہ عنہ بِلَادَ الرُّومِ حَتَّى بَلَغَ الْمَضِيقَ، مَضِيقَ الْقُسْطُنْطِينِيَّةِ(383).

"پھر سن 32 ہجری شروع ہوا: اِس سال پیش آنے والے اہم واقعات میں سے ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلادِ روم پر لشکر کشی کی یہاں تک کہ وہ درے یعنی قسطنطنیہ کے درے تک پہنچ گئے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر پہلی مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا، اس جنگ میں یزید کے شریک ہونے کا کہیں ذکر نہیں ملتا بلکہ 32 ہجری میں یزید چھ سال کا بچہ تھا۔

دوسرا حملہ — 43 ہجری میں ہوا

دوسری مرتبہ سن 43 ہجری میں مسلمانوں نے حضرت بُسر بن ابی اَرطاۃ رضی اللہ عنہ

---

(382) الذهبي في تاريخ الإسلام، 3/ 371.

(383) ابن كثير في البداية والنهاية، 7/ 159.

کی قیادت میں ملکِ روم پر حملہ کیا اور روم میں بہت آگے تک نکل گئے، حتیٰ کہ قسطنطنیہ تک جا پہنچے۔

1۔ علامہ ابن خلدون جیسے نقاد مؤرخ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ثُمَّ دَخَلَ بُسْرُ بْنُ أَرْطَاةَ أَرْضَهُمْ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَأَرْبَعِيْنَ، وَمَشَى بِهَا، وَبَلَغَ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةَ(384).

"پھر حضرت بُسر بن اَرطاۃ رضی اللہ عنہ سن 43 ہجری میں ان (اہلِ روم) کی سرزمین میں داخل ہوئے اور پیش قدمی کرتے ہوئے قسطنطنیہ تک پہنچ گئے۔"

2۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

سَنَةُ ثَلَاثٍ وَأَرْبَعِيْنَ، فِيْهَا غَزَا بُسْرُ بْنُ أَبِي أَرْطَاةَ بِلَادَ الرُّوْمِ، فَتَوَغَّلَ فِيْهَا، حَتَّى بَلَغَ مَدِيْنَةَ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ، وَشَتَّى بِلَادِهِمْ(385).

"سن 43 ہجری میں بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ نے بلادِ روم پر حملہ کیا اور اس میں داخل ہوگئے، یہاں تک کہ پیش قدمی کرتے ہوئے قسطنطنیہ اور ان کے دیگر کئی شہروں تک پہنچ گئے۔"

تیسرا حملہ — 44 ہجری میں ہوا

1۔ قسطنطنیہ پر تیسرا حملہ سن 44 ہجری یا سن 46 ہجری میں ہوا۔ ابن الاثیر

---

(384) ابن خلدون في التاريخ، 3/ 11.

(385) ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 24.

(555ھ-630ھ) نے الکامل في التاریخ میں لکھا ہے:

ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ أَرْبَعٍ وَأَرْبَعِيْنَ: فِي هَذِهِ السَّنَةِ دَخَلَ الْمُسْلِمُوْنَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ بِلَادَ الرُّوْمِ وَشَتَوْا بِهَا، وَغَزَا بُسْرُ بْنُ أَبِي أَرْطَاةَ رضی اللہ عنہ فِي الْبَحْرِ(386).

''پھر سن 44 ہجری کا سال آیا۔ اس میں مسلمان حضرت عبد الرحمٰن بن خالد بن ولید کے ساتھ روم میں داخل ہوئے اور موسم سرما وہیں گزارا۔ بُسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ نے بحری جنگ کی۔''

2۔ 44 ہجری میں حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید روم پر حملہ آور ہوئے حتی کہ قسطنطنیہ تک جا پہنچے۔ امام ابو داود 'السنن' میں روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ: غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ نُرِيْدُ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةَ وَعَلَى الْجَمَاعَةِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ، وَالرُّوْمُ مُلْصِقُوْ ظُهُوْرِهِمْ بِحَائِطِ الْمَدِيْنَةِ، فَحَمَلَ رَجُلٌ عَلَى الْعَدُوِّ، فَقَالَ النَّاسُ: مَهْ مَهْ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يُلْقِي بِيَدَيْهِ إِلَى التَّهْلُكَةِ. فَقَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ رضی اللہ عنہ: إِنَّمَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِيْنَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ. لَمَّا نَصَرَ اللهُ نَبِيَّهُ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، وَأَظْهَرَ الْإِسْلَامَ قُلْنَا: هَلُمَّ نُقِيمُ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحُهَا. فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَأَنفِقُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَلَا تُلْقُواْ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى ٱلتَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة، 2/ 195]. فَالْإِلْقَاءُ بِالْأَيْدِي إِلَى التَّهْلُكَةِ

(386) ابن الأثير في الكامل في التاريخ، 3/ 298.

أَنْ نُقِيمَ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحَهَا وَنَدَعَ الْجِهَادَ. قَالَ أَبُو عِمْرَانَ: فَلَمْ يَزَلْ أَبُو أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى دُفِنَ بِالْقُسْطُنْطِينِيَّةِ(387).

حضرت ابو عمران اسلم کہتے ہیں کہ ہم مدینہ سے جہاد کے لیے نکلے۔ ہم قسطنطنیہ کا ارادہ کر رہے تھے اور ہمارے سالارِ قافلہ عبد الرحمن بن خالد بن ولید تھے۔ رومی شہر (قسطنطنیہ) کی دیواروں سے اپنی پشتیں لگائے ہوئے تھے۔ ہم میں سے ایک شخص دشمن پر چڑھ دوڑا۔ لوگوں نے اسے کہا: رکو! رکو! اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، یہ تو اپنی جان ہلاکت میں ڈال رہا ہے۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت تو ہم انصار کی جماعت کے بارے میں اتری ہے، جب اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مدد کی اور اسلام کو غلبہ عطا کیا تو ہم نے اپنے دلوں میں کہا: (اب جہاد کی کیا ضرورت ہے؟) آؤ! اپنے مالوں میں (مگن) رہیں، اور اس کی دیکھ بھال کریں۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ "اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو"۔ [البقرة، 2/951] اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا یہ ہے کہ ہم اپنے مالوں میں مصروف رہیں، ان کی فکر کریں اور (اللہ کے راستے

---

(387) أخرجه أبو داود في السنن، كتاب الجهاد، باب في قوله تعالى: ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة، 3/ 12، الرقم/ 2512، والطحاوي في شرح مشكل الآثار، 12/ 99-100، الرقم/ 4685، والحاكم في المستدرك، 2/ 94، الرقم/ 2434، والبيهقي في السنن الكبرى، 9/ 99، الرقم/ 17974.

میں) جہاد کو ترک کر دیں۔ ابو عمران کہتے ہیں: حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ راہِ خدا میں جہاد کرتے رہے، یہاں تک کہ قسطنطنیہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔"

'سنن ابی داود' کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے لشکر کے سپہ سالار حضرت عبد الرحمن بن خالد بن ولید تھے، جن کا وصال 46 ہجری یا 47 ہجری میں ایک نصرانی کے زہر دینے سے ہوا تھا۔

جیسا کہ امام ابن جریر طبری (224ھ-310ھ)، ابن زبر الربعی (م 379ھ)، ابن الاثیر (555ھ-630ھ)، ابن عساکر (499ھ-571ھ)، ابن کثیر (701ھ-774ھ) اور ابن حجر العسقلانی (773ھ-852ھ) وغیرہ نے اپنی کتب میں 46 ہجری کے واقعات کے تحت بیان کیا ہے:

ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ سِتٍّ وَأَرْبَعِيْنَ: وَفِيهَا انْصَرَفَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ مِنْ بِلَادِ الرُّوْمِ إِلَى حِمْصَ، فَدَسَّ ابْنُ أَثَالٍ النَّصْرَانِيُّ إِلَيْهِ شَرْبَةً مَسْمُوْمَةً فِيْمَا قِيْلَ: فَشَرِبَهَا، فَقَتَلَتْهُ.(388)

"پھر سن 46 ہجری کا آغاز ہوا۔ اس سال حضرت عبد الرحمن بن خالد بن ولید بلادِ روم سے حمص کی طرف روانہ ہوئے تو (ان کے طبیب) ابن اثال نصرانی نے ان کے لیے زہر آلود شربت بھیجا۔ انہوں نے وہ

---

(388) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 3/ 202، ابن زبر الربعي في مولد العلماء ووفياتهم، 1/ 145-146، وابن الأثير في الكامل في التاريخ، 3/ 309، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 34/ 334، وابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 31.

پیا تو اُس (زہر آلود شربت) نے ان کی جان لے لی۔"

البتہ أسد الغابة في معرفة الصحابة میں ان کا سنِ وصال 47 ہجری بتایا گیا ہے(389)۔

سنن ابی داؤد' صحاح ستہ میں شمار ہوتی ہے۔ اس کو بہر طور کتبِ تاریخ پر ترجیح حاصل ہے۔ اس سے لازمی طور پر معلوم ہوا کہ حضرت عبد الرحمن بن خالد کی سرکردگی میں 46 ہجری یا 47 ہجری سے پہلے قسطنطنیہ پر حملہ ہوا، کیوں کہ معتبر و مستند کتبِ تاریخ وکتبِ رجال سے ثابت ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن خالد کا وصال 46 ہجری یا 47 ہجری میں ہو گیا تھا۔

چوتھا حملہ — 46 ہجری میں ہوا

ارضِ روم پر چوتھا حملہ 46 ہجری میں کیا گیا۔ 46 ہجری کے لشکر کے ایک دستے کے کمانڈر حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید تھے۔ اور ایک دستے کے کمانڈر حضرت مالک بن ہبیرہ تھے۔ سن 46 ہجری میں ان کی قیادت میں لشکر گئے۔ طبری کی تاریخ الأمم والملوك اور ابن الاثیر کی الكامل في التاريخ میں ہے:

> ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ سِتٍّ وَأَرْبَعِينَ: (ذِكْرُ مَا كَانَ فِيهَا مِنَ الْأَحْدَاثِ) فَمِمَّا كَانَ فِيهَا مِنْ ذَلِكَ مَشْتَى مَالِكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بِأَرْضِ الرُّومِ. وَقِيلَ: بَلْ كَانَ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَقِيلَ: بَلْ كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ السَّكُونِيُّ. وَفِيهَا انْصَرَفَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ مِنْ بِلَادِ الرُّومِ إِلَى حِمْصَ،

(389) ابن الأثير في أسد الغابة في معرفة الصحابة، باب العين، 3/936، الرقم/3287.

فَدَسَّ ابْنُ أُثَالٍ النَّصْرَانِيُّ إِلَيْهِ شَرْبَةً مَسْمُوْمَةً فِيمَا قِيلَ فَشَرِبَهَا فَقَتَلَتْهُ(390).

"پھر سن 46 ہجری شروع ہوا۔ اس میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا: اس سال (اسلامی لشکر کے امیر) مالک بن عبداللہ (جنگی مہم کی غرض سے) سرزمین روم میں داخل ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ (اس جنگی مہم میں امیر) عبدالرحمن بن خالد بن ولید تھے۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ (اس مہم کے امیر) مالک بن ہُبیرہ السکونی تھے۔ اسی سال میں عبدالرحمن بن خالد بلادِ روم سے حمص چلے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ابن اثال نصرانی نے آپ کو زہر آلود مشروب پیش کیا جو آپ نے پی لیا تھا۔ اس سے آپ شہید ہو گئے۔"

پانچواں حملہ — 47 ہجری میں ہوا

ارضِ روم پر پانچواں لشکر 47 ہجری میں گیا۔ اس کے کمانڈر مالک بن ہبیرہ تھے اور ایک دستے کے کمانڈر انطاکیہ کے حضرت عبدالرحمن القینی تھے۔ ان کی کمان میں لشکر قسطنطنیہ کے علاقوں پر حملہ کرنے کے لیے گیا۔ ابن الاثیر نے لکھا ہے:

ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ سَبْعٍ وَأَرْبَعِينَ: فِي هَذِهِ السَّنَةِ كَانَ مَشْى مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ بِأَرْضِ الرُّوْمِ، وَمَشَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْقَيْنِيُّ بِأَنْطَاكِيَةَ(391).

---

(390) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 3/ 202، وابن الأثير في الكامل في التاريخ، 3/ 309.

(391) ابن الأثير في الكامل في التاريخ، 3/ 311.

"پھر سن 47 ہجری شروع ہوا۔ اس سال مالک بن ہبیرہ سرزمینِ روم میں داخل ہوئے۔ جب کہ (امیر لشکر) عبدالرحمن قینی انطاکیہ میں داخل ہوئے۔"

چھٹا حملہ — 49 ہجری میں ہوا

روم پر چھٹا لشکر 49 ہجری میں گیا۔ اس کے کمانڈر پھر مالک بن ہبیرۃ تھے، جب کہ فضالہ بن عبید دوسرے لشکر کے کمانڈر تھے۔ ان کے ہاتھوں روم کے شہر فتح ہوئے اور مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ ابن الاثیر نے لکھا ہے:

ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ تِسْعٍ وَأَرْبَعِيْنَ: فِيْهَا كَانَ مَشَى مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ بِأَرْضِ الرُّوْمِ. وَفِيْهَا كَانَتْ غَزْوَةُ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ جَرْبَةَ وَشَتَا بِهَا، وَفُتِحَتْ عَلَى يَدِهِ، وَأَصَابَ فِيْهَا شَيْئًا كَثِيْرًا، وَفِيْهَا كَانَتْ صَائِفَةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كُرْزٍ الْبَجَلِيِّ (392).

"پھر سن 49 ہجری شروع ہوا۔ اس میں (اسلامی لشکر اپنے سالار) مالک بن ہبیرہ (کی زیر قیادت) روم میں داخل ہوا۔ اِسی سال فضالہ بن عبید نے جربہ پر حملہ کیا اور وہیں موسم سرما گزارا۔ وہ علاقہ حضرت فضالہ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ وہاں انہوں نے بہت سا مال غنیمت پایا۔ اِسی سال عبداللہ بن کرز البجلی نے جنگی مہم میں موسم گرما گزارا تھا۔"

ساتواں حملہ — پھر 49 ہجری میں ہوا

سن 49 ہجری میں ایک اور معرکہ ہوا۔ اس لشکر کا کمانڈر یزید بن شجرۃ الرہاوی تھے۔ ابن الاثیر نے لکھا ہے:

---

(392) ابن الأثير في الكامل في التاريخ، 3/ 314.

وَفِيهَا كَانَتْ غَزْوَةُ يَزِيْدَ بْنِ شَجَرَةَ الرُّهَاوِيِّ فِي الْبَحْرِ، فَشَتَا بِأَهْلِ الشَّامِ(393).

"اس سال یزید بن شجرہ رہاوی کا معرکہ رونما ہوا اور انہوں نے (اس معرکہ کے دوران) اہل شام کے ساتھ موسم سرما گزارا تھا۔"

قسطنطنیہ پر ہونے والے پہلے ساتوں حملوں [پہلا: 32 ہجری؛ دوسرا: 43 ہجری؛ تیسرا: 44 ہجری؛ چوتھا: 46 ہجری؛ پانچواں: 47 ہجری؛ چھٹا: 49 ہجری اور پھر ساتواں: 49 ہجری] میں سے کسی ایک حملہ میں بھی یزید بن معاویہ کی شرکت ثابت نہیں ہوتی۔

ایک روایت کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومیوں کی سرزمین پر سولہ حملے کیے تھے۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے بیان کیا ہے۔

فَأَغْزَى مُعَاوِيَةُ رضی اللہ عنہ أَرْضَ الرُّومِ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً(394).

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ارضِ روم پر سولہ حملے کیے تھے۔"

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق سن 32 ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حملہ کرنے والا لشکر پہلا قرار پاتا ہے، اور یہی لشکر 'صحیح البخاری' کی حدیث مبارک میں ورودِ مغفرت کی بشارت کا مستحق ہے۔

3۔ یزید قسطنطنیہ کے کون سے معرکے میں شریک ہوا؟

حدیث مبارک میں دی گئی بخشش کی خوش خبری کا اہل یزید ہے یا نہیں؟ یہ جاننے کے لیے ضروری ہے کہ معلوم کیا جائے کہ یزید قسطنطنیہ کے کون سے معرکہ میں کس سال میں شریک ہوا تھا۔ اس سلسلہ میں چار اقوال ہیں:

(393) ابن الأثير في الكامل في التاريخ، 3/ 314.

(394) ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 133.

1۔ یزید 49 ہجری میں روم کے معرکہ میں شریک ہوا یہاں تک کہ قسطنطنیہ پہنچ گیا جیسا کہ البداية والنهاية میں ہے:

سَنَةُ تِسْعٍ وَأَرْبَعِينَ، فِيهَا غَزَا يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بِلَادَ الرُّوْمِ حَتَّى بَلَغَ قُسْطَنْطِينِيَّةَ(395).

''سن 49 ہجری میں یزید بن معاویہ بلادِ روم کے حملہ میں شریک ہوا یہاں تک کہ قسطنطنیہ تک پہنچ گیا۔''

2۔ ایک قول کے مطابق 50 ہجری میں روم پر ہونے والے حملے میں یزید شامل ہوا۔ عمدة القاري میں علامہ بدر الدین العینی لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ: فِي غَزْوَتِهِ وَكَانَتْ فِي سَنَةِ خَمْسِيْنَ ... وَوَصَلُوْا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ إِلَى الْقُسْطَنْطِيْنِيَّةِ، وَحَاصَرُوْهَا. قَوْلُهُ: وَيَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَلَيْهِمْ، أَيْ: وَالْحَالُ أَنَّ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ كَانَ أَمِيْرًا عَلَيْهِمْ مِنْ جِهَةِ أَبِيْهِ مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه(396).

''یزید کے قسطنطنیہ پر حملے کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ غزوہ 50 ہجری میں ہوا۔ مسلمان اس غزوہ میں قسطنطنیہ تک پہنچے اور اس کا محاصرہ کیا، جب کہ یزید بن معاویہ اپنے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ان کا سپہ سالار تھا۔''

3۔ یزید 52 ہجری میں قسطنطنیہ کی جنگ میں شریک رہا۔ علامہ بدر الدین العینی حنفی اس قول کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(395) ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 32.

(396) بدر الدين العيني في عمدة القاري، 7/ 249.

وَالْأَصَحُّ أَنَّ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ غَزَا الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةَ فِي سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَخَمْسِيْنَ(397).

''صحیح ترین قول یہی ہے کہ سن 52 ہجری میں قسطنطنیہ پر ہونے والے حملے میں یزید بن معاویہ شامل تھا۔''

4۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سن 55 ہجری میں یزید کو قسطنطنیہ پر لشکر کشی کے لیے روانہ کیا، جیسا کہ امام ابن عساکر، ذہبی، ابن کثیر اور ابن حجر عسقلانی بیان کرتے ہیں:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: أَغْزَى مُعَاوِيَةُ ابْنَهُ (يَزِيْدَ) سَنَةَ خَمْسٍ وَخَمْسِيْنَ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، حَتَّى أَجَازَ بِهِمُ الْخَلِيْجَ، وَقَاتَلُوْا أَهْلَ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ عَلَى بَابِهَا، ثُمَّ قَفَلَ(398).

''سعید بن عبد العزیز بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سن 55 ہجری میں اپنے بیٹے (یزید) کو بری اور بحری جنگ کے لیے بھیجا، یہاں تک کہ اس نے اپنے لشکر کے ساتھ خلیج کو عبور کر لیا۔ انہوں نے اہل قسطنطنیہ کے ساتھ شہر کے دروازے پر لڑائی کی۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹ آیا۔''

---

(397) بدر الدين العيني في عمدة القاري، كتاب الجهاد والسير، باب ما قيل في قتال الروم، 14/ 198.

(398) الذهبي في سير أعلام النبلاء، 2/ 412، وابن عساكر في تاريخ مدينه دمشق، 16/ 60، وابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 133، وابن حجر العسقلاني في الإصابة في تمييز الصحابة، 2/ 234.

ان چار اقوال میں کسی بھی قول کو راجح مان لیا جائے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یزید قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر میں شریک رہا ہو کیونکہ ان حملوں سے پہلے قسطنطنیہ پر متعدد بار حملے ہو چکے تھے۔

یزید کی شرکت سے متعلق مذکورہ چار اقوال میں سنین کے اعتبار سے پہلا قول 49ھ کا ہے۔ جب کہ اس سے پہلے 32ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور 43ھ میں حضرت بُسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ، 44ھ یا 46ھ میں حضرت عبد الرحمن بن خالد کی سپہ سالاری میں حملہ کیا گیا، اور اس حملہ میں یزید کے شریک ہونے کا ذکر کتب رجال و کتب تاریخ میں کہیں نہیں ملتا اور نہ کسی مؤرخ نے ایسی بات لکھی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ "حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید کی قیادت والے لشکر میں یزید بھی شریک تھا اور بشارت کا مستحق ہے"، کتبِ رجال اور کتبِ تاریخ میں اس بات کی تائید نہیں ملتی بلکہ کتبِ رجال اور کتبِ تاریخ کا تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات من گھڑت ہے۔ کتبِ تاریخ میں کسی صراحت کے بغیر ان باتوں کا ماننا اِسلامی تاریخ کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔

4۔ ایک اِشکال اور اُس کا جواب

گزشتہ صفحات میں تیسرے حملے کے ذیل میں 'سنن ابی داود' کی روایت بیان کی گئی ہے۔ اس میں ابو عمران کہتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کسی ایک غزوہ میں شریک نہیں ہوئے بلکہ آپ اپنے وصال تک مسلسل جہاد کرتے رہے۔

اس سے قسطنطنیہ کے معرکہ میں حضرت عبد الرحمن بن خالد کے لشکر میں یزید کے شریک ہونے کا گمان ہو سکتا ہے، لیکن یہ اس لیے درست نہیں ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا وصال حضرت عبد الرحمن بن خالد کے معرکہ میں نہیں ہوا بلکہ حضرت عبد الرحمن بن خالد نے 44 ہجری یا 46 ہجری میں معرکہ قسطنطنیہ میں اسلامی لشکر کی قیادت کی، 46 ہجری یا 47 ہجری میں ان کا وصال ہوا اور اس کے بعد

بھی قسطنطنیہ پر حملے ہوئے۔ 49 ہجری میں حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کی قیادت میں، اور 52 ہجری میں یزید بن معاویہ کی سرکردگی میں حملہ ہوا۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضرت عبد الرحمن بن خالد کے وصال کے بعد والے ان دونوں حملوں میں شریک رہے۔ پھر 52 ہجری کے حملہ کے موقع پر ان کا وصال ہوا، اور 52 ہجری کا لشکر یزید کی سرکردگی میں تھا اور یہ وہی لشکر ہے جس کا ذکر 'صحیح بخاری' کی درج ذیل روایت میں ہوا ہے:

قَالَ مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ: فَحَدَّثْتُهَا قَوْمًا، فِيهِمْ أَبُوْ أَيُّوْبَ رضی اللہ عنہ، صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، فِي غَزْوَتِهِ الَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا، وَيَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَلَيْهِمْ بِأَرْضِ الرُّومِ(399).

"محمود بن ربیع کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث اُن لوگوں سے بیان کی جن میں صحابیِ رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اس غزوہ کے موقع پر موجود تھے جس میں ان کا وصال ہوا۔ یزید بن معاویہ سرزمینِ روم میں اس لشکر کا سپہ سالار تھا۔"

'سنن ابی داود' کی روایت کے مطابق قسطنطنیہ کے معرکہ میں حضرت عبد الرحمن بن خالد کا امیر ہونا اور 46 ہجری یا 47 ہجری میں ان کا وصال فرمانا؛ 49 ہجری، 52 ہجری کے حملوں میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا شرکت کرنا اور 52 ہجری میں وصال فرمانا، اور آپ کے وصال والے غزوہ میں یزید کا شریک رہنا، ان تمام

---

(399) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الصلاة، باب صلاة النوافل جماعة، 1/ 396-397، الرقم/ 1130.

تفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یزید 46 ہجری میں حضرت عبد الرحمن بن خالد کے غزوہ میں شریک نہیں رہا۔ اس سے ثابت ہو چکا کہ قسطنطنیہ کے جس معرکہ میں یزید نے شرکت کی، وہ پہلا معرکہ نہیں تھا بلکہ اس سے پہلے 32 ہجری، 43 ہجری اور 46 ہجری میں قسطنطنیہ پر متعدد حملے ہو چکے تھے۔ جب وہ پہلے لشکر میں شریک نہیں تھا تو حدیث مبارک میں مذکور بشارت کا مصداق بھی نہیں ٹھہرتا۔ اس لیے کہ سرکار دو عالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے یہ نہیں فرمایا: كُلّ جَيْشٍ، یعنی مَدِينَةَ قَيْصَرٍ پر حملہ کرنے والا ہر لشکر بخشا ہوا ہے، بلکہ فرمایا: أَوَّلُ جَيْشٍ یعنی مَدِينَةَ قَيْصَرٍ پر حملہ کرنے والا پہلا لشکر بخشا ہوا ہے۔

علامہ سبط ابن الجوزی الحنفی (م 654ھ) ''تذکرۃ الخواص'' میں فرماتے ہیں:

فَإِنْ قِيلَ: فَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ جَيْشٍ يَغْزُوا قُسْطُنْطِينِيَّةَ مَغْفُوْرٌ لَهُ، وَيَزِيْدُ أَوَّلُ مَنْ غَزَاهَا، قُلْنَا: فَقَدْ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ: لَعَنَ اللهُ مَنْ أَخَافَ مَدِيْنَتِي، وَالآخِرُ يَنْسَخُ الْأَوَّلَ. وَأَمَّا قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ: جَيْشٌ يَغْزُوا الْقُسْطُنْطِينِيَّةَ فَإِنَّمَا عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ لِأَنَّهُ كَانَ فِيهِمْ (400).

''اگر کہا جائے کہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تھا: قسطنطنیہ کی طرف جو پہلا لشکر جہاد کرے گا وہ بخش دیا گیا ہے، اور یزید بھی اس پہلے لشکر میں شامل تھا، تو (اس کے جواب میں) ہم کہتے ہیں کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے یہ بھی فرمایا تھا: اس پر اللہ کی

(400) سبط ابن الجوزي، تذكرة الخواص، ص/ 258.

لعنت ہو جس نے میرے مدینہ والوں کو خوف زدہ، ہراساں اور سراسیمہ کیا۔ یہ دوسرا قول پہلے قول کا ناسخ ہے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان مبارک ہے: قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والا لشکر۔ یہ فرمان یقیناً حضرت ابو ایوب انصاری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے متعلق تھا کیوں کہ وہ بھی اس (پہلے) لشکر میں موجود تھے۔"

5۔ یزید کا قسطنطنیہ کی طرف جانے والے لشکر کے ساتھ جانے سے اِنکار

اگر کوئی اِسی موقف پر قائم رہنا چاہے کہ سن 50 ہجری کا لشکر ہی مراد لینا ہے جس میں یزید گیا تو اِس حوالے سے کتب میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے 50 ہجری میں قسطنطنیہ کے لیے جو لشکر تشکیل دیا، اس کا کمانڈر حضرت سفیان بن عوف رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو بنایا۔ حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے اپنے بیٹے یزید کو اس لشکر کے ساتھ جانے کا حکم دیا لیکن یزید نے صاف اِنکار کر دیا۔

تاریخی حقائق سے ثابت شدہ ہے کہ یزید اس معرکے میں بھی بہ رضا و رغبت شریک نہیں ہوا، بلکہ اپنے والد حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے اُسے ڈانٹ ڈپٹ کر زبردستی شریک کروایا، جیسا کہ الکامل في التاریخ میں اور تاریخ ابن خلدون ہے:

ذِكْرُ غَزْوَةِ الْقُسْطُنْطِينِيَّةِ: فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَقِيْلَ: سَنَةَ خَمْسِيْنَ سَيَّرَ مُعَاوِيَةُ جَيْشًا كَثِيْفًا إِلَى بِلَادِ الرُّوْمِ لِلْغَزَاةِ، وَجَعَلَ عَلَيْهِمْ سُفْيَانَ بْنَ عَوْفٍ، وَأَمَرَ ابْنَهُ يَزِيْدَ بِالْغَزَاةِ مَعَهُمْ، فَتَثَاقَلَ وَاعْتَلَّ، فَأَمْسَكَ عَنْهُ أَبُوْهُ، فَأَصَابَ النَّاسَ فِي غَزَاتِهِمْ جُوْعٌ وَمَرَضٌ شَدِيْدٌ فَأَنْشَأَ يَزِيْدُ يَقُوْلُ:

مَا إِنْ أُبَالِي بِمَا لَاقَتْ جُمُوْعُهُمْ
بِالْفَرْقَدُوْنَةِ مِنْ حُمَّى وَمِنْ مُوْمِ
إِذَا اتَّكَأْتُ عَلَى الْأَنْمَاطِ مُرْتَفِعًا
بِدَيْرِ مُرَّانَ عِنْدِي أُمُّ كُلْثُوْمِ(401)

"اس سال میں غزوۂ قسطنطنیہ کا ذکر: بیان کیا جاتا ہے کہ سن 50 ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر جرار جنگ کے لیے روم کی جانب روانہ کیا۔ حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا سپہ سالار بنایا اور یزید کو اس لشکر کے ساتھ جانے کا حکم دیا (لیکن) وہ حیلے بہانے کرنے لگا۔ وہ بیماری کا بہانہ کر کے لشکر کے ساتھ نہیں گیا۔ اس کے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے روک لیا۔ اس سفر میں مجاہدین اسلام خوب بھوک پیاس اور شدید مصائب و آلام سے دو چار ہوئے۔ جب یزید کو یہ خبر پہنچی تو اُس نے یہ اشعار کہے:

'فوج پر مقام فرقدونہ میں بخار، سرسام اور دیگر جو مصائب و آلام آئے، مجھے ان کی ذرہ بھر پروا نہیں۔ میں مقام دیر مُران میں عالی مرتبہ قالینوں پر بیٹھا ہوا ہوں اور (میری بیوی) اُم کلثوم میرے ہم نشین ہے۔'

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ کچھ لوگ یزید بدبخت کو جنت میں داخل کرنے کے لیے بے قرار و مضطرب ہیں اور جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ وہ بخشے ہوئے لشکر میں شامل تھا، جب کہ حال یہ ہے کہ یزید نے اس 50 ہجری والے لشکر کے ساتھ بھی

(401) ابن الأثير في الكامل في التاريخ، 3/ 314، وابن خلدون في التاريخ، 3/ 12.

قسطنطنیہ جانے سے انکار کر دیا تھا یعنی وہ اس لشکر کے ساتھ گیا ہی نہیں۔ کافی عرصے بعد خبریں آئیں کہ اُدھر حالات بہت خراب ہیں، مجاہدین شدید کسمپرسی کے عالم میں ہیں اور وہاں وبائی اَمراض پھیل گئی ہیں۔ اِدھر یزید اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزار رہا تھا۔

یہ ہے یزید کا لشکرِ قسطنطنیہ میں شرکت کا فسانہ!

علامہ بدر الدین العینی نے عمدۃ القاري (کتاب الجهاد والسیر) میں بھی اسی طرح بیان کیا ہے(402)۔

عمدۃ القاري اور الکامل في التاریخ میں مذکور اس تفصیل سے یزید کا کردار معلوم ہوتا ہے کہ یزید نے جہاد میں جانے سے بچنے کے لیے بیماری کا بہانہ کیا۔ جب مجاہدین کو مصائب و آلام نے آن لیا اور وہ مختلف وبائی امراض کا شکار ہوئے تو اس نے ان کی تکالیف اور شدائد پر اِظہارِ مسرت کیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کسی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ امام ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا ہے، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيْكَ، فَيَرْحَمَهُ اللهُ وَيَبْتَلِيْكَ(403).

”تم اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائے گا اور تمہیں اس مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔“

یزید نے جہاد میں جانے سے انکار کر کے اپنے والد کے حکم کی نافرمانی کی اور گناہِ

---

(402) العیني في عمدة القاري، کتاب الجهاد والسیر، 14/ 198-199.

(403) أخرجه الترمذي في السنن، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع، 4/ 662، الرقم/ 2506، والبیهقي في شعب الإیمان، 5/ 315، الرقم/ 6777.

کبیرہ کا مرتکب ہوا۔ صحت مند ہونے کے باوجود جہاد میں شرکت نہ کرنے کے لیے بیماری کا بہانہ کیا۔ یہ جھوٹ اور دروغ گوئی ہے۔ بعد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قسم دے کر جانے کا حکم فرمایا تو بہ دلِ نخواستہ جنگ میں شریک ہوا۔ اس طرح مجبوری کی حالت میں نہ چاہتے ہوئے جہاد میں شریک ہونے سے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ اس عمل پر اسے ثواب حاصل ہو گا، جبکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ(404).

''بے شک اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔''

علامہ بدر الدین العینی فرماتے ہیں:

أَيُّ مَنْقَبَةٍ كَانَتْ لِيَزِيْدَ؟ وَحَالُهُ مَشْهُوْرٌ(405).

''اس میں یزید کی کون سی فضیلت ہے؟ جب کہ (بہ اَمر مجبوری جانے کی) اُس کی حالت مشہور ہے!''

6۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بطورِ سزا یزید کو قسطنطنیہ بھیجا تھا

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ ایک تو یزید جہاد میں شریک نہیں ہوا اور دوسرا یہ مزاجِ اسلام کے خلاف شعر کہتا پھرتا ہے تو انہوں نے فرمایا: خدا کی قسم! اب میں تمہیں سزا کے طور پر قسطنطنیہ بھیجوں گا تاکہ جو تکالیف اور دکھ انہیں

(404) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي، 1/ 3، الرقم/ 1.

(405) بدر الدين العيني في عمدة القاري، 14/ 199.

پہنچ رہی ہیں وہ تمہیں بھی ملیں۔ یوں انہوں نے سزا کے طور پر یزید کو جنگ میں بھیجا۔ مؤرخین لکھتے ہیں:

فَبَلَغَ مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه شِعْرُهُ، فَأَقْسَمَ عَلَيْهِ لَيَلْحَقَنَّ بِسُفْيَانَ إِلَى أَرْضِ الرُّوْمِ لِيُصِيبَهُ مَا أَصَابَ النَّاسَ، فَسَارَ وَمَعَهُ جَمْعٌ كَثِيرٌ أَضَافَهُمْ إِلَيْهِ أَبُوهُ(406).

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک اس کی شاعری پہنچی تو اس پر انہوں نے یہ قسم کھائی کہ یہ (یعنی یزید) ضرور بالضرور سرزمین روم پر سفیان (بن عوف) سے جاملے گا تاکہ اُسے بھی وہی مصائب و آلام محسوس ہوں جو دیگر لوگوں کو پہنچ رہے ہیں۔ وہ گیا اور اس کے ساتھ لوگوں کا ایک جم غفیر تھا جو اس کے والد نے اس کے ہمراہ کیا تھا۔"

حیرت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تو اسے سزا کے طور پر بھیجا اور لوگوں نے پکڑ کر جنت میں ڈال دیا! جسے سزا کے طور پر بھیجا جائے وہ کیسے بخشش و مغفرت کا حق دار ٹھہرے گا؟

7۔ حدیثِ قسطنطنیہ کا حقیقی مصداق — سلطان محمد الفاتح (1432ء-1481ء)

گزشتہ صفحات میں بیان کردہ 'صحیح البخاری' کی روایت اجمال ہے۔ اس کی تفصیل 'مسند احمد بن حنبل' میں مروی ایک حدیث مبارک میں ملتی ہے۔ اس کے مطابق قسطنطنیہ کو فتح کرنے والے امیر لشکر کو یہ خوش خبری دی گئی ہے کہ وہ فاتح بھی باکمال ہوگا اور وہ فوج بھی باکمال ہوگی۔ 'مسند احمد بن حنبل' کی روایت کے الفاظ ہیں:

(406) ابن الأثير في الكامل في التاريخ، 3/314.

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرٍ الْخَثْعَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم يَقُولُ: لَتُفْتَحَنَّ الْقُسْطُنْطِينِيَّةُ، فَلَنِعْمَ الْأَمِيرُ أَمِيرُهَا، وَلَنِعْمَ الْجَيْشُ ذَلِكَ الْجَيْشُ.

قَالَ: فَدَعَانِي مَسْلَمَةُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ فَسَأَلَنِي، فَحَدَّثْتُهُ، فَغَزَا الْقُسْطُنْطِينِيَّةَ(407).

"حضرت عبد اللہ بن بشر الخثعمی اپنے والد حضرت بشر خثعمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلى الله عليه وعلى آله وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: قسطنطنیہ ضرور فتح ہوگا، اس کا امیر بہترین امیر ہوگا اور وہ لشکر بہترین لشکر ہوگا۔"

"وہ فرماتے ہیں کہ مسلمہ بن عبدالملک نے مجھے بلوا کر اس کے بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں یہ حدیث بیان کی۔ سو وہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوئے۔"

یہ دراصل شرح الحدیث بالحدیث کے اُصول کے تحت 'صحیح البخاری' اور 'صحیح مسلم' میں مروی حدیث مبارک کی شرح ہے۔ صحیحین کی حدیث میں أَوَّلُ جَيْشٍ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ جب کہ اس حدیث میں صراحتاً فتح قسطنطنیہ کا لفظ آیا ہے، مگر مغفرت یا بشارت کی بات نہیں فرمائی گئی۔ تاریخی حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ سلطنتِ عثمانیہ کے ساتویں خلیفہ سلطان محمد الفاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا تھا اور انہی کو مؤرخین اور شارحین

(407) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 4/ 335، الرقم/ 18977، والحاكم في المستدرك، 4/ 468، الرقم/ 8300، والطبراني في المعجم الكبير، 2/ 38، الرقم/ 1216.

نے اس حدیث کا مصداق قرار دیا ہے جس میں قسطنطنیہ کو فتح کرنے والے لشکر اور اس کے "امیر" کی مدح کی گئی ہے۔ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے "تاریخ الدولة العلية العثمانية" میں لکھا ہے:

اَلسُّلْطَانُ الْغَازِي، مُحَمَّدٌ الثَّانِي الْفَاتِحُ وَفَتَحَ الْقُسْطُنْطِينِيَّةَ. وُلِدَ هَذَا السُّلْطَانُ فِي 26 رَجَبٍ سَنَةَ 833ھ/ 20 إِبْرِيلَ سَنَةَ 1429م، وَهُوَ سَابِعُ سَلَاطِيْنِ هَذِهِ السُّلَالَةِ الْمُلُوْكِيَّةِ(408).

"سلطان غازی، محمد ثانی فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ یہ بادشاہ 26 رجب سن 833ھ، مطابق 20 اپریل 1429 کو پیدا ہوا۔ وہ شاہی خاندان میں سے ساتواں سلطان تھا۔"

بے شک قسطنطنیہ کی فتح تاریخ اسلام کا ایک سنہرا باب ہے۔ اس عظیم فتح کو مؤرخین عالم نے محض وقت کا اتفاقی حادثہ یا ایک یادگار تاریخی واقعہ کے طور سے ہی بیان نہیں کیا ہے بلکہ تاریخ کے اوراق سے ہمیں یہ آگاہی ملتی ہے کہ یہ فتح رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی بشارات میں سے ہے اور مذکورہ حدیث مبارک میں بیان کردہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی اس بشارت کی تصدیق ہے جس کی وجہ سے قسطنطنیہ کی فتح ہر بڑے مسلم کمانڈر کی دیرینہ آرزو رہی ہے۔ اس سے پہلے قسطنطنیہ پر گیارہ (11) مرتبہ حملے ہوئے۔ سات (7) حملے اسلام کے پہلے دور میں ہوئے، جن میں صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ اور دیگر اِس اُمید پر شرکت کرتے رہے کہ فتح ہوگی تو ہم اُس بشارت کے حق دار ٹھہریں گے۔ مگر فتح قسطنطنیہ کی یہ سعادت 20 جمادی الاولی مطابق 29 مئی 1543ء کو سلطان محمد الفاتح کے مقدر میں ٹھہری۔ فتح کے بعد انہوں نے اس کا نام

---

(408) محمد فريد المحامي في تاريخ الدولة العلية العثمانية، ص/ 160.

"اسلامبول" رکھا جو بعد میں استنبول بنا(409)۔

قسطنطنیہ پر سابقہ حملوں کے بارے میں محمد فرید المحامی نے لکھا ہے:

وَلْنَذْكُرْ هُنَا أَنَّ الْمُسْلِمِينَ حَاصَرُوا الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ إِحْدَى عَشْرَةَ مَرَّةً قَبْلَ هَذِهِ الْمَرَّةِ الْأَخِيرَةِ، مِنْهَا سَبْعَةٌ فِي الْقَرْنَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ لِلْإِسْلَامِ(410).

"ہم یہاں یہ بھی ذکر کرتے چلیں کہ (قسطنطنیہ کی فتح کے لیے ہونے والے) آخری حملے سے قبل بھی گیارہ مرتبہ مسلمانوں نے اس شہر کا محاصرہ کیا تھا، جن میں سے سات مرتبہ اسلام کی پہلی دو صدیوں میں ہی اس کا محاصرہ ہوا تھا۔"

8۔ کسی بھی عمل میں بشارتِ مغفرت کے برقرار رہنے کے لیے ضروری ہے کہ بعد ازاں کوئی عمل مانعِ مغفرت صادر نہ ہوا ہو

یزید کی حمایت کرنے والے لوگ جو قسطنطنیہ کے معرکہ کے پہلے لشکر میں اس کے شریک ہونے کا دعویٰ کر کے اسے مغفرت یافتہ اور جنتی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کیا وہ اس پر کتاب و سنت سے کوئی دلیل لا سکتے ہیں کہ اس نے اس کے بعد جو سنگین جرائم اور سیاہ کارنامے سرانجام دیے ہیں، وہ تمام گناہ مذکورہ معرکہ میں شرکت کی وجہ سے معاف ہو چکے ہیں اور اللہ کے ہاں اب اس سے کوئی باز پرس نہ ہوگی؟ حالانکہ اعمالِ خیر انجام دینے میں اس طرح کی بے شمار بشارات احادیث میں وارد

(409) محمد فريد المحامي في تاريخ الدولة العلية العثمانية، ص/ 160-164.

(410) محمد فريد المحامي في تاريخ الدولة العلية العثمانية، ص/ 164.

ہوئی ہیں۔ ذیل میں چند احادیث بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں:

1۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

بَشِّرِ النَّاسَ، أَنَّهُ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ(411).

"لوگوں کو یہ بشارت دے دو کہ جس نے یہ اقرار کیا کہ 'اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں'، وہ جنت میں داخل ہو گا۔"

یہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے صرف کلمہ پڑھ لینے والے کے لیے جنت کی بشارت مرحمت فرمائی ہے۔

2۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ(412).

جو فجر اور عصر کی نماز پڑھے جنت میں داخل ہو گا۔

کیا اس حدیث مبارک کا معنی یہ لیاجائے گا کہ اگر کوئی ظہر، مغرب اور نہ عشاء پڑھے، صرف فجر اور عصر پڑھ لے تو سیدھا جنت میں جائے گا؟

3۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

---

(411) أخرجه أبو يعلى في المسند، 7/ 9، 34، الرقم/ 3899، 3941، والطبراني في المعجم الكبير، 20/ 49، الرقم/ 82.

(412) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب مواقيت الصلاة، باب فضل صلاة الفجر، 1/ 210، الرقم/ 548، ومسلم في الصحيح، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، 1/ 440، الرقم/ 635.

نے فرمایا ہے:

مَنْ حَافَظَ عَلَى شُفْعَةِ الضُّحَى، غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُهُ؛ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ(413).

"جو شخص چاشت کی دو رکعات کی پابندی کرتا ہے، اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔"

4۔ ام المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَي عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا، غَيْرَ فَرِيْضَةٍ، إِلَّا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ(414).

"جو مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہر روز فرائض کے علاوہ بارہ رکعت نفل ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنا دیتا ہے۔"

فرائض کے علاوہ باقاعدگی سے نوافل ادا کرنے والے کے لیے جنت کی بشارت دی

---

(413) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 2/ 443، الرقم/ 9714، والترمذي في السنن، كتاب الصلاة، باب ما جاء في صلاة الضحى، 2/ 341، الرقم/ 476، وابن ماجه في السنن، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في صلاة الضحى، 1/ 440، الرقم/ 1382.

(414) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن وبيان عددهن، 1/ 503، الرقم/ 728، وأحمد بن حنبل في المسند، 6/ 327، الرقم/ 26818، وأبو داود في السنن، كتاب الصلاة، باب تفريع أبواب التطوع وركعات السنة، 2/ 18، الرقم/ 1250.

گئی ہے۔

5۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ(415).

"جس شخص نے حالتِ ایمان میں اور اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے شبِ قدر میں قیام کیا (یعنی رات اخلاص کے ساتھ عبادت و ریاضت میں گزار دی) اُس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جائیں گے، اور جس شخص نے حالتِ ایمان میں، اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے رمضان المبارک کے روزے رکھے اُس کے بھی سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

6۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

---

(415) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الصوم، باب من صام صوم رمضان إيمانا واحتسابا، 2/672، الرقم/1802، ومسلم في الصحيح، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، 1/523، الرقم/760.

ذَنْبِهِ(416).

”جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (نمازِ تراویح کا) قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دیے گئے۔“

نمازِ تراویح ادا کرنے والے کے لیے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

7۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ، غُفِرَ لَهُ سَنَةٌ أَمَامَهُ وَسَنَةٌ بَعْدَهُ(417).

”جس نے یوم عرفہ کا روزہ رکھا اس کے لیے ایک پچھلے سال اور ایک اگلے سال کے گناہوں کی بخشش ہوگئی۔“

8۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنْ صَامَ الْأَرْبِعَاءَ، وَالْخَمِيْسَ، وَالْجُمُعَةَ، بَنَى اللهُ لَهُ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ مِنْ لُؤْلُؤٍ، وَيَاقُوْتٍ، وَزَبَرْجَدٍ، وَكَتَبَ لَهُ بَرَاءَةً مِنَ

(416) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، 2/ 707، الرقم/ 1905، ومسلم في الصحيح، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، 1/ 523، الرقم/ 759.

(417) أخرجه ابن ماجه في السنن كتاب الصيام، باب صيام يوم عرفة، 1/ 551، الرقم/ 1731، والبيهقي في السنن الكبرى، 4/ 300، الرقم/ 8259، والطبراني في المعجم الكبير، 19/ 4، الرقم/ 6.

النَّارِ(418).

”جو شخص بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں موتی، یاقوت اور زمرد کا گھر بنا دیتا ہے اور اس کے لیے دوزخ سے نجات لکھ دیتا ہے۔“

9۔ اِسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو حج کرنے والے کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ(419).

”جس نے حج کیا اور فحش گوئی نہیں کی، اور کوئی برا عمل نہیں کیا، وہ (گناہوں سے پاک ہوکر) اُس دن کی طرح لوٹا جس دن اُس کی ماں نے اُسے جنم دیا۔“

کیا اِس حدیث مبارک کا یہ مفہوم لیا جائے گا کہ حجِ مبرور کے بعد حاجی دین اور شریعت کی پابندیوں سے آزاد ہے؟ وہ جو چاہے کرتا پھرے ... لوٹ مار کرے ... ظلم و زیادتی کا بازار گرم کردے ... چاہے تو 100 قتل بھی کردے ... اُس سے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوگی! ... ایسا ہرگز نہیں ہے!

---

(418) أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، 1/ 87، الرقم/ 254، وأيضًا في مسند الشاميين، 2/ 366، الرقم/ 1506، والبيهقي في شعب الإيمان، 3/ 397، الرقم/ 3873.

(419) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، 2/ 553، الرقم/ 1449.

10۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے لیے جنت کی بشارت دیتے ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ، فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ(420).

"جو مسلمان اللہ کی راہ میں اونٹنی کے دو مرتبہ دودھ دوہنے کے درمیانی وقفہ کے برابر بھی جہاد کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔"

11۔ 'صحیح مسلم' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے:

كَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ، أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ. -وَأَشَارَ مَالِكٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى (421).

"'اپنے طور پر یتیم کی ذمہ داری لینے والا یا کسی دوسرے کے لیے کفیل بننے والا، میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح رہیں گے۔' امام مالک نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔"

اِس حدیث مبارک میں صرف یتیم کی کفالت کرنے والے کو جنت میں حضور

---

(420) أخرجه أبو داود في السنن، كتاب الجهاد، باب فيمن سأل الله تعالى الشهادة، 3/ 21، الرقم/ 2541، والترمذي في السنن، كتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الغدو والرواح في سبيل الله، 4/ 181، الرقم/ 1650.

(421) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الزهد والرقائق، باب الإحسان إلى الأرملة والمسكين واليتيم، 4/ 2287، الرقم/ 2983.

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی رفاقت کی خوش خبری دی گئی ہے۔

12۔ سیدنا علی عَلَيْهِ السَّلَام سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا، وَكَفَّنَهُ، وَحَنَّطَهُ، وَحَمَلَهُ، وَصَلَّى عَلَيْهِ، وَلَمْ يُفْشِ عَلَيْهِ مَا رَأَى، خَرَجَ مِنْ خَطِيئَتِهِ مِثْلَ يَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ(422).

''جس نے کسی میت کو غسل دیا، اس کو کفن پہنایا، خوشبو لگائی، اس کے جنازے کو کندھا دیا، اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس سے متعلق کوئی بات دیکھی مگر اُسے ظاہر نہیں کیا تو وہ اپنے گناہوں سے اُس دن کی طرح پاک ہوگیا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔''

اِس حدیث مبارک میں صرف میت کے حقوق ادا کرنے پر جنت کی نوید سنائی گئی ہے۔

مذکورہ بالا احادیث میں جتنے اَعمالِ صالحہ پر جنت کی بشارت دی گئی ہے، ان میں کہیں بھی بقیہ زندگی میں اَعمالِ خیر سے رُخصت نہیں دی گئی اور نہ ہی شریعت کی پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ صرف اَصحابِ بدر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ اور سیدنا عثمان غنی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو یہ اِستثناء دیا گیا ہے، جیسا کہ درج ذیل دو روایات سے واضح ہوتا ہے۔

13۔ سیدنا علی عَلَيْهِ السَّلَام سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے اَصحابِ بدر کے لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا:

---

(422) أخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت، 1/ 469، الرقم/ 1462.

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ وَجَبَتْ لَکُمُ الْجَنَّةُ، أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ(423).

"تم جو عمل کرنا چاہتے ہو کرو، بے شک تمہارے لیے جنت لازم ہو گئی ہے۔ یا فرمایا: میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔"

14۔ حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ وہ وقت تھا جب غزوۂ تبوک کے لیے جیش عُسرہ کی روانگی کا سامان ہو رہا تھا۔ آپ نے اس رقم کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی گود میں ڈال دیا۔ حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان دیناروں کو اپنی گود میں دست مبارک سے الٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے:

مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ(424).

"عثمان آج کے بعد جو بھی عمل کرے گا، اُسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ جملہ دو بار ارشاد فرمایا۔

---

(423) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المغازي، باب فضل من شهد بدرًا، 4/ 1463، الرقم/ 3762، وأيضًا في كتاب الجهاد والسير، باب الجاسوس، 3/ 1095، الرقم/ 2845، ومسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أهل بدر، وقصة حاطب بن أبي بلتعة، 4/ 1941، الرقم/ 2494.

(424) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب عثمان، 5/ 626، الرقم/ 3701، والحاكم في المستدرك على الصحيحين، 3/ 110، الرقم/ 4553.

15۔ احادیث مبارکہ میں ہے کہ شعبان کی پندرھویں رات میں اللہ رب العزت بے شمار لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے، لیکن اس مغفرتِ عامہ میں بھی بعض مستثنیات ہوتی ہیں۔ ان 8 قسم کے اَفراد کو اللہ تعالیٰ کی اس مغفرت میں شامل نہیں کیا گیا۔ اِن آٹھوں قسم کے افراد کو اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی نہیں پہنچے گی اور اِس کی وجہ اُن کا صفاتِ قبیحہ اور بُرے افعال سے متصف ہونا ہے(425)۔ اِس حوالے سے چند روایات ذیل میں دی جاتی ہیں:

(1) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے:

إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَنْزِلُ اللهُ تبارك وتعالى إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهِ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ مُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ لِأَخِيهِ(426).

”جب ماہِ شعبان کی پندرہویں رات آتی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ آسمانِ دنیا پر (اپنی حسبِ شان) نزول فرماتا ہے اور سوائے مشرک اور اپنے بھائی سے بغض و عناد رکھنے والے کے اپنے سارے بندوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔“

اِس حدیث مبارک میں مشرک اور مُبغض کے سوا سب کی بخشش ہونے کا بیان

---

(425) اس موضوع پر تفصیلات کے لیے راقم کی تالیف ”مختلف مہینوں اور دنوں کے فضائل و برکات (غاية الإنعام في بعض زمن الشهور والليالي والأيام)“ کا مطالعہ فرمائیں۔

(426) أخرجه البزار في المسند، 1/ 206-207، الرقم/ 80، والبيهقي في شعب الإيمان، 3/ 381، الرقم/ 3829، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، 3/ 307، الرقم/ 4190، والهيثمي في مجمع الزوائد، 8/ 65.

ہے۔

(2) ایک روایت میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا فرمان ہے:

يَطَّلِعُ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى إِلَى خَلْقِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهِ إِلَّا لِاثْنَيْنِ: مُشَاحِنٍ وَقَاتِلِ نَفْسٍ(427).

”اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب اپنی مخلوقات پر نظر اِلتفات فرماتا ہے اور دو اشخاص یعنی چغل خور اور قاتل کے علاوہ سب کی بخشش فرما دیتا ہے۔“

اِن احادیث مبارکہ میں یہ صراحت فرما دی گئی ہے کہ مغفرتِ عامہ کے حکم میں قاتل شامل نہیں ہوگا۔ گویا ناحق خون بہانے والے اور قتل و غارت گری کرنے والے کو شعبان کی پندرھویں رات بھی نہیں بخشا جائے گا۔ یہی قاعدہ و کلیہ ہر جگہ منطبق (apply) کیا جائے گا اور اِسی اُصول کے مطابق بخشش کا پروانہ جاری ہوگا۔

16۔ آخر میں ہم ایک اور حدیث مبارک بیان کریں گے جس سے یہ موقف مزید عیاں ہو جائے گا کہ بندۂ مومن کا مستحق جنت ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اُس کا خاتمہ بالخیر اور انجام ایمان پر ہو۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے:

---

(427) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 2/ 176، الرقم/ 6642، وذكره الخطيب التبريزي في مشكاة المصابيح، 1/ 409، الرقم/ 1307، والمنذري في الترغيب والترهيب، 2/ 73، الرقم/ 1548، والهيثمي في مجمع الزوائد، 8/ 65.
[قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ أَحْمَدُ وَفِيْهِ ابْنُ لَهِيْعَةَ، وَهُوَ لَيِّنُ الْحَدِيْثِ وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ وُثِّقُوْا. وَصَحَّحَهُ أَحْمَدُ شَاكِرٌ فِي تَحْقِيْقِهِ لِمُسْنَدِ الإِمَامِ أَحْمَدَ.]

اَلْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ(428).

”اَعمال کا دار و مدار خاتمے (یعنی اَنجام) پر ہے۔“

یزید کا خاتمہ جس حالت پر ہوا، وہ سب کے سامنے عیاں ہے اور اُس کے فسق و فجور اور کُفر و اِرتداد میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔

مغفرت کی بشارات اور بخشش کی نوید کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ جس کے لیے مغفور کہہ دیا وہ سیدھا جنت میں جائے گا اور اُس سے بعد والے اعمال کا حساب بھی نہ ہوگا۔ یہ دینِ اسلام کا قاعدہ نہیں۔ مَغْفُوْرٌ لَهُمْ کا غلط معنی نکالنے والوں نے نہ قرآن سمجھا ہے اور نہ حدیث۔ زبانِ مصطفی ﷺ سے جب اِن جیسے الفاظ ادا ہوتے ہیں:

مَغْفُوْرٌ لَهُمْ، غُفِرَ لَهُمْ، دَخَلَ الْجَنَّةَ، أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ، يُدْخِلُهُ اللهُ الْجَنَّةَ، غَفَرْتُ لَهُمْ، حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ.

تو اِس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اِس عمل کے باعث مغفرت کا حق دار بن گیا اور حق دار رہے گا بشرطیکہ بدبخت نہ ہو جائے، مرتد نہ ہو جائے، ظلم نہ کرے اور اُس سے مغفرت اور جنت کے خلاف اعمال و افعال کا صدور نہ ہو۔ اگر اِسی حالتِ خیر پر موت آ جائے تو یہ عمل توبہ بن جائے گا اور مغفرت ہو جائے گی۔

---

(428) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب القدر، باب العمل بالخواتيم، 6/ 2436، الرقم/ 6233، وأحمد بن حنبل في المسند، 5/ 335، الرقم/ 22886، والطبراني في المعجم الكبير، 6/ 147، الرقم/ 5798، وابن الجعد في المسند، 1/ 429، الرقم/ 2929، واللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، 4/ 608، الرقم/ 1086.

زبانِ مصطفی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ سے مختلف الفاظ میں بشارات ایک نہیں بلکہ سیکڑوں احادیث مبارکہ میں آئی ہیں۔ جب یہ تبشیری کلمات احادیث میں آتے ہیں تو ان کا مطلب سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

یزید کی حمایت کرنے والے اگر مُصر ہیں کہ اُسے بہر صورت جنتی بنانا ہے، تو پھر مذکورہ بالا احادیث مبارکہ کا کیا مفہوم لیا جائے گا؟ جن اَعمالِ صالحہ کی انجام دہی پر بشارتیں موجود ہیں، کیا انہیں ایک مرتبہ ادا کرنے کے بعد بندہ شریعت سے آزاد ہو جائے گا کہ آئندہ زندگی میں وہ جو چاہے کرتا پھرے؟ یہ شان تو صرف اَصحابِ بدر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ اور سیدنا عثمان غنی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے بارے میں مخصوص تھی کہ اُنہیں جنت کی بشارت ملنے کے بعد کی زندگی میں باز پُرس سے اِستثناء دیا گیا۔ اِس کے باوجود وہ تمام عمر پابندِ شریعت اور زہد و ورع کے اَعلیٰ ترین مقامات پر کاربند رہے۔ ان کا خلافِ شرع یا خلافِ سنت کوئی ذرہ بھر عمل بھی ثابت نہیں ہے۔

کیا مذکورہ بالا بشارتیں اور دیگر احادیث میں وارد گناہوں کی بخشش اور دوزخ سے چھٹکارے کی بشارتوں کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ان مذکورہ اعمال کو انجام دینے کے بعد فرض نماز ترک کر دے، شراب پی لے، چوری کرے، کسی پر ظلم کرے، کسی کو اذیت پہنچائے، کسی کو قتل کرے تب بھی اس کے سابقہ نیک عمل کی وجہ سے بعد والے تمام گناہوں کی بخشش ہو جائے گی؟ ... 'نہیں!' ... بلکہ ان اعمال حسنہ کی وجہ سے سابقہ گناہ معاف ہوتے ہیں، لیکن آئندہ اعمالِ بد کی وجہ سے ہونے والے گناہ معاف نہیں ہوں گے۔ ورنہ یہ کہنا پڑے گا کہ جس شخص نے حج کیا یا میت کو غسل دیا یا یتیم کی پرورش کی ذمہ داری لی وہ شخص اگر فرض نماز ترک کرے، شراب پیے، چوری کرے، کسی پر ظلم کرے، کسی کو اذیت پہنچائے یا کسی کو قتل کرے تو یہ اَعمالِ بد اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا، اس لیے کہ اس نے مذکورہ اَعمالِ خیر کر لیے ہیں، حالانکہ اس طرح کی احمقانہ بات کوئی صاحبِ عقل نہیں کر سکتا۔ یہ خیالِ خام اور خوش فہمی کے علاوہ اور کیا ہو

سکتا ہے۔ اگر اس نظریہ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو معاشرہ ظلم و استبداد سے خالی نہیں رہ سکتا۔

9۔ غزوۂ قسطنطنیہ میں شرکت کے باعث ملنے والی بشارت پر محدثین کی تصریحات

اگر بالفرض یزید اپنی خوشی اور رغبت کے ساتھ ہی لشکر میں شریک ہوا اور وہ حدیث مبارک کی رُو سے مغفرت کا مصداق ٹھہرتا ہے تو یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا جنگ میں شرکت کے بعد والے اُس کے معاصی اور گناہ بھی معاف ہو چکے ہیں؟

اکثر محدثین و شارحین نے زیرِ بحث حدیث کی شرح میں بالصراحت لکھا ہے کہ اگرچہ یزید نے اس غزوہ میں شرکت کی تھی، تاہم وہ اس بشارت کا مستحق ہرگز نہیں ہے کیونکہ بعد ازاں اَہلِ بیتِ نبوی عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی اِہانت کا اِرتکاب کرکے مستحق لعنت ٹھہرا۔

1۔ 'صحیح البخاری' کے شارحین علامہ بدر الدین العینی، حافظ ابن حجر العسقلانی اور امام شہاب الدین القسطلانی نے لکھا ہے کہ مغفرت کی خوش خبری اِس شرط کے ساتھ ہے کہ اس لشکر میں شریک رہنے والا مغفرت کا اَہل و مستحق بھی ہو۔ شارحین لکھتے ہیں:

فَإِنْ قُلْتَ: قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ فِي حَقِّ هَذَا الْجَيْشِ: «مَغْفُوْرٌ لَهُمْ». قُلْتُ: قِيْلَ: لَا يَلْزَمُ مِنْ دُخُوْلِهِ فِي ذَلِكَ الْعُمُوْمِ أَنْ لَا يَخْرُجَ بِدَلِيْلٍ خَاصٍّ، إِذْ لَا يَخْتَلِفُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّ قَوْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ: «مَغْفُوْرٌ لَهُمْ»، مَشْرُوْطٌ بِأَنْ يَكُوْنُوْا مِنْ أَهْلِ الْمَغْفِرَةِ حَتَّى لَوِ ارْتَدَّ وَاحِدٌ مِمَّنْ غَزَاهَا بَعْدَ

ذَلِكَ، لَمْ يَدْخُلْ فِي ذَلِكَ الْعُمُوْمِ. فَدَلَّ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ مَغْفُوْرٌ لِمَنْ وُجِدَ شَرْطُ الْمَغْفِرَةِ فِيْهِ مِنْهُمْ(429).

''اگر تم یہ کہو کہ آپ ﷺ کا فرمان مبارک 'ان کی بخشش کر دی گئی' اِس لشکر کے حق میں ہے۔ میں کہتا ہوں: کہا گیا ہے کہ یزید کا اِس عمومی بشارت میں داخل ہونا (تب بھی) لازم نہیں ہے۔ اس لیے کہ علماءِ اُمت اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک، 'ان کی بخشش کر دی گئی'، اس شرط کے ساتھ ہے کہ وہ مغفرت کے اہل ہوں، حتی کہ اگر اس غزوہ میں شریک رہنے والوں میں سے کوئی بعد میں اسلام سے پھر جاتا ہے تو وہ اس عمومی بشارت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ فرمانِ رسول ﷺ کا مطلب یہی ہے کہ اس جنگ میں شریک رہنے والے اُس شخص کے لیے بخشش ہے جس میں مغفرت کی شرط پائی جائے گی۔''

2۔ شارح ''صحیح البخاری'' زین الدین ابو یحییٰ السنیکی الانصاری (م 926ھ) نے مِنْحَة الباري شرح صحيح البخاري میں اِس حدیث مبارک کی شرح کرتے ہوئے اس غلط فہمی کا جواب یوں دیا ہے:

أُجِيْبُ: بِأَنَّهُ لَا يَلْزَمُ مِنْ دُخُوْلِهِ فِيْهِ أَنْ لَا يَخْرُجَ بِدَلِيْلٍ خَاصٍّ، إِذْ لَا خِلَافَ أَنَّ قَوْلَهُ: «مَغْفُوْرٌ لَهُمْ» مَشْرُوْطٌ بِكَوْنِهِ

---

(429) بدر الدين العيني في عمدة القاري، 14/ 199، وابن حجر عسقلاني في فتح الباري، 6/ 102، والقسطلاني في إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، 5/ 104، والزرقاني في شرح الموطأ، 3/ 57.

مِنْ أَهْلِ الْمَغْفِرَةِ وَيَزِيْدُ لَيْسَ كَذَلِكَ(430).

"میں جواب دیتا ہوں: مَغْفُوْرٌ لَهُمْ کے زُمرے میں یزید کے شامل ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی دلیلِ خاص کی بنا پر اُس میں سے نکل بھی نہیں سکتا۔ کیوں کہ اِس میں کوئی اِختلاف نہیں ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان مَغْفُوْرٌ لَهُمْ اس حقیقت کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ اَہلِ مغفرت میں سے بھی ہو۔ جب کہ یزید ایسا (صاحبِ مغفرت) نہیں تھا۔"

3۔ علامہ عبد الرؤوف المناوی (م 1031ھ) نے 'فیض القدیر' میں لکھا ہے:

لَا يَلْزَمُ مِنْهُ كَوْنُ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَغْفُوْرًا لَهُ لِكَوْنِهِ مِنْهُمْ، إِذِ الْغُفْرَانُ مَشْرُوْطٌ بِكَوْنِ الْإِنْسَانِ مِنْ أَهْلِ الْمَغْفِرَةِ وَيَزِيْدُ لَيْسَ كَذَلِكَ لِخُرُوْجِهِ بِدَلِيْلٍ خَاصٍّ، وَيَلْزَمُ مِنَ الْجُمُوْدِ عَلَى الْعُمُوْمِ أَنَّ مَنِ ارْتَدَّ مِمَّنْ غَزَاهَا مَغْفُوْرٌ لَهُ، وَقَدْ أَطْلَقَ جَمْعٌ مُحَقِّقُوْنَ حَلَّ لَعْنِ يَزِيْدَ بِهِ(431).

"یزید بن معاویہ کا بخشا ہوا ہونا صرف اِس لیے لازم نہیں آتا کہ وہ بھی بشارت پانے والے لشکر میں شامل تھا۔ اِنسان کی بخشش اُس کے اَہلِ مغفرت میں سے ہونے کے ساتھ مشروط ہے۔ یزید کی صورت حال اِس کے برعکس ہے۔ وہ خاص دلیل کی بناء پر اَہلِ مغفرت سے خارج

---

(430) زين الدين أبو يحيى السنيكي المصري في منحة الباري بشرح صحيح البخاري، 6/ 59.

(431) المناوي في فيض القدير، 3/ 84.

ہے۔ جب کہ عموم پر جمے رہنے سے یہ لازم آتا ہے کہ بے شک جو لوگ اُس غزوہ میں شریک ہوئے تھے اُن میں سے اگر کوئی مرتد بھی ہوجائے تو وہ مَغْفُوْرٌ لَہٗ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ محققین کی ایک جماعت نے اِس غزوہ میں شرکت کے باوجود یزید پر لعنت کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔"

4۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م 1176ھ) نے 'صحیح البخاری' کے تراجم الابواب کی شرح پر مبنی اپنے رسالہ میں جہاد میں شرکت کے باعث نجاتِ یزید پر اپنا موقف یوں رقم کیا ہے:

وَالصَّحِيْحُ أَنَّهُ لَا يَثْبُتُ بِهَذَا الْحَدِيْثِ إِلَّا كَوْنُهُ مَغْفُوْرًا لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ عَلَى هَذِهِ الْغَزْوَةِ، لِأَنَّ الْجِهَادَ مِنَ الْكَفَّارَاتِ، وَشَأْنُ الْكَفَّارَاتِ إِزَالَةُ آثَارِ الذُّنُوْبِ السَّابِقَةِ عَلَيْهَا لَا الْوَاقِعَةِ بَعْدَهَا. نَعَمْ، لَوْ كَانَ مَعَ هَذَا الْكَلَامِ أَنَّهُ مَغْفُوْرٌ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ يَدُلُّ عَلَى نَجَاتِهِ. وَإِذْ لَيْسَ فَلَيْسَ (432).

"مستند اور معتبر قول یہی ہے کہ اِس حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اِس غزوہ میں شرکت سے قبل یزید نے جو گناہ کیے تھے وہ بخش دیے گئے، کیوں کہ جہاد کفارات میں سے ہے۔ کفارات کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ سابقہ گناہ دھو ڈالتے ہیں، لیکن بعد میں کیے گئے گناہ محو نہیں ہوتے۔ البتہ اگر اِس کے ساتھ حضور ﷺ نے یہ فرما دیا ہوتا کہ قیامت تک کے لیے اُس کی بخشش کر دی گئی ہے، تو

---

(432) الشاه ولي الله في شرح تراجم أبواب البخاري، ص/ 128.

پھر یقیناً یہ حدیث اُس کی نجات پر دلالت کرتی۔ جب یہ صورت نہیں ہے تو نجات بھی ثابت نہیں ہے۔"

5۔ برصغیر کے نام ور غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

"اُس حدیثِ (قسطنطنیہ) سے بعضوں نے نکالا ہے جیسے مہلب نے کہ یزید کی خلافت صحیح تھی اور وہ بہشتی ہے۔میں کہتا ہوں: سبحان اللہ! اِس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیوں کہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھ کر گیا تھا اس وقت تک معاویہ زندہ تھے، اُنہی کی خلافت تھی اور معاویہ کی خلافت تاحیات باتفاقِ علماء صحیح تھی۔ کس لیے کہ امام برحق جناب امام حسن عَلَیْہِ السَّلَام نے خلافت ان کو تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کو بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فرد بھی بخشا جائے اور بہشتی ہو۔ خود آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ دوزخی ہے۔ اور بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ ... یزید نے گو یہ پہلے اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد تو اس نے وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ۔ امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کو قتل کرایا۔ اہل بیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کا آیا تو مردود کہنے لگا: میں نے بدر کا بدلہ لیا۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی، حرم محترم میں ... گھوڑے بندھوائے، مسجد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم اور قبر شریف کی توہین کی۔ مکہ پر چڑھائی کی، وہاں منجنیق لگائی، عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو شہید کرایا۔ حجاج ظالم نے اپنے غلام کے ہاتھ سے ایک لاکھ صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اور تابعین اور بزرگوں کو ناحق قتل کرایا۔ ان گندگیوں کے

بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے؟ قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسین علیہ السلام کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی۔ یہ امر متواتر ہے۔ اسی لیے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اُس پر اور اس کے مددگاروں پر۔"(433)

اِن تمام توضیحات اور تصریحات کے بعد بھی کیا کسی تاویل کی گنجائش رہ جاتی ہے کہ یزید کو مغفرت و بخشش کا اَہل قرار دیا جائے؟

خلاصۂ بحث

یزید قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے والے اُس پہلے لشکر میں شامل نہیں تھا جس کے شرکاء کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بخشش کی بشارت دی تھی۔ یزید بدبخت نے تو سراسر خلافِ مغفرت اور خلافِ جنت اَعمال کیے۔ جہاد کے بجائے عیش و طرب کو ترجیح دی اور جب اسے مسلمان مجاہدین کی تکالیف کا پتہ چلا تو اس قدر خوش ہوا کہ اپنے جہاد گریز فیصلے کے درست ہونے پر رباعی کہہ ڈالی۔ لہٰذا وہ تو پہلے سے ہی اپنے عمل کی وجہ سے بخشش کا حق دار نہ رہا اور دوسرا یہ کہ اس کے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے سزا کے طور پر بھیجا تھا۔ علاوہ ازیں اس نے معرکہ کربلا بپا کیا۔ واقعہ حرّہ رونما ہوا اور اہالیانِ مدینہ کو اذیت پہنچائی جس کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے واضح ارشادات ہیں کہ مدینہ والوں کو تکالیف میں مبتلا کر دینے والا جہنم کا ایندھن ہے۔

اس ظالم بد بخت نے سیدہ سکینہ کو تڑپایا، پھر بھی جنتی ہے؟ ... علی اصغر کی جان لے لی، علی اکبر کو شہید کیا، پھر بھی جنتی ہے؟ ... اہل بیتِ مصطفی

(433) وحید الزمان، تیسیر الباری ترجمہ و شرح صحیح البخاری، 4/125-126۔

علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے 72 لاشے تڑپائے، پھر بھی جنتی ہے؟ ... نیزے پر امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے سر سفر کرتے گئے، پھر بھی اُسے جنت ملے گی؟ ... دمشق کے دربار میں اپنی چھڑی امام حسین علیہ السلام کے مبارک لبوں پر ماری اور کہا کہ میں نے بدر والوں کا بدلہ لے لیا ہے، پھر بھی اُسے جنت ملے گی؟

یزید کے سیاہ کارنامے بالتفصیل ذکر ہو چکے ہیں۔ ... کیا ان سب کے بعد بھی ایسا سفاک، ظالم، درندہ صفت اور بدبخت شخص مَغْفُوْرٌ لَهُمْ کا مصداق ہو سکتا ہے؟ ... ہرگز نہیں!

ایں خیال است و محال است و جنوں

باب نمبر: 13

شہادتِ حسین علیہ السلام دراصل تکمیل شہادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہے،
اور قاتلِ حسین درحقیقت قاتلِ جانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہے

گزشتہ ابواب میں آیاتِ قرآنیہ، احادیث مبارکہ اور ائمہ عظام کی تصریحات کی روشنی میں یزید پر لعن اور اُس کے کفر کا معاملہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہوچکا ہے۔ لہٰذا اب یزید پر لعنت کے جواز اور اس کے کفر کے اثبات کا معاملہ مزید محتاجِ دلیل نہیں رہا۔ تاہم اس باب میں ہم ایک اور زاویہ نگاہ سے اِقدام یزید کی سنگینی کا تذکرہ کریں گے۔

میدانِ کربلا میں یزید اور اس کے حواریوں نے صرف امام عالی مقام سیدنا امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام اور اہل بیت اطہار عَلَیْہِمُ السَّلَام کے پاکیزہ نفوس ہی کو شہید نہیں کیا، بلکہ وہ بدبخت اپنے اس کریہہ عمل کے ذریعے حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو بالواسطہ شہید کرنے کا حکماً اور معناً مرتکب ٹھہرا۔

آیئے! اِس سربستہ راز کا درج ذیل پہلوؤں کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں:

1۔ سیرتِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ اور شہادت امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کی انفرادیت

اِسلام کے صدرِ اوّل سے لے کر آج تک دو حقیقتیں ایسی ہیں جنہیں تاریخ میں اس قدر شہرت ملی ہے کہ اتنی شہرت کسی اور حقیقت کو نہیں مل سکی۔ ان میں سے ایک سیرت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ ہے جب کہ دوسری حقیقت شہادتِ امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام ہے۔

حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے علاوہ آج تک کسی طبقہ اور قوم میں کوئی ایسا رہبر نہیں آیا جس کی ولادت سے وصال تک کی زندگی کے تمام گوشوں اور پہلوؤں کی تفصیلات مکمل طور پر محفوظ اور دستیاب ہوں۔ اسی طرح تاریخ انسانیت میں حق و

باطل کے لاکھوں معرکے ہوئے، کروڑوں شہادتیں ہوئیں، لیکن آج تک کسی شہادت کو اس قدر شہرت اور قبولِ عام نصیب نہیں ہو سکا جتنا شہادتِ امام حسین علیہ السلام کو ہوا ہے۔ چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود بھی شہادتِ امام حسین علیہ السلام کا ذکر زندہ و جاوید ہے۔ اس کی شہرت روز افزوں اور اس کا ذکر بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ حسینیت حق کا استعارہ اور یزیدیت باطل اور فتنہ و شر کا عنوان بن گئی ہے۔

شہادت امام حسین علیہ السلام کی شہرت کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ شہادت دراصل سیرتِ محمدی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ہی تکملہ اور تتمہ ہے۔ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سوانح حیات کے گوشوں میں سے ہی ایک گوشہ ہے۔ اِستقامت حسین آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فضائل و کمالات میں سے ایک کمال ہے۔ اس شہادت کا وجود سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے الگ نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ رفعت و عظمت کا جو رنگ ہمیں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم میں نظر آتا ہے شرف و قبولیت کی وہی جھلک شہادتِ امام حسین علیہ السلام میں بھی نظر آتی ہے۔ آئندہ صفحات میں ہم اِسی پہلو کی تشریح کرنا چاہتے ہیں۔

یہ بات یاد رہے کہ تعلیماتِ اسلام کی روشنی میں شہادت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے انعام یافتہ بندوں میں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ شہداء کو بھی شامل فرمایا ہے۔ سورۃ النساء میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ فَأُوْلَـٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّـٰلِحِينَ﴾

[النساء، 4/ 69]

"جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کے انعام یافتہ

بندوں، انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین کے ساتھ ہو گا۔"

2۔ شہادت اللہ تعالیٰ کی چار عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے

اللہ تعالیٰ نے ہمیں لاتعداد نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس سب نعمتوں کا کمال چار نعمتوں میں محصور ہے۔اور وہ ہیں 'نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت'۔ان چاروں نعمتوں کے باعث اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں چار طبقات وجود میں آتے ہیں اور وہ ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔جیساکہ سورہ النساء کی مذکورہ آیت مبارکہ سے واضح ہے۔

یہ امر بھی مسلّم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی نعمتیں، سعادتیں، فضائل اور کمالات دنیا میں کسی کو عطا فرمائے ہیں ان سب کو حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی ذات گرامی میں جمع فرما دیا گیا ہے۔ اس لیے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی ذات گرامی جامع النعم والصفات بھی ہے اور جامع الکمالات بھی۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت اور عطا ایسی نہیں ہے جو آقا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو نہ ملی ہو۔ حسنِ یوسف ہو یا دمِ عیسیٰ، یدِ موسوی ہو، یا جذبِ ابراہیمی، الغرض! سارے کمالات جو انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کو فرداً فرداً عطا ہوئے، وہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی ذات اقدس میں یک جا کر دیے گئے۔ نہ صرف یہ کہ سارے حُسن اور کمالات آپ کی ذاتِ اقدس میں جمع ہوئے بلکہ کوئی کمال، حسن اور فضیلت مقامِ محمدی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ سے ارفع و اعلیٰ بھی نہیں ہے۔

3۔ اُمت کو جملہ اُخروی نعمتوں کی طرح نعمتِ شہادت بھی وسیلۂ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ سے عطا ہوتی ہے

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللهُ يُعْطِي (434) کے مصداق تمام نعمتوں کو باری تعالیٰ اپنے

(434) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا يفقّهه في

حبیب مکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے وسیلہ سے پوری امت میں تقسیم فرماتے ہیں۔ جب کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی بعث سے قبل تمام انبیاء کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کو ملنے والی نبوت کا وسیلہ بھی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ ہی تھے، جیسا کہ درج ذیل آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ لَمَآ ءَاتَيْتُكُم مِّن كِتَٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِۦ وَلَتَنصُرُنَّهُۥ ۚ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِى ۖ قَالُوٓا۟ أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَٱشْهَدُوا۟ وَأَنَا۠ مَعَكُم مِّنَ ٱلشَّٰهِدِينَ﴾ [آل عمران، 3/ 81]

"اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ) تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے، فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اِقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ

الدين، 1/ 39، الرقم/ 71، وأيضا في أبواب فرض الخمس، باب قول الله تعالى: فإن لله خمسه وللرسول، 3/ 1134، الرقم/ 2948، وأيضا في كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب قول النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ: لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق وهم أهل العلم، 6/ 2667، الرقم/ 6882، ومسلم في الصحيح، كتاب الزكاة، باب النهي عن المسألة، 2/ 718، الرقم/ 1037.

ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں O"

بعد ازاں اُمت محمدی میں صدیقین کو صدیقیت بھی آپ کے وسیلہ سے ملی، شہداء کو شہادت بھی آپ کے وسیلہ سے ملی، اور صالحین کو صالحیت بھی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ ہی کے وسیلہ سے عطا ہوئی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شہداء کو شہادت کی نعمت کس طرح میسر آئی؟ جب کہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی حیاتِ مبارکہ میں ظاہری طور پر شہادت کی فضیلت نظر نہیں آتی۔

حالانکہ جامع الفضائل ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کا اپنا دامن بھی وصفِ شہادت سے متصف ہو۔

یہ ممکن نہیں کہ حضور عَلَيْهِ السَّلَام کا کوئی اُمتی کسی ایسی اُخروی نعمت اور معنوی فضیلت سے بہرہ یاب ہو جس سے خود حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ محروم ہوں اور نہ ہی یہ بات اللہ تعالیٰ کو گوارا ہے۔ بلکہ یہ تصور کرنا بھی حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے منبع النعم ہونے کی شان کے منافی ہے۔ اس لیے ضروری تھا کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کو بھی نعمتِ شہادت سے سرفراز کیا جاتا اور وہ شہادت اس انداز سے ہوتی کہ واقعات و احوال شہادت میں بھی آخری نکتۂ کمال کو پاتی۔

یہ امر حضور عَلَيْهِ السَّلَام کی ظاہری حیات مبارکہ میں ممکن نہ تھا۔ کیونکہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے ذریعے غلبۂ حق اور دینِ اسلام کی تکمیل مقصود تھی۔ اگر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کفارو مشرکین اور دشمنانِ دین کے ہاتھوں شہید ہو جاتے تو غلبۂ حق اور تکمیل دین کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکتا اور مسلمانوں پر ایسا مشکل وقت آجاتا کہ جس سے نکلنا اور دین حق کی تحریک کا سنبھلنا ظاہراً ممکن نہ رہتا۔ جب کہ اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ سے دو وعدے فرما دیے تھے۔ پہلے وعدہ کی بابت فرمایا:

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ [الفتح، 48/ 1]

”(اے حبیبِ مکرم!) بے شک ہم نے آپ کے لیے (اسلام کی) روشن فتح (اور غلبہ) کا فیصلہ فرما دیا (اس لیے کہ آپ کی عظیم جدّ و جہد کامیابی کے ساتھ مکمل ہو جائے)o“

جب کہ دوسرے وعدہ کے بارے میں فرمایا:

﴿وَٱللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِ﴾ [المائدۃ، 5/ 67]

”اور اللہ (مخالف) لوگوں سے آپ (کی جان) کی (خود) حفاظت فرمائے گا۔“

پہلا وعدہ: یہ تھا کہ سرزمین عرب پر حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی حیات مبارکہ میں ہی اسلام کو فتح اور غلبہ نصب ہو۔

دوسرا وعدہ: یہ تھا کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی وفات کسی دشمن کے ہاتھوں نہ ہو۔ یعنی دشمنانِ اسلام کو یہ موقع نہ ملے کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو شہید کر سکیں۔

دوسری طرف یہ بھی ضروری تھا کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ فضیلتِ شہادت سے سرفراز کیے جائیں تاکہ آپ کی اُمت کے جمیع شہداء کی شہادت بھی سنتِ محمدی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے تابع شمار ہو۔

لہٰذا ایک طرف دونوں اُلوہی وعدوں کی تکمیل تھی اور دوسری طرف نعمتِ شہادت سے سرفرازی۔ مگر ان دونوں چیزوں کا بظاہر حیاتِ نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ میں جمع ہونا ممکن نہ تھا۔ اس لیے اللہ رب العزت نے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی حیاتِ ظاہری میں ہی (غزوۂ اُحد میں زخمی ہونے اور غزوۂ خیبر میں زہر دیے جانے کی صورت

میں) فعل شہادت کی ابتداء کر دی تھی جس کی تکمیل ابھی باقی تھی۔

چونکہ نفس الامر میں شہادت کی دو قسمیں ہیں: شہادتِ سری اور شہادتِ جہری۔ اس لیے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ اقدس میں ان دو شہادتوں کی فضیلت کے لیے ایسے دو وجود مسعود درکار تھے جو ظاہر میں حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ سے جدا لگیں مگر باطن میں وجودِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کا ہی مظہر و پیکر ہوں۔

4۔ حسنین کریمین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ کے وجود کے ذریعے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی شہادت سری اور شہادت جہری کا ظہور تام ہوا

یاد رہے کہ خیبر کے مقام پر حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کو زہر دیا گیا۔ مگر اس زہر کو مہلک بننے سے روک دیا گیا۔ یہ حیاتِ محمدی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ میں شہادتِ سری کی ابتداء تھی جس کی تکمیل ہونا ابھی باقی تھی۔ جب کہ اُحد کے مقام پر حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ پر پتھروں اور تیروں سے حملہ کیا گیا، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ شدید زخمی ہوئے، حتیٰ کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی شہادت کی افواہ بھی پھیل گئی جو مسلمانوں میں افرا تفری کا باعث بنی، مگر دشمنوں کے اس حملے کو حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی شہادت کا سبب بننے سے روک دیا گیا، کیونکہ دونوں مقامات پر وعدۂ الٰہی مانع تھا کہ اللہ رب العزت دشمنوں کے ہاتھ سے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی وفات نہیں ہونے دیں گے۔ سو غزوہ احد میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی شہادت جہری کی ابتداء ہو گئی، جس کی تکمیل ابھی باقی تھی۔

اللہ رب العزت نے اس امر کا اہتمام فرمایا کہ شہادت سری اور شہادت جہری دونوں کا آغاز حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی ذات مبارکہ میں پایا جائے۔ لہٰذا وہ غزوۂ اُحد اور غزوۂ خیبر میں کر دیا گیا۔ مگر ضروری تھا کہ ان کی تکمیل اور ظہورِ تام آپ

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے جسد مبارک کے بجائے کسی دوسرے جسم پر واقع ہو۔ مزید یہ کہ دوسرے دونوں جسموں کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے وجودِ اطہر کے ساتھ اتنا قریبی ہو کہ ان پر واقع ہونے والا عمل آپ سے پختہ نسبت کی بناء پر آپ ہی کے جسم پر واقع ہونا تصور کیا جائے۔ لہٰذا اللہ تعالٰی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سیرت طیبہ میں شہادت کا باب تکمیل کرنے کے لیے دو نفوس منتخب فرمائے۔ ایک امام حسن علیہ السلام تھے اور دوسرے امام حسین علیہ السلام۔ کسی کے زہر دینے سے وفات پانا شہادتِ سری ہے اور مسافرت یا مظلومیت کی حالت میں دشمن کے ہاتھوں زخمی ہو کر وفات پانا شہادتِ جہری ہے۔

یہ بھی ضروری تھا کہ وہ دونوں افراد ظاہری شکل و صورت میں بھی آپ کے ساتھ مشابہتِ تامہ رکھتے ہوں اور باطنی خواص و صفات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مظہریت تامہ کے حامل ہوں۔

چنانچہ شہادتِ سری اور شہادتِ جہری کا وہ عمل جس کا آغاز حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زندگی میں ہو چکا تھا ان دونوں شہادتوں کی تکمیل اور ظہورِ تام آپ ہی کے دونوں شہزادوں امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی شہادتوں کے ذریعے ہوا۔

یہی وجہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کو شہادتِ محمدی قرار دیا ہے۔ کیوں نہ ہو! اُن کی والدہ ماجدہ سیدہ کائنات علیہا السلام کے لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا فرمان ہے:

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي(435).

---

(435) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب قرابة رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم، 3/ 1361، الرقم/ 3510.

"فاطمہ میری جان ہی کا حصہ ہے، جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔"

اسی طرح امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کی نسبت حضور نبی اکرم صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا(436).

"حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ جو حسین کو محبوب رکھتا ہے اللہ اس کو محبوب رکھتا ہے۔"

اس حدیث مبارک میں "حُسَيْنٌ مِنِّي" کے کلمات کے ذریعے اس امر کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ حسین عَلَیْہِ السَّلَام کے ہر کمال کا مصدر میں ہوں۔ اور "وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ" کے کلمات کے ذریعے اس امر کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ میرے فضائل و کمالات کا مصدر حسین ہو گا۔

شہادتِ امام حسن عَلَیْہِ السَّلَام اور شہادت امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کی حقیقت کا یہ فہم خانوادۂ ولی اللّٰہی نے ہی دیا ہے۔ کیونکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی کتاب "سر الشہادتین" کے مقدمہ میں اس فلسفہ کو انتہائی مدلل انداز میں بیان کر دیا ہے۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے بیان کیا ہے: چونکہ آپ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم جامع کمالات تھے، لہٰذا ان میں سے ایک کمالِ شہادت کو اللہ تعالیٰ نے آپ

---

(436) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين عَلَيْهِمَا السَّلَام، 5/ 658، الرقم/ 3775، وابن حبان في الصحيح، 15/ 428، الرقم/ 6971.

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے سب سے عزیز نواسوں کی شہادتوں کے ذریعہ پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ آپ لکھتے ہیں:

وَلَمَّا كَانَتِ الشَّهَادَةُ عَلٰى قِسْمَيْنِ: شَهَادَةُ سِرٍّ وَشَهَادَةُ عَلَانِيَةٍ، قُسِّمَتْ عَلَيْهِمَا.

"جب شہادت کی دو اقسام ہیں: شہادت سِرّی اور جہری، سو ان دونوں قسم کی شہادتوں کو حضور عَلَيْهِ السَّلَام کے دونوں شہزادوں (حسنین کریمین عَلَيْهِمَا السَّلَام) پر تقسیم کر دیا گیا۔"

اس امر کو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے یوں بیان کیا ہے:

فَاخْتَصَّ السِّبْطُ الْأَكْبَرُ بِالْقِسْمِ الْأَوَّلِ.

"سبط اکبر (یعنی حضرت امام حسن عَلَيْهِ السَّلَام) کو قسم اول کی شہادت کے ساتھ مخصوص کیا گیا۔"

آپ اس حوالہ سے مزید لکھتے ہیں:

وَلَمَّا كَانَ أَمْرُهَا مَسْتُوْرًا، لَمْ يُظْهَرْ لَهَا ذِكْرٌ فِي الْوَحْيِ، وَأُبْهِمَ أَمْرُهٗ عِنْدَ الْوُقُوْعِ أَيْضًا، حَتّٰى وَقَعَتْ عَلٰى يَدَيْ زَوْجَتِهٖ، وَالزَّوْجَةُ مِنْ عَلَائِقِ الْمَحَبَّةِ دُوْنَ الْعَدَاوَةِ، وَكُلُّ ذٰلِكَ لِأَنَّهٗ مَبْنِيٌّ عَلَى السِّرِّ وَالْإِخْفَاءِ، وَلِذٰلِكَ لَمْ يُخْبِرْ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا غَيْرُهُمَا.

"جب اس شہادت کا امر مخفی تھا، تو بذریعہ وحی اس کا ذکر نہ کیا گیا اور جب یہ شہادت واقع ہوئی تو اس کا بھی معاملہ مشتبہ رہا، یہاں تک کہ

یہ شہادت اُن کی بیوی کے ہاتھوں واقع ہوئی، حالانکہ بیوی کا تعلق ظاہراً محبت کا ہوتا ہے نہ کہ عداوت کا۔ یہ سب کچھ اس لیے ہوا کیونکہ یہ شہادت سِر اور اخفاء پر مبنی تھی۔ اسی لیے حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے اس کی خبر دی اور نہ امیر المومنین علی عَلَيْهِ السَّلَامُ اور ان دو ہستیوں کے علاوہ دیگر لوگوں نے اس کا کچھ (پیشگی) ذکر کیا۔"

جہاں تک شہادتِ ظاہری کے ظہور تام اور تکمیل کا تعلق ہے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے چھوٹے نواسے امام حسین عَلَيْهِ السَّلَامُ کو منتخب فرمایا:

فَاخْتُصَّ السِّبْطُ الْأَصْغَرُ بِالْقِسْمِ الثَّانِي، وَلَمَّا كَانَ مَبْنَى أَمْرِهِ عَلَى الشُّهْرَةِ وَالْإِعْلَانِ أُنْزِلَ أَوَّلًا فِي الْوَحْيِ عَلَى لِسَانِ جِبْرِيْلَ وَغَيْرِهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، ثُمَّ بِتَعْيِيْنِ الْمَكَانِ وَتَسْمِيَتِهِ(437).

"سبطِ اصغر (یعنی حضرت امام حسین عَلَيْهِ السَّلَامُ) کو دوسری قسم کی شہادت کے ساتھ مخصوص کیا گیا۔ پھر جب اس شہادت کی بنا شہرت و اعلان پر تھی تو سب سے پہلے اس کا بیان وحی میں زبانِ جبریل عَلَيْهِ السَّلَامُ اور دیگر فرشتوں کے ذریعے ہوا، پھر شہادت کے مقام کا بھی اس کے نام کے ساتھ تعین ہوگیا (جو کہ کربلا کے نام سے مشہور ہے)۔"

(437) الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوي في سر الشهادتين، ص/ 4-5.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے حسنین کریمین علیہما السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

هَذَانِ ابْنَايَ وَأَبْنَاءُ ابْنَتِي. اَللّٰهُمَّ، إِنِّي أُحِبُّهُمَا، فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا(438).

''یہ میرے بیٹے ہیں، میرے نواسے ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور ان سے محبت کرنے والے سے بھی محبت کر۔''

امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی شہادتوں کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے جوہر شہادت کی تکمیل قرار دینا نہ تو اتفاقی اور حادثاتی عمل ہے اور نہ ہی کسی ذہن کا تراشیدہ مفروضہ، بلکہ مشیتِ ایزدی پہلے دن سے ہی اس امر کا فیصلہ کر چکی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سری اور جہری شہادت کا ظہورِ تام حسنین کریمین علیہما السلام کے ذریعے ہو گا۔ تاکہ وعدہ الٰہی: ﴿وَٱللَّهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِ﴾ بھی پورا ہو اور بالواسطہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذاتِ اقدس وصفِ شہادت سے بھی بہرہ یاب ہو جائے۔

لہٰذا جس شہادت ظاہری کی ابتداء حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حیات طیبہ میں میدانِ احد میں ہوئی تھی اس کی تکمیل اور ظہورِ تام امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی صورت میں میدانِ کربلا میں ہوا۔

یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے شہادتِ امام حسین علیہ السلام کی

---

(438) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين، 5/ 656، الرقم/ 3769، وابن حبان في الصحيح، 15/ 423، الرقم/ 6967، والطبراني في المعجم الكبير، 3/ 39، الرقم/ 2618.

خبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خود دی، جب کہ امام حسین علیہ السلام ابھی کم سن تھے۔

1۔ امام احمد، ابن ماجہ، حاکم، بیہقی اور طبرانی نے حضرت اُمّ فضل بنتِ حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آج رات ایک ناپسندیدہ خواب دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: کیا دیکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: وہ بہت سخت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: وہ ہے کیا؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے دیکھا گویا آپ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں ڈال دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ میری بیٹی فاطمہ ان شاء اللہ بیٹے کو جنم دے گی اور وہ تمہاری گود میں دیا جائے گا، پھر حضرت فاطمہ علیہما السلام کے ہاں امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ میری گود میں تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور حضرت حسین کو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی گود میں دے دیا۔ پھر میں نے اچانک دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی چشمانِ مقدس سے آنسو رواں تھے۔ آپ فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

أَتَانِي جِبْرِيْلُ عليه السلام، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِي هٰذَا. فَقُلْتُ: هٰذَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَأَتَانِي بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ(439).

---

(439) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 6/ 339، الرقم/ 26917، وابن ماجه في السنن، كتاب تعبير الرؤيا، باب تعبير الرؤيا، 2/ 1293، الرقم/ 3923، والحاكم في المستدرك، 3/ 194، الرقم/ 4818، والبيهقي في دلائل النبوة، 6/ 469،

”میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے، اور مجھے خبر دی تھی کہ بے شک میری امت میرے اس بیٹے کو عنقریب شہید کر دے گی۔ میں نے عرض کیا: (کیا) اس بیٹے (حسین) کو؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: ہاں، اور میرے پاس اس کے مقتل کی سرخ مٹی بھی لے کر آئے ہیں۔“

اس حدیث کی شرح میں علامہ مناوی امام سمہودی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

وَمَعْلُوْمٌ أَنَّ أَوْلَادَهَا بَضْعَةٌ مِنْهَا، فَيَكُوْنُوْنَ بِوَاسِطَتِهَا بَضْعَةً مِنْهُ. وَمِنْ ثَمَّ لَمَّا رَأَتْ أُمُّ الْفَضْلِ فِي النَّوْمِ، أَنَّ بَضْعَةً مِنْهُ وُضِعَتْ فِي حِجْرِهَا، أَوَّلَهَا رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وعلى آله وسلم بِأَنْ تَلِدَ فَاطِمَةُ غُلَامًا، فَيُوْضَعُ فِي حِجْرِهَا. فَوَلَدَتِ الْحُسَيْنَ، فَوُضِعَ فِي حِجْرِهَا. فَكُلُّ مَنْ يُشَاهَدُ الْآنَ مِنْ ذُرِّيَّتِهَا، بَضْعَةٌ مِنْ تِلْكَ الْبَضْعَةِ، وَإِنْ تَعَدَّدَتِ الْوَسَائِطُ. وَمَنْ تَأَمَّلَ ذَلِكَ، انْبَعَثَ مِنْ قَلْبِهِ دَاعِي الْإِجْلَالِ لَهُمْ، وَتَجَنَّبَ بُغْضَهُمْ، عَلَى أَيِّ حَالٍ كَانُوْا عَلَيْهِ. قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: وَفِيْهِ تَحْرِيْمُ أَذَى مَنْ يَتَأَذَّى الْمُصْطَفَى صلى الله عليه وعلى آله وسلم بِتَأَذِّيْهِ، فَكُلُّ مَنْ وَقَعَ مِنْهُ

والطبراني في المعجم الكبير، 3/ 20، الرقم/ 2526، وأبو يعلى في المسند، 12/ 500، الرقم/ 7074، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 196، وابن كثير في البداية والنهاية، 6/ 230، والخطيب التبريزي في مشكاة المصابيح، 3/ 1741، الرقم/ 6180.

فِي حَقِّ فَاطِمَةَ شَيْءٌ، فَتَأَذَّتْ بِهِ، فَالنَّبِيُّ يَتَأَذَّى بِهِ، بِشَهَادَةِ هَذَا الْخَبَرِ، وَلَا شَيْءَ أَعْظَمُ مِنْ إِدْخَالِ الْأَذَى عَلَيْهَا مِنْ قِبَلِ وَلَدِهَا. وَلِهَذَا عُرِفَ بِالْاِسْتِقْرَاءِ مُعَاجَلَةُ مَنْ تَعَاطَى ذَلِكَ بِالْعُقُوْبَةِ فِي الدُّنْيَا ﴿وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ﴾ [طه، 20/ 127](440).

”یہ بات طے شدہ ہے کہ سیدۂ کائنات علیہا السلام کی اولاد اُن کے جسم کا ٹکڑا (بَضْعَة) ہے، اور وہ (حسنین کریمین علیہما السلام) اُن کے واسطے سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے جسم کا ٹکڑا ہیں۔ اسی لیے جب حضرت اُم فضل رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا ان کی گود میں رکھ دیا گیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ فاطمہ (علیہا السلام) کے ہاں بچہ پیدا ہوگا، جسے ان کی گود میں رکھا جائے گا۔ بعد ازاں سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے ہاں (سیدنا) حسین (علیہ السلام) پیدا ہوئے، پھر وہ ان (اُم فضل) کی گود میں دیے گئے۔ ان کی اولاد (اطہار) میں سے آج جس کی بھی زیارت کی جاتی ہے وہ اس ٹکڑے میں سے ایک ٹکڑا ہوتا ہے، اگرچہ درمیان میں کتنے ہی واسطے کیوں نہ ہوں۔ جو شخص اس بات پر غور کرتا ہے اس کے دل سے ان کے لیے تعظیم کا جذبہ بیدار ہوتا ہے اور وہ جس حال پر بھی ہوں وہ ان کے بغض سے بچتا ہے۔ امام ابن حجر ہیتمی المکی نے کہا ہے: اس میں اس شخص کی اذیت کی حرمت کا بیان ہے، جس کو اذیت پہنچانا

(440) المناوي في فيض القدير، 4/ 421، والسمهودي في جواهر العقدين/ 350.

اذیت نبوی کا باعث ہو۔ اور ہر وہ شخص جس سے سیدہ فاطمہ عَلَيْهَا السَّلَام کے حق میں کوئی ایسی بات سرزد ہوئی جس سے انہیں اذیت پہنچے، تو اس روایت کے مطابق یقیناً وہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّم کی اذیت کا باعث ہوگی۔ سیدہ کائنات عَلَيْهَا السَّلَام کو آپ کی اولاد کے حوالے سے اذیت پہنچانے سے بڑھ کر کوئی قبیح بات نہیں ہے۔ اس لیے تحقیق سے جانا گیا ہے کہ جو شخص اس بات کا مرتکب ہوا، اسے اس دنیا میں ہی جلد سزا مل گئی (اور بے شک آخرت کا عذاب بڑا ہی سخت ہے)۔"

2۔ امام احمد، ابن ابی شیبہ، آجری اور ابو یعلی نے عبد اللہ بن نجی سے روایت کیا ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی عَلَيْهِ السَّلَام کے ساتھ سفر کیا اور وہ آپ کے وضو کا برتن سنبھالتے تھے۔ صفین کی طرف جاتے ہوئے راستے میں جب وہ نینویٰ کے مقابل پہنچے تو حضرت علی عَلَيْهِ السَّلَام نے دریائے فرات کے کنارے ندا دی: ابو عبد اللہ، صبر کرو! ابو عبد اللہ، صبر کرو! میں نے کہا: کیا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں ایک دن حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، جبکہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّم کی چشمانِ مقدسہ اشکبار تھیں۔ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! آپ کو کسی نے غمناک کر دیا! آپ کی چشمان مقدسہ اشکبار کیوں ہیں؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيْلُ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ. قَالَ: فَقَالَ: هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. فَمَدَّ يَدَهُ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِيهَا،

فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ أَنْ فَاضَتَا (441).

"ایسا کیوں نہ ہو، میرے پاس سے ابھی جبریل علیہ السلام اٹھ کر گئے ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ بے شک (میرا بیٹا) حسین دریائے فرات کے کنارے شہید کیا جائے گا۔ جبریل نے عرض کیا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو ان کی شہادت گاہ کی مٹی سونگھاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور مٹی کی ایک مشت بھری اور مجھے دی۔ اِس پر میں اپنی آنکھوں کو بہنے سے نہیں روک سکا۔"

3۔ امام طبرانی، احمد بن حنبل 'فضائل صحابہ' میں اور آجری حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں: آپ بیان فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت میرے پاس کوئی نہ آئے۔ اس لیے میں نے اس بات کا خیال رکھا لیکن میری لاعلمی میں حضرت حسین علیہ السلام حجرہ مبارک میں داخل ہو گئے۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ہچکی کے ساتھ رونے کی آواز سنی۔ میں نے حجرہ

---

(441) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 1/ 85، الرقم/ 648، وابن أبي شيبة في المصنف، 7/ 478، الرقم/ 37367، والآجري في كتاب الشريعة، 5/ 2175-2176، الرقم/ 1667، وأبو يعلى في المسند، 1/ 298، الرقم/ 363، والطبراني في المعجم الكبير، 3/ 105، الرقم/ 2811، والبزار في المسند، 3/ 101، الرقم/ 884، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني، 1/ 308، الرقم/ 427، والمقدسي في الأحاديث المختارة، 2/ 375، الرقم/ 758، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 188-189، وذكره ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 199، والمزي في تهذيب الكمال، 6/ 407، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 187.

مبارک میں جھانکا تو دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی گود مبارک میں ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان کی پیشانی مبارک صاف کر رہے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بھی رواں ہیں۔ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتی یہ کب داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ جِبْرِيلَ عليه السلام كَانَ مَعَنَا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: تُحِبُّهُ؟ قُلْتُ: أَمَّا مِنَ الدُّنْيَا فَنَعَمْ. قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُ هَذَا بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَاءُ. فَتَنَاوَلَ جِبْرِيلُ عليه السلام مِنْ تُرْبَتِهَا، فَأَرَاهَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم. فَلَمَّا أُحِيطَ بِحُسَيْنٍ حِينَ قُتِلَ، قَالَ: مَا اسْمُ هَذِهِ الْأَرْضِ؟ قَالُوا: كَرْبَلَاءُ. قَالَ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ، أَرْضُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ(442).

"جبریل علیہ السلام ہمارے ساتھ گھر میں موجود تھے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ اس (حسین علیہ السلام) سے محبت کرتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، (اگر آپ محبتِ دنیا اور محبتِ حسین کے تقابل کی بابت پوچھتے ہیں تو) ساری دنیا سے بڑھ کر (اس سے محبت کرتا ہوں)۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: بے شک آپ کی اُمت اسے ایسی سرزمین پر شہید

---

(442) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 108، الرقم/ 2819، وأيضًا في، 23/ 289، الرقم/ 637، وأحمد بن حنبل في فضائل الصحابة، 2/ 782، الرقم/ 1391، والآجري في كتاب الشريعة، 5/ 2172، الرقم/ 1662، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 188-189، وابن أبي جرادة في بغية الطلب في تاريخ حلب، 6/ 2598.

کرے گی، جسے کربلا کہا جاتا ہے۔ پھر جبریل علیہ السلام اس سرزمین کی مٹی بھی لائے، اور اسے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو دکھایا۔ جب امام حسین علیہ السلام کو شہادت کے وقت گھیرے میں لیا گیا تو انہوں نے پوچھا: یہ کون سی جگہ ہے؟ لوگوں نے کہا: کربلا۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے سچ فرمایا۔ (واقعی) یہ کرب و بلا (دکھ اور آزمائش) کی سرزمین ہے۔"

4۔ امام حاکم، طبرانی، بیہقی اور ابن ابی عاصم نے عبد اللہ بن وہب بن زمعہ کے طریق سے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ فرماتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ایک رات سونے کے لیے آرام فرما ہوئے تو (تھوڑی دیر بعد) پریشانی کے عالم میں بیدار ہو گئے۔ پھر دوبارہ بغیر سوئے تھوڑی دیر لیٹے رہے اور پھر پریشانی کے عالم میں اُٹھ بیٹھے، لیکن اتنے پریشان نہیں تھے جتنے میں نے پہلی مرتبہ دیکھے تھے۔ پھر تیسری مرتبہ لیٹ گئے اور پھر اٹھ بیٹھے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دستِ اقدس میں سرخ مٹی تھی، جسے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم چوم رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کیسی مٹی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

أَخْبَرَنِي جِبْرِيْلُ أَنَّ هَذَا يُقْتَلُ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ، لِلْحُسَيْنِ. فَقُلْتُ لِجِبْرِيْلَ: أَرِنِي تُرْبَةَ الْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا. فَهَذِهِ تُرْبَتُهَا(443).

---

(443) أخرجه الحاكم في المستدرك، 4/ 440، الرقم/ 8202، والطبراني في المعجم الكبير، 3/ 109، الرقم/ 2821، وأيضًا في، 23/ 308، الرقم/ 697، والبيهقي في دلائل النبوة، 6/ 468، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني، 1/ 310،

”مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا ہے کہ یہ (آپ کا بیٹا) حسین اَرضِ عراق میں شہید کیا جائے گا۔ میں نے جبریل سے کہا: مجھے وہ مٹی دکھاؤ جہاں اسے شہید کیا جائے گا۔ یہ اس جگہ کی مٹی ہے۔“

5۔ امام طبرانی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ان کے ہاں محوِ استراحت تھے، اور شہزادہ حسین گھر میں گھٹنوں پر چل رہے تھے، میں ان سے غافل ہوگئی تو وہ گھسٹتے گھسٹتے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاس جا پہنچے، اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بطن اقدس پر چڑھ گئے۔ پھر آپ فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بیدار ہوگئے، تو میں جلدی سے ان کی طرف گئی اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بطن اقدس سے اٹھا لیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: میرے بیٹے کو رہنے دو۔ ... پھر آپ بیان فرماتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے وضو فرمایا، پھر نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوگئے، اور شہزادہ حسین کو اپنی گود میں لے لیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم رکوع اور سجدہ فرماتے تو انہیں زمین پر بٹھا دیتے اور جب قیام فرماتے تو انہیں اٹھا لیتے۔ جب بیٹھ گئے تو دعا کرنے لگے اور اپنے دست مبارک اٹھا لیے۔ پھر جب نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آج آپ کو ایک ایسا کام کرتے ہوئے دیکھا ہے جو پہلے کبھی کرتے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ جِبْرِيْلَ أَتَانِي وَأَخْبَرَنِي أَنَّ ابْنِي يُقْتَلُ. قُلْتُ: فَأَرِنِي إِذًا، فَأَتَانِي تُرْبَةً حَمْرَاءَ(444).

الرقم/ 429، وذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء، 3/ 289.

(444) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 24/ 54، 57، الرقم/ 141، 147، وذكره

”بے شک جبریل عَلَيْهِ السَّلَام میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ میرا بیٹا (حسین) شہید کر دیا جائے گا۔ میں نے کہا: تب مجھے (وہ جگہ) دکھاؤ (جہاں میرے بیٹے کو شہید کیا جائے گا)۔ وہ میرے پاس (اس جگہ کی) سرخ مٹی لے کر آئے۔“

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے وہ مٹی ایک شیشی میں بند کر کے حضرت اُم سلمہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کو عطا کر دی اور یہ ارشاد فرمایا:

يَا أُمَّ سَلَمَةَ، إِذَا تَحَوَّلَتْ هَذِهِ التُّرْبَةُ دَمًا، فَاعْلَمِي أَنَّ ابْنِي قَدْ قُتِلَ. قَالَ: فَجَعَلَتْهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي قَارُوْرَةٍ، ثُمَّ جَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهَا كُلَّ يَوْمٍ، وَتَقُوْلُ: إِنَّ يَوْمًا تَحَوَّلِيْنَ دَمًا لَيَوْمٌ عَظِيْمٌ(445).

”اے اُمّ سلمہ! جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے، تو جان لینا کہ میرا بیٹا شہید کر دیا گیا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت اُمّ سلمہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نے اس مٹی کو بوتل میں ڈال دیا، اور ہر روز اسے دیکھا کرتیں اور فرماتیں: (اے مٹی!) جس دن تو خون میں تبدیل ہو

العسقلاني في فتح الباري، 1/ 326، لرقم/ 220، وأيضًا في المطالب العالية، 2/ 87، الرقم/ 12، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 188.

(445) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 108، الرقم/ 2817، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 192، وذكره المزي في تهذيب الكمال، 6/ 408-409، والعسقلاني في تهذيب التهذيب، 2/ 300-301، والعراقي في طرح التثريب في شرح التقريب، 1/ 36، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 189، وابن أبي جرادة في بغية الطلب، 6/ 2599.

جائے گی وہ بڑا بھاری دن ہو گا۔"

حاصل بحث

مذکورہ بالا چند احادیث اور اس طرح کی دیگر بہت سی روایات اس امر پہ دلالت کرتی ہیں کہ شہادتِ حسین عَلَیْهِ السَّلَام ظاہر میں حسین ابن علی عَلَیْهِمَا السَّلَام کی شہادت تھی مگر باطن میں وہ شہادتِ محمدی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّم کی تکمیل تھی۔ لہٰذا اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جس طرح اللہ رب العزت نے شہادتِ محمدی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّم کی تکمیل کے لیے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّم کا محبوب ترین شہزادہ "حسین" منتخب کیا، اسی طرح اس شہادت کا باعث بننے کے لیے جس بدبخت دشمنِ دین کو منتخب کیا گیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا مبغوض ترین شخص تھا اور اس لعین کا نام 'یزید' تھا۔

اِس امر پر یوں بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جس طرح ظاہر میں واقعہ کربلا شہادت حسین عَلَیْهِ السَّلَام کا مظہر ہے اسی طرح باطن میں واقعہ کربلا اذیت مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّم کا درد ناک منظر ہے۔ لہٰذا یزید صرف قتلِ حسین ہی کا مرتکب نہیں ہوا بلکہ براہِ راست راحتِ جانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّم کے قتل کا مرتکب بھی ہوا ہے۔

قرآن مجید کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق بنی اسرائیل اپنے انبیاء کو ناحق قتل کرتے تو کافر ٹھہرائے جاتے۔ سو تاجدارِ انبیاء صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّم کی راحتِ جان کا قاتل کیسے صاحب ایمان ہو سکتا ہے؟

باب نمبر: 14

یزید کے حواریوں کا
دنیا میں ہی کفار کی طرح
عبرت ناک انجام سے دوچار کیا جانا

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی راحتِ جان امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کے قاتلوں سے خود عبرت ناک اِنتقام لیا۔ اور یہ عبرت ناک انتقام بھی سنت الٰہیہ کے مطابق اُن کے کافر اور ملعون ہونے کی علامات میں سے ایک علامت بنا۔

تاریخی حقائق سے ثابت ہے کہ قاتلینِ حسین اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اتنے بدبخت اور ملعون تھے کہ اُن میں سے ہر ایک شخص نہایت بُری موت سے دوچار ہوا۔ بعض بدبختوں کو قبر میں دفنائے جانے سے پہلے ہی برزخی عذاب میں مبتلا کر دیا گیا جس کا مشاہدہ لوگوں نے کھلی آنکھوں سے کیا۔ مرنے کے بعد پیش آنے والا عذاب اِس دنیا میں اِس لیے ظاہر کیا گیا تاکہ سب جان لیں کہ جن بدبختوں نے آلِ نبی عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کو شہید کیا ہے، وہ اِس دنیاوی عذاب سے بھی شدید ترین غضبِ اِلٰہی کا آخرت میں شکار ہونے والے ہیں۔ تاکہ لوگ اَہلِ بیتِ نبوی سے بغض اور عداوت رکھنے سے باز آ جائیں۔

ذیل میں ہم اِس عبرت ناک انتقام کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

1۔ یزید اور اُس کے حواری دھتکارے ہوئے بندروں کی صورت میں دکھائے گئے

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کی قوم کی نافرمانیوں اور سرکشیوں کے سبب بعض کی شکلوں کو مسخ کر دیا تھا اور انہیں دھتکارے ہوئے اور ذلیل و خوار بندر بنا دیا تھا۔

1۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ﴾ [البقرۃ، 2/ 65]

"اور (اے یہود!) تم یقیناً ان لوگوں سے خوب واقف ہو جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن (کے احکام کے بارے میں) سرکشی کی تھی تو ہم نے ان سے فرمایا کہ تم دھتکارے ہوئے بندر بن جاؤ○"

2۔ اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَلَمَّا عَتَوْاْ عَن مَّا نُهُواْ عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُواْ قِرَدَةً خَاسِئِينَ﴾ [الأعراف، 7/ 166]

"پھر جب انہوں نے اس چیز (کے ترک کرنے کے حکم) سے سرکشی کی جس سے وہ روکے گئے تھے (تو) ہم نے انہیں حکم دیا کہ تم ذلیل و خوار بندر ہو جاؤ○"

3۔ قرآن مجید میں مزید ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ ٱللَّهِ ۚ مَن لَّعَنَهُ ٱللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ ٱلْقِرَدَةَ وَٱلْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ ٱلطَّٰغُوتَ ۚ أُوْلَٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَآءِ ٱلسَّبِيلِ﴾ [المائدة، 5/ 60]

"فرما دیجیے: کیا میں تمہیں اس شخص سے آگاہ کروں جو سزا کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک اس سے (بھی) برا ہے (جسے تم برا سمجھتے ہو، اور یہ وہ شخص ہے) جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور اس پر غضب ناک ہوا ہے اور اس نے ان (برے لوگوں) میں سے (بعض کو) بندر اور (بعض کو) سؤر بنا دیا ہے، اور (یہ ایسا شخص ہے) جس نے شیطان کی پرستش کی ہے، یہی لوگ ٹھکانے کے اعتبار سے بدترین اور سیدھی راہ

سے بہت ہی بھٹکے ہوئے ہیںo“

اللہ تعالٰی کی بار بار نافرمانی سے وہ لوگ اس امر کے مستحق ہو گئے تھے کہ ان کی شکلیں مسخ کر کے انہیں حیوان بنا دیا جائے کیونکہ اشرف المخلوقات کو یہ زیب نہیں دیتا کہ مکارانہ طریقے سے حکمِ الٰہی کے باغی بنیں۔ اس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اللہ تعالٰی نے جب بنی اسرائیل کے سرکش لوگوں کو یوم السبت میں حرام کیے گئے افعال کے حلال کرنے پر مبغوض قرار دیا اور ان کی شکلیں مسخ کر دیں، تو پھر وہ شقی القلب اور حیوان صفت لوگ یہود سے بڑھ کر کیوں نہ عذابِ الٰہی کے مستحق ٹھہریں جنہوں نے محبوب رب العالمین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے خانوادہ کو نہایت بے دردی سے شہید کیا اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی جانِ اقدس کو اذیت پہنچائی، حرم نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو حلال قرار دیا، اور سرزمین مدینہ پر محرمات کو مباح کر دیا۔ بلاشبہ یہ بدبخت لوگ بھی ذلیل بندروں کے مانند تھے اور سخت ترین عذاب کے مستحق ٹھہرے۔ اس امر کا مشاہدہ اللہ رب العزت نے خود حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو کروا دیا تھا۔

1۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

إِنِّي أُرِيْتُ فِي مَنَامِي كَأَنَّ بَنِي الْحَكَمِ بْنِ أَبِي الْعَاصِ يَنْزُوْنَ عَلَى مِنْبَرِي كَمَا تَنْزُو الْقِرَدَةُ(446).

(446) أخرجه الحاكم في المستدرك، 4/ 527، الرقم/ 8481، وأبو يعلى في المسند، 11/ 348، الرقم/ 6461، والفسوي في المعرفة والتاريخ، 3/ 352، والبيهقي في دلائل النبوة، 6/ 511، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 57/ 265، وذكره ابن كثير في البداية والنهاية، 6/ 243، والذهبي في سير أعلام

”مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے، کہ (مروان کے باپ) حکم بن العاص کا خاندان میرے منبر پر اِس طرح اچھل کود کر رہا ہے جیسے بندر اچھل کود کرتے ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس خواب کے بعد اپنی وفات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کھل کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

اس روایت کی تائید امام ترمذی کی بیان کردہ درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

2۔ امام ترمذی اور طبرانی نے حضرت یوسف بن سعد سے روایت کیا ہے، جب کہ ابن عربی، مزی، عسقلانی اور ابن کثیر نے اس کی تائید کی ہے۔ حضرت یوسف بن سعد بیان کرتے ہیں:

قَامَ رَجُلٌ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضي الله عنهما بَعْدَ مَا بَايَعَ مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه، فَقَالَ: سَوَّدْتَ وُجُوْهَ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَوْ يَا مُسَوِّدَ وُجُوْهِ الْمُؤْمِنِيْنَ. فَقَالَ: لَا تُؤَنِّبْنِي -رَحِمَكَ اللهُ- فَإِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم أُرِيَ بَنِي أُمَيَّةَ عَلَى مِنْبَرِهِ، فَسَاءَهُ ذَلِكَ. فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ﴾ [الكوثر، 108/ 1] يَا مُحَمَّدُ، يَعْنِي نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ، وَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝١ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ

النبلاء، 2/ 108، وأيضا في تاريخ الإسلام، 3/ 366، والعسقلاني في المطالب العالية، 18/ 279، الرقم/ 4464، والهيثمي في مجمع الزوائد، 5/ 243-244، الرقم/ 9246، والسيوطي الخصائص الكبرى، 2/ 200، والهندي في كنز العمال، 11/ 53، الرقم/ 30845.

أَلْفِ شَهْرٍ﴾ [القدر، 97/ 1-3]. يَمْلِكُهَا بَعْدَكَ بَنُوْ أُمَيَّةَ، يَا مُحَمَّدُ. قَالَ الْقَاسِمُ: فَعَدَدْنَاهَا فَإِذَا هِيَ أَلْفُ شَهْرٍ، لَا يَزِيْدُ يَوْمٌ وَلَا يَنْقُصُ(447).

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے بیعت مصالحت کر لینے کے بعد ایک شخص امام حسن علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: آپ نے مسلمانوں کا منہ کالا کر دیا ہے، یا اس نے کہا: اے مسلمانوں کا منہ کالا کرنے والے! امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے، مجھے ملامت نہ کرو۔ بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بنو اُمیہ (خواب میں) آپ کے منبر پر دکھائے گئے۔ یہ منظر آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ناگوار گزرا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ﴾ 'اے محمد! ہم نے آپ کو کوثر عطا کی'، یعنی جنت کی نہر۔ نیز یہ آیات بھی نازل ہوئیں: ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝١ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝٣﴾ 'بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اتارا ہے ○ اور آپ کیا

---

(447) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة القدر، 5/ 444، الرقم/ 3350، والطبراني في المعجم الكبير، 3/ 89، الرقم/ 2754، وذكره ابن العربي في أحكام القرآن، 4/ 429، والمزي في تهذيب الكمال، 32/ 428، والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، 20/ 133، وابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 18، وأيضًا في تفسير القرآن العظيم، 4/ 530، والسيوطي في الخصائص الكبرى، 2/ 201، والحلبي في السيرة، 2/ 97.

سمجھے ہیں (کہ) شبِ قدر کیا ہے٥ شبِ قدر (فضیلت و برکت اور اَجر و ثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے٥ ' اور کہا گیا ہے: 'اے محمد! آپ کے بعد بنو امیہ بادشاہ ہوں گے۔ امام قاسم فرماتے ہیں کہ ہم نے حساب کیا تو (بنو امیہ کا دور سلطنت) ہزار مہینوں کے عرصہ پر مشتمل تھا۔ اس سے ایک دن بھی زائد تھا اور نہ کم۔"

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو اپنے منبر شریف پر بنو اُمیہ کی موجودگی کا ناگوار گزرنا اِس بات کی دلیل تھا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ بخوبی جانتے تھے کہ یہ لوگ انتہائی گھناونے اور سفلی کردار کے حامل ہوں گے اور اللہ کی حدود کو پامال کریں گے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م1052ھ) نے صراحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

گفت عمران مرد پیغمبر صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وهو يكره ثلاثة أحياء۔ وحال آنکہ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ ناخوش میداشت سہ قبیلہ را ... بنی امیہ۔ کہ عبید اللہ بن زیاد کہ مباشر قتل امام شہید حسین بن علی عَلَيْهِمَا السَّلَامُ از ایشاں بود۔ کذا قیل وعجب ست ازیں قائل کہ یزید را نگفت کہ امر کنندہ عبید اللہ بن زیاد بود و ہرچہ کرد بامر وے و رضاے وے کرد و باقی بنی امیہ ہم درکار ہائے خود تقصیر نکردہ اند یزید وعبید اللہ را چہ گویند ودر حدیث آمدہ است کہ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ در خواب دید کہ بوز نہا بر منبر شریف وے صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ بازی میکنند و تعبیر آں بہ بنی امیہ کرد و دیگر چیز ہا بسیار است چہ گوید(448)۔

---

(448) عبد الحق المحدث الدهلوي، أشعة اللمعات، كتاب الفتن، باب مناقب قريش وذكر القبائل، الفصل الثاني، 4/ 623.

"حضرت عمران (بن حصین) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس حال میں وصال فرمایا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ تین قبیلوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ ان میں سے ایک قبیلہ بنو امیہ کا تھا۔ امام شہید حضرت حسین بن علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کے قتل میں براہِ راست ملوث عبید اللہ بن زیاد کا تعلق اِسی قبیلے سے تھا۔ اِسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ کہنے والے کی یہ بات بھی عجیب ہے کہ یزید نے امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ یہ حکم دینے والا عبید اللہ بن زیاد تھا، اور جو کچھ بھی ہوا وہ ابن زیاد کے حکم اور مرضی سے ہوا، (حالاں کہ یہ کام یزید کے حکم کے بغیر ممکن ہی نہیں تھا)۔ بنو امیہ کے دیگر لوگوں نے بھی اپنی سیاہ کاریوں میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، یزید اور عبید اللہ کا تو کیا کہنا! حدیث مبارک میں آیا ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے خواب میں دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے منبر پر بندر کھیل کود رہے ہیں۔ اس کی تعبیر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے بنو اُمیہ سے فرمائی۔ اور بھی بہت سی باتیں ہیں، کہاں تک بولا جائے؟"

اِسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی بنو اُمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

وَسَبُّوْا آلَ مَحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْمَنَابِرِ، فَمُتِّعُوْا بِهٰذِهِ الضَّلَالَةِ أَلْفَ شَهْرٍ، فَانْتَقَمَ اللهُ مِنْهُمْ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ أَحَدٌ(449).

"بنو اُمیہ نے منبروں پر آلِ محمد عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کو سب و شتم

(449) القاضي ثناء الله في التفسير المظهري، سورة إبراهيم، 5/ 271.

کیا۔ یہ لوگ اس گمراہی کے ساتھ ہزار مہینوں تک مال و متاع سے فائدہ اٹھاتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے ایسا انتقام لیا کہ خاندانِ یزید کا ایک فرد بھی باقی نہ رہا۔"

گزشتہ ابواب کے مطالعے سے ہم یزید اور اُس کے حواریوں کا گھناؤنا کردار بخوبی جان چکے ہیں۔ کون سا ظلم تھا جو انہوں نے نہیں کیا؟ کون سا گناہ تھا جس کا ارتکاب انہوں نے نہیں کیا؟ یہی وجہ ہے کہ سابقہ اَقوام کے کفار کی طرح اللہ تعالیٰ نے امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو دنیا میں ہی بندروں کی شکلوں میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دکھایا گیا۔ اور یہ امر بالکل واضح اور مسلّم ہے کہ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے۔ اور پھر اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے جبکہ تابعین اور تبع تابعین میں سے جلیل القدر ہستیوں نے اس کے مفہوم کا واضح انطباق کیا ہے۔

3۔ امام حاکم، خطیب بغدادی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف یہ وحی فرمائی تھی:

إِنِّي قَتَلْتُ بِيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا سَبْعِيْنَ أَلْفًا، وَإِنِّي قَاتِلٌ بِابْنِ ابْنَتِكَ سَبْعِيْنَ أَلْفًا وَسَبْعِيْنَ أَلْفًا(450).

---

(450) أخرجه الحاكم في المستدرك، 2/ 319، 648، الرقم/ 3147، 4152، والخطيب البغدادي في تاريخ بغداد، 1/ 142، والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، 10/ 219، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 225، وأيضًا في 64/ 216، وابن الجوزي في المنتظم، 5/ 346، والذهبي في تذكرة الحفاظ، 1/ 77، الرقم/ 73، وأيضًا في سير أعلام النبلاء، 4/ 342، وابن أبي جرادة في بغية الطلب في تاريخ حلب، 6/ 2597.

"میں نے یحییٰ بن زکریا (علیہما السلام) کے خون کا بدلہ ستر ہزار لوگوں کے ذریعے لیا تھا (کہ اتنے ظالم لوگ انتقاماً قتل ہوئے تھے)۔ بے شک میں آپ کی لختِ جگر فاطمہ کے شہزادے کے خون کا بدلہ ستر ہزار اور مزید ستر ہزار لوگوں سے لوں گا۔ (یعنی وہ انتقاماً اتنی تعداد میں قتل ہوں گے۔)"

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

إِنِّي قَتَلْتُ عَلَى دَمِ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا، وَإِنِّي قَاتِلٌ عَلَى دَمِ ابْنِ ابْنَتِكَ(451).

"(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) بے شک میں نے یحییٰ بن زکریا (علیہما السلام) کے خون کا بدلہ لیا۔ (اسی طرح) میں آپ کی لختِ جگر کے شہزادے کے خون کا بدلہ بھی لینے والا ہوں۔"

4۔ حافظ ابن کثیر قاتلانِ حسین کے انجام بد کے بارے میں وارد ہونے والی روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَأَمَّا مَا رُوِيَ مِنَ الْأَحَادِيْثِ وَالْفِتَنِ الَّتِي أَصَابَتْ مَنْ قَتَلَهُ، فَأَكْثَرُهَا صَحِيْحٌ، فَإِنَّهُ قَلَّ مَنْ نَجَا مِنْ أُوْلَئِكَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْهُ مِنْ آفَةٍ وَعَاهَةٍ فِي الدُّنْيَا، فَلَمْ يَخْرُجْ مِنْهَا، حَتَّى أُصِيْبَ بِمَرَضٍ، وَأَكْثَرُهُمْ أَصَابَهُمُ الْجُنُوْنُ(452).

"جو احادیث اس باب میں روایت ہوئی ہیں اور جو فتن امام حسین

(451) أخرجه الحاكم في المستدرك، 3/ 195، الرقم/ 4822.

(452) ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 201-202.

علیہ السلام کے قاتلوں کو لاحق ہوئے ان میں سے اکثر روایات صحیح ہیں، کیونکہ ایسا شاذ ہی ہوگا کہ آپ کو شہید کرنے والوں میں سے کوئی (بد بخت) اس دنیا میں آفت اور مصیبت سے بچ گیا ہو۔ اُن میں سے کوئی بھی اس دنیا سے رخصت نہیں ہوا مگر یہ کہ اسے کوئی (موذی) مرض لاحق ہو گیا ہو۔ ان میں سے اکثر پاگل ہو گئے تھے۔"

یہاں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ یہ سب ذلت کی موت مرنے والے لوگ امام حسین علیہ السلام کے قاتل نہ تھے۔ لیکن ان سے بدلہ لینے کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کے حامی تھے اور وہ قاتلوں کے ملعون فعل کو برا نہیں سمجھتے تھے۔ اِس لیے انہیں بھی امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کے زمرے میں شمار کرلیا گیا۔

ذیل میں ہم اس موضوع پر موجود درجنوں روایات میں سے چند اہم کا ذکر کر رہے ہیں جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ کس طرح قاتلینِ حسین اِسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے غضب ناک عذاب سے دوچار ہوئے۔

2۔ قاتلانِ حسین کی کسی بھی طرح سے حمایت کرنا ناراضیٔ مصطفیٰ کو دعوت دینے کے مترادف ہے

1۔ ابو نضر الجرمی بیان کرتے ہیں:

میں نے ایک بد صورت اندھے شخص کو دیکھا اور اس سے اس کے اندھے پن کی وجہ پوچھی، اس نے کہا: میں ان لوگوں میں سے تھا جو عمرو بن سعد کے لشکر میں امام حسین علیہ السلام کے خلاف جنگ میں شریک تھے، جب رات ہو گئی تو میں لیٹ گیا۔ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے

سامنے خون سے بھرا ایک تھال پڑا ہے، اور خون میں ایک پر پڑا ہوا ہے، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں باری باری عمرو بن سعد کے ساتھیوں کو لایا جاتا، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ وہ پر پکڑتے، اور ان کی آنکھوں کے درمیان کچھ تحریر فرماتے، پھر مجھے لایا گیا، تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! بخدا! میں نے تلوار چلائی، نہ نیزہ مارا، اور نہ ہی تیر پھینکا۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

أَفَلَمْ تُكَثِّرْ عَدُوَّنَا؟ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَهُ فِي الدَّمِ -السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى- وَأَهْوَى بِهِمَا إِلَى عَيْنَيَّ، فَأَصْبَحْتُ وَقَدْ ذَهَبَ بَصَرِي(453).

”کیا تم نے ہمارے دشمنوں کی تعداد میں اضافہ نہیں کیا تھا؟ اس کے بعد آپ نے اپنی شہادت والی اور درمیان والی -دونوں انگشت ہائے مبارک کو میری آنکھوں کی جانب بڑھایا- صبح جب اٹھا تو میں نابینا ہو چکا تھا۔“

2۔ امام لالکائی، عبد الملک بن عمیر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہمارا ایک ہم نشین تھا جو خوشبو لگاتا تھا، لیکن اس پر ہمیشہ تارکول کی بدبو غالب رہتی تھی، لوگوں میں سے کسی نے اس سے کہا: اے ابو فلاں! تو خوشبو لگاتا ہے لیکن تارکول کی بدبو تم پر کیوں غالب رہتی ہے، اس نے کہا: کیا تم نے ایسی کوئی شے محسوس کی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: میں تمہیں اس کی حقیقت بتاتا ہوں:

---

(453) أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 259، وذكره ابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 573، وابن أبي جرادة في بغية الطلب، 6/ 2642.

كُنْتُ فِيمَنْ سَلَبَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَصْحَابَهُ. قَالَ: فَأُرِيْتُ فِي الْمَنَامِ، فَرَأَيْتُ: كَأَنَّ النَّاسَ قَدْ حُشِرُوْا وَخَرَجُوْا عِطَاشًا. قَالَ: وَإِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ وَحَوْضٌ، يَسْقَى النَّاسَ مِنْهُ، وَإِذَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اسْقِنِي، قَالَ: اسْقِهِ، قَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّهُ مِمَّنْ سَلَبَ الْحُسَيْنَ، فَقَالَ: اذْهَبُوْا بِسَالِبِ الْحُسَيْنِ، فَأَسْقَوْهُ قَطِرَانًا، فَأَصْبَحْتُ وَإِنَّ رَائِحَةَ الْقَطِرَانِ لَتَغْلِبُ عَلَيَّ (454).

”میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حسین بن علی علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو لوٹا۔ اس نے کہا: مجھے خواب دکھایا گیا، میں نے دیکھا کہ لوگ حشر کے میدان میں جمع ہیں اور وہ قبروں سے پیاسے نکلے ہیں۔ اس نے کہا: میں نے اچانک دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے، اور ایک حوض ہے جس سے وہ شخص لوگوں کو پانی پلا رہا ہے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ وہ شخص تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بھی پلائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: اس کو پلاؤ۔ اس شخص نے کہا: یارسول اللہ! یہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے حسین (علیہ السلام) کو لوٹا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: حسین کو لوٹنے والے کو لے جاؤ اور اسے تارکول پلاؤ۔ جب میں صبح اٹھا تو مجھ پر تارکول کی بدبُو چھائی ہوئی تھی۔“

(454) أخرجه اللالكائي في كرامات الأولياء/ 138، الرقم/ 91.

لہذا اس دن سے خوشبو لگانے کے باوجود اس شخص کے جسم سے ہمیشہ تارکول کی بدبو آتی رہتی اور وہ اسی اذیت ناک بدبو کی سزا میں مبتلا رہا۔

3۔ فضل بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ میں ایک شخص کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں ایک اور شخص اس کے پاس آکر بیٹھ گیا، اس سے تارکول کی بدبو آ رہی تھی، اس نے اس شخص سے کہا: کیا تم تارکول بیچتے ہو؟ اس نے کہا: میں نے تو کبھی تارکول نہیں بیچی، اس نے کہا: پھر یہ بدبو کیسی ہے؟ اس نے بتایا: میں ان لوگوں میں شامل تھا جو عمرو بن سعد کے لشکر میں تھے، میں انہیں لوہے کی میخیں بیچتا تھا، جب رات کی تاریکی چھا گئی، اور میں لیٹ گیا، تو میں نے اپنے خواب میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو دیکھا، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ حضرت علی عَلَيْهِ السَّلَامُ بھی تھے، آپ امام حسین عَلَيْهِ السَّلَامُ کے ساتھیوں میں سے شہید ہو جانے والوں کو پانی پلا رہے تھے، میں نے ان سے عرض کیا: مجھے بھی پانی پلائیے۔ انہوں نے انکار کر دیا، میں نے کہا: یا رسول اللہ! ان سے کہیے کہ مجھے بھی پانی پلا دیں۔ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

أَلَسْتَ مِمَّنْ عَاوَنَ عَلَيْنَا؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَاللهِ، مَا ضَرَبْتُ بِسَيْفٍ، وَلَا طَعَنْتُ بِرُمْحٍ، وَلَا رَمَيْتُ بِسَهْمٍ، وَلَكِنِّي كُنْتُ أَبِيْعُهُمْ أَوْتَادَ الْحَدِيْدِ، فَقَالَ يَا عَلِيُّ، اسْقِهِ، فَنَاوَلَنِي قَعْبًا مَمْلُوْءًا قَطِرَانًا، فَشَرِبْتُ مِنْهُ قَطِرَانًا، وَلَمْ أَزَلْ أَبُوْلُ الْقَطِرَانَ أَيَّامًا، ثُمَّ انْقَطَعَ ذَلِكَ الْبَوْلُ عَنِّي، وَبَقِيَتِ الرَّائِحَةُ فِي جِسْمِي(455).

(455) أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 258-259، وذكره ابن

"کیا تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جنہوں نے ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں کی مدد کی؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بخدا! میں نے نہ تلوار چلائی، نہ نیزہ مارا، نہ تیر پھینکا، بلکہ میں تو انہیں صرف لوہے کی میخیں بیچا کرتا تھا۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اے علی! اسے پلاؤ، انہوں نے مجھے تارکول سے بھرا ہوا ایک پیالہ پکڑا دیا، میں نے اس میں سے تارکول پی لیا، پھر میں کچھ دن تک تارکول کا پیشاب ہی کرتا رہا، بعد ازاں تارکول کا بول آنا تو بند ہو گیا، لیکن اس کی بو میرے جسم میں باقی رہی۔"

یہ سزا بھی اسی طرح کی ہے جو کفار کو دوزخ میں دی جائے گی، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ دوزخیوں کو پیپ ملا کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا:

﴿ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ۝٦٧﴾ [الصافات، 37/ 67]

"پھر یقیناً اُن کے لیے اس (کھانے) پر (پیپ کا) ملا ہوا نہایت گرم پانی ہوگا (جو انتڑیوں کو کاٹ دے گا)o"

اسی طرح ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿مِّن وَرَآئِهِۦ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِن مَّآءٍ صَدِيدٍ ۝١٦ يَتَجَرَّعُهُۥ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُۥ وَيَأْتِيهِ ٱلْمَوْتُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِن وَرَآئِهِۦ عَذَابٌ غَلِيظٌ ۝١٧﴾ [إبراهيم، 14/ 16-17]

"اس (بربادی) کے پیچھے (پھر) جہنم ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے

الجوزي في بستان الواعظين/ 263، وابن أبي جرادة في بغية الطلب، 6/ 2642.

گاO جسے وہ بمشکل ایک ایک گھونٹ پیے گا اور اسے حلق سے نیچے اتار نہ سکے گا، اور اسے ہر طرف سے موت آگھیرے گی اور وہ مر (بھی) نہ سکے گا، اور (پھر) اس کے پیچھے (ایک اور) بڑا ہی سخت عذاب ہوگاO"

وہ سزا جو کفار کو دوزخ میں دی جائے گی، اُسی سزا کی ایک شکل قاتلین حسین یا دشمنانِ اہل بیت پر دنیا میں وارد کی گئی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ بنو اُمیہ کے حکمرانوں کو ذلیل بندروں کی شکل میں دکھایا گیا۔ اسی طرح کفار کے لیے مختص یہ سزا قاتلین حسین کو دنیا میں ہی دی گئی۔

3۔ ابن زیاد بُرے انجام سے دو چار ہوا اور اُس پر دنیا میں ہی عذابِ اِلٰہی ظاہر ہوگیا

1۔ امام ترمذی اور طبرانی نے حضرت عمارہ بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے قاتل عبید اللہ بن زیاد کو اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے بعد اُن کے سر بھی کوفہ کے دربار میں لا کر اُسی طرح صحن میں رکھے گئے (جیسے امام عالی مقام علیہ السلام اور دیگر شہداء کربلا کے مقدس سر رکھے گئے تھے)۔ آپ فرماتے ہیں اس وقت میں بھی وہاں گیا تھا۔ جب میں ان کے کٹے ہوئے سروں کے قریب پہنچا تو لوگ یہ کہہ رہے تھے:

قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ، فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلَّلُ الرُّؤُوْسَ، حَتّٰى دَخَلَتْ فِي مِنْخَرَي عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً، ثُمَّ خَرَجَتْ(456).

(456) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين

”وہ آ گیا! وہ آ گیا! میں نے دیکھا کہ ایک سانپ کہیں سے آیا اور اس نے ان کے (عبید اللہ بن زیاد اور ان کے ساتھیوں کے) سروں میں گھسنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا، تھوڑی دیر اندر ٹھہرا۔ پھر باہر آکر کہیں (اور) چلا گیا (یہاں تک کہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا)۔“

پھر اچانک کوئی شخص بولا کہ وہ پھر آ گیا ہے، وہ پھر آ گیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ سانپ پھر پلٹ آیا تھا۔ چنانچہ اس نے یہی عمل دو یا تین بار دہرایا۔

علامہ بدر الدین العینی اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

إِنَّ اللهَ تَعَالَى جَازَى هَذَا الْفَاسِقَ الظَّالِمَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زِيَادٍ، بِأَنْ جَعَلَ قَتْلَهُ عَلَى يَدَيْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْأَشْتَرِ يَوْمَ السَّبْتِ لِثَمَانٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ، سَنَةَ سِتٍّ وَسِتِّيْنَ عَلَى أَرْضٍ يُقَالُ لَهَا الْجَازِرُ، بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَوْصِلِ خَمْسَةُ فَرَاسِخَ، وَكَانَ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ الثَّقَفِيُّ أَرْسَلَهُ لِقِتَالِ ابْنِ زِيَادٍ، وَلَمَّا قُتِلَ ابْنُ زِيَادٍ، جِيْءَ بِرَأْسِهِ وَبِرُؤُوْسِ أَصْحَابِهِ، وَطُرِحَتْ بَيْنَ يَدَيِ الْمُخْتَارِ، وَجَاءَتْ حَيَّةٌ دَقِيْقَةٌ تَخَلَّلَتِ الرُّؤُوْسَ، حَتَّى دَخَلَتْ فِي فَمِ ابْنِ مَرْجَانَةَ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ، وَخَرَجَتْ مِنْ مَنْخِرِهِ، وَدَخَلَتْ فِي مَنْخِرِهِ، وَخَرَجَتْ مِنْ فِيْهِ، وَجَعَلَتْ تَدْخُلُ

عَلَيْهِمَا السَّلَام، 5/ 660، الرقم/ 3780، والطبراني في المعجم الكبير، 3/ 112، الرقم/ 2832، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 37/ 461، وذكره المباركفوري في تحفة الأحوذي، 10/ 193.

وَتَخْرُجُ مِنْ رَأْسِهِ بَيْنَ الرُّؤُوْسِ، ثُمَّ إِنَّ الْمُخْتَارَ بَعَثَ بِرَأْسِ ابْنِ زِيَادٍ، وَرُؤُوْسِ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا مَعَهُ إِلَى مَكَّةَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، وَقِيْلَ: إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَنَصَبَهَا بِمَكَّةَ وَأَحْرَقَ ابْنُ الْأَشْتَرِ جُثَّةَ ابْنِ زِيَادٍ وَجُثَثَ الْبَاقِيْنَ(457).

"اللہ تعالیٰ نے اس فاسق و ظالم عبید اللہ بن زیاد کو یہ سزا دی کہ ہفتہ کے روز بائیس (22) ذو الحجہ، سن چھیاسٹھ (66 ہجری) کو اس سرزمین پر جسے جازِر کہا جاتا ہے، اس کے اور موصل کے درمیان پانچ فرسخ (پندرہ میلوں) کا فاصلہ ہے،وہ ابراہیم بن اشتر کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اسے مختار بن ابو عبیدہ الثقفی نے ابن زیاد کے ساتھ جنگ کے لیے بھیجا تھا، جب ابن زیاد کو قتل کر دیا گیا، تواس کے اور اس کے ساتھیوں کے سروں کو لایا گیا اور مختار ثقفی کے سامنے پھینکا گیا اسی دوران ایک باریک سانپ کہیں سے نکل آیا اور ان کے سروں میں سے گھستا ہوا ابن مرجانہ یعنی ابن زیاد کے منہ میں گھسا اور اس کے نتھنوں سے باہر نکلا، اور پھر اس کے نتھنے میں گھس کر اس کے منہ سے نکلا۔ (ان سب کے) سروں میں سے صرف اس (ابن زیاد) کے سر میں گھستا اور باہر نکلتا رہا۔ پھر مختار ثقفی نے ابن زیاد اور اس کے ساتھ قتل ہونے والوں کے سروں کو مکہ میں امام محمد بن حنفیہ عَلَيْهِ السَّلَام کے پاس بھیج دیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کے پاس بھیجا، انہوں نے ان سروں کو (عبرت کے لیے) مکہ معظمہ میں نصب کر دیا، اور ابن اشتر نے ابن زیاد اور دوسرے مقتولین کے جسموں کو جلا

(457) العيني في عمدة القاري، 16/ 241.

دیا۔“

نام ور سلفی محدث علامہ عبد الرحمن مبارک پوری اِس حدیثِ ترمذی کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَإِنَّمَا أَوْرَدَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا الْحَدِيْثَ فِي مَنَاقِبِ الْحَسَنَيْنِ لِأَنَّ فِيْهِ ذِكْرَ الْمُجَازَاةِ لِمَا فَعَلَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ(458).

”بے شک امام ترمذی اس حدیث کو مناقب حسنین کریمین عَلَيْهِمَا السَّلَام میں لائے ہیں، کیوں کہ اس واقعہ میں اس فعل کے بدلے کا ذکر کیا گیا ہے جو عبید اللہ بن زیاد نے امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کے سرِانور کے ساتھ کیا تھا۔“

2۔ امام طبرانی، ابن عساکر اور ابن کثیر نے عبد الملک بن کردوس سے روایت کیا ہے۔ انھیں عبید اللہ بن زیاد کے دربان نے بتایا:

دَخَلْتُ الْقَصْرَ خَلْفَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ حِيْنَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَام، فَاضْطَرَمَ فِي وَجْهِهِ نَارٌ، فَقَالَ: هَكَذَا بِكُمِّهِ عَلَى وَجْهِهِ، فَقَالَ: هَلْ رَأَيْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَكْتُمَ ذَلِكَ(459).

---

(458) المباركفوري في تحفة الأحوذي، 10/ 178.

(459) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 112، الرقم/ 2831، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 37/ 451، وذكره ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 285، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 196.

”امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت میں عبید اللہ بن زیاد کے پیچھے محل میں داخل ہوا، میں نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر آگ بھڑک اٹھی۔ اس نے (آگ سے بچنے کے لیے) اس طرح اپنی آستین اپنے چہرے پر رکھ لی اور کہا: (اے دربان) کیا تم نے (یہ منظر یعنی میرے چہرے کا آگ سے جل جانا) دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس واقعہ کو چھپائے رکھوں (اور کسی سے بیان نہ کروں)۔“

3۔ حضرت مغیرہ بیان کرتے ہیں: ابن زیاد کی ماں مرجانہ نے اپنے بیٹے عبید اللہ بن زیاد سے کہا:

يَا خَبِيْثُ، قَتَلْتَ ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، لَا تَرَى الْجَنَّةَ أَبَدًا(460).

”اے خبیث! تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بیٹے کو شہید کر دیا ہے، تو کبھی جنت نہیں دیکھ سکے گا۔“

جو سزا کفار و مشرکین کو قبر میں عذاب کی صورتوں میں سے ایک صورت میں دی جائے گی وہ یہ بھی ہو گی کہ اس میں گناہ گاروں پر سانپ اور بچھو مسلط کر دیے جائیں گے، کافروں کے لیے جو عذاب قبر میں وارد ہو گا، اس ایک جھلک دنیا میں ہی دکھا دی گئی ہے۔ سو کربلا میں شہزادگانِ اہلِ بیت علیہم السلام کا قتلِ عام کرنے والے پر سانپ کا عذاب مسلط کر دیا گیا۔

---

(460) أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 37/ 451، والذهبي في تاريخ الإسلام، 5/ 15، وابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 286، والعسقلاني في تهذيب التهذيب، 2/ 307، والعاصمي في سمط النجوم العوالي، 3/ 186.

(1) ابن زیاد کو دیے گئے عذاب کی مشابہت کفار کو قبر میں ملنے والے عذاب سے ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

يُرْسَلُ عَلَى الْكَافِرِ حَيَّتَانِ: وَاحِدَةٌ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ، وَأُخْرَى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ، تَقْرِضَانِهِ قَرْضًا، كُلَّمَا فَرَغَتَا عَادَتَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ(461).

"قبر میں کافر پر دو سانپ مسلط کر دیے جائیں گے ایک اس کے سر کی جانب اور دوسرا اس کی ٹانگوں کی جانب۔ وہ اسے خوب ڈسیں گے۔ ایک دفعہ ڈس کے فارغ ہوں گے تو دوبارہ اس کو ڈسیں گے اور یہ عمل یونہی تا قیامت جاری رہے گا۔"

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

أَتَدْرُونَ فِيمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى﴾ [طه، 20/ 124] أَتَدْرُوْنَ مَا الْمَعِيْشَةُ الضَّنْكَةُ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: عَذَابُ الْكَافِرِ فِي قَبْرِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهُ يُسَلَّطَ عَلَيْهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ تِنِّينًا، أَتَدْرُوْنَ مَا التِّنِّينُ؟ سَبْعُوْنَ حَيَّةً، لِكُلِّ حَيَّةٍ

---

(461) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 2/ 152، الرقم/ 25230، والهيثمي في مجمع الزوائد، 3/ 55.

سَبْعُ رُؤُوْسٍ يَلْسَعُوْنَهُ، وَيَخْدِشُوْنَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ(462).

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس آیت میں: ﴿فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى﴾ "اس کے لیے دنیاوی معاش (بھی) تنگ کر دیا جائے گا اور ہم اسے قیامت کے دن (بھی) اندھا اٹھائیں گے" اللہ تعالیٰ نے کیا بات ارشاد فرمائی ہے؟ (پھر آپ ﷺ نے فرمایا:) جانتے ہو تنگی معاش کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: اس سے مراد قبر میں کافر کو دیا گیا عذاب ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک کافر پر (قبر میں) ننانوے "تنین" مسلط کر دیے جاتے ہیں۔ تم جانتے ہو "تنین" کیا ہے؟ یہ ستر سانپوں کا مجموعہ ہو گا۔ ہر سانپ کے سات منہ ہوں گے۔ یہ سانپ کافر کو قیامت تک ڈستے اور زخمی کرتے رہیں گے۔"

ان روایات کو ذکر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جس نوعیت کا عذاب کافر کو قبر میں دیا جائے گا، اُسی نوعیت کا عذاب قاتلین حسین کو اِس دنیا میں دیا گیا۔

4۔ شہادت حسین علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے غضب کو ہر سُو خون ہی خون کی صورت میں ظاہر فرمایا

1۔ امام طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ ابو قبیل بیان کرتے ہیں:

(462) أخرجه ابن حبان في الصحيح، 7/ 392، الرقم/ 3122، والهيثمي في موارد الظمآن، 1/ 198-199، الرقم/ 782.

لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَام، اِحْتَزُّوْا رَأْسَهُ، وَقَعَدُوْا فِي أَوَّلِ مَرْحَلَةٍ يَشْرَبُوْنَ النَّبِيْذَ، يَتَحَيَّوْنَ بِالرَّأْسِ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ قَلَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ مِنْ حَائِطٍ، فَكَتَبَ بِسَطْرٍ دَمٍ:

أَتَرْجُوْ أُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا
شَفَاعَةَ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ

فَهَرَبُوْا وَتَرَكُوا الرَّأْسَ، ثُمَّ رَجَعُوْا(463).

”جب امام حسین بن علی عَلَيْهِمَا السَّلَام کو شہید کر دیا گیا تو یزیدیوں نے آپ کے سرِ انور کو تنِ اقدس سے جدا کر دیا، سفر کے پہلے مرحلے میں وہ سرِ مبارک کے کاٹنے کی خوشی میں بیٹھ کر شراب پینے لگے، اس وقت دیوار سے لوہے کا ایک قلم نمودار ہوا، اس نے خون سے یہ شعر رقم کیا:

کیا وہ گروہ جس نے حسین کو شہید کیا یوم قیامت ان کے جد امجد کی شفاعت کی امید بھی رکھتا ہے؟

(463) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 123، الرقم/ 2873، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 244، وذكره المزي في تهذيب الكمال، 6/ 443، والذهبي في تاريخ الإسلام، 5/ 107، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 199، والسيوطي في الخصائص الكبرى، 2/ 216، وابن أبي جرادة في بغية الطلب، 6/ 2652.

وہ لوگ یہ عجیب و غریب منظر دیکھ کر بھاگ گئے اور سر مبارک کو وہیں چھوڑ گئے۔ بعد ازاں واپس آ کر نیزوں پر لٹکائے ہوئے سر اپنے ساتھ لے گئے۔

2۔ امام زہری سے مروی ہے:

لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَمْ يُرْفَعْ حَجَرٌ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ، إِلَّا وُجِدَ تَحْتَهُ دَمٌ عَبِيْطٌ(464).

”جب امام حسین بن علی علیہما السلام کو شہید کر دیا گیا تو بیت المقدس میں جو پتھر بھی اٹھایا جاتا اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا۔“

3۔ اسی طرح امام ابن شہاب بیان کرتے ہیں:

مَا رُفِعَ بِالشَّامِ حَجَرٌ يَوْمَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِلَّا عَنْ دَمٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ(465).

”جس دن امام حسین علیہما السلام کو شہید کیا گیا پورے ملک شام میں جو پتھر بھی اٹھایا جاتا اس کے نیچے خون ہوتا، اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو۔“

---

(464) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 113، الرقم/ 2834، والبيهقي في دلائل النبوة، 6/ 471، وابن سعد في الطبقات الكبرى، 1/ 163، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 229، والمزي في تهذيب الكمال، 6/ 434، والذهبي في سير أعلام النبلاء، 3/ 314، وأيضًا في تاريخ الإسلام، 5/ 16، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 196.

(465) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 113، الرقم/ 2835، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 196.

4۔ علاء بیان کرتے ہیں کہ اُن کی ماں نے انہیں بتایا تھا:

كُنَّا زَمَانًا بَعْدَ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ وَأَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ مُحْمَرَّةً عَلَى الْحِيطَانِ وَالْجُدُرِ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، قَالَتْ: وَكَانُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ حَجَرًا إِلَّا وُجِدَ تَحْتَهُ دَمٌ(466).

”امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ایک عرصہ تک سورج، باغات اور شہروں کی دیواروں پر صبح و شام (خون کی طرح) سرخ روشنی ڈالتا رہا، آپ مزید بیان کرتی ہیں: اس پورے عرصے میں لوگ جو پتھر بھی اٹھاتے تھے اس کے نیچے خون موجود ہوتا تھا۔“

5۔ شہادتِ امام حسین علیہ السلام کے بعد آسمان کئی دنوں تک سرخ رہا اور ستارے آپس میں ٹکراتے رہے

1۔ امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت اُمِّ حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةٌ، فَمَكَثَتِ السَّمَاءُ أَيَّامًا مِثْلَ الْعَلَقَةِ(467).

”جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو میں نو عمر تھی، (میں دیکھتی تھی) کہ آسمان کئی دنوں تک جمے ہوئے خون کے لوتھڑے کی طرح سرخ رہا۔“

---

(466) أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 226.

(467) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 113، الرقم/ 2836، والبيهقي في دلائل النبوة، 6/ 472، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 196.

2۔ امام ابو نعیم، ابن عساکر اور ابن الجوزی امام محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں:

لَمْ تُرَ هَذِهِ الْحُمْرَةُ الَّتِي فِي آفَاقِ السَّمَاءِ، حَتَّى قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ (468).

"امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے آسمان کے افق پر اس طرح کی سرخی کبھی نہیں دیکھی گئی تھی۔"

3۔ اسی طرح ابو قبیل بیان کرتے ہیں:

لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ كَسْفَةً، حَتَّى بَدَتِ الْكَوَاكِبُ نِصْفَ النَّهَارِ، حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا هِيَ (469).

"جب حضرت امام حسین علیہما السلام کو شہید کیا گیا تو اتنا شدید سورج گرہن لگا کہ دوپہر کے وقت ستارے نظر آنے لگے، حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا شاید رات ہو گئی ہے۔"

4۔ امام طبرانی عیسیٰ بن حارث کندی سے روایت کرتے ہیں:

---

(468) أخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء، 2/ 276، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 228، وأيضًا في، 39/ 493، وابن الجوزي في التبصرة، 2/ 16، وذكره السيوطي في تاريخ الخلفاء/ 163، وابن أبي جرادة في بغية الطلب في تاريخ حلب، 6/ 2639، والهندي في كنز العمال، 13/ 290، الرقم/ 37725.

(469) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 114، الرقم/ 2838، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 197.

لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَكَثْنَا سَبْعَةَ أَيَّامٍ، إِذَا صَلَّيْنَا الْعَصْرَ نَظَرْنَا إِلَى الشَّمْسِ عَلَى أَطْرَافِ الْحِيطَانِ، كَأَنَّهَا الْمَلَاحِفُ الْمُعَصْفَرَةُ، وَنَظَرْنَا إِلَى الْكَوَاكِبِ، يَضْرِبُ بَعْضُهَا بَعْضًا(470).

"جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو سات دن تک ہم جب بھی نماز عصر پڑھتے تو سورج کو تمام اطراف میں شدید زرد چادروں میں لپٹا ہوا دیکھتے تھے، اور جب بھی ہم ستاروں کو دیکھتے تو یوں لگتا تھا کہ ان میں سے بعض ستارے دوسرے ستاروں سے ٹکرا رہے ہیں۔"

5۔ خلف بن خلیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْوَدَّتِ السَّمَاءُ، وَظَهَرَتِ الْكَوَاكِبُ نَهَارًا، حَتَّى رَأَيْتُ الْجَوْزَاءَ عِنْدَ الْعَصْرِ، وَسَقَطَ التُّرَابُ الْأَحْمَرُ(471).

"جب امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو سارا آسمان سیاہ ہوگیا تھا، اور دن کے وقت ستارے ظاہر ہوگئے تھے، یہاں تک کہ میں نے عصر کے وقت بھی ستاروں کو دیکھا اور مزید یہ کہ آسمان سے سرخ رنگ کی

(470) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 114، الرقم/ 2839، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 197.

(471) أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 226، وذكره المزي في تهذيب الكمال، 6/ 432، والعسقلاني في تهذيب التهذيب، 2/ 305.

مٹی بھی برستی تھی۔"

6۔ آسمان بھی شہادت حسین علیہ السلام پر خوب رویا اور خون کی بارش برسی

1۔ امام بخاری التاریخ الکبیر میں اور ابن حبان الثقات میں سلیم القاص سے روایت کرتے ہیں:

مُطِرْنَا أَيَامًا أَوْ يَوْمَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ عليه السلام دَمًا، سَمِعَ مِنْهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُوْ إِبْرَاهِيمَ(472).

"ہم پر شہادت امام حسین علیہ السلام کے دن بلکہ بعد ازاں کئی دنوں تک خون کی بارش برستی رہی۔ یہ روایت آپ سے حماد بن سلمہ اور اسماعیل بن ابراہیم (ابو ابراہیم) نے بھی سنی ہے۔"

2۔ علامہ ابن الجوزی التبصرہ میں ہلال بن ذکوان سے روایت کرتے ہیں:

لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ عليه السلام مُطِرْنَا مَطَرًا بَقِيَ أَثَرُهُ فِي ثِيَابِنَا، مِثْلَ الدَّمِ(473).

"جب امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو ہم پر خون کی بارش برسی جس کا رنگ اور اثر ہمارے کپڑوں پر (کئی دنوں تک) باقی رہا۔"

---

(472) أخرجه البخاري في التاريخ الكبير، 4/ 129، الرقم/ 2202، وابن حبان في الثقات، 4/ 329، الرقم/ 3165، وذكره العسقلاني في لسان الميزان، 3/ 113، الرقم/ 372.

(473) ابن الجوزي في التبصرة، 2/ 16.

3۔ اسی طرح جعفر بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری خالہ حضرت ام سالم نے بتایا:

لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَام، مُطِرْنَا مَطَرًا، كَالدَّمِ عَلَى الْبُيُوْتِ وَالْجُدُرِ (474).

"جب امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو (کئی دنوں تک) گھروں اور دیواروں پر خون کی بارش ہوتی رہی۔"

4۔ اِس حوالے سے نضرہ ازدیہ بیان کرتی ہیں:

لَمَّا أَنْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَام مَطَرَتِ السَّمَاءُ مَاءً، فَأَصْبَحْتُ وَكُلُّ شَيْءٍ لَنَا مَلْآنٌ دَمًا (475).

"جب امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو آسمان سے طوفانی بارش برسی، جب میں نے صبح دیکھا تو ہماری ہر شے خون سے لبریز ہو چکی تھی۔"

5۔ امام ابن سیرین بیان کرتے ہیں:

لَمْ تَبْكِ السَّمَاءُ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا عَلَيْهِمَا السَّلَام، إِلَّا

---

(474) الذهبي في تاريخ الإسلام، 5/ 16، وأيضًا في سير أعلام النبلاء، 3/ 312، والعاصمي في سمط النجوم العوالي، 3/ 187، والمحب الطبري في ذخائر العقبي/ 145.

(475) الذهبي في سير أعلام النبلاء، 3/ 312.

عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ(476).

"حضرت یحیٰ بن زکریا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ (کی شہادت) کے بعد آسمان کسی پر ایسے نہیں رویا جس طرح حسین ابن علی عَلَيْهِمَا السَّلَامُ کی شہادت پہ رویا۔"

7۔ امام حسین عَلَيْهِ السَّلَامُ کے قاتل مرنے سے قبل ہلاکت خیز پیاس کے عذاب سے دو چار ہوئے

1۔ امام طبرانی حضرت کلبی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام حسین عَلَيْهِ السَّلَامُ کی طرف کوئی چیز پھینکی جب کہ وہ پانی نوش فرما رہے تھے، جس سے آپ کا جبڑا مبارک زخمی ہوگیا، آپ نے اس سے فرمایا:

لَا أَرْوَاكَ اللهُ، قَالَ: فَشَرِبَ حَتَّى تَفَطَّرَ(477).

"اللہ تعالیٰ تجھے کبھی سیراب نہ کرے۔راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر اس شخص نے اپنی پیاس بجھانے کے لیے اتنا پانی پیا کہ (اس کا معدہ) پھٹ گیا (بالآخر وہ مر گیا مگر اس کی پیاس ختم نہ ہوئی)۔"

2۔ امام ابن عساکر، امام مزی اور امام ذہبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عباس بن ہشام بن محمد الکوفی اپنے والد اور دادا کے طریق سے نقل کرتے ہیں کہ بنو ابان بن دارم کے ایک شخص نے، جسے زرعہ کہا جاتا ہے، امام حسین عَلَيْهِ السَّلَامُ کی شہادت کا منظر

---

(476) أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 225، والذهبي في سير أعلام النبلاء، 3/ 312، وابن أبي جرادة في بغية الطلب، 6/ 2634.

(477) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 114، الرقم/ 2841، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 193، والمحب الطبري في ذخائر العقبى، 1/ 144.

دیکھا، وہ روایت کرتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو ایک تیر مارا گیا جو آپ کی گردن مبارک میں لگا۔ ... راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ تیر انداز حالت نزع میں اپنے پیٹ میں سخت جلن کے باعث چیختا تھا، جبکہ اس کی پشت پر برف، اور اس کے سامنے بھی برف اور پنکھے تھے اور اس کے پیچھے کافور بھی لگایا ہوا تھا، لیکن پھر بھی کہتا تھا: مجھے پانی پلاؤ، پیاس نے مجھے ہلاک کر دیا۔ اس کے پاس بڑا پیالہ پانی، یا ٹھنڈے دودھ، یا ستو کا لایا جاتا، وہ اسے پیتا اور پھر کہنے لگتا:

اِسْقُوْنِي أَهْلَكَنِيَ الْعَطَشُ: فَانْقَدَّ بَطْنُهُ كَانْقِدَادِ الْبَعِيْرِ(478).

"مجھے مزید پانی پلاؤ، مجھے پیاس نے ہلاک کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ اُس کا پیٹ اونٹ کے پیٹ کی طرح (پھول کر) پھٹ گیا۔"

3۔ حضرت اسد بن قاسم الحلبی بیان کرتے ہیں: میرے دادا صالح بن شحام حلب کے اکابر صالحین میں سے تھے، انھوں نے خواب دیکھا کہ ایک سیاہ کتا پیاس سے ہانپ رہا ہے، اور اس کی زبان اس کے سینے تک لٹکی ہوئی ہے، میں نے سوچا: یہ کتا پیاسا ہے، کیوں نہ اسے پانی پلا دوں تاکہ اس کے باعث مغفرت کا مستحق ٹھہروں! میں نے ایسا کرنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اچانک پیچھے سے ایک غیبی آواز آئی:

يَا صَالِحُ، لَا تَسْقِهِ، يَا صَالِحُ، لَا تَسْقِهِ، هَذَا قَاتِلُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ أُعَذِّبُهُ بِالْعَطَشِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ(479).

---

(478) أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 223، وذكره المزي في تهذيب الكمال، 6/ 430، والذهبي في سير أعلام النبلاء، 3/ 312.

(479) أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 259، وذكره المزي في تهذيب الكمال، 6/ 447، وابن أبي جرادة في بغية الطلب، 6/ 2643.

"اے صالح! اسے پانی مت پلاؤ، اے صالح! اسے مت پانی پلاؤ، یہ حسین بن علی علیہما السلام کا قاتل ہے، میں اسے قیامت تک پیاسا رکھ کر عذاب دوں گا۔"

8۔ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو دنیا میں ہی آگ کا عذاب دیا گیا

1۔ امام طبرانی اور ابن عساکر نے ابو حمید الطحان سے روایت کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ فِي خُزَاعَةَ، فَجَاؤُوْا بِشَيْءٍ مِنْ تَرِكَةِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام، فَقِيْلَ لَهُمْ: نَنْحَرُ أَوْ نَبِيْعُ فَنَقْسِمُ. قَالَ: انْحَرُوْا. قَالَ: فَجَلَسَ عَلَى جَفْنَةٍ، فَلَمَّا وُضِعَتْ، فَارَتْ نَارًا(480).

"میں خزاعہ میں تھا، جب کہ (یزیدی) لوگ امام حسین علیہ السلام کے ترکہ میں سے کوئی چیز (جانور وغیرہ) لے کر آئے، ان سے کہا گیا: کیا ہم اسے ذبح کر لیں یا اسے بیچ کر قیمت آپس میں تقسیم کر لیں۔ اس نے کہا: ذبح کر لو۔ وہ بیان کرتا ہے: بعد ازاں وہ ایک بڑے تھال میں کھانا رکھ کر اکٹھے کھانے کے لیے بیٹھ گئے، اچانک اس تھال کو آگ لگ گئی اور سب کچھ جل گیا۔"

امام مزی نے حماد بن زید سے، اور جمیل بن مرہ سے روایت کرتے ہوئے اضافۃً

(480) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 121، الرقم/ 2863، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 231، وذكره المزي في تهذيب الكمال، 6/ 435، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 196.

فرمایا ہے:

أَصَابُوْا إِبِلًا فِي عَسْكَرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَام يَوْمَ قُتِلَ، فَنَحَرُوْهَا وَطَبَخُوْهَا قَالَ: فَصَارَتْ مِثْلَ الْعَلْقَمِ فَمَا اسْتَطَاعُوْا أَنْ يُسِيغُوْا مِنْهَا شَيْئًا(481).

''لوگوں نے امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کی شہادت کے دن آپ کے لشکر میں سے اونٹ لے لیے اور انہیں ذبح کرکے پکا لیا۔ راوی بیان کرتے ہیں: ان کا گوشت اندرائن کی طرح اتنا کڑوا ہو گیا کہ وہ اس میں سے ایک لقمہ بھی نگل نہ سکے۔''

2۔ امام سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری دادی اُم عیینہ نے بتایا:

أَنَّ حَمَّالًا كَانَ يَحْمِلُ وَرْسًا، فَهَوَى قَتْلَ الْحُسَيْنِ، فَصَارَ وَرْسُهُ رَمَادًا(482).

''ایک قلی زعفران کو اٹھا کر بیچتا تھا، وہ امام حسین عَلَيْهِ السَّلَام کی شہادت پر خوش ہوا سو اس بدبخت کا سارا زعفران جل کر خاکستر ہو گیا۔''

3۔ امام عطاء بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت سدی نے کہا ہے: میں کپڑا کی تجارت کے سلسلہ میں کربلا آیا، وہاں پر قبیلہ طئی کے ایک بوڑھے نے ہماری ضیافت

(481) ذكره المزي في تهذيب الكمال، 6/ 435.

(482) أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 231، والأصبهاني في تاريخ أصبهان، 2/ 153، الرقم/ 1338، وذكره المزي في تهذيب الكمال، 6/ 435، وابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 569، والمحب الطبري في ذخائر العقبى/ 144.

کی، جب اس کے ہاں ہم رات کا کھانا کھا چکے، تو ہم نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر کیا، میں نے کہا کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت میں جو شخص بھی شریک ہوا، وہ بہت ہی اذیت ناک اور ذلت ناک موت مرا۔ وہ بوڑھا کہنے لگا:

مَا أَكْذَبُكُمْ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، فَأَنَا فِيمَنْ شَرِكَ فِي ذَلِكَ، فَلَمْ يَبْرَحْ حَتَّى دَنَا مِنَ الْمِصْبَاحِ وَهُوَ يَتَّقِدُ بِنِفْطٍ، فَذَهَبَ يُخْرِجُ الْفَتِيْلَةَ بِإِصْبَعِهِ، فَأَخَذَتِ النَّارُ فِيهَا، فَذَهَبَ يُطْفِئُهَا بِرِيْقِهِ فَأَخَذَتِ النَّارُ فِي لِحْيَتِهِ، فَعَدَا فَأَلْقَى نَفْسَهُ فِي الْمَاءِ، فَرَأَيْتُهُ كَأَنَّهُ حُمَمَةٌ(483).

"اے اہل عراق! میں تمہاری بات کو ہرگز نہیں جھٹلاتا، مگر میں خود ان لوگوں میں سے ہوں جو امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنے میں شریک تھے (اس کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ مجھے تو کچھ نہیں ہوا)۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ شخص چراغ کے قریب ہوا، اس پر چراغ کا تیل گرا اور وہ جلنے لگا، اس نے اپنی انگلی کے ساتھ چراغ بجھانے کی کوشش کی، چراغ کی آگ نے اسے خوب پکڑ لیا، وہ آگ کو تھوک سے بجھانے لگا، آگ نے اس کی ڈاڑھی کو جلا دیا، پھر اس نے (آگ بجھانے کے لیے) خود کو پانی میں گرا یا، لیکن اس کے باوجود میں نے دیکھا کہ (مختصر سے وقت میں) وہ جل کر کوئلہ ہوگیا تھا (اور

---

(483) أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 233، وذكره المزي في تهذيب الكمال، 6/ 436، والذهبي في سير أعلام النبلاء، 3/ 313، وأيضًا في تذكرة الحفاظ، 3/ 909، والعسقلاني في تهذيب التهذيب، 2/ 306، وابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 571، والمحب الطبري في ذخائر العقبى/ 145.

ہمارے سامنے ہی واصلِ جہنم ہو گیا)۔"

9۔ قتلِ حسین علیہ السلام پر اظہارِ مسرت کرنے والوں کی بینائی اور عقل سلب کر لی گئی

1۔ امام ابو بکر محمد بن الحسین الآجُرّی البغدادی نے اپنی کتاب 'الشریعہ' میں سلیمان بن مہران الاعمش سے روایت کیا ہے:

بَلَغَنِي أَنَّ رَجُلًا أَحْدَثَ عَلَى قَبْرِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رضي الله عنهما، فَسَلَّطَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى أَهْلِ ذَلِكَ الْبَيْتِ الْجُنُوْنَ، وَالْجُذَامَ، وَالْبَرَصَ، وَكُلَّ دَاءٍ وَبَلَاءٍ. قَالَ أَبُوْ مَعْمَرٍ: وَأَهْلَ ذَلِكَ كَانُوْا(484).

"مجھ تک یہ خبر پہنچی کہ کسی (بد بخت) شخص نے امام حسین بن علی علیہما السلام کی قبر پر پیشاب کر ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے (اس سمیت) اس کے گھر والوں پر پاگل پن، کوڑھ اور ہر طرح کی بیماری و آزمائش مسلط کر دی۔ ابو معمر کہتے ہیں کہ اس کے گھر والے اِسی سزا کے حق دار تھے (کیوں کہ وہ بھی قاتلانِ حسین کے موافقین و معاونین تھے)۔"

2۔ امام طبرانی اور امام لالکائی نے قرہ بن خالد سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو رجاء العطاردی کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

لَا تَسُبُّوْا عَلِيًّا وَلَا أَهْلَ هَذَا الْبَيْتِ، فَإِنَّ جَارًا لَنَا مِنْ بِلْهَجِيْمِ، قَالَ: أَلَمْ تَرَوْا إِلَى هَذَا الْفَاسِقِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَتَلَهُ اللهُ،

---

(484) الآجري في الشريعة، 5/ 2183، الرقم/ 1677.

فَرَمَاهُ اللهُ بِكَوْكَبَيْنِ فِي عَيْنَيْهِ، فَطَمَسَ اللهُ بَصَرَهُ(485).

”حضرت علی علیہ السلام اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کو سب و شتم مت کیا کرو (یہ اس لیے کہ بنو امیہ کے حکمران یہ کام منبروں پر بر سر عام کروایا کرتے تھے)۔ ایک دفعہ ہجیم کا ہمارا ایک پڑوسی کہنے لگا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ (معاذ اللہ) اس فاسق حسین بن علی کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا۔ (اس کا یہی کہنا تھا کہ) اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس کی دونوں آنکھوں میں موتیا اُتار دیا اور اُس کی بصارت کو ختم کر دیا۔“

3۔ امام ابن عساکر، امام مزی اور حافظ ابن حجر العسقلانی نے بیان کیا ہے کہ ربیع بن منذر الثوری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ يُبَشِّرُ النَّاسَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ فَرَأَيْتُهُ أَعْمَى يُقَادُ(486).

”ایک شخص لوگوں کو آکر امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خوش خبری دینے لگا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اندھا ہو گیا اور اسے پکڑ کر چلایا جاتا ہے۔“

4۔ امام حسن بن حارث، نخع کے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں کہ حجاج نے

---

(485) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، 3/ 112، الرقم/ 2830، واللالكائي في كرامات الأولياء، ص/ 139، الرقم/ 92، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، 9/ 196.

(486) أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 227، وذكره المزي في تهذيب الكمال، 6/ 433، والعسقلاني في تهذيب التهذيب، 2/ 305.

کہا: جس کا کوئی کارنامہ ہو تو کھڑا ہو جائے، کچھ لوگ کھڑے ہو کر اپنے کارنامے بیان کرنے لگے، ان میں سنان بن انس بھی تھا اس نے کھڑے ہو کر کہا:

أَنَا قَاتِلُ حُسَيْنٍ، فَقَالَ: بَلَاءٌ حَسَنٌ، وَرَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَاعْتُقِلَ لِسَانُهُ وَذَهَبَ عَقْلُهُ، فَكَانَ يَأْكُلُ وَيَحْدُثُ فِي مَكَانِهِ(487).

”میں حسین کا قاتل ہوں، حجاج نے کہا: کیا ہی اچھا کارنامہ ہے، جونہی وہ شخص اپنے گھر گیا اس کی زبان بند ہو گئی، اور پاگل ہو گیا، بعد ازاں (اس پر ایسی خباثت و ذلت طاری ہوئی کہ) وہ جس جگہ کھاتا تھا وہیں رفع حاجت کر دیتا تھا۔“

(487) أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 14/ 231-232.

باب نمبر: 15

یزید کے آخرِ وقت کے
ذِلّت انگیز کرتوت اور عبرت ناک کافرانہ انجام

حافظ ابن کثیر "البدایہ والنہایہ" میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ کے سر مبارک کو نیزے پر نصب کر کے ابن زیاد کے حکم سے کوفہ کے گلی کوچوں میں پھرایا گیا پھر زحر بن قیس کے ہاتھ ایک وفد کی صورت میں یزید کے پاس ایک گھڑ سوار دستہ کی نگرانی میں شام بھیجوا دیا گیا(488)۔ اس کے بعد ابن زیاد نے بد بختوں کی ایک جماعت کے ساتھ دوسرے شہداء کے سروں اور اسیرانِ اہل بیت کو یزید کے پاس اس حالت میں بھیجا کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پاؤں اور گردن میں زنجیریں ڈال دی گئی تھیں جب کہ عورتوں کو اونٹوں کی ننگی پیٹھ پر بٹھایا گیا تھا۔ ابن زیاد نے اپنے سپاہیوں کو تاکید کر دی تھی کہ وہ راستے میں سروں کو نیزوں پر چڑھا کر لوگوں کو بتاتے ہوئے جائیں کہ یزید کی مخالفت کرنے والے اس انجام سے دو چار ہوئے ہیں تاکہ لوگ ڈر کر مخالفت سے باز رہیں۔

امام عالی مقام علیہ السلام کا سر مبارک لے جانے والے قافلہ کے راستہ میں ایک منزل پر ایک گرجا تھا۔ وہاں قیام کیا اور آپ کا سر مبارک پاس ہی رکھ کر شراب پینے لگے۔ امام ابن حجر الہیتمی المکی 'الصواعق المحرقہ' میں لکھتے ہیں:

> "جس گرجے میں یہ قافلہ ٹھہرا ہوا تھا اس گرجے کے راہب نے جب شہیدوں کے سروں کو نیزوں پر اور چند عورتوں کو حالتِ اسیری اور مظلومیت میں دیکھا تو اس کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ اس نے حالات دریافت کیے جب اس کو سب کچھ معلوم ہوا تو وہ سخت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ تم لوگ کتنے برے ہو، کیا کوئی اپنے نبی کی اولاد کے ساتھ

---

(488) ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 191.

بھی ایسا سلوک کر سکتا ہے۔ جیسا تم نے کیا ہے؟ پھر اس راہب نے ان بدبختوں سے کہا کہ اگر تم ایک رات کے لیے اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے نواسے کا سر میرے پاس رہنے دو اور مجھے ان عورتوں کی خدمت کا موقع دو تو میں تمہیں دس ہزار دینار اس کے بدلے میں دوں گا۔وہ ظالم سیم و زر کے غلام تھے اس لیے انہوں نے دس ہزار دینار کی خاطر ایک رات راہب کے پاس پڑاؤ کرنا قبول کر لیا۔ راہب نے اپنے گھر کو خالی کر لیا۔ پردہ دار مقدس بیبیوں کو گھر کی چار دیواری میں ایک صاف ستھرا کمرہ رات گزارنے کے لیے پیش کیا اور اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ کسی چیز کی بھی ضرورت ہو تو مجھے بتائیں۔ اگرچہ میں مسلمان نہیں ہوں لیکن میرے دل میں آپ کے خاندان کی بڑی عزت ہے۔ اس نے صبر کی تلقین بھی کی اور کہا کہ اللہ والوں کو اللہ کی راہ میں بڑی بڑی تکلیفیں اور مصیبتیں آتی ہیں انہوں نے صبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر کا بہت اچھا بدلہ دیا۔ اب آپ کے لیے بھی سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ اہل بیت نبوت کی پاکباز مستورات نے اس کی ہمدردی کا شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیں۔"

"راہب نے گرجے کے خادم سے کہا کہ رات بھر ان مقدس خواتین کی خدمت کرو کہ یہ مسلمانوں کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی بیٹیاں ہیں۔ وہ خود امام عالی مقام کے سر انور کو ایک دھوئے ہوئے صاف ستھرے طشت میں رکھ کر چہرہ مبارک، مقدس زلفوں اور ڈاڑھی مبارک کے بالوں کو جو غبار اور خون وغیرہ سے اٹے ہوئے تھے دھونے لگا۔ اس نے چہرہ مبارک دھو کر صاف کیا اور عطر کا فور لگا کر

معطر کیا پھر بڑے ادب اور تعظیم کے ساتھ ساری رات سر انور کے سامنے بیٹھا زار و قطار روتا رہا۔"

"ساری رات اس خدمت کے عوض خانوادۂ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی مقدس بیبیاں اس راہب کو دعائیں دیتی رہیں۔ سر حسین بھی زبان حال سے اسے دعائیں دیتا رہا۔ یکایک اس راہب کی قسمت کا ستارہ چمکا اور اس کی آنکھوں سے حجابات اٹھ گئے اور وہ نور جو خولی کی بیوی نے عرش سے فرش تک پھیلا ہوا دیکھا تھا وہ راہب پر بھی منکشف ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ ایک ہالۂ نور ہے جو سر حسین کے گرد طواف کر رہا ہے۔ اس نے جب یہ حیرت انگیز منظر دیکھا اور سر اقدس کے رعب و جلال کا مشاہدہ کیا تو اس کے دل کی کیفیت ہی بدل گئی۔ اس کی محبت اور حسن عقیدت کا صلہ ملنے کے انتظامات ہو گئے۔ اس کی زبان پر بے ساختہ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ جاری ہو گیا۔ چونکہ اس نے دنیا کی دولت قربان کی تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بدلے میں اسے ایمان کی دولت عطا فرما دی۔ چونکہ اس نے امام عالی مقام کے سر انور کا ادب اور اس کی تعظیم کی تھی اور ادب کرنے والے بد نصیب اور بے ایمان نہیں رہ سکتے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو با نصیب اور باایمان بنا دیا۔ اس نے اہلِ بیت اطہار کی مقدس بیبیوں کی خدمت کر کے جو دعائیں حاصل کی تھیں وہ دعائیں رنگ لائیں اور اس کی تقدیر بدل گئی۔ اب اس کے لیے اہلِ بیت نبوت سے دور رہنا ناممکن ہو گیا۔ چنانچہ جب اگلے دن یہ قافلہ روانہ ہوا تو وہ بھی مطیع و

خادم بن کر ساتھ ہو لیا(489)۔"

1۔ سر حسین علیہ السلام — دربار یزید میں

جب سر حسین رضی اللہ عنہ، دیگر شہداء کے سروں اور اسیرانِ کربلا کے ہمراہ یزید کے دربار میں پہنچا تو یزید نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس سلسلے میں مختلف روایات کتب تاریخ سے ملتی ہیں۔ اختصاراً اہم دو روایات یہاں نقل کرتے ہیں۔

پہلی روایت

ایک روایت کے مطابق جب شہداء کے سر اور اسیرانِ کربلا یزید کے پاس دمشق پہنچے تو یزید نے دربار لگایا اور عوام و خواص کو دربار میں آنے کی اجازت دی۔ لوگ اندر داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر انور یزید کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ یزید کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کو وہ آپ علیہ السلام کے دندان مبارک پر مارتا تھا اور کہتا تھا کہ اب تو ان کی اور ہماری مثال ایسی ہے جیسا کہ حصین ابن الحمام نے کہا ہے:

أَبَى قَوْمُنَا أَنْ يُنْصِفُونَا فَأَنْصَفَتْ
قَوَاضِبُ فِي أَيْمَانِنَا تَقْطُرُ الدَّمَا
يُفَلِّقْنَ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعِزَّةٍ
عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا(490)

"ہماری قوم نے ہمارے ساتھ انصاف کرنے سے جب انکار کیا تو

(489) ابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 581.
(490) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 3/ 338.

ہمارے داہنے ہاتھوں میں موجود تلواروں نے خون بہا کر انصاف کردیا۔ (ہماری) تلواریں ان جوانوں کی کھوپڑیاں توڑ دیتی ہیں، جو کبھی ہمیں بہت عزیز تھے؛ پھر وہ بڑے نافرمان، سرکش اور باغی ہوگئے۔"

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ یزید حضرت امام حسین علیہ السلام کے دندان مبارک پر چھڑی مار رہا ہے تو وہ یہ بے ادبی برداشت نہ کر سکے۔ انہوں نے یزید سے کہا: "کیا تو اپنی چھڑی سے حضرت حسین علیہ السلام کے دندانِ مبارک پر ضربیں لگا رہا ہے، خبردار! تو جس جگہ اپنی چھڑی سے (یہ مذموم حرکت کر رہا) ہے، میں نے بے شمار مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اسے چومتے دیکھا ہے، (سن لو!) اے یزید! جب قیامت کے دن تو آئے گا تو تیرا سفارشی ابن زیاد ہوگا (یعنی وہ تجھے اپنے ساتھ جہنم میں لے کر جائے گا) اور جب یہ آئیں گے تو ان کے شفیع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہوں گے۔" پھر حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ اٹھے اور یزید کی طرف پشت کر کے (نفرت کے اظہار کے طور پر دربار سے) چل دیے[491]۔"

دوسری روایت

دوسری روایت کے مطابق جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور یزید کے پاس لا کر اس کے آگے رکھا گیا تو اس نے تمثیلاً یہ اشعار پڑھے:

لَيْتَ أَشْيَاخِي بِبَدْرٍ شَهِدُوْا
جَزَعَ الْخَزْرَجِ فِي وَقْعِ الْأَسَلْ

---

(491) ابن الأثير في الكامل في التاريخ، ثم دخلت سنة إحدى وستين، ذكر مقتل الحسين علیہ السلام، 4/ 84-85.

قَدْ قَتَلْنَا الضِّعْفَ مِنْ أَشْرَافِكُمْ
وَعَدَلْنَا مَيْلَ بَدْرٍ فَاعْتَدَلَ(492)

''کاش! میرے بدر والے آباء و اجداو نیزوں کی ضرب کی وجہ سے خزرج کی جزع اور چیخ وپکار دیکھ لیتے۔ ہم نے تمہارے سرداروں میں سے دو گنا کو قتل کیا ہے اور ہم نے بدر کا حساب برابر کر دیا ہے۔''

یزید جو بر ملا نواسہ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ کی زبان اقدس پر چھڑی مار کر کہہ رہا تھا کہ اگر آج میرے وہ بزرگ زندہ ہوتے جو غزوۂ بدر میں مارے گئے تھے تو میں انہیں بتاتا کہ تمہارے قتل کا بدلہ میں نے حسین عَلَيْهِ السَّلَامُ کی شہادت کی صورت میں محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ) کے خاندان سے لے لیا ہے۔ حق بات تو یہ ہے کہ اس کھلے اعلان کے بعد اس کے صاحب ایمان ہونے کا کوئی امکان باقی رہتا ہے نہ ہی مسلمان ہونے کا، اور نہ ہی آخرت اور جنت کے ساتھ یزید کے کسی تعلق کا کوئی تصور کیا جا سکتا ہے۔

2۔ سفیر روم کی حیرت اور تنقید

جس وقت اہل بیتِ نبوت کو شہداء کے سروں کے ساتھ یزید کے دربار میں پیش کیا گیا اس وقت دربار میں قیصر روم کا سفیر بھی موجود تھا۔ وہ یہ سب کچھ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا اور معاملے کی تہہ تک نہ پہنچ سکا۔ آخر اس سے رہا نہ گیا اور پوچھنے لگا کہ بتاؤ تو سہی یہ کس کا سر ہے جس کے لبوں پر یزید چھڑی مار رہا ہے، بڑے تفاخر و تمکنت کے ساتھ کہہ رہا ہے کاش بدر میں مرنے والے میرے بڑے آج زندہ ہوتے تو میں انہیں بتاتا کہ دیکھو ہم نے تمہارے قتل کا بدلہ نبی (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ) کے خاندان

---

(492) ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 192.

سے لے لیا ہے اور معاملہ برابر کر دیا ہے؟

لوگوں نے بتایا کہ یہ ہمارے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کا نواسہ حسین عَلَیْہِ السَّلَام ہیں۔ عیسائی پر یہ سن کر کپکپی طاری ہو گئی اور وہ کہنے لگا: ظالمو! مجھے کوئی شبہ نہیں رہا کہ تم قدر ناشناس، ظالم اور دنیا پرست ہو۔ ہمارے پاس ایک گرجے میں حضرت عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کی سواری کے پاؤں کا ایک نشان محفوظ ہے۔ ہم سال ہا سال سے اس نشان کی تکریم کرتے آ رہے ہیں اور جیسے تم کعبہ کی زیارت کو چل کر جاتے ہو ہم بھی اس کی زیارت کو چل کر جاتے ہیں۔ ہم تو اپنے نبی کی سواری کے پاؤں کے نشان کو حرزِ جاں بنائے ہوئے ہیں اور تم ہو کہ اپنے نبی کے بیٹے کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو! (493)

تفو بر تو اے چرخِ گردوں تفو

3۔ ایک یہودی کی لعنت و ملامت

یزید کے دربار میں ایک یہودی بھی موجود تھا۔ اس نے بتایا کہ میں حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام کی نسل سے ہوں۔ اب تک ستر پشتیں گزر چکی ہیں لیکن اس کے باوجود حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام کے امتی میری بے حد تعظیم کرتے ہیں اور ایک تم ہو کہ اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے نواسے کو ہی بے دردی سے قتل کر ڈالا ہے اور اس پر اترا رہے ہو جب کہ یہ تمہارے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے اور اپنی اس بد بختی پر جتنا بھی تم ماتم کرو کم ہے۔(494)

4۔ یزید کی منافقانہ سیاست

حضرت امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کا سر انور جب یزید کے پاس پہنچا تو یزید اولاً بہت

(493) ابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 580.

(494) ابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 581.

خوش ہوا۔ اس کی نظر میں ابن زیاد کی قدر و منزلت بہت بڑھ گئی چنانچہ یزید نے پہلے تو ابن زیاد کو انعام و اکرام سے نوازنے کا اعلان کیا مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اسے معلوم ہو گیا کہ لوگوں کے دلوں میں اس اقدام کے بعد بجائے میری ہیبت پیدا ہونے کے میرے لیے نفرت پیدا ہو گئی ہے اور لوگ سر عام مجھ پر لعن طعن اور سب و شتم کرنے لگے ہیں۔ اسے یہ احساس اب شدت سے ستانے لگا کہ جس اقتدار کی خاطر اس نے یہ مظالم ڈھائے ہیں وہ پھر بھی خطرے میں ہے کیونکہ لوگوں کی نفرت کا لاوا کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے جو کہ یہ سب کچھ خس و خاشاک کی طرح بہا لے جائے گا۔ چنانچہ اس نے گذشتہ خونی واقعات پر برملا یوں ندامت کا اظہار شروع کر دیا کہ خدا کی مار ہو ابن مرجانہ (ابن زیاد) پر جس نے میدان کربلا میں اہل بیت کی توہین کی اور ان کے چیدہ چیدہ افراد کو قتل کیا اور نہایت سفاکی اور بے رحمی کا ثبوت دیا۔ میں اس کے اس فعل پر خوش نہیں ہوں۔ اگر وہ حسین رضی اللہ عنہ کو زندہ لے آتا تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی مگر اس ستمگر نے بہت جبر کیا ہے اور ظلم و ستم کی انتہا کر دی ہے۔ خدا اس پر لعنت کرے وہ بہت بڑی لعنت و ملامت کا مستحق ہے۔

حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں یزید کی اس منافقانہ سیاست کو یوں بیان کیا ہے:

لَمَّا قَتَلَ ابْنُ زِيَادِ الْحُسَيْنَ وَمَنْ مَعَهُ، بَعَثَ بِرُؤُوسِهِمْ إِلَى يَزِيدَ، فَسُرَّ بِقَتْلِهِ أَوَّلًا، وَحَسُنَتْ بِذَلِكَ مَنْزِلَةُ ابْنِ زِيَادِ عِنْدَهُ، ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ إِلَّا قَلِيلًا حَتَّى نَدِمَ(495).

جب ابن زیاد نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے رفقاء سمیت قتل کر دیا تو ان کے سروں کو یزید کے پاس بھیج دیا۔ یزید امام حسین

(495) ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 232.

رضی اللہ عنہ کے قتل سے اولاً تو خوش ہوا اور اس وجہ سے ابن زیاد کی قدر و منزلت اس کے نزدیک اور زیادہ ہو گئی مگر وہ خوشی پر زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا بلکہ جلدی نادم ہو گیا۔

حافظ ابن کثیر نے ایک اور مقام پر لکھا ہے:

وَقَدْ لَعَنَ ابْنَ زِيَادٍ عَلَى فِعْلِهِ ذَلِكَ، وَشَتَمَهُ فِيمَا يَظْهَرُ وَيَبْدُوْ، وَلَكِنْ لَمْ يَعْزِلْهُ عَلَى ذَلِكَ، وَلَا عَاقَبَهُ، وَلَا أَرْسَلَ يَعِيبُ عَلَيْهِ ذَلِكَ(496).

بے شک یزید نے ابن زیاد پر اس کے فعل کی وجہ سے (دکھاوے کے لیے) لعنت اور ملامت تو کی جیسا کہ ظاہر ہے، لیکن نہ اس نے ابن زیاد کو اس ناپاک حرکت پر معزول کیا، اور نہ اس کو سزا دی، اور نہ کسی کو بھیج کر اس کا شرمناک سانحہ پر عار دلائی۔

یزید کی ان منافقانہ باتوں کی بناء پر جس میں اس نے ابن زیاد پر لعنت کی ہے اور اسے برا بھلا کہا ہے بعض کوتاہ اندیش اس غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں کہ یزید قتلِ حسین رضی اللہ عنہ سے خوش نہ تھا اور اسے اس واقعہ سے بے حد صدمہ پہنچا تھا۔

ایسی سوچ رکھنے والے سے یہ سوال ہے کہ اگر یزید، ابن زیاد کی اس کارروائی سے ناخوش تھا تو پھر اس نے ابن زیاد اور ابن سعد سے قصاص کیوں نہ لیا؟ قتل کا قصاص لینا تو دور کی بات ہے ان دونوں کو معزول کیوں نہ کیا؟ یا ان کے عہدوں میں کمی کیوں نہ کی؟ ان سب صورتوں کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے ان سے باز پرس تک نہ کی اور نہ ہی کوئی سزا دی، بلکہ اس کا عہدہ بڑھا کر مزید ترقی دے دی۔

---

(496) ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 203.

یہ صورت حال اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ اندر سے خوش تھا اور ابن زیاد ابن سعد کی کارروائی کو حق بجانب جانتا تھا۔ بعد میں اس نے جو مگر مچھ کے آنسو بہائے اور چکنی چپڑی باتیں کیں وہ سب اپنے سیاسی انجام سے بچنے اور اقتدار کو دوام بخشنے کے لیے تھیں کیونکہ قتل حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا نے اس کے تخت اقتدار کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

بعد ازاں یزید نے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سر اور باقی شہداء کے سروں کے بارے میں کہا کہ انہیں دمشق کے بازاروں میں پھرایا جائے۔ کیا یہی وہ یزید ہے جو قتل حسین رضی اللہ عنہ پر ناخوش تھا؟ اگر وہ خوش نہیں تھا تو پھر کیا قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی گنجائش رہ گئی تھی جو اس نے سروں کی نمائش کا بھی اہتمام کیا!

بے شک یزید ابنِ زیاد اور ابنِ سعد کی سفاکانہ کارروائی پر دل و جان سے خوش تھا اور وہ ابن زیاد کو برا بھلا کہہ کر اور قتل حسین رضی اللہ عنہ پر افسوس کا اظہار کر کے محض اوپر سے لیپا پوتی کر رہا تھا تاکہ لوگ اس سے بد ظن نہ ہو جائیں۔ اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یزید کے حکم سے اہل بیت کے قافلے کو دمشق کے بازاروں میں پھرایا گیا، شہداء کے سروں کی نمائش کی گئی اور نیزوں پر لٹکے ہوئے ان سروں کا جلوس نکالا گیا۔

5۔ سر انور کی اعجازی شان

یزید بد بخت کے حکم سے شہداء کے سروں اور اسیرانِ کربلا کو تین روز تک دمشق کے بازاروں میں پھرایا گیا۔ حضرت منہال بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَا وَاللهِ، رَأَيْتُ رَأْسَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام حِيْنَ حُمِلَ وَأَنَا بِدِمَشْقَ وَبَيْنَ يَدَيِ الرَّأْسِ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ حَتّٰى بَلَغَ قَوْلَهٗ تَعَالٰى: ﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا

مِنْ ءَايَٰتِنَا عَجَبًا﴾ [الكهف، 18/ 9]، قَالَ: فَأَنْطَقَ اللهُ الرَّأْسَ بِلِسَانٍ ذَرِبٍ، فَقَالَ: أَعْجَبُ مِنْ أَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِي وَحَمْلِي(497).

اللہ کی قسم! میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو اس وقت دیکھا جب (وہ نیزے پر) اٹھایا گیا اور میں دمشق میں تھا، اور آپ کے سر اقدس کے سامنے ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿کیا آپ نے یہ خیال کیا ہے کہ کہف و رقیم (یعنی غار اور لوحِ غار یا وادیٔ رقیم) والے ہماری (قدرت کی) نشانیوں میں سے (کتنی) عجیب نشانی تھے؟﴾ پر پہنچا، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے سر مبارک کو فصیح زبان والی قوتِ گویائی عطا فرمائی، تو سر مبارک سے آواز آئی: اصحابِ کہف سے بھی زیادہ عجیب شے میرا قتل کیا جانا اور میرے سر کو نیزے پر اٹھایا جانا ہے۔

اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قتل کیا جانا اور آپ کے سر انور کو تن سے جدا کر کے نیزے پر چڑھا کر دمشق کے بازاروں میں پھرایا جانا، یہ اصحاب کہف کے واقعہ سے کہیں عجیب تر ہے کیونکہ اصحاب کہف نے تو کفار کے خوف سے اپنے گھر بار کو چھوڑا اور ترک وطن کر کے ایک غار میں پناہ لے لی مگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے اہل بیت اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ جو ظلم و ستم اور ناروا سلوک ہوا وہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں ہوا جو اسلام اور ایمان کے دعویدار

(497) أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 60/ 370، وذكره السيوطي في الخصائص الكبرى، 2/ 216، وأيضًا في شرح الصدور/ 209، الرقم/ 49، والمناوي في فيض القدير، 1/ 205.

تھے۔ اصحاب کہف عام لوگ تھے جو اپنے اس عمل کی بدولت مقام ولایت پر فائز ہو گئے تھے جب کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے اور نواسے تھے۔ اصحاب کہف نے اگرچہ کئی سو سال کی نیند کے بعد اٹھ کر کلام کیا تھا لیکن بہر حال وہ زندہ تھے مگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر انور کا جسم سے جدا ہو جانے کے کئی روز بعد نیزے کی نوک پر بولنا یقیناً اصحاب کہف کے واقعہ سے عجیب تر ہے۔

6۔ اہل بیت علیہم السلام کی مدینہ منورہ واپسی

یزید نے اہلِ بیتِ نبوت رضی اللہ عنہم کے بقیہ افراد کو مدینہ منورہ بھجوانے کا ارادہ کیا تو پہلے اس نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کہ خدا ابن زیاد پر لعنت کرے، خدا کی قسم! اگر میں اس کی جگہ ہوتا تو حسین رضی اللہ عنہ جو کہتے مان لیتا خواہ اس میں میرا نقصان ہی کیوں نہ ہوتا لیکن خدا کو یہی منظور تھا جو تم نے دیکھا، بہر حال تمہیں کسی قسم کی ضرورت پیش آئے تو مجھے لکھ دینا۔ اس کے بعد یزید نے نعمان بن بشیر کو بلا کر کہا کہ ان کو ضروری سامانِ سفر اور شریف قسم کے حفاظتی دستہ کے ہمراہ بحفاظت مدینہ منورہ پہنچا دو۔ چنانچہ انہوں نے بڑے ادب و احترام اور راحت و آرام کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا دیا۔

اہلِ بیتِ نبوت نعمان بن بشیر کے حسن خدمت اور شریفانہ سلوک سے متاثر ہوئے اور انہوں نے اس حسن سلوک کا انہیں کچھ صلہ دینا چاہا چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ (صغریٰ) نے وہ زیورات جو یزید نے ان کے زیورات کے بدلے میں دیے تھے، اتار کر نعمان بن بشیر کے پاس بھیجے اور کہلا بھیجا کہ اس وقت ہم معذور ہیں ہمارے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں، یہ تمہارے حسن سلوک کا شکرانہ اور صلہ ہے، اسے قبول کر لو، مگر حضرت نعمان بن بشیر نے زیورات واپس کر دیے اور کہا: "خدا کی قسم! میں نے دنیاوی منفعت کے لیے یہ خدمت نہیں کی بلکہ میں نے یہ

خدمت خدا تعالٰی کی خوشنودی حاصل کرنے اور رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی قرابت کی وجہ سے کی ہے۔"(498)

جب یہ ستم رسیدہ قافلہ شہر مدینہ میں داخل ہوا تو اس قافلہ کو دیکھنے کے لیے تمام اہل مدینہ اپنے گھروں سے نکل پڑے۔ حضرت اُمّ لقمان رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بن عقیل بن ابی طالب اپنے خاندان کی عورتوں کے ساتھ روتی ہوئی نکلیں اور یہ اشعار پڑھے۔

مَاذَا تَقُولُونَ إِنْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ
مَاذَا فَعَلْتُمْ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ
بِعِتْرَتِي وَبِأَهْلِي بَعْدَ مُفْتَقَدِي
مِنْهُمْ أُسَارَى وَقَتْلَى ضُرِّجُوا بِدَمِ
مَا كَانَ هَذَا جَزَائِي إِذْ نَصَحْتُ لَكُمْ
أَنْ تَخْلُفُونِي بِشَرٍّ فِي ذَوِي رَحِمِي(499)

"لوگو! کیا جواب دو گے جب حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ تم سے پوچھیں گے کہ تم نے آخری امت ہونے کے باوجود کیا کیا؟"

"میرے بعد میری اولاد اور میرے اہلِ بیت کے ساتھ کہ ان میں سے بعض کو تم نے قیدی بنایا اور بعض کا خون بہایا۔"

"میں نے تمہیں جو نصیحت کی تھی کہ میرے بعد میرے قرابت داروں سے برا سلوک نہ کرنا، تو اس کی جزا یہ تو نہ تھی۔"

---

(498) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 3/ 340.

(499) ابن كثير في البداية والنهاية، 6/ 233.

امام جعفر الصادق علیہ السلام کی ہمیشہ یہ حالت رہی کہ آپ دن کو روزہ رکھتے اور رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دیتے۔ افطار کے وقت جب کھانا اور پانی سامنے آتا تو آپ فرماتے کہ میرے باپ اور بھائی بھوکے اور پیاسے شہید ہوئے، افسوس! یہ کھانا اور پانی ان کو نہ ملا، اور رونے لگتے یہاں تک کہ بمشکل چند لقمے کھاتے اور چند گھونٹ پانی پیتے اس میں بھی آپ کے آنسو مل جاتے تھے۔ آپ کی آنکھوں سے کربلا کا تصور اور دل سے باپ اور بھائیوں کی یاد کبھی محو نہ ہوئی اور عمر بھر آنکھیں اشک بار رہیں۔

7۔ یزید کی ملعونیت اور کفر و ضلالت کے احوال

امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد یزید بد بخت میں فرعونیت اور قارونیت نے مزید رنگ پکڑا، اس کی شیطنت اور بد کاری میں اضافہ ہو گیا ور وہ نشۂ اقتدار میں مزید دھت ہو گیا، شرابی تو وہ پہلے ہی تھا لیکن اب شراب نوشی کی کوئی حد نہ رہی، بد کار تو وہ پہلے ہی تھا لیکن اب سوتیلی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ بھی بدکاری پر اتر آیا، الغرض وہ عیوب و نقائص کا مجسمہ بن گیا اور اس کا ظلم و ستم انتہا کو پہنچ گیا اسی وجہ سے لوگ خصوصاً اہل حجاز اس کے سخت مخالف ہو گئے اور انہوں نے یزید کی بد کاریوں کی وجہ سے اس کی بیعت توڑ دی چنانچہ حضرت عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

> ”خدا کی قسم! ہم نے اس وقت تک یزید کے خلاف بغاوت نہیں کی یہاں تک کہ ہمیں یہ خطرہ لاحق ہوگیا کہ ہم پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے، کیونکہ وہ (بدکردار و بدطینت سوتیلی) ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے حرام کاری کرتا ہے، شراب پیتا ہے اور نماز چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر لوگوں میں سے ایک فرد بھی میرا ساتھ دینے والا نہ رہتا تو بھی میں یقیناً اللہ کے لیے اس معرکۂ حق وباطل میں اپنی

بہترین صلاحیتوں کے خوب جوہر دکھاتا (500)۔"

جب یزید نے دیکھا کہ اہل حرمین اس کے سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اس کی بیعت سے خارج ہو گئے ہیں اور اہل حرمین کا خروج دوسرے علاقوں کے لوگوں کے خروج کا سبب بنے گا کیونکہ حرمین شریفین ہی اسلام کا مرکز اور قلب ہیں۔ لہٰذا اس نے اپنے اقتدار کی ڈولتی ناؤ کو بچانے کی خاطر مسلم بن عقبہ کو ستائیس (27) ہزار گھڑ سوار اور پندرہ (15) ہزار پیادہ فوج دے کر حرمین طیبین پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔

یہ کردار اس یزید کا ہے جسے کبھی امیر المومنین کہا جاتا ہے اور کبھی اس کے نام کے ساتھ (رضی اللہ عنہ) پڑھا اور لکھا جاتا ہے بلکہ کچھ لوگ تو یزید کو مومن اور جنتی قرار دیتے ہیں۔ اس کا دینی کردار اور سیرت یہ ہے کہ وہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شہادت کے بعد ایک بہت بڑا لشکر مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے کے لیے بھیج رہا ہے۔ چنانچہ اُسی کے حکم سے مشہور انسانیت سوز واقعہ "حرہ" پیش آیا۔

بد بخت یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ میں وہ طوفان بد تمیزی برپا کیا کہ اس کے تصور سے ہی روح تڑپ اٹھتی ہے۔ اس لشکر نے ساکنین مدینہ منورہ اور ہمسایہ گان رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر مظالم کی انتہا کر دی۔ قتل و غارت، لوٹ مار اور آبرو ریزی کا وہ بازار گرم ہوا کہ توبہ توبہ۔ ... اہل حرم سے یزید کی غلامی پر بالجبر بیعت لی جاتی کہ اس بات پر یزید کی بیعت کرو "چاہے وہ تمہیں بیچ دے یا آزاد کر دے" جو کہتا کہ بیعت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم پر کتاب و سنت کی اطاعت پر

---

(500) ابن سعد في الطبقات الكبرى، 5/ 66، وابن الجوزي في المنتظم، 6/ 19، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 27/ 429، وسبط ابن الجوزي في مرآة الزمان في تواريخ الأعيان، 8/ 193، والذهبي في سير أعلام النبلاء، 3/ 324، وأيضا في تاريخ الإسلام، 5/ 27، وابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، 2/ 634، والسيوطي في تاريخ الخلفاء/ 209.

ہوتی ہے اس کو شہید کر دیا جاتا۔ بہت سے لوگ شہر چھوڑ کر دور دراز علاقوں کی طرف نکل گئے۔ جو نہیں گئے ان میں سے سترہ سو مہاجرین و انصار صحابہ، سات سو حفاظ کرام، کبار تابعین اور بچوں اور مستورات سمیت دیگر افراد کو شامل کر کے دس ہزار کے سے زائد افراد کو شہید کر دیا گیا اور ان کے گھروں کو لوٹ لیا گیا۔ ان ظالموں نے تین دن کے لیے مدینہ منورہ کو ہر حوالے سے مباح قرار دے کر جس بربریت اور درندگی کا مظاہرہ کیا، تاریخ اِنسانی میں اُس کی بدترین مثال نہیں ملتی۔ مدینہ پاک کی مقدس عورتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے صحابی حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جن کی ڈاڑھی مبارک سفید تھی اور وہ نابینا ہو چکے تھے، مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے آرہے تھے کہ یزیدی لشکریوں نے پوچھا: "بابا! تو کون ہے؟" وہ کہنے لگے کہ میں آقائے دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کا صحابی ہوں۔ ابو سعید خدری میرا نام ہے۔ ان ظالموں نے ان کی ڈاڑھی مبارک پکڑ کر طمانچے مارے اور سخت بے عزتی کر کے واپس گھر بھیج دیا۔

اس بد بخت فوج نے مسجد نبوی کے ستونوں کے ساتھ اپنے گھوڑے باندھے۔ تین دن تک مسجد نبوی میں عبادتیں، نمازیں اور جماعتیں معطل رہیں۔ حضرت سعید بن مسیب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جو کہ ایک جلیل القدر تابعی تھے وہ فرماتے ہیں:

> میں پاگل، دیوانہ اور مجنوں بن کر مسجد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ میں منبر رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے قریب چھپ گیا، پکڑا بھی گیا مگر دیوانہ اور مجنوں سمجھ کر چھوڑ دیا گیا۔ میرا دل یہ گوارا نہ کرتا تھا کہ اس کیفیت میں اپنے آقائے دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کا مزار چھوڑ کر اپنے گھر چلا جاؤں، تین دن اور تین راتیں میں اسی منبر شریف میں بیٹھا رہا، نہ تو مسجد میں اذان دی جاتی تھی اور نہ جماعت کا اہتمام ہوتا تھا۔ رب ذوالجلال کی عزت کی قسم! جب نماز کا وقت آتا تو مجھے روضہ

رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّم سے اذان، اقامت اور جماعت ہونے کی آواز سنائی دیتی تھی چنانچہ میں نے تین دن کی نمازیں اسی جماعت کی اقتداء میں ادا کیں اور میرے ساتھ اور کوئی نہیں ہوتا تھا(501)۔

بے دریغ قتل و غارت گری کے بعد مسلم بن عقبہ نے لوگوں کو یزید کی بیعت کی دعوت دی تو لوگوں میں ملا جلا رد عمل تھا۔ کچھ لوگوں نے جان و مال کے خوف سے بیعت کر لی اور کچھ پھر بھی اپنی رائے پر قائم رہے۔ ایک قریشی نے وقتِ بیعت یہ کہا کہ میں نے بیعت کی مگر اطاعت پر، معصیت پر نہیں۔ مسلم بن عقبہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ جب اسے قتل کر دیا گیا تو اس کی ماں یزید بنت عبداللہ نے قسم کھائی کہ اگر میں قدرت پاؤں تو اس ظالم مسلم کو ضرور زندہ یا مردہ جلاؤں گی۔ چنانچہ جب اس ظالم مسلم بن عقبہ نے تاراجیِ مدینہ کے بعد اپنا روئے بد مکہ معظمہ کی طرف کیا تاکہ وہاں جا کر یزید کے خلاف بغاوت پر حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اور ان کے ساتھیوں کا کام بھی تمام کرے۔ راستے میں اس پر فالج کا حملہ ہوا اور وہ مر گیا۔ اس کی جگہ یزید کے حکم سے حصین بن نمیر کو فوج کا سپہ سالار مقرر کر دیا گیا۔ مسلم بن عقبہ کو انہوں نے وہیں دفن کیا اور آگے بڑھ گئے۔ جب یزیدی لشکر آگے چلا گیا تو مقتول قریشی کی والدہ کو مسلم کے مرنے کا پتہ چلا۔ وہ چند آدمیوں کے ہمراہ اس جگہ آئی جہاں مسلم کی قبر تھی تاکہ اس کو قبر سے نکال کر جلائے اور اپنی قسم پوری کرے۔ جب قبر کھودی تو انہوں نے دیکھا کہ ایک اژدھا مسلم بن عقبہ کی گردن سے لپٹا ہوا اس کی ناک کی ہڈی پکڑے چوس رہا ہے۔ یہ دیکھ کر سب ڈر گئے اور اس عورت سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی اس کے اعمال کی سزا دے رہا ہے اور اس نے عذاب کا

---

(501) أخرجه الدارمي في السنن، باب ما أكرم الله تعالى نبيه عَلَيْهِ السَّلَام بعد موته، 1/ 56، الرقم/ 93، والخطيب التبريزي في مشكاة المصابيح، 3/ 1676، الرقم/ 5951، وذكره القسطلاني في المواهب اللدنية، 3/ 600.

فرشتہ مقرر کر رکھا ہے لہٰذا تو اس کو رہنے دے اور اسے جلانے کا خیال چھوڑ دے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ نہیں، خدا کی قسم! میں اپنے عہد اور قسم کو ضرور پورا کروں گی اور اسے جلا کر اپنے دل کو ٹھنڈا کروں گی۔ مجبور ہو کر لوگوں نے مسلم کو پیروں کی طرف سے کھولنا چاہا، جب ادھر سے مٹی ہٹائی تو کیا دیکھا کہ پیروں کی طرف بھی اسی طرح ایک اژدھا لپٹا ہوا ہے۔ سب نے عورت سے کہا کہ اب تو اس کو جلانے کا خیال دل سے نکال دے اس کے لیے یہی کافی ہے مگر وہ عورت نہ مانی۔ اس نے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہوئے عرض کیا: الٰہی تو خوب جانتا ہے کہ اس ظالم پر مرا غصہ تیری رضا کے لیے ہے۔ مجھے یہ قدرت دے کہ میں اپنی قسم پوری کروں اور اس کو جلاؤں۔ یہ دعا کر کے اس نے ایک لکڑی سانپ کی دم پر ماری، وہ گردن سے اتر کر چلا گیا پھر دوسرے سانپ کو ماری وہ بھی چلا گیا تو انہوں نے مسلم کی لاش کو قبر سے نکال کر جلا دیا۔ گویا اللہ تعالیٰ خود بھی اس کی پہلی سزا کو ناکافی جانتا تھا لہٰذا اس نے خاتون کے ذریعے اس کو آگ میں جلانے کی سزا دے دی(502)۔

مسلم بن عقبہ نے قتل و غارت اور ہتک حرمت مدینہ میں اس قدر بد بختی، زیادتی اور اسراف کا مظاہرہ کیا کہ اس کے بعد اس کا نام ہی ”مسرف“ ہو گیا۔ وہ مدینہ منورہ جس کے باسیوں کے بارے میں آقا دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ أَرَادَ أَهْلَ هَذِهِ الْبَلْدَةِ بِسُوْءٍ (وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: شَرًّا) يَعْنِي

(502) ذكره ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 58/ 114، والهيثمي في مجمع الزوائد، 7/ 250، والسيوطي في شرح الصدور، ص/ 175، الرقم/ 54.

الْمَدِيْنَةَ أَذَابَهُ اللهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ(503).

"حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو شخص اس شہر والوں (یعنی اہل مدینہ) کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلا دے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔"

اِس موضوع پر ہم باب نمبر 6 میں بالتفصیل احادیث بیان کر چکے ہیں۔ ان احادیث کے مطالعہ سے پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ مدینہ اور اہل مدینہ کی بے حرمتی کرنے والے کا انجام کیا ہو گا اور یہ بھی کہ دنیا میں جملہ مخلوقات میں مبغوض ترین مخلوق میں اس کا شمار ہو گا۔

یزید کے حکم سے یزیدی لشکر نے اہل بیت نبوت اور اہل مدینہ منورہ کی وہ توہین و تذلیل کی اور انہیں ایسی تکالیف اور اذیتیں پہنچائیں کہ اس کے تصور ہی سے روح کانپ اٹھتی ہے۔ بلاشبہ یزید اور اس کے اعوان و انصار لعنت کے مستحق اور باری تعالیٰ کے اس ارشاد کے تحت داخل ہیں:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ [الاحزاب، 33/ 57]

"بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ) کو

---

(503) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الحج، باب من أراد أهل المدينة بسوء أذابه الله، 2/ 1007، الرقم/ 1386، وأحمد بن حنبل في المسند، 2/ 309، الرقم/ 8075، وعبد الرزاق في المصنف، 9/ 264، الرقم/ 17155، والجندي في فضائل المدينة، 1/ 29، الرقم/ 29، وأبو نعيم في المسند المستخرج، 4/ 49، الرقم/ 3201-3202.

اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اُس نے ان کے لیے ذِلّت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہےO"

8۔ مکہ مکرمہ پر حملہ

یزید نے تخت نشین ہوتے ہی گورنر مدینہ ولید بن عتبہ کے ذریعے حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت طلب کی تھی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کو جب مدینہ کے گورنر نے بلایا تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور یزید کی بیعت سے انکار کر کے واپس تشریف لے آئے تھے۔ مدینہ کے گورنر نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی بلایا تھا مگر آپ اس کے پاس نہیں گئے تھے اور اسی رات مدینہ منورہ سے ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ میں آ گئے تھے۔ ہجرت کے بعد سے اب تک آپ حرم مکہ میں پناہ لیے سکون و اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب اہل حجاز یزید کی حرکات بد کی وجہ سے سخت متنفر ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو جمع ہونے کی دعوت دی اور ان کے سامنے ایک موثر تقریر فرمائی جس کا خلاصہ اس طرح سے ہے:

> اہل عراق خصوصاً اہل کوفہ سوائے چند ایک کے ایسے غدار و بد کردار ہیں کہ انہوں نے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بلایا کہ ان کی نصرت و امداد کریں گے اور انہیں اپنا فرمانروا بنائیں گے مگر ان غداروں نے ایسا نہ کیا بلکہ وہ یزیدی حکومت کے ساتھ مل گئے اور کہنے لگے کہ خود کو ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ابن زیاد کے حوالے کیا جا سکے یا پھر ہمارے ساتھ جنگ کریں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ذلت کی زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دی اور دشمن کے انبوہ کثیر کے سامنے گردن نہ جھکائی۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کے قاتلوں کو ذلیل و خوار کرے۔ ان لوگوں نے حضرت امام حسین

عَلَيْهِ السَّلَام کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کے بعد ہم ان لوگوں سے کس طرح مطمئن ہو سکتے ہیں اور ان کی اطاعت کیسے قبول کر سکتے ہیں؟ وہ اس چیز کے اہل نہیں ہیں کہ ان کی اطاعت کی جائے، خدا کی قسم! بلا شبہ انہوں نے ایک ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو قائم اللیل اور صائم النہار تھا۔ وہ ان لوگوں کی بہ نسبت امور سلطنت سپرد کیے جانے کا زیادہ حق دار تھا اور اپنے دین اور فضیلت و بزرگی میں ان سے بہت بہتر تھا۔ خدا کی قسم! وہ قرآن کے بدلے میں گمراہی پھیلانے والا نہ تھا۔ اللہ کے خوف سے اس کے گریہ و بکاء کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ روزوں کو شراب نوشی سے نہیں بدلتا تھا اور نہ اس کی مجلس میں ذکر الٰہی کی بجائے شکاری کتوں کا ذکر ہوتا تھا۔

یہ باتیں حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے یزید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہیں۔ اس کے بعد ابن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے کہا کہ عنقریب یہ یزیدی لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے۔(504)

حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی مذکورہ تقریر کے بعد لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اپنی بیعت کا اعلان کر دیں چنانچہ آپ نے اپنی بیعت کا اعلان کر دیا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے دو افراد کے علاوہ سب لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ لوگوں نے یزید کے تمام عاملوں کو مکہ و مدینہ سے نکال دیا اور حجاز مقدس سے یزید کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

یزید کو ان حالات کی خبر ہوئی تو اس نے ایک بہت بڑا لشکر مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ اس لشکر نے مدینہ منورہ کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا

---

(504) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 3/ 346-347.

اس کی تفصیلات کا ذکر ہو چکا ہے۔ مدینہ منورہ کے بعد اس لشکر نے حصین بن نمیر کی قیادت میں مکہ مکرمہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں محصور ہو گئے۔ یزیدی لشکر نے چونسٹھ روز تک مسلسل مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیے رکھا۔ لوگوں کو قتل کرتے رہے اور منجنیقوں سے اس قدر سنگ باری کی کہ مکہ معظمہ کے صحن کو پتھروں سے بھر دیا۔ کعبہ معظمہ پر سنگ باری کرتے ہوئے یزیدی لشکر یہ شعر پڑھتا تھا:

خَطَّارَةٌ مِثْلُ الْفَنِيقِ الْمُزْبِدِ

تُرْمَى بِهَا جُدْرَانُ هَذَا الْمَسْجِدِ

"یہ منجنیق موٹے کف دار اونٹ کی مثل ہے جس کے ساتھ اس مسجد (حرام) کی دیواروں پر سنگ باری کی جاتی ہے۔"

سنگ باری کرتے ہوئے عمر بن حوطہ السدی یہ شعر پڑھ رہا تھا:

كَيْفَ تَرَى صَنِيعَ أُمِّ فَرْوَهْ

تَأْخُذُهُمْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَهْ(505)

"ذرا ام فروہ (منجنیق کا نام) کو دیکھو، وہ صفا اور مروہ کے درمیان لوگوں کو کیسے نشانہ بنا رہی ہے۔"

غرض یہ کہ ان بے دینوں نے کعبۃ اللہ پر اتنی زیادہ سنگ باری کی کہ وہاں آگ لگ گئی۔ کعبۃ اللہ کا غلاف اور دیواریں جل گئیں اور مسجد حرام کے ستون ٹوٹ گئے۔ یزیدیوں کی درندگی اور بربریت کے باعث حرم شریف کے باشندے دو ماہ تک سخت مصیبت میں مبتلا رہے۔ کعبہ معظمہ کئی روز تک بغیر غلاف کے رہا۔ یہ تمام واقعات 64

---

(505) ابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 225.

ھ میں ہوئے۔

9۔ یزید کی ذلت آمیز موت

مکہ معظمہ اور حرم کعبہ پر یزیدی جنگ ابھی جاری تھی اور کعبۃ اللہ ابھی جل رہا تھا کہ یزید بد بخت کے مرنے کی خبر آئی۔ جونہی یزید کی ہلاکت کی خبر آئی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا: "اے شامیو! تمہارا طاغوت ہلاک ہو گیا ہے(506)۔"

یزید کی عبرت ناک موت کے بارے میں کتب میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ اِس اَمر پر سب کا اتفاق ہے کہ جب یزید کی فوجیں کعبۃ اللہ پر حملہ آور تھیں اور سنگ وآتش برسا رہی تھی تو عین اسی وقت یزید تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوا۔ کسی نے لکھا ہے کہ وہ شراب میں دھت گھوڑے سے گرا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی جس سے وہ اپنے انجامِ بد کو پہنچا۔ کسی نے کہا کہ درد قولنج کی وجہ سے چیخ چیخ کر نہایت بری موت مرا اور اسے کچھ کہنے کرنے کی مہلت تک نہ ملی ۔ اختصاراً چندروایات یہاں نقل کرتے ہیں۔

1۔ معروف تاریخ نگار امام بلاذری اپنی کتاب 'جمل من أنساب الاشراف' میں حضرت عبد اللہ بن عیاش (م71ھ) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

خَرَجَ يَزِيْدُ يَتَصَيَّدُ بِحُوَارِيْنِ وَهُوَ سَكْرَانُ، فَرَكِبَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ أَتَانٌ وَحْشِيَّةٌ قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا قِرْدًا وَجَعَلَ يُرَكِّضُ الْأَتَانَ وَيَقُوْلُ:

---

(506) الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 3/ 363، وابن الأثير في الكامل، 3/ 467، وابن كثير في البداية والنهاية، 8/ 226.

أَبَا خَلْفٍ احْتَلَّ لِنَفْسِكَ حِيْلَةً
فَلَيْسَ عَلَيْهَا إِنْ هَلَكْتَ ضَمَانُ

فَسَقَطَ فَانْدَقَّتْ عُنُقُهُ (507).

"یزید نشے کی حالت میں دو اونٹ کے بچوں کے ساتھ شکار پر نکلا، وہ سواری پر چڑھا تو اس کے سامنے ایک جنگلی وحشی گدھی تھی جس پر اس نے بندر سوار کر رکھا تھا۔ وہ گدھی کو بھگانے لگا اور کہنے لگا:

اے ابو خلف (مراد بندر)! خود کو بچانے کی کوئی تدبیر کر لے۔"

"اگر تو مر جائے تو اِس (گدھی) پر کوئی تاوان نہیں ہوگا۔"

"اِسی دوران میں یزید اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔"

2۔ مؤرخ بلاذری (م 279ھ) نے دوسرے مقام پر لکھا ہے:

وَذَكَرَ لِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ: أَنَّ سَبَبَ وَفَاةِ يَزِيْدَ أَنَّهُ حَمَلَ قِرْدَهُ عَلَى الْأَتَانِ وَهُوَ سَكْرَانُ، ثُمَّ رَكَضَ خَلْفَهَا، فَسَقَطَ فَانْدَقَّتْ عُنُقُهُ أَوِ انْقَطَعَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ (508).

"مجھے اہلِ شام کے ایک بوڑھے شخص نے بیان کیا کہ یزید کی موت کا سبب یہ تھا کہ اس نے اپنے بندر کو گدھی پر بٹھایا اور وہ نشے میں تھا، پھر اس کے پیچھے بھاگا تو گر گیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی یا اس کے

---

(507) البلاذري في جمل من أنساب الأشراف، 5/ 287، الرقم/ 770.
(508) البلاذري في جمل من أنساب الأشراف، 5/ 287، الرقم/ 769.

پیٹ میں سے کوئی چیز کٹ گئی۔ (یوں وہ مر کر واصل جہنم ہوا۔)"

3۔ امام ابن حبان (م354ھ) 'الثقات' میں لکھتے ہیں:

وَقَدْ قِيْلَ: إِنَّ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ سَكِرَ لَيْلَةً وَقَامَ يَرْقُصُ، فَسَقَطَ عَلَى رَأْسِهِ وَتَنَاثَرَ دِمَاغُهُ فَمَاتَ(509).

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یزید بن معاویہ ایک رات نشے میں دھت ہو کر مسلسل ناچتا رہا پھر وہ اپنے سر کے بل گرا جس سے اس کا دماغ (نکل کر) بکھر گیا اور وہ مر گیا۔

4۔ علامہ ابن حزم ظاہری (م456ھ) لکھتے ہیں:

وَأَخَذَ اللهُ تَعَالَى يَزِيْدَ أَخْذَ عَزِيْزٍ مُقْتَدِرٍ، فَمَاتَ بَعْدَ الْحَرَّةِ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَشْهُرٍ وَأَزْيَدَ مِنْ شَهْرَيْنِ(510).

"اللہ تعالیٰ نے اپنی غالب و مقتدر شان کے مطابق یزید کی گرفت فرمائی اور وہ واقعہ حرہ کے بعد تین ماہ سے بھی کم یا دو ماہ سے کچھ زیادہ عرصے میں مر گیا۔"

5۔ علامہ سبط ابن الجوزی الحنفی (م654ھ) اپنی کتاب 'تذکرۃ الخواص' میں لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ وَقْعَةُ الْحَرَّةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ فِي ذِي الْحِجَّةِ، فَكَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَوْتِ يَزِيْدَ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ، مَا أَمْهَلَهُ اللهُ، بَلْ أَخَذَهُ

---

(509) ابن حبان في الثقات، 2/ 314.

(510) ابن حزم في الرسائل، 2/ 140.

أَخْذَ الْقَوِيِّ، وَهِيَ ظَالِمَةٌ، وَظَهَرَتْ فِيْهِ الْآثَارُ النَّبَوِيَّةُ وَالْإِشَارَاتُ الْمُحَمَّدِيَّةُ(511).

”واقعہ حرہ ذی الحجہ تریسٹھ ہجری میں پیش آیا اس واقعہ اور یزید کی موت کے درمیان تین ماہ کا وقفہ ہے، اس (ظالم) کو اس ظلم عظیم کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر کوئی مہلت نہ دی، بلکہ نہایت شدت سے اس کی پکڑ کی، اور وہ نہایت سخت پکڑ تھی اور اس کے بارے میں آثار نبویہ اور اشارات محمدیہ ظاہر ہوئے۔“

6۔ حافظ ابن کثیر (م774ھ) 'البدایہ والنہایہ' میں بیان کرتے ہیں:

وَقَدْ أَرَادَ -يَعْنِي يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ- بِإِرْسَالِ مُسْلِمِ بْنِ عُقْبَةَ تَوْطِيْدَ سُلْطَانِهِ وَمُلْكِهِ، وَدَوَامَ أَيَّامِهِ، مِنْ غَيْرِ مُنَازِعٍ، فَعَاقَبَهُ اللهُ بِنَقِيْضِ قَصْدِهِ، وَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهِيْهِ، فَقَصَمَهُ اللهُ قَاصِمَ الْجَبَابِرَةِ، وَأَخَذَهُ أَخْذَ عَزِيْزٍ مُقْتَدِرٍ. ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ ٱلْقُرَىٰ وَهِىَ ظَٰلِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُۥٓ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾ [هود، 11/ 102](512).

”یزید نے اپنی سلطنت و بادشاہت کو مضبوط کرنے اور اپنے دورِ حکومت کو کسی قسم کی مخالفت کے بغیر دوام بخشنے کے ارادے سے مسلم بن عقبہ کو (اپنا نائب بنا کر) بھیجا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے مذموم عزائم کو توڑ کر اسے سزا دی اور اس کے اور اس کی خواہشات کے

(511) سبط ابن الجوزي، تذكرة الخواص، ص/ 259.

(512) ابن كثير في البداية والنهاية، سنة ثلاث وستين، 8/ 222.

درمیان حائل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جابروں کے توڑنے کی طرح توڑا اور ایک غالب اور مقتدر ہستی کے طور پر اس کی پکڑ کی (جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے): 'اور اسی طرح آپ کے رب کی پکڑ ہوا کرتی ہے جب وہ بستیوں کی اس حال میں گرفت فرماتا ہے کہ وہ ظالم (بن چکی) ہوتی ہیں۔ بے شک اس کی گرفت دردناک (اور) سخت ہوتی ہےO' (لہٰذا وہ بدبخت مکہ مکرمہ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں ہی مر گیا۔)"

7۔ حافظ ابن حجر العسقلانی (م852ھ) 'تہذیب التہذیب' میں لکھتے ہیں:

فَحَاصَرُوْا ابْنَ الزُّبَيْرِ، وَنَصَبُوْا عَلَى الْكَعْبَةِ الْمَنْجَنِيْقَ، فَأَدَّى ذٰلِكَ إِلَى وَهْيِ أَرْكَانِهَا وَوَهْيِ بِنَائِهَا ثُمَّ أُحْرِقَتْ، وَفِي أَثْنَاءِ أَفْعَالِهِمُ الْقَبِيْحَةِ فَجِئَهُمُ الْخَبَرُ بِهَلَاكِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَرَجَعُوْا. وَكَفَى اللهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ، وَكَانَ هَلَاكُهُ فِي نِصْفِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَسِتِّيْنَ وَلَمْ يُكْمِلِ الْأَرْبَعِيْنَ(513).

" لشکر یزید نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کر لیا اور خانہ کعبہ پر (سنگ زنی کے لیے) منجنیق نصب کر دی۔ اس نے کعبہ کے ستونوں اور اس کی عمارت کو کمزور کر دیا۔ پھر کعبہ کو جلا دیا گیا۔ ان کی اِنہی بد اعمالیوں کے دوران انہیں اچانک یزید کی موت کی خبر پہنچی تو وہ واپس شام کی طرف لوٹ گئے۔ یوں اللہ تعالیٰ مومنوں کے قاتلوں کے لیے کافی ہو گیا۔ یزید کی ہلاکت 15 ربیع الاول سن 64 ہجری میں

(513) العسقلاني في تهذيب التهذيب، 11/ 316، الرقم/ 600.

ہوئی۔ وہ اپنی عمر کے چالیس سال بھی مکمل نہ کر سکا۔"

سو ثابت ہوگیا کہ وہ کعبہ جلا رہا تھا اور ابھی وہ جلا نہ تھا کہ اُس کی موت واقع ہوگئی۔ اب اُس کی احتمالِ توبہ کا اِمکان کہاں رہا! وہ تو کعبۃ اللہ کو جلانے کے دوران ہی عذاب الٰہی کی گرفت میں آگیا تھا اور تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوگیا تھا۔

10۔ دنیوی کامیابی اصل کامیابی نہیں

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فِي ٱلۡبِلَٰدِ﴾ [آل عمران، 196/3]

"اور (اے مسلمان) کافروں کا (طاقت کے گھمنڈ میں) دنیا میں گھومنا پھرنا تجھ کو دھوکے میں نہ ڈالے۔"

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت کا وقت آتا ہے تو یہ لوگ اسی طرح نیست و نابود کر دیئے جاتے ہیں جیسے بدبخت یزید لعین ہوگیا اور ایسے ذلیل و رسوا کر دیے جاتے ہیں کہ آنے والی نسلوں میں بھی ان کا نام و نشان نہیں رہتا۔ جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا:

﴿مَتَٰعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأۡوَىٰهُمۡ جَهَنَّمُۖ وَبِئۡسَ ٱلۡمِهَادُ﴾ [آل عمران، 197/3]

"تھوڑے ہی دنوں کے لیے پھر (آخر کار) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔"

تاریخ بتاتی ہے کہ جونہی بدبخت یزید لعین واصل جہنم ہوا تو اس کے بیٹے معاویہ بن یزید کو جبراً اس کے تخت پر بٹھایا گیا جس تخت کو اس نے اہل بیت نبوی کے خون

سے مضبوط کرنے کی کوشش کی اسی کے بیٹے معاویہ بن زید نے اپنے لعین باپ کے تخت پر لعنت بھیج دی اور ٹھکرا کر چلا گیا۔

وہ یزید کہ جس نے دنیا کی چند روزہ حکومت اور اقتدار کی خاطر اپنے ایمان کا سودا کرتے ہوئے خانوادۂ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ پر ظلم کی انتہاء کر دی اور کربلا کے تپتے ہوئے ریگ زار میں بھوک اور پیاس سے نڈھال اہلِ بیت نبوت اور ان کے انصار میں سے ستر افراد کو شہید کیا تھا اسی یزید پر وہ وقت بھی آیا کہ لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ستر افراد کے بدلے میں تقریباً ایک لاکھ ستر ہزار یزیدیوں کو قتل کیا گیا۔

یزید کہ جس نے مدینہ طیبہ میں گھوڑوں اور اونٹوں کا لشکر بھیجا تھا، تین دن تک مسجد نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ اور روضہ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ پر لشکر کے گھوڑوں کو باندھا گیا اور تین دن تک مسجد میں نمازیں اور جماعتیں معطل رہیں اس پر وہ وقت بھی آیا کہ اس کی قبر پر اونٹ اور گھوڑے باندھے گئے جہاں وہ گندگی پھیلاتے تھے۔ بعد ازاں یہی حال یزید لعین کی قبر کے ساتھ ہوا۔ **راقم العبد الضعیف محمد طاہر القادری نے یزید کی قبر کا یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔**

اِختتامیہ

یزید کے حامیوں اور وکلاءِ صفائی

سے

چند سوالات

یزید کی شخصیت، اُس کے معمولات و مشاغل، اُس کے دور میں اُس کے حکم سے ہونے والے اندوہناک سانحات، جبر و ستم اور ظلم و جور کے دل خراش واقعات اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ اِنتہائی سفاک اور درندہ خصلت انسان تھا۔ اس کے دل میں خوفِ خدا تھا نہ ہی حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی حیا اور تکریم تھی۔ اگر اس کے دل میں ذرہ بھر حبِ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، تکریم اہلِ بیتِ اطہار عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اور تعظیمِ حرمین شریفین ہوتی تو وہ دشتِ کربلا میں جنت کے جوانوں کے سردار، فاتح خیبر سیدنا علی عَلَيْهِ السَّلَامُ کے نورِ چشم، سیدۂ کائنات حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے لختِ جگر امام عالی مقام سیدنا امام حسین عَلَيْهِ السَّلَامُ اور ان کے اَہلِ بیت و اَصحاب عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر ظلم و ستم کے پہاڑ نہ ڈھاتا۔ اِسی طرح حرمِ نبوی، مسجد نبوی، روضۂ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، منبر شریف اور روضۃ من ریاض الجنۃ کی حرمت اور تقدس کو پامال کرنے کے لرزہ خیز اور ہولناک جرمِ عظیم کا کبھی مرتکب نہ ہوتا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ وہ اپنے حکم سے مکہ معظمہ (جسے قرآن نے البلد الأمین(514) قرار دیا اور اس کی قسم کھائی ہے(515)) کا محاصرہ کرنے، حرمِ کعبہ کی دیواروں کو مسمار کرنے اور غلافِ کعبہ کو نذرِ آتش کرنے جیسے مذموم اور قبیح جرائم کا تصور بھی نہ کرتا۔ لیکن اس شقی القلب، محروم الایمان اور ہوسِ سلطنت میں اندھے شخص نے چند روزہ مہلتِ اقتدار کے لیے تاریخ انسانی کے بدترین مظالم روا رکھے اور قبیح ترین گناہوں کا اِرتکاب کیا۔ مقامِ حیرت ہے کہ اس تمام سفاکیت، درندگی اور خوں ریزی و خون آشامی کو جاننے کے باوجود آج بھی بعض لوگ اُسے صاحبِ ایمان اور «مَغْفُوْرٌ لَهُمْ» کا مصداق

---

(514) القرآن، التین، 95/ 3.

(515) القرآن، البلد، 90/ 1-2.

قرار دینے کے لیے دور اَز کار تاویلوں اور لایعنی دلیلوں کا سہارا لیتے ہوئے نہیں جھجکتے۔

بفضلہٖ تعالیٰ، اِس کتاب میں یزید بدبخت کے حامیوں اور وکلاءِ صفائی کے دلائل کا بطلان براہِ راست قرآن و حدیث کی قطعی نصوص سے تحقیقی انداز میں کر دیا گیا ہے۔ اِس سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجائے گی کہ یزید کے حامیوں کی علمی موشگافیوں کی حیثیت تارِ عنکبوت سے زیادہ کچھ نہیں۔

کتاب کے اختتام پر یزید کے وکلاءِ دفاع کے سامنے میں چند درد مندانہ سوالات اور اِستفسارات رکھنا چاہتا ہوں۔

دشتِ کربلا کا ہر لہو رنگ ذرّہ سوال کر رہا ہے کہ:

- تین دن کے پیاس ننھے علی اصغر کے حلقوم کی تشنگی تیروں کی بارش سے بجھانے کا اصل محرّک اور ذمہ دار کون تھا؟
- خاک و خون میں لوٹتے ہوئے علی اکبر کی جوان شہادت پر شادیانے بجانے والا کون تھا؟
- اِمام حسین عَلَیْہِ السَّلَام اور اُن کے خانوادہ کو شہید کرنے کے لیے تیغ و تیر اور نیزہ و خنجر سے مسلح خوں خوار لشکر بھیجنے والا اور اپنی سلطنت کی خاطر اُن کے سفاکانہ قتل کا حکم دینے والا کون تھا؟
- امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام اور دیگر اَہلِ بیتِ نبوی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کے سربریدہ مقدس لاشوں کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کروانے کا اصل ذمہ دار کون تھا؟
- اَہلِ بیتِ نبوی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کے مقدس سروں کو نیزوں پہ چڑھائے جانے کا اصل ذمہ دار کون تھا؟
- کوفہ کے دربار میں ابن زیاد کو امام حسین عَلَیْہِ السَّلَام کے لبوں پر چھڑی مارنے

کی جرأت دینے والا کون تھا؟

- اہلِ بیتِ نبوی علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کی عفیفہ و طاہرہ شہزادیوں کو قیدی بنانے کی جراءت دینے والا کون تھا؟
- اہلِ بیت کی عفت مآب شہزادیوں کو قیدی بنا کر کوفہ کے بازاروں میں گھمائے جانے کی جراءت دینے والا کون تھا؟
- امام زین العابدین علیہ السلام کے بیمار، لاغر اور ناتواں جسم کو طوق، زنجیروں، رسیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر دربارِ دمشق میں پیش کرنے کا حکم دینے والا کون تھا؟
- کوفہ سے دمشق تک اہلِ بیت کے بقیۃ السیف شہزادوں اور شہزادیوں کو بھوکا پیاسا پاپیادہ چلانے اور اُن کی بے توقیری کرانے والا کون تھا؟
- فاطمہ بنت علی علیہما السلام کی سسکیوں، آہ و فغاں اور بے بسی پر قہقہے لگانے والے درباریوں کا سردار کون تھا؟
- دربارِ دمشق میں امام حسین علیہ السلام کے بریدہ سر اقدس اور لب ہائے مقدس پر چھڑی سے کچوکے لگانے والا کون تھا؟
- شبیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم امام حسین علیہ السلام کے خدوخال کی تضحیک کر کے بالواسطہ توہینِ رسالت کے ناقابلِ معافی جرم کا اِرتکاب کرنے والا کون تھا؟
- امام حسین علیہ السلام کے بریدہ سر اقدس کو اپنے دربار میں دیکھ کر اظہارِ مسرت کرنے والا اور رجزیہ اشعار پڑھنے والا کون تھا؟
- وہ کون تھا جس نے شاعرانہ انداز میں کہا کہ ہم نے بدر میں مارے جانے والے اپنے آباء و اَجداد کا بدلہ لے لیا؟

- وہ کون تھا جو بدر میں مارے جانے والے مشرکین مکہ کو اپنے آباء و اجداد کہنے پر فخر محسوس کر رہا تھا؟

کربلا کی فضاؤں میں سانس لیتی روحِ حسین عَلَیْہِ السَّلَام اِستفسار کر رہی ہے:

میرے وجود کے ٹکڑے کرنے اور اس جرم میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لیے ہلکان ہونے والے ظالمو!

- تمہیں رتی بھر اِس اَمر کا اِحساس نہ رہا کہ میں راکبِ دوشِ رسول اور پروردۂ آغوش بتول ہوں!

- بے حسو! تمہیں اِس اَمر کا بھی احساس نہ رہا کہ میں آلِ رسول عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام ہی نہیں بلکہ فخر اولادِ ابراہیم و اسماعیل عَلَیْہِمَا السَّلَام بھی ہوں۔ وہ اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام جن کی ایڑیوں کی رگڑ سے زم زم کا چشمہ پھوٹ پڑا تھا جو قیامت تک زائرین حرم کی پیاس بجھاتا رہے گا، لیکن تم میرے خانوادے کے ننھے شہزادوں اور شہزادیوں کے لیے دریائے فرات کا پانی بند کرنے والے کیوں بن گئے!

- شرم و حیا سے محروم بد مستو! ابن زیاد کے لشکر نے اَہلِ بیتِ نبوت عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کی ان شہزادیوں کے خیموں اور رِداؤں کو بھی نذر آتش کر دیا جنہیں کبھی فرشتوں کی آنکھوں نے بھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ ردائیں اتنی تقدس مآب تھیں کہ ان کے ریشے ریشے میں آیۂ تطہیر گندھی ہوئی تھی۔ ... ظالمو! تمہیں ان مقدس رِداؤں کا پاس بھی نہ رہا!

- ظالمو! میں تو وہ ہوں جس کے لیے سینۂ مصطفی صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ وَسَلَّم بستر آرام بن جایا کرتا تھا۔ ... تمہیں اپنے رسول کی مجھ سے اُس بے پایاں محبت کا بھی پاس نہ رہا!

- حیا سے محروم سنگ دلو! تم بھول گئے کہ عہدِ طفولیت میں جب حضور صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ وَسَلَّم سجدہ میں جاتے تو میں اُن کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتا اور آپ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ میرے جذبات و اِحساسات کی نزاکت کا پاس رکھتے ہوئے اپنے سجدوں کو بھی طول دے دیتے۔ ... تمہیں آقائے کائنات صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے ان طویل سجدوں کی بھی حیا نہ رہی!

- یاد رکھو! روزِ محشر میں ہی نہیں تمہارے خلاف میرے نانا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کا سینۂ مبارک اور ان کے طویل سجدے بھی استغاثہ دائر کریں گے۔

مدینۃ النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ سوال کر رہا ہے:

- اَمن و آشتی کے گہوارہ مدینۂ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ میں تین دن تک ہر قسم کی سفاکی، درندگی، قتل و غارت گری اور خوں ریزی کو مباح کس نے کیا؟
- مدینہ منورہ میں ہزار ہا صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اور تابعین عظام کے نورانی سینوں میں نیزوں کے بیج بو کر اُن کے سروں کی فصل کس کے حکم پر کاٹی گئی؟
- حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے پسینہ مبارک کی خوشبو سے معطر مدینہ منورہ کی گلیوں کو خون کے دریا میں کس کے حکم سے تبدیل کیا گیا؟
- شامی لشکر کے ہاتھوں صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کی بیٹیوں، پوتیوں او رنواسیوں کی بے توقیری اور آبرو ریزی کا ذمہ دار کون تھا؟
- اَہلِ مدینہ کے جان و مال اور عزت و حرمت کو تین دن تک کس کے حکم سے پامال کیا گیا؟
- کبر رسیدہ اور جلیل القدر اَصحابِ رسول رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کی تذلیل و تحقیر کس نے کروائی؟
- عظیم صحابیٔ رسول حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ کو ڈاڑھی سے پکڑ کر طمانچے لگانے کی جراَت کس جفا شعار کی شہ پر ہوئی؟

مدینہ منورہ کی گلیوں سے آواز آ رہی ہے!

- وہ کون ہے جس کے حکم سے میرے شہر کے ہر گھر اور گلی کوچے میں خوف و ہراس کی فضا پیدا کر دی گئی؟
- وہ کون ہے جس نے میرے شہر کے ہزاروں باسیوں کے سر اور گردنیں ان کے شانوں سے جدا کروا دیں؟
- وہ کون ہے جس نے مسجد نبوی کی حرمت اور تقدس کو گھوڑوں اور خچروں کے ذریعے پامال کروایا؟
- وہ کون ہے جس کی وجہ سے مسجدِ نبوی میں تین دن تک اذان اور نمازیں معطل رہیں؟
- کس کے اذیت ناک حکم کی وجہ سے کئی دن تک میرے شہر کی فضائیں اذان کے دل کش زمزموں کی صداؤں کو ترستی رہیں؟
- کس کے لشکریوں کے کڑے محاصرے کے باعث میرے ہر مکین کا گھر سے نکل کر مسجد نبوی میں باجماعت نماز ادا کرنا ناممکن بنا دیا گیا؟
- وہ کون ہے جس نے مسجدِ نبوی کے صحن کو صحابہ کرام اور تابعین عظام کی جبینوں میں مچلنے والے سجدوں کے نیاز و گداز سے محروم رکھا؟
- روضۂ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ اور روضۃ من ریاض الجنۃ کی حرمت اور تقدس کی پامالی کا ذمہ دار کون تھا؟
- وہ کون ہے جس نے اپنے درندہ خصلت لشکریوں کو بناتِ مدینہ کی بے حرمتی اور عصمت دری کا ناپاک حکم دیا تھا؟
- علم و تحقیق کے نام پر حق چھپانے والو! ذرا کان لگا کر اپنے ضمیر کی آواز سنو، ... وہ چیخ چیخ کر نشان دہی کر رہا ہے کہ!

ہاں! ... وہ ظالم و سفاک یزید تھا، جس کے 'ایمان' کے تحفظ کی جنگ کو بعض کم فہم آج بھی لازم جانتے ہیں۔ ... استغفر اللہ

ہاں! ... وہ گستاخ و دریدہ دہن یزید تھا، جسے 'مومن' اور 'امیر المومنین' ثابت کرنے کے لیے بعض محققین نے اپنے قلم کی سیاہی سے اپنی رُوسیاہی کا ساماں کیا ہے۔ استغفر اللہ

ہاں! ... وہ یزید تھا، جس کے احتمالِ توبہ کے لیے دلیلیں تراشی جا رہی ہیں۔ استغفر اللہ

ہاں! ... وہ یزید تھا، جس کو حدِ کفر سے بچانے کے لیے تاویلات کی بے اساس دیواریں کھڑی کی جا رہی ہیں۔ ... استغفر اللہ

ہاں! ... وہ یزید تھا، جسے لعنت سے بچانے کے لیے طرح طرح کے حیلے تراشے جا رہے ہیں۔ استغفر اللہ

ہاں! ... وہ یزید تھا، جسے حکمِ کُفر سے بچانے کے لیے طرح طرح کی علمی موشگافیوں کا سہارا لیا جا رہا ہے۔ ... استغفر اللہ

ہاں! ... وہ یزید تھا، جس نے بعث بعد الموت کے عقیدے کا اعلانیہ انکار کیا اور اُسے تاریکی و مایوسی کا شکار کرنے والی باتوں سے تعبیر کیا۔ ... کیا ایمان کے اساسی عقیدہ کے انکار کے باوجود وہ مومن ہی رہا...؟ استغفر اللہ

یزید کے ایمان کی فکر کرنے والے سوچیں!

کہیں صحابہ، اولادِ صحابہ اور تابعین کے عنابی لہو سے گلنار مدینہ کی گلیاں یہ سوال نہ کر لیں کہ:

- اِدھر شہرِ نبوی میں صحابہ کی بیٹیوں، پوتیوں اور نواسیوں کی بے حرمتی ہو رہی تھی، اُدھر عصمت دری کرنے والوں کے ایمان بچانے کی حیلہ گری ہو رہی تھی۔

کعبہ سوال کر رہا ہے:

- وہ کون ہے جس نے میرے اس شہر، جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے، پر چڑھائی کروائی؟
- وہ کون جس نے البلد الامین کے اَمن و امان کو تاخت و تاراج کیا؟
- وہ کون ہے جس نے میرے شہر مکہ کا محاصرہ کروایا؟
- وہ کون ہے جس نے منجنیق سے مجھ پر سنگ زنی کروائی؟
- وہ کون ہے جس نے میری دیواروں کو منہدم کیا، جن کی تعمیر ابراہیم اور اسماعیل عَلَیْہِمَا السَّلَام نے کی تھی؟
- وہ کون ہے جس کے حکم سے میرے غلاف کو جلایا گیا اور میرے در و دیوار کو نذرِ آتش کرایا گیا؟
- میرے پُرامن شہر کی گلی کوچوں میں خوف وہراس اور دہشت و وحشت پھیلانے کا اصل ذمہ دار کون تھا؟
- کسے اِن سارے جرائم کے ذریعے اپنا تخت بچانے کی فکر تھی؟
- یہ ساری تباہ کاریاں کس کی سلطنت کو دوام دینے کے لیے معرضِ وجود میں آئیں؟

کیا اِس میں کسی کو کوئی شک ہے کہ اِن سب گھناؤنے جرائم اور کُفریات کا ذمہ دار یزید تھا؟

یزید کے ایمان کی فکر کرنے والے سوچیں!

- روزِ محشر کہیں کعبۃ اللہ یہ سوال نہ کر لے کہ اِدھر اللہ کے گھر کو جلایا جا رہا تھا، اُدھر جلانے والوں کے ایمان کو خود تراشیدہ دلیلوں سے بچایا جا رہا تھا۔ آخر ایسا کیوں تھا؟

- اِدھر کعبۃ اللہ پہ سنگ زنی ہو رہی تھی، اُدھر اس کا حکم دینے والے کے لیے تحقیق کے پردے میں درگزر، صرفِ نظر اور چشم پوشی کی تلقین ہو رہی تھی۔ آخر ایسا کیوں تھا؟

تخیل کے کانوں سے سیدہ زینب علیہا السلام کی آواز سنو!

- قید و بند میں مبتلا مولائے کائنات کی اسد صفت بیٹی سیدہ زینب علیہا السلام کی جرأت مندانہ آواز آج بھی فضاؤں میں اِرتعاش پیدا کر رہی ہے۔ اور وہ پوچھ رہی ہے:
- اے اَربابِ ستم! کیا تمہیں اپنے اس رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی (جس کے امتی ہونے کا تم دعویٰ کرتے ہو)طاہر و مطہر آغوش کی بھی حیا نہ رہی جس میں مجھے کھیلنے کا شرف حاصل ہوا تھا؟
- اُس زینب علیہا السلام کو برہنہ پا ہزاروں میل پیدل چلنے پر مجبور کیا گیا جو آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی لاڈلی نواسی اور مولائے کائنات کی معصوم شہزادی تھی!
- اُس زینب علیہا السلام کو کوفہ و دمشق کے بازاروں میں باغی بنا کر پیش کیا گیا جس کے سر پر سیدہ زہراء کی چادرِ تطہیر تنی تھی!
- اُس زینب علیہا السلام کو زِنداں میں ڈالا گیا جسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پہلو میں ناز و نعم سے پلنے کا شرف حاصل ہوا تھا!
- تم سیدہ زینب علیہا السلام کے ساتھ یہ سب بہیمانہ سلوک روا رکھنے والے انسان نما درندے "یزید" کے حمایتی اور طرف دار کیوں بنے رہے؟
- کیا یہ سب دل خراش حقائق جان کر بھی تمہیں اُس یزید لعین کی مسلمانی بچانے کی فکر کھائے جا رہی ہے؟

- کیا کوئی صاحبِ ایمان شخص آلِ رسول علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ روا رکھی جانے والی اس سفاکیت اور بہیمیت کے باوجود یزید لعین اور اس کے حواریوں کے بارے میں اپنے دل میں نرم گوشہ رکھ سکتا ہے؟

بصیرت اور فراست سے محروم یزید کے 'وکلاءِ صفائی'!

- ذرا سوچیں، روزِ محشر تم سے قرابتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی محبت کا سوال ہو گا ... یا ... یزید کی مسلمانی کے بارے میں استفسار ہو گا؟
- ذرا سوچیں، روزِ محشر تم سے مودتِ اہلِ بیت کا سوال ہو گا ... یا ... یزید کے ایمان کے بارے میں پرسش ہو گی؟

صاحبانِ ایمان! سب جانتے ہیں کہ سیدہ زینب دخترِ رسالت مآب سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی لاڈلی شہزادی ہیں۔ ... تاریخ کے ہر لمحہ کے اعصاب پر رعشہ طاری کرنے والے شیرِ خدا کی بیٹی کے یہ سوالات ہر عدل پسند انسان کے شعور اور ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لیے کافی ہیں۔ ... سوائے اُن کے جن کے دلوں، سماعتوں اور بصارتوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے۔

قاتلانِ اہلِ بیتِ نبوی کے ہمدردو! ... اگر روزِ قیامت سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا نے اِسی حوالے سے کچھ پوچھ لیا! ... تو کیا جواب دو گے...؟

کون سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا...؟

- وہ سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا جو جانِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی جان ہیں!
- وہ سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بَضْعَةٌ مِنِّي فرمایا!
- وہ سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا جن کے بارے میں فرمایا: جس سے یہ ناراض ہو جائے، اس سے میں ناراض ہو جاتا ہوں اور جس سے یہ راضی ہو جائے، اس

سے میں راضی ہو جاتا ہوں!

- وہ سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا جن کی آمد پر حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم شفقت سے کھڑے ہو کر ان کا خیر مقدم فرمایا کرتے تھے!
- وہ سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا جن کی پیشانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وفورِ محبت میں چوم لیا کرتے تھے!
- وہ سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا جن کے بیٹھنے کے لیے تاجدارِ کونین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی کملی مبارک بچھا دیتے تھے!
- وہ سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا جن کی چال نبی کی چال جیسی تھی!
- وہ سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا جن کا چلن نبی کے چلن جیسا تھا!
- وہ سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا جن کا بولن نبی کے بولن جیسا تھا!
- وہ سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا جو قیامت کے دن تشریف لائیں گی تو اہل محشر نظریں جھکا لیں گے۔
- وہ سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا جن کے ماتھے کی ایک شکن سے محشر کا سماں بدل جائے گا۔

اِن مسلّمہ حقائق سے آنکھیں چرانے والو!

اگر روزِ محشر سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا نے تم سے یہ پوچھ لیا:

- کیا تمہاری فقہیت اور مُفتیت میرے جگر گوشوں کے قاتلوں کا ایمان بچانے اور ان کے کفریہ جرائم کا دفاع کرنے کے لیے استعمال ہوتی رہی؟
- کیا تمہاری نام نہاد علمیت اور تحقیق کا ہدف میرے اہل بیت کی حرمت اور تقدیس کو پامال کرنے والے ظالموں کو صاحب ایمان ثابت کرنا ہی تھا!
- کیا تمہاری تمام لسانی اور قلمی کاوشیں میری عترت کی ناموس کو لخت لخت،

زخم زخم اور پارہ پارہ کرنے والوں کے دفاع کے لیے مختص تھیں؟

جگر گوشۂ رسول سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا جب داورِ محشر کے سامنے تم سے یہ سوالات پوچھیں گی تو کیا تم سے کوئی جواب بن پڑے گا!

اگر اُم المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبری علیہا السلام نے محشر کے کٹہرے میں یہ سوال کر لیا:

اے دفاعِ یزید کو محبت حسین پر ترجیح دینے والو!

- کیا میرے شہزادے حسین علیہ السلام کے جسدِ اطہر کا مُثلہ کرنے کے وحشیانہ جرم کے ذمہ دار یہ سب کچھ کروا کے بھی مومن ہی رہے؟
- میری نواسی زینب کو قیدی بنانے والوں اور اسے پا بہ زنجیر کرنے والوں کا ایمان یہ سب کچھ کر کے بھی سلامت رہا؟
- جس ایمان کا عنوان ﴿إِلَّا ٱلۡمَوَدَّةَ فِي ٱلۡقُرۡبَىٰ﴾ تھا؛ کیا وجہ ہے کہ مقتل کربلا میں مجھے اُس ایمان کے سائے کی ایک جھلک بھی دور دور تک نظر نہیں آئی ... مگر تمہیں وہ جھلک کہاں سے نظر آگئی؟
- جس ایمان کا عنوان ﴿يُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيرٗا﴾ تھا، سن 61 ہجری کے یوم عاشور میں تو مجھے دور دور تک اُس ایمان کی پرچھائیاں نظر نہیں آئیں. .. مگر تمہیں وہ کہاں سے دکھائی دے گئیں؟
- یہ کون ہیں جو چند سکوں کے لیے باطل تحقیق اور فاسد دلائل سے مسلح ہو کر کار زارِ قلم و قرطاس کی بے حرمتی کر رہے ہیں؟
- یہ کون ہیں جو یزید کے لیے دلوں میں نرم گوشہ پیدا کرنے کی سعی خام میں اپنے خرمنِ ایمان کو خاکستر کر رہے ہیں؟

جب منسوبات و مرغوباتِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کا گستاخ کافر ہے تو پھر امام حسین عَلَیْہِ السَّلَامُ کا قاتل فقط فاسق کیوں...؟

- جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی اہانت کرنے والا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو معاذ اللہ سب و شتم کرنے والا کافر ٹھہرے...
- جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف جنون منسوب کرنے والا کافر ٹھہرے!
- جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات میں عیب و نقص نکالنے والا کافر ٹھہرے!
- جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو اہانت کی نیت سے یتیم کہنے والا کافر ٹھہرے!
- جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو اہانت کی نیت سے مسکین کہنے والا کافر ٹھہرے!
- جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کو اہانت کی نیت سے اسود (سانولے رنگ والا) کہنے والا کافر ٹھہرے!
- جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی پسندیدہ سبزیوں کی اِرادتاً توہین کرنے والا کافر ٹھہرے!
- جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی حدیث کی تحقیر کرنے والا کافر ٹھہرے!
- جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی سنت کی توہین کرنے والا کافر ٹھہرے!
- جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے شہر خنک مدینہ منورہ کی اِرادتاً توہین کرنے والا کافر ٹھہرے!
- جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے لباس کی طرف عیب منسوب کرنے والا

کافر ٹھہرے!

- جب حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی زرہ مبارک کو میلا کہنے والا کافر ٹھہرے!
- جب حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے موئے مبارک کو صیغہ تصغیر میں اہانت کے ارادہ سے شُعیرۃ کہنے والا کافر ٹھہرے(516)۔

تو پھر جواب دیجیے:

- جس نے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی بوسہ گاہ یعنی چہرۂ حسین کی چھڑی کے کچوکوں کے ساتھ ارادتاً توہین کی ... **وہ مسلمان کیسے!**

---

(516) ذكره القاضي عياض في الشفا بتعريف حقوق المصطفى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، ص/ 760-771، والملا علي القاري في شرح الشفا، 2/ 385-399، والخفاجي في نسيم الرياض (شرح الشفا)، 6/ 146 – 164، والسبكي في الفتاوى، باب جامع، فصل: سب النبي، 2/ 573-594، والسبكي في السيف المسلول على من سب الرسول، ص/ 325-337، وفي الفتاوى السراجية، كتاب السير، باب: ألفاظ الكفر، ص/ 301-305، وقاضيخان في الفتاوى (مع الفتاوى السراجية)، كتاب السير، باب: ما يكون كفرا من المسلم وما لا يكون، 4/ 467-468، وابن الهمام في فتح القدير، كتاب السير، باب: أحكام المرتدين، 5/ 98، وأيضا في باب الجزية، فصل: لا يجوز أحداث بيعة ولا كنيسة في دار السلام، 5/ 62، والفتاوى الهندية، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، في موجبات الكفر وأنواع منها ما يتعلق بالإيمان والإسلام، 2/ 263-266، وابن النجيم الحنفي في البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب السير، باب: أحكام المرتدين، 5/ 130-136، وفي رسائل ابن عابدين، الرسالة الخامسة عشرة: كتاب تنبيه الولاة والحكام على أحكام شاتم خير الأنام أو أحد أصحابه الكرام، الباب الأول: في حكم ساب سيد الأحباب، ص/ 315-357، وشيخي زاده في مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، بحث في: أن ألفاظ الكفر أنواع، الثاني: في الأنبياء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، 2/ 506-507.

- حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ جس کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں چلیں ... اُس کے سر کو نیزے پر چڑھا کر اِرادتاً توہین کرنے والا **مسلمان کیسے!**
- جس نے «حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ» کے مصداق کو شہید کر کے اُس کے سر بریدہ جسم پر گھوڑے دوڑائے ہوں ... کیا وہ فقط فاسق رہے گا!
- جس نے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے اَہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَام کے سر قلم کر کے نیزوں پہ چڑھائے ہوں ... وہ فقط فاسق رہے گا؟
- جنہوں نے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی شہزادیوں کو قیدی بنا کر ان کی اہانت کی ہو ... وہ فقط فاسق رہیں گے؟

جانتے ہوئے کہ یہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے اَہلِ بیت ہیں،

- جنہوں نے اُنہیں اذیت دی اور روضہ اطہر میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی روح طیبہ کو اذیت پہنچائی ... وہ فقط فاسق کیسے؟
- جنہوں نے اَہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَام کی مقدس ہستیوں کو کئی دنوں تک بھوکا پیاسا رکھ کر انہیں طرح طرح کی مصیبتوں سے دوچار کیا ہو ... وہ فقط فاسق کیسے؟
- صفا و مروہ شعائر اللہ ہیں۔ اِن پہاڑوں کی ارادتاً بے حرمتی کرنے والا کافر تو ہو۔ لیکن جس نے اِرادتاً روضہ رسول کی بے حرمتی کی جس کا مقام کعبہ اور عرشِ الٰہی سے بھی بلند تر ہے، ... کیا وہ فقط فاسق رہے گا؟
- جس کے حکم سے "روضۃ من ریاض الجنۃ" کو اصطبل بنا کر وہاں گھوڑے اور خچر باندھے گئے ہوں ... کیا وہ فقط فاسق رہے گا؟
- جس کے حکم سے مسجدِ نبوی میں اذان و اقامت اور نماز معطل کروائی گئی ہو ... کیا وہ فقط فاسق رہے گا؟

➤ جس کے حکم سے مدینۃ الرسول میں ہزارہا صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم اور تابعین کی عفت مآب بیٹیوں، پوتیوں اور نواسیوں کی عزت و آبرو کو پامال کیا گیا، ... کیا وہ فقط فاسق رہے گا؟

بارگاہِ نبوی میں بے ادبی کی نیت سے آواز بلند کرنے والا کافر مگر روضہ رسول پر گھوڑے خچر باندھنے کا ذمہ دار کافر نہیں ... (ایں چہ بوالعجبی است!)

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ [الحجرات، 49/ 2]

”اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبیِ مکرم (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ) کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور اُن کے ساتھ اِس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہو جائیں اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہوجانے کا) شعور تک بھی نہ ہو ○“

بارگاہ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ میں بے ادبی کی نیت سے بلند آواز میں بات کرنے سے انسان دائرۂ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔اس پر تمام مذاہب کے ائمہ کا اجماع ہے کہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کے وصال مبارک کے بعد روضۂ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کا احترام بھی اسی طرح واجب ہے جیسے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کی

ذاتِ اَقدس کا اِحترام حیاتِ ظاہری میں لازم تھا۔

آپ خود غور کریں!

- کتنی عجیب بات ہے کہ جس بارگاہ میں فقط آواز بلند کرنے سے کفر لازم آتا ہے، اُس بارگاہ کو گھوڑوں اور خچروں کا اصطبل بنا کر اہانت کرنے والا کافر نہیں ہے!
- جس مقدس سرزمین پہ عرش الٰہی بھی ناز کرتا ہے، ... جہاں ہر صبح و شام ستر ستر ہزار فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، ... وہاں گھوڑوں اور خچروں نے کیا کچھ نہیں کیا ہوگا؟ ... کیا اتنی سنگین بے ادبی اور اِہانت کا مرتکب کافر نہیں؟ ... محض فاسق کہلائے گا؟

اب بھی سوچنے کا وقت ہے!

کہیں ایسا نہ ہو کہ روزِ قیامت تمہارا محاسبہ ہوجائے اور تم سے جواب نہ بن پائے:

وائے افسوس! جانِ مصطفیٰ ﷺ کو ذبح کرنے والے کو ایک عام مسلمان کا قتل کرنے والے پر قیاس کرنا!

میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ روزِ قیامت تم سے یہ سوال ہو گئے تو:

- جائے ماندن ہوگی نہ پائے رفتن!
- تمہارے اوسان کھو جائیں گے!
- تمہارے حواس زائل ہو جائیں گے!
- تمہیں منہ چھپانے کا موقع نہ ملے گا!
- بزبانِ حال چیخو اور چلاؤ گے ... أَيْنَ الْمَفَرُّ (بھاگ جانے کا ٹھکانا کہاں ہے)؟
- تم اور تمہارے ساتھیوں کے ہونٹوں پر ایک ہی حسرت ہوگی: يٰلَيْتَنِي كُنْتُ تُرٰبًا (اے کاش! میں مٹی ہوتا [اور اس محاسبہ سے بچ جاتا])؟

قاتلینِ حسین کے ایمان کا فتویٰ دینے والوں سے درخواست ہے:

- حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو ایک عام مومن کے روپ میں نہ دیکھو، ... حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو سبطِ رسول عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے روپ میں دیکھو۔
- حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو ایک عام مومن کے روپ میں نہ دیکھو، ... حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ کے فرمان صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ کے آئینے میں دیکھو۔
- حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو ایک عام مومن کے روپ میں نہ دیکھو، ... حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ کے سینے پر کھیلتے ہوئے جگر گوشۂ بتول کے رنگ میں دیکھو۔
- حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو ایک عام مومن کے روپ میں نہ دیکھو، ... حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ کی زبان چوسنے والے جگر گوشۂ مرتضیٰ عَلَيْهِمَا السَّلَام کے روپ میں دیکھو۔
- حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو ایک عام مومن کے روپ میں نہ دیکھو، ... حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں راکبِ دوشِ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ کی حیثیت میں دیکھو۔
- حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو ایک عام مومن کے روپ میں نہ دیکھو، ... حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو محبوبیتِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ کے سراپا کے طور پہ دیکھو۔
- حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو مُومنیت کے آئینے میں نہ دیکھو، ... حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ کی مِنّیت کے آئینے میں دیکھو۔
- حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو مُسلمیت کے آئینے میں نہ دیکھو، ... حسین عَلَيْهِ السَّلَام کو مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ کی جُزئیت کے آئینے میں دیکھو۔

بتاؤ، آقائے کائنات صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ کو کیا جواب دو گے!

اگر روزِ قیامت حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے پوچھ لیا:

- تمہاری فقاہت اور اِفتاء میری اہل بیت کی حرمت کو بچانے کے لیے نہیں، ... بلکہ اُس حرمت کو پامال کرنے والوں کے ایمان کو بچانے میں صرف ہو رہی تھی ... تو کیا جواب دو گے؟
- تمہاری تاویلیں میرے اہلِ بیت کے دشمن کو جہنم واصل کرنے کے لیے نہیں، ... بلکہ جہنم سے بچانے میں صرف ہو رہی تھیں ... تو کیا جواب دو گے؟
- تمہارے علمی احتمالات دشمنانِ اہل بیت پر لعنت کے جواز کے لیے نہیں ... بلکہ اُسے لعنت سے بچانے کے لیے استعمال ہو رہے تھے ... تو کیا جواب دو گے؟
- تمہاری فقہی موشگافیاں مدینہ پاک کی حرمت پامال کرنے والے کی تذلیل کے لیے نہیں .... بلکہ اُس کی بالواسطہ تکریم کے لیے استعمال ہو رہی تھیں ... تو کیا جواب دو گے؟
- یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ قیامت کے دن جب مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ کی عدالت قائم ہو گی۔ ... تاجدارِ کائنات صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ عرش پر تشریف فرما ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اُنہیں مقام محمود پر فائز فرمائے گا،
- وہاں شافعِ محشر صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے مقتلِ کربلا کے بارے میں تم سے سوال کر لیا... تو کیا جواب دو گے؟
- حوضِ کوثر پر ساقیِ کوثر صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے دھتکار دیا تو کہاں جاؤ گے؟

اگر اُنہوں نے پوچھ لیا کہ تمہارا علم میرے حسین عَلَيْهِ السَّلَام کی شان کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوا تھا ...یا .... قاتلِ حسین کا ایمان بچانے کے لیے ڈھال بنا ہوا تھا، ... تو کیا کوئی جواب دو گے؟

سوچو! اگر روزِ محشر سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا تمہارے خلاف مدعیہ بن کر کھڑی ہو گئیں اور قتلِ حسین علیہ السلام و اہانتِ اہلِ بیت کا اِستغاثہ دائر ہو گیا، تو وہاں کون سے وکلا پیش کرو گے۔

اگر وہاں پر حر حسین علیہ السلام نے گواہی دے دی تو تمہارا کیا بنے گا؟

اگر وہاں پر سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے تم پر جرح کر دی تو تمہارے بیان کا کیا بنے گا؟

اگر وہاں پر اہلِ بیتِ نبوی کے خیموں نے ثبوت فراہم کر دیے تو تمہارے مفروضے کا کیا بنے گا؟

اے یزید کے وکیلانِ صفائی! یاد رکھو!

- سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا جن سے ناراض ہوں گی، جنت کے دروازے ان کے لیے بند ہو جائیں گے اور جہنم کا دہانہ انہیں نگل لے گا!
- سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا جن سے خفا ہوں گی، اُنہیں رحمت کے سائے سے محروم کر دیا جائے گا!
- سیدۂ کائنات سلام اللہ علیہا جن سے رنجیدہ ہوں گی، قیامت کے دن کی ہولناکیاں اُنہیں کھا جائیں گی!
- سیدۂ کائنات سلام اللہ علیہا جن سے منہ موڑ لیں گی، اللہ کی رحمت اُن سے پردہ کر لے گی!
- سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا جن پر شکوہ کناں ہوں گی وہ دوزخ کی غضب ناکیوں کا لقمہ بن جائیں گے!

سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا جن کو جفاکار و بے وفاء کہہ دیں گی، اُن کا مقدر ہلاکت اور دائمی عذاب بن جائے گا!

اے یزید کے ترجمانو! ... سوچو!

اگر تم سے یہ پوچھ لیا گیا کہ: تمہیں حسین کی جان کا زیادہ خیال تھا ... یا ... یزید کے ایمان کا؟

تو کیا جواب دو گے؟

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
ظالمو! کلمہ پڑھانے کا بھی اِحسان گیا

مصادر و مراجع

١. القرآن الكريم.

—الأتابكي، أبو المحاسن جمال الدين يوسف بن تغري بردي (٨١٣هـ-٨٧٤هـ):

٢. النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة. مصر: وزارة الثقافة والإرشاد القومي.

٣. مورد اللطافة في من ولي السلطنة والخلافة. القاهرة، مصر: دار الكتب المصرية، ١٩٩٧م.

—ابن الأثير الجزري، أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني (ت: ٦٣٠هـ):

٤. الكامل في التاريخ. بيروت، لبنان: دار صادر، ١٣٩٩هـ/ ١٩٧٩م.

—الآجري، أبوبكر محمد بن حسين بن عبد الله (ت: ٣٦٠هـ).

٥. الشريعة. رياض، السعودية: دار الوطن، ١٤٢٠هـ/ ١٩٩٩م.

—الأزدي، معمر بن راشد اليمني (ت: ١٥١هـ):

٦. الجامع. بيروت، لبنان: المكتب الإسلامي، ١٤٠٣هـ.

—الأزدي، الحافظ أبو الفتح محمد بن الحسين (ت: ٣٧٤هـ):

٧. المخزون في علم الحديث. دهلي، الهند: الدار العلمية، ١٤٠٨هـ/ ١٩٨٨م.

—الألوسي، سيد محمود البغدادي (١٢١٧هـ-١٢٧٠هـ):

٨. روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني. ملتان، باكستان: مكتبة إمدادية.

—أبو بكر الجصاص الحنفي (ت: ٣٧٠هـ):

٩. أحكام القرآن. لاهور، باكستان: سهيل أكادمي.

— أحمد بن حنبل، أبو عبد الله بن محمد الشيباني (١٦٤هـ-٢٤١هـ/ ٧٨٠م-٨٥٥م):

١٠. فضائل الصحابة رضي الله عنهم. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ١٤٠٣هـ/ ١٩٨٣م.

— أحمد بن حنبل، أبو عبد الله بن محمد الشيباني (١٦٤هـ-٢٤١هـ/ ٧٨٠م-٨٥٥م):

١١. المسند. بيروت، لبنان: المكتب الإسلامي، ١٣٩٨هـ/ ١٩٨٧م.

— أحمد رضا، أعلى حضرت، ابن نقي علي خان القادرى البريلوي (١٢٧٢هـ-١٣٤٠هـ/ ١٨٨٦م-١٩٢١م):

١٢. العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية. لاہور، پاکستان: رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، ١٩٩١م.

—الأصفهاني، أبو الفرج (٢٨٤هـ-٣٥٦هـ):

١٣. الأغاني. بيروت، لبنان: دار الفكر للطباعة والنشر.

—الأنصاري، زكريا بن محمد بن أحمد بن زكريا الأنصاري، زين الدين

أبو يحيى السنيكي المصري الشافعي (ت: ٩٢٦هـ):

١٤. منحة الباري بشرح صحيح البخاري المسمى تحفة الباري. الرياض - المملكة العربية السعودية: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع.

—الباعوني، شمس الدين أبو البركات محمد بن أحمد الدمشقي الشافعي (ت: ٨٧١هـ):

١٥. جواهر المطالب في مناقب الإمام علي بن أبي طالب. قم، إيران: مجمع إحياء الثقافة الاسلامية، ١٤١٦هـ.

—باني بتي، قاضي محمد ثناء الله (ت: ١٢٢٥هـ):

١٦. المكتوبات - كلمات طيبات. دهلي، انديا: مطبع مجتبائي ١٣٠٩هـ.

— البُجَيْرَمِي، سليمان بن محمد بن عمر المصري، الشافعي (ت: ١٢٢١هـ):

١٧. حاشية البجيرمي على الخطيب (تحفة الحبيب على شرح الخطيب). دار الفكر، ١٤١٥هـ/ ١٩٥٥م.

—البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن مغيرة (١٩٤هـ - ٢٥٦هـ/ ٨١٠م- ٨٧٠م):

١٨. الصحيح. بيروت، لبنان: دار ابن كثير، اليمامة، ١٤٠٧هـ/ ١٩٨٧م.

— البزار، أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق البصري (٢١٥هـ -

٢٩٢هـ/ ٨٣٠م-٩٠٥م):

١٩. المسند (البحر الزخار). بيروت، لبنان: مؤسسة علوم القرآن، ١٤٠٩هـ.

—ابن بطال، أبو الحسن علي بن خلف بن عبد الملک (ت:٤٤٩هـ):

٢٠. شرح صحيح البخاري لابن بطال. الرياض، السعودية: مكتبة الرشد، ١٤٢٣هـ/ ٢٠٠٣م.

—البَلَاذُري، أحمد بن يحيى بن جابر بن داود (ت: ٢٧٩هـ):

٢١. كتاب جُمل من أنساب الأشراف. بيروت، لبنان: مكتبة البحوث والدراسات، دار الفكر، الطبعة الأولى.

—البيهقي، أبو بكر أحمد بن حسين بن علي بن عبد الله بن موسى (٣٨٤هـ -٤٥٨هـ/ ٩٩٤م- ١٠٦٦م):

٢٢. الاعتقاد والهداية إلى سبل الرشاد. بيروت، لبنان: دار الآفاق الجديدة، ١٤٠١هـ.

٢٣. دلائل النبوة. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٠٥هـ.

٢٤. السنن الكبري. مكه المكرمة، السعودية: مكتبة دار الباز، ١٤١٤هـ/ ١٩٩٤م.

٢٥. شعب الإيمان. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى: ١٤١٠هـ.

٢٦. المدخل إلى السنن الكبرى. الكويت: دار الخلفاء للكتاب

الإسلامي، ١٤٠٤هـ.

—الترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى بن سوره بن موسى بن ضحاك (٢٠٩هـ-٢٧٩هـ/ ٨٢٥م-٨٩٢م):

٢٧. السنن. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي.

—التفتازاني، سعد الملة والدين أبو سعيد مسعود بن عمر بن محمد بن أبي بكر بن محمد بن الغازي التفتازاني السمرقندي الحنفي (٧١٢/ ٧٢٢-٧٩٢/ ٧٩٣هـ):

٢٨. شرح العقيدة النسفية. الجزائر: شركة دار الهدى للطباعة والنشر والتوزيع.

٢٩. شرح العقائد النسفية. كراتشي، الباكستان: مكتبة خير كثير.

٣٠. شرح المقاصد. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٢هـ/ ٢٠٠١م.

—التميمي، أبو العرب محمد بن أحمد بن تميم بن تمام (٢٥١هـ-٣٣٣هـ / ٨٦٥م- ٩٤٥م):

٣١. المحن. الرياض، المملكة السعودية العربية: دار العلوم، ١٤٠٤هـ/ ١٩٨٤م.

—ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام الحراني (٦٦١هـ - ٧٢٨هـ/ ١٢٦٣م-١٣٢٨م):

٣٢. مجموع الفتاوى. مكتبة ابن تيمية.

٣٣. منهاج السنة النبوية. مؤسسة قرطبة.

— جاحظ، عمر بن أحمد بن هبة الله العقيلي، كمال الدين ابن العديم (ت:٦٦٠هـ):

٣٤. بغية الطلب في تاريخ حلب. بيروت، لبنان: دار الفكر.

—الجاحظ، أبو عثمان عمرو بن بحر (١٥٠هـ-٢٥٥هـ):

٣٥. رسائل الجاحظ. جمهورية المصر العربية، دار الجيل للطباعة.

— ابن أبي جرادة، عمر بن أحمد بن هبة الله العقيلي، كمال الدين ابن العديم (ت:٦٦٠هـ):

٣٦. بغية الطلب في تاريخ حلب. بيروت، لبنان: دار الفكر.

—ابن الجوزي، أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد بن علي بن عبيد الله (٥١٠هـ-٥٩٧هـ/ ١١١٦م-١٢٠١م):

٣٧. التبصرة. مصر، لبنان: دار الكتاب المصري، ١٣٩٠هـ/ ١٩٧٠م.

٣٨. الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٦هـ/ ٢٠٠٥م.

٣٩. صفة الصفوة. بيروت، لبنان: دارالكتب العلمية، ١٤٠٩هـ/ ١٩٨٩م.

٤٠. المنتظم في تاريخ الملوك والأمم. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية.

—ابن أبي حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر

التميمي، الحنظلي، الرازي (ت: ٣٢٧هـ):

٤١. تفسير القرآن العظيم. مكة المكرمة، السعودية: مكتبة نزار مصطفى الباز، الطبعة الثانية، ١٤١٩هـ/ ١٩٩٩م.

ـــــحارث، ابن أبي أسامة (١٨٦هـ-٢٨٢هـ):

٤٢. بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث. المدينة المنورة، السعودية: مركز خدمة السنة والسيرة النبوية، ١٤١٣هـ/ ١٩٩٢م.

ـــ الحاكم، أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد (٣٢١هـ-٤٠٥هـ/ ٩٣٣م-١٠١٤م):

٤٣. المستدرك على الصحيحين. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١١هـ/ ١٩٩٠م.

ـــــابن حبان، أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد بن حبان التميمي البستي (٢٧٠هـ-٣٥٤هـ/ ٨٨٤م-٩٦٥م):

٤٤. الصحيح. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ١٤١٤هـ/ ١٩٩٣م.

٤٥. الثقات. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٣٩٥هـ/ ١٩٧٥م.

ـــــابن حجر العسقلاني، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن علي ابن أحمد الكناني الشافعي (٧٧٣هـ-٨٥٢هـ/ ١٣٧٢م-١٤٤٩م):

٤٦. الإصابة في تمييز الصحابة. بيروت، لبنان: دار الجيل، ١٤١٢هـ.

٤٧. الإمتاع بالأربعين المتباينة السماع. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٨هـ/ ١٩٩٧م.

٤٨. تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة. بيروت، لبنان: دار الكتاب العربي.

٤٩. تهذيب التهذيب. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤٠٤هـ.

٥٠. فتح الباري شرح صحيح البخاري. بيروت، لبنان: دار المعرفة للطباعة والنشر.

٥١. فتح الباري. لاهور، باكستان: دار نشر الكتب الإسلامية، ١٤٠١هـ/ ١٩٨١م.

٥٢. لسان الميزان. بيروت، لبنان: مؤسسة الأعلمي للمطبوعات، ١٤٠٦هـ/ ١٩٨٦م.

٥٣. المطالب العالية. بيروت، لبنان: دار المعرفة، ١٤٠٧هـ/ ١٩٨٧م.

— ابن حزم، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد الأندلسي القرطبي الظاهري (ت: ٤٥٦هـ):

٥٤. رسائل. بيروت، لبنان: المؤسسة العربية للدراسات والنشر، الطبعة الثانية: ١٩٨٧م.

— حسام الدين الهندي، علاء الدين علي المتقي (ت: ٩٧٥هـ):

٥٥. كنز العمال. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ١٣٩٩هـ/ ١٩٧٩م.

— الحلبي، علي بن برهان الدين (ت: ١٠٤٤هـ):

٥٦. إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون. الشهير بـ"السيرة الحلبية". بيروت، لبنان: دار المعرفة، ١٤٠٠هـ.

الحلبي، علي بن برهان الدين (ت: ١٠٤٤هـ):

٥٧. إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون. الشهير بـ"السيرة الحلبية". بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٧هـ.

— الخلال، أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون البغدادي الحنبلي (ت: ٣١١هـ):

٥٨. السنة. الرياض، المملكة العربية السعودية: دار الراية، الطبعة: الأولى، ١٤١٠هـ/ ١٩٨٩م.

— الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن المهدي بن ثابت (٣٩٢هـ-٤٦٣هـ/ ١٠٠٢م-١٠٧١م):

٥٩. تاريخ بغداد. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية.

الخطيب التبريزي، ولي الدين أبو عبد الله محمد بن عبد الله (ت: ٧٤١هـ):

٦٠. مشكٰوة المصابيح. بيروت، لبنان، دار الكتب العلمية، ١٤٢٤هـ/ ٢٠٠٣م.

— الخفاجي، شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري (ت: ١٠٦٩هـ):

٦١. نسيم الرياض في شرح شفا القاضي عياض. دار الكتب العلمية: بيروت، لبنان. الطبعة الأولى: ١٤٢١هـ/ ٢٠٠١م.

— ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد بن محمد، ابن خلدون أبو زيد،

ولي الدين الحضرمي الإشبيلي (ت: ٨٠٨هـ):

٦٢. ديوان المبتدأ والخبر في تاريخ العرب والبربر ومن عاصرهم من ذوي الشأن الأكبر (تاريخ ابن خلدون). بيروت، لبنان: دار الفكر، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ/ ١٩٨٨م.

— ابن خلكان، أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن أبي بكر (ت:٦٨١هـ):

٦٣. وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان. لبنان، دار الثقافة.

— ابن خياط، خليفة ابن خياط الليثي العصفري، أبو عمر (١٦٠هـ-٢٤٠هـ):

٦٤. تاريخ خليفة ابن خياط. بيروت/ دمشق، لبنان/ شام: مؤسسة الرسالة/ دار القلم، ١٣٩٧هـ.

— الدارقطني، أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن المهدي بن مسعود بن نعمان (٣٠٦هـ-٣٨٥هـ/ ٩١٨م-٩٩٥م):

٦٥. السنن. بيروت، لبنان: دار المعرفة، ١٣٨٦هـ/ ١٩٦٦م.

— الدارمي، أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن (١٨١هـ-٢٥٥هـ/ ٧٩٧م-٨٦٩م):

٦٦. السنن. بيروت، لبنان: دار الكتاب العربي، ١٤٠٧هـ.

— أبو داود، سليمان بن أشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد الأزدي السبحستاني (٢٠٢هـ-٢٧٥هـ/ ٨١٧م-٨٨٩م):

٦٧. السنن. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤١٤هـ/ ١٩٩٤م.

— الدولابي، أبو بِشْر محمد بن أحمد بن حماد بن سعيد بن مسلم الأنصاري الرازي (٢٢٤هـ-٣١٠هـ):

٦٨. الكنى والأسماء. بيروت، لبنان: دار ابن حزم، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ/ ٢٠٠٠م.

٦٩. الذرية الطاهرة النبوية. الكويت: (١٤٠٧هـ/ ١٩٨٦م).

— الدهلوي، الشاه عبد العزيز الدهلوي (ت:١٢٣٩هـ/ ١٨٢٣م):

٧٠. سر الشهادتين. لاهور، باكستان، مطبع كانشي رام.

٧١. سر الشهادتين. اللكنو، الهند: مطبع نول كشور

— الديلمي، أبو شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمي الهمذاني (٤٤٥هـ-٥٠٩هـ/ ١٠٥٣م-١١١٥م):

٧٢. الفردوس بمأثور الخطاب. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٠٦هـ/ ١٩٨٦م.

— الدينوري، أبو بكر أحمد بن مروان بن محمد مالكي (ت: ٣٣٣هـ):

٧٣. المجالسة وجواهر العلم. بيروت، لبنان: دار ابن حزم، ١٤٢٣هـ/ ٢٠٠٢م.

— الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان (ت: ٦٣٠هـ):

٧٤. تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام. بيروت، لبنان: دار الكتاب العربي، الطبعة الثانية، ١٤١٨هـ/ ١٩٩٨م.

٧٥. تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام. بيروت، لبنان: دار الكتاب العربي، ١٤٠٧ھ/ ١٩٨٧م.

٧٦. سير أعلام النبلاء. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ١٤١٣ھ.

٧٧. سير أعلام النبلاء. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤١٧ھ/ ١٩٩٧م.

٧٨. ميزان الإعتدال في نقد الرجال. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى: ١٩٦٥م.

—ابن زبالة، محمد بن السن بن أبي الحسن القرشي المخزومي المدني (ت: ١٩٩ھ):

٧٩. أخبار المدينة. المدينة المنورة، السعودية: مركز بحوث ودراسات المدينة المنورة، الطبعة الأولى، ١٤٢٤ھ/ ٢٠٠٣م.

— الزرقاني، أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف بن أحمد بن علوان المصري الأزهري المالكي (١٠٥٥ھ-١١٢٢ھ/ ١٦٤٥م-١٧١٠م):

٨٠. شرح المواهب اللدنية بالمنح المحمدية. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٧ھ/ ١٩٩٦م.

—الزمخشري، جار الله محمد بن عمر الخوارزمي (٤٢٧ھ-٥٣٨ھ):

٨١. الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل. القاهرة، مصر: ١٣٧٣ھ/ ١٩٥٣م.

— سبط ابن الجوزي، يوسف بن فرغلي بن عبد الله البغدادي الحنفي

(٥٨١هـ-٦٥٤هـ):

٨٢. تذكرة الخواص. بيروت، لبنان: مؤسسة أهل بيت.

٨٣. مرآة الزمان في تواريخ الأعيان. دمشق، سوريا: دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ/ ٢٠١٥م.

ـــالسبكي، تقي الدين علي بن عبد الكافي بن علي السبكي (ت: ٧٥٦هـ):

٨٤. السيف المسلول على من سبّ الرسول. بيروت، لبنان: دار ابن حزم، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ/ ٢٠٠٥م.

السبكي، تقي الدين علي بن عبد الكافي بن علي السبكي (ت: ٧٥٦هـ):

٨٥. الفتاوى. بيروت، لبنان: دار المعرفة.

ـــالسخاوي، أبو عبد الله محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد (٨٣١هـ-٩٠٢هـ/ ١٤٢٨م-١٤٩٧م):

٨٦. التحفة اللطيفة في تاريخ المدينة الشريفة. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٤هـ/ ١٩٩٣م.

ـــسراج الدين، أبو محمد علي بن عثمان بن محمد التيمي الحنفي (ت: ٥٦٩هـ):

٨٧. الفتاوى السراجية. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية.

ـــابن سعد، أبو عبد الله محمد (١٦٨هـ-٢٣٠هـ/ ٧٨٤م-٨٤٥م):

٨٨. الطبقات الكبرى. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٣٩٨هـ/ ١٩٧٨م.

٨٩. الطبقات الكبرى. بيروت، لبنان: دار بيروت للطباعة و النشر،

۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸م.

— السمهودي، نور الدين أبو الحسن علي بن عبد الله بن أحمد الحسيني الشافعي (۸٤٤ھ-۹۱۱ھ):

۹۰. وفاء الوفا بأخبار دار المصطفى. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ۱٤۱۹ھ.

— السهيلي، أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد بن أبي الحسن الخثعمي (ت: ۵۸۱ھ):

۹۱. الروض الأنف في تفسير السيرة النبوية لابن هشام. بيروت لبنان: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى: ۱٤۱۸ھ/ ۱۹۹۷م.

— السيوطي، جلال الدين أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر بن محمد بن أبي بكر بن عثمان (۸٤۹ھ-۹۱۱ھ/ ۱٤٤۵م-۱۵۰۵م):

۹۲. تاريخ الخلفاء. جدّة، السعودية: دار المنهاج.

۹۳. تاريخ الخلفاء. مصر، مكتبة السعادة. الطبعة الأولى، ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۲م.

۹٤. تاريخ الخلفاء. لاهور، باكستان، مكتبة مدنية.

۹۵. الحاوي للفتاوى. بيروت، لبنان: دار الفكر للطباعة والنشر، ۱٤۲٤ھ/ ۲۰۰٤م.

۹٦. الخصائص الكبرى. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ۱٤۰۵ھ/ ۱۹۸۵م.

٩٧. الخصائص الكبرى. فيصل آباد، باكستان: المكتبة النورية الرضوية.

٩٨. الدر المنثور في التفسير بالمأثور. بيروت، لبنان: دار المعرفة.

٩٩. شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور. بيروت، لبنان: دار المعرفة، ١٤١٧هـ/ ١٩٩٦م.

١٠٠. الرسائل التسع. بيروت، لبنان: داراحياء العلوم، ١٤٠٩هـ/ ١٩٨٨م.

—الشبراوي، عبد الله بن محمد بن عامر الشافعي:

١٠١. الاتحاف بحب الأشراف. مصر: شركة مكتبة مصطفى البابي وأولاده بمصر.

— الشجري الجرجاني، يحيى بن الحسين الموفق بن إسماعيل بن زيد الحسني (ت:٤٩٩هـ):

١٠٢. كتاب الأمالي وهي المعروفة ترتيب الأمالي الخميسية. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ/ ٢٠٠١م.

—ابن أبي شيبة، أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي (١٥٩هـ-٢٣٥هـ/ ٧٧٦م-٨٤٩م):

١٠٣. المصنف. رياض، سعودي عرب: مكتبة الرشد، ١٤٠٩هـ.

—الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند:

١٠٤. الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان.

بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤١١هـ-١٩٩١م.
— شيخي زاده، عبد الرحمن بن محمد بن سليمان الكليبولي (ت: ١٠٧٨هـ):
١٠٥. مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٩هـ/ ١٩٩٨م.
— الصالحي، أبو عبد الله محمد بن يوسف بن علي الصالحي الشامي (٩٤٢هـ/ ١٥٣٦م):
١٠٦. سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٤هـ/ ١٩٩٣م.
— الصبان، العلامة أبو العرفان محمد بن علي الصبان (ت: ١٢٠٦هـ):
١٠٧. إسعاف الراغبين في سيرة المصطفى وفضائل أهل بيته الطاهرين. الكويت: مبرة الآل والأصحاب، الطبعة الأولى: ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.
— الصفدي، صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله (ت: ٧٦٤هـ):
١٠٨. كتاب الوافي بالوفيات. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي، الطبعة الأولى، ١٤٢٠هـ/ ٢٠٠٠م.
— الطبري، أبو جعفر محمد بن جرير بن يزيد بن خالد (٢٢٤هـ-٣١٠هـ/ ٨٣٩م-٩٢٣م):
١٠٩. تاريخ الأمم والملوك. بيروت، لبنان: الطبعة الأولى،

١٤٢٢هـ/ ٢٠٠١م.

— الطبراني، أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي (٢٦٠هـ-٣٦٠هـ/ ٨٧٣م-٩٧١م):

١١٠. المعجم الأوسط. قاهره، مصر: دار الحرمين، ١٤١٥هـ.

١١١. المعجم الكبير. موصل، عراق: مكتبة العلوم والحكم، ١٤٠٣هـ/ ١٩٨٣م.

١١٢. المعجم الكبير. قاهره، مصر: مكتبة ابن تيمية.

— الطحاوي، أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامه بن سلمه بن عبد الملك بن سلمه (٢٢٩هـ-٣٢١هـ/ ٨٥٣م-٩٣٣م):

١١٣. مشكل الآثار. بيروت، لبنان: دار صادر.

— ابن طولون، محمد بن علي بن أحمد بن علي بن خمارويه الدمشقي الصالحي الحنفي، المحدث النحوي (٨٨٠هـ- ٩٥٣هـ/ ١٤٧٥م-١٥٤٦م):

١١٤. قيد الشريد من أخبار يزيد. القاهرة، مصر: دار الصحوة، ١٤٠٦هـ/ ١٩٨٦م.

— الطيالسي، أبو داود سليمان بن داود الجارود (١٣٣هـ-٢٠٤هـ/ ٧٥١م-٨١٩م):

١١٥. المسند. بيروت، لبنان: دار المعرفة.

— ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي

الحنفي (ت: ١٢٥٢هـ):

١١٦. رسائل ابن عابدين. لاهور، باكستان: سهيل أكادمي، لاهور، ١٩٨٠م.

—ابن أبي عاصم، أبوبكر أحمد بن عمرو بن ضحاك بن مخلد الشيباني (٢٠٦هـ-٢٨٧هـ/ ٨٢٢م-٩٠٠م):

١١٧. الآحاد والمثاني. رياض، سعودي عرب: دار الراية، ١٤١١هـ/ ١٩٩١م.

—العاصمي، عبد الملك بن حسين بن عبد الملك الشافعي المكي (ت: ١١١١هـ):

١١٨. سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي. بيروت، لبنان: دار لكتب العلمية، ١٤١٩هـ/ ١٩٩٨م.

— ابن عبد البر، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد (٣٦٨هـ-٤٦٣هـ/ ٩٧٩م-١٠٧١م):

١١٩. الاستيعاب في معرفة الأصحاب. بيروت، لبنان: دار الجيل، ١٤١٢هـ.

—ابن عبد ربه، أبو عمر، شهاب الدين أحمد بن محمد بن عبد ربه ابن حبيب ابن حدير بن سالم الأندلسي (ت: ٣٢٨هـ):

١٢٠. العقد الفريد. بيروت، لبنان: دار أحياء التراث العربي، الطبعة الثالثة، ١٤٢٠هـ/ ١٩٩٩م.

— عبد بن حميد، أبو محمد عبد بن حميد بن نصر الكسي (ت: ٢٤٩هـ/ ٨٦٣م):

١٢١ . المسند. قاهره، مصر: مكتبة السنة، ١٤٠٨هـ/ ١٩٨٨م.

—عبد الرزاق، أبو بكر بن همام بن نافع صنعاني (١٢٦هـ-٢١١هـ/ ٧٤٤م-٨٢٦م):

١٢٢ . المصنف. بيروت، لبنان: المكتب الإسلامي، ١٤٠٣هـ.

—عبد الحق المحدث الدهلوي، (٩٥٨هـ-١٠٥٢هـ/ ١٥٥١م-١٦٤٢م):

١٢٣ . أشعة اللمعات في شرح المشكاة. سكهر، باكستان: مكتبة نورية رضوية، ١٩٧٦م.

١٢٤ . تكميل الإيمان. كراتشي، باكستان: الرحيم الاكيدمي، ١٤٢١هـ.

١٢٥ . جذب القلوب إلى ديارِ المحبوب. لكهنؤ، الهند: المطبعة المنشي نولكشور.

— عبد الحي، محمد فرنگي محلي اللكهنوي (١٢٦٤هـ-١٣٠٤هـ/ ١٨٤٨م-١٨٨٦م):

١٢٦ . مجموعة فتاویٰ. كراچی، پاكستان: سعيد برادرز.

—عبد العزيز البرهاروي (١٢٠٩هـ-١٢٤١هـ):

١٢٧ . النبراس شرح شرح العقائد. شاه عبد الحق محدث اكادمى، دار العلوم مظهريه امداديه، بنديال، سر گودها

—ابن عدي، عبد الله بن عدي بن عبد الله بن محمد أبو أحمد الجرجاني،

(٢٧٧هـ-٣٦٥هـ):

١٢٨. الكامل في ضعفاء الرجال. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤٠٩هـ/ ١٩٨٨م.

—ابن العربي، أبو بكر محمد بن عبد الله (٤٦٨هـ-٥٤٣هـ):

١٢٩. أحكام القرآن. بيروت، لبنان: دار الفكر للطباعة والنشر.

—ابن عساكر، أبو القاسم علي بن حسن بن هبة الله بن عبد الله بن حسين الدمشقي الشافعي (٤٩٩هـ-٥٧١هـ/ ١١٠٥م-١١٧٦م):

١٣٠. تاريخ دمشق الكبير/ تاريخ مدينة دمشق (المعروف ب تاريخ ابن عساكر). بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي، ١٤٢١هـ.

١٣١. تاريخ مدينة دمشق المعروف بـ: تاريخ ابن عساكر. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٩٩٥م.

—ابن العماد، عبد الحي بن أحمد بن محمد العَكري الحنبلي، أبو الفلاح (ت: ١٠٨٩هـ):

١٣٢. شذرات الذهب في أخبار من ذهب. دمشق-بيروت، لبنان: دار ابن كثير، الطبعة الأولى، ١٤٠٦هـ/ ١٩٨٦م.

—العيني، بدر الدين أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين بن يوسف بن محمود (٧٦٢هـ-٨٥٥هـ/ ١٣٦١م-١٤٥١م):

١٣٣. عمدة القاري شرح صحيح البخاري. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٣٩٩هـ/ ١٩٧٩م.

— الفاكهي، أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن عباس المكي (ت: ٢٧٢ھ/ ٨٨٥م):

١٣٤. أخبار مكة في قديم الدهر وحديثه. بيروت، لبنان: دار خضر، ١٤١٤ھ.

— ابن فتوح، محمد بن فتوح بن عبد الله بن فتوح بن حميد الأزدي الميورقي الحَمِيدي أبو عبد الله بن أبي نصر (ت: ٤٨٨ھ):

١٣٥. الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم. بيروت، لبنان: دار ابن حزم، الطبعة الثانية، ١٤٢٣ھ/ ٢٠٠٢م.

— الفسوي، أبو يوسف يعقوب بن سفيان (ت: ٢٧٧ھ):

١٣٦. المعرفة والتاريخ. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٩ھ/ ١٩٩٩م.

— فیض احمد، مولانا:

١٣٧۔ مہر منیر (سوانح حیات پیر مہر علی شاہ)۔ لاہور، پاکستان: پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز پرائیویٹ لمیٹڈ، ١٤١١ھ/ ١٩٩١ء۔

— القاسمي، محمد جمال الدين بن محمد سعيد بن قاسم الحلاق (ت: ١٣٣٢ھ):

١٣٨. محاسن التأويل. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى، ١٤١٨ھ.

— قاضي خان، فخر الدين أبو المحاسن الحسن بن منصور الفرغاني (ت:

٥٩٢هـ):

١٣٩. الفتاوى مع الفتاوى السراجية. كوئته، باكستان: بلوجستان بك دبو، ١٤٠٥هـ/ ١٩٨٥م.

— قاضي ثناء الله الباني بتي، محمد ثناء الله الباني بتي الحنفي (ت: ١٢٢٥هـ):

١٤٠. التفسير المظهري. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ/ ٢٠٠٧م.

— القاضي عياض، أبو الفضل عياض بن موسى بن عياض بن عمرو ابن موسى اليحصبي (٤٧٦هـ-٥٤٤هـ/ ١٠٨٣م-١١٤٩م):

١٤١. إكمال المعلم بفوائد مسلم. بيروت، لبنان: دارالوفا للطباعة والنشر والتوزيع، ١٤١٩هـ/ ١٩٩٨م.

١٤٢. الشفا بتعريف حقوق المصطفى. عمان: دار الفيحاء، الطبعة الثانية: ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م.

— القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن محمد بن يحيى بن مفرج الأموي (٢٨٤هـ-٣٨٠هـ/ ٨٩٧م-٩٩٠م):

١٤٣. الجامع لأحكام القرآن. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي.

— القزويني، عبد الكريم بن محمد بن عبد الكريم الرافعي (ت: ٦٢٣هـ):

١٤٤. التدوين في أخبار قزوين. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية،

١٤٠٨هـ/ ١٩٨٧م.

—القسطلاني، أبو العباس أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبد الملك بن أحمد بن محمد بن محمد بن حسين بن علي (٨٥١هـ-٩٢٣هـ/ ١٤٤٨م-١٥١٧م):

١٤٥. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري. بيروت، لبنان: دار الفكر للطابعة والنشر و التوزيع.

١٤٦. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري.مصر: دار الفكر، ١٣٠٤هـ.

١٤٧. المواهب اللدنية بالمنح المحمدية. بيروت، لبنان: المكتب الإسلامي، ١٤١٢هـ/ ١٩٩١م.

—القنوجي، أبو الطيب السيد صديق حسن (ت: ١٣٠٧هـ):

١٤٨. بغية الرائد في شرح العقائد. بهوبال، انديا: المطبع الصديقي الكائن: ١٣٠١هـ.

—الكتبي، محمد بن شاكر بن أحمد (ت: ٧٦٤هـ):

١٤٩. فوات الوفيات. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى: ٢٠٠٠م.

— ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (٧٠١هـ-٧٧٤هـ/ ١٣٠١م-١٣٧٣م):

١٥٠. البداية والنهاية. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤١٩هـ/ ١٩٩٨م.

١٥١. البداية والنهاية. بيروت، لبنان: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع.

١٥٢. تفسير القرآن العظيم. الرياض، السعودية، دار طيبة للنشر والتوزيع، الإصدار الثاني، الطبعة الثالثة، ١٤٢٦هـ/ ٢٠٠٥م.

١٥٣. تفسير القرآن العظيم. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤٠١هـ.

— الكرماني، العلامة شمس الدين محمد بن يوسف بن علي (ت: ٧٩٦هـ):

١٥٤. الكواكب الدراري في شرح صحيح البخاري. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي، ١٣٥٦هـ/ ١٩٧٣م.

— الكلاعي، أبي الربيع سليمان بن موسى الكلاعي الأندلسي (٥٦٥هـ-٦٣٤هـ):

١٥٥. الإكتفاء بما تضمة من مغازي رسول الله والثلاثة الخلفاء. بيروت، لبنان: عالم الكتب، ١٩٩٧م.

— گنگوہی، رشید احمد (ت: ١٩٠٥م):

١٥٦. فتاویٰ رشیدیہ. کراچی، پاکستان: محمد علی کارخانہ۔

— اللالكائي، أبو قاسم هبة الله بن حسن بن منصور (ت: ٤١٨هـ):

١٥٧. شرح أصول إعتقاد أهل السنة والجماعة من الكتاب والسنة وإجماع الصحابة. الرياض، السعودية، دار طيبة، ١٤٠٢هـ.

١٥٨. كرامات الأولياء. الرياض، السعودية، دار طيبة، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ.

— ابن ماجه، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني (٢٠٧هـ-٢٧٥هـ/ ٨٢٤م-٨٨٧م):

١٥٩. السنن. بيروت، لبنان: دار الفكر.

— الماوردي، أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي (ت: ٤٥٠هـ):

١٦٠. أعلام النبوة. بيروت، لبنان: دار الكتب العربي، ١٤٠٧هـ/ ١٩٨٧م.

— المباركفوري، أبو العلا محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم (١٢٨٣هـ-١٣٥٣هـ):

١٦١. تحفة الأحوذي. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية.

— مجدد الف ثاني، إمام الرباني شيخ أحمد السرهندي (٩٧١هـ-١٠٣٤هـ/ ١٥٦٤م-١٦٢٤م):

١٦٢. مكتوبات إمام الرباني. دهلي، الهند: المطبعة المرتضوي، ١٢٩٠هـ.

— المحامي، محمد فريد (بك) (ت: ١٣٣٨هـ):

١٦٣. تاريخ الدولة العلية العثمانية، دار النفائس، بيروت - لبنان، ١٤٠١هـ/ ١٩٨١م.

— المزي، أبو الحجاج يوسف بن زكي عبد الرحمن بن يوسف بن عبد الملك بن يوسف بن علي (٦٥٤هـ-٧٤٢هـ/ ١٢٥٦م-١٣٤١م):

١٦٤. تهذيب الكمال. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ١٤٠٠هـ/ ١٩٨٠م.

—المراغي، أحمد بن مصطفى المراغي (ت: ١٣٧١هـ):

١٦٥. تفسير المراغي. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٣٩٤هـ/ ١٩٧٤م.

—المسعودي، أبو الحسن علي بن الحسين بن علي (ت: ٣٤٦هـ):

١٦٦. مروج الذهب ومعادن الجوهر. قم، ايران: دار الهجرة، ١٤٠٤هـ/ ١٩٨٤م.

— مسلم، أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد قشيري النيشابوري (٢٠٦هـ- ٢٦١هـ/ ٨٢١م-٨٧٥م):

١٦٧. الصحيح. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي.

— المقدسي، أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد الحنبلي (٥٦٩هـ-٦٤٣هـ/ ١١٧٣م-١٢٤٥م):

١٦٨. الأداب الشرعية. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، الطبعة الثانية: ١٤١٧هـ/ ١٩٩٦م.

١٦٩. الأحاديث المختارة. مكة المكرمة، السعودية: مكتبة النهضة الحديثة، ١٤١٠هـ/ ١٩٩٠م.

—المقدسي، المطهر بن طاهر (ت: ٣٥٥هـ):

١٧٠. البدء والتاريخ. مكتبة الثقافة الدينية.

—المقرئ، أبو عمرو عثمان بن سعيد بن عثمان بن سعيد بن عمر الأموي

الداني (٣٧١هـ-٤٤٤هـ/ ٩٨١م-١٠٥٢م):

١٧١. السنن الواردة في الفتن. رياض، السعودية: دار العاصمة، ١٤١٦هـ.

—المقريزي، أبو العباس تقي الدين أحمد بن علي بن عبد القادر بن محمد بن إبراهيم بن محمد بن تميم بن عبد الصمد (٧٦٩هـ-٨٤٥هـ/ ١٣٦٧م-١٤٤١م):

١٧٢. إمتاع الأسماع بما للنبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٠هـ/ ١٩٩٩م.

—الملا علي القاري، نور الدين بن سلطان محمد الهروي الحنفي (ت: ١٠١٤هـ/ ١٦٠٦م):

١٧٣. شرح الشفاء. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢١هـ/ ٢٠٠١م.

١٧٤. شرح الفقه الأكبر. دهلي، انديا: مطبع مجتبائي ١٣٤٨هـ.

١٧٥. مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٢هـ/ ٢٠٠١م.

١٧٦. مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٢هـ/ ٢٠٠١م.

—ابن الملقن، سراج الدين أبو حفص عمر بن علي بن أحمد الشافعي

المصري (ت:٨٠٤هـ):

١٧٧. التوضيح لشرح الجامع الصحيح. دمشق، سوريا: دار النوادر، الطبعة الأولى، ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

— المناوي، عبد الرؤف بن تاج العارفين بن علي (٩٥٢هـ-١٠٣١هـ/ ١٥٤٥م-١٦٢١م):

١٧٨. التيسير بشرح الجامع الصغير. الرياض: مكتبة الإمام الشافعي، ١٤٠٨هـ/ ١٩٨٨م.

١٧٩. فيض القدير شرح الجامع الصغير. مصر: مكتبة التجارية الكبرى، ١٣٥٦هـ.

— المنذري، أبو محمد عبد العظيم بن عبد القوي (٥٨١هـ-٦٥٦هـ/ ١١٨٥م-١٢٥٨م):

١٨٠. الترغيب والترهيب من الحديث الشريف. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٧هـ.

— مہر علی، پیر سید مہر علی شاہ (ت: ١٣٥٦ھ/ ١٩٣٧م):

١٨١۔ مقالات مرضیۃ المعروف بہ ملفوظات مہریہ۔ اسلام آباد، پاکستان: پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ لاہور، ١٩٩٧ء۔

—ابن نجيم، زين الدين بن إبراهيم بن محمد المصري (ت: ٩٧٠هـ):

١٨٢. البحر الرائق شرح كنز الدقائق. بيروت، لبنان: دار المعرفة، الطبعة الثانية.

— النسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي (٢١٥هـ-٣٠٣هـ/ ٨٣٠م-٩١٥م):

١٨٣. السنن. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٦هـ/ ١٩٩٥م، حلب، شام: مكتب المطبوعات الإسلامية، ١٤٠٦هـ/ ١٩٨٦م.

١٨٤. السنن الكبرى. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١١هـ/ ١٩٩١م.

—أبو نعيم الأصبهاني، أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران (ت: ٤٣٠هـ):

١٨٥. دلائل النبوة. بيروت، لبنان: دار النفائس، الطبعة الثانية، ١٤٠٦هـ/ ١٩٨٦م.

١٨٦. معرفة الصحابة. الرياض، السعودية: دار الوطن للنشر، الطبعة الأولى، ١٤١٩هـ/ ١٩٩٨م.

—نعيم بن حماد، المروزي، أبو عبد الله (ت: ٢٨٨هـ):

١٨٧. الفتن. قاهره، مصر: بيروت، لبنان: مؤسسة الكتب الثقافية، ١٤٠٨هـ.

— النووي، أبو زكريا يحيى بن شرف بن مري بن حسن بن حسين بن محمد بن جمعة بن حزام (٦٣١هـ-٦٧٧هـ/ ١٢٣٣م-١٢٧٨م):

١٨٨. شرح صحيح مسلم. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي، الطبعة الثانية: ١٣٩٢هـ.

ـــ ابن الوزير، محمد بن إبراهيم بن علي بن المرتضى بن المفضل الحسني القاسمي، أبو عبد الله، عز الدين، من آل الوزير (ت: ٨٤٠هـ):

١٨٩. العواصم والقواصم في الذب عن سنة أبي القاسم ﷺ. بيروت، لبنان، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة الثالثة، ١٤١٥هـ/ ١٩٩٤م.

١٩٠. الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم ﷺ. دار عالم الفوائد للنشر والتوزيع.

ـــ ابن حجر الهيتمي، أبو العباس أحمد بن محمد بن علي ابن حجر (٩٠٩هـ-٩٧٣هـ):

١٩١. الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة،١٤١٧هـ/ ١٩٩٧م.

١٩٢. الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة. القاهرة، مصر: الطبعة الثانية، ١٣٨٥هـ/ ١٩٦٥م.

١٩٣. المنح المكية بشرح الهمزية. جدة، المملكة العربية السعودية: دار المنهاج للنشر والتوضيع، ١٤٢٦هـ/ ٢٠٠٥م.

ـــ ابن الهمام، كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي (ت: ٨٦١هـ):

١٩٤. فتح القدير. نيروت، لبنان: دار الفكر.

ـــ الهيثمي، نور الدين أبو الحسن علي بن أبي بكر بن سليمان (٧٣٥هـ-٨٠٧هـ/ ١٣٣٥م-١٤٠٥م):

١٩٥ . مجمع الزوائد ومنبع الفوائد. قاهره، مصر: دار الريان للتراث + بيروت، لبنان: دار الكتاب العربي، ١٤٠٧هـ/ ١٩٨٧م.

—وحيد الزمان، العلامة:

١٩٦ . تيسير الباري ترجمه و شرح صحيح بخاري. كراچی، پاكستان، تاج كمپنی لميٹڈ.

— ابن أبي الوفا الحنفي، عبد القادر بن أبي الوفاء محمد بن نصر الله القرشي، أبو محمد، محيي الدين الحنفي (ت: ٦٩٦هـ/ ٧٧٥هـ):

١٩٧ . الجواهر المضيئة في طبقات الحنفية. كراتشي، الباكستان: مير محمد كتب خانه.

—ولي الله، الشاه ولي الله المحدث الدهلوي، (ت: ١١٧٦هـ):

١٩٨ . رسالة شرح تراجم أبواب صحيح البخاري. حيدر آباد دكن، انديا: مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية، ١٤٠٢هـ/ ١٩٨٢م.

—اليافعي، أبو محمد عبد الله بن أسعد بن علي بن سليمان (ت: ٧٦٨هـ):

١٩٩ . مرآة الجنان وعبرة اليقظان. القاهرة، مصر: دار الكتاب الإسلامي، ١٤١٣هـ/ ١٩٩٣م.

—أبو يعلى، أحمد بن علي بن مثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال الموصلي التميمي (٢١٠هـ-٣٠٧هـ/ ٨٢٥م-٩١٩م):

٢٠٠ . المسند. دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ١٤٠٤هـ/ ١٩٨٤م.

- قرآن وحدیث کی نصوصِ قطعیہ سے آراستہ وپیراستہ
- ائمہ کرام کے مستند اور معتبر دلائل وبراہین سے مزین
- فکری واضحیت اور اِعتقادی اِصلاح کے لیے نسخۂ کیمیا
- واقعۂ کربلا کے بارے میں پھیلائے گئے شکوک وشبہات کا مکمل ازالہ
- سانحۂ کربلا کے اَصل کرداروں کے بارے میں اِنکشافِ حقائق
- نفسِ مسئلہ پر اپنی نوعیت کی منفرد، وقیع اور جامع ترین کتاب

منہاج القرآن پبلیکیشنز

365-M, Model Town, Lahore—Pakistan
Ph. [+92-42] 111-140-140, [+92-42] 3516 5338

Chatter Gee Road, Urdu Bazar, Lahore—Pakistan
Ph. [+92-42] 3736 0532
www.minhaj.org tehreek@minhaj.org
www.peaceprogram.net
TahirulQadri TahirulQadri

BM-0028-1